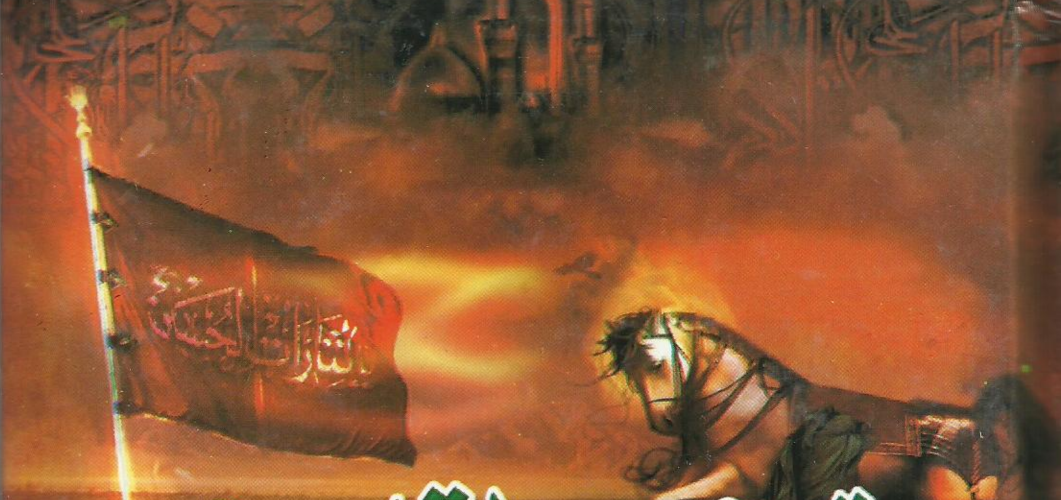

قیام حضرت مختار

ابن ابی عبید ثقفیؒ

مؤلف

سیّد ابو فاضل رضوی اردکانی

مترجم

حضرت آیۃ اللہ الحاج شیخ الجامعہ اختر عباس نجفی اعلی اللہ مقامہ

حیدر بک ڈپو

ناشر

امام بارگاہ بلاک نمبر 7 خوشاب روڈ سرگودھا

Presented by Ziaraat.Com

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں.

منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

Presented by Ziaraat.Com

Knowledge for All
SABIL-E-SAKINA

یا عباسؑ

۷۸۶
۹۲-۱۱۰
یا صاحب الزماں ادرکنیؑ

DvD Version

لبیک یا حسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری۔

NOT FOR COMMERCIAL

www.ziaraat.com

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

Presented by Ziaraat.Com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قیام حضرت مختار ابن ابی عبید ثقفیؒ

مؤلفہ

سید ابوالفضل رضوی اردکانی

مترجم

حجۃ الاسلام علامہ اختر عباس نجفی مدظلہ

ملنے کا پتہ

حیدر بک ڈپو

Presented by Ziaraat.Com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

★★★★★

نام کتاب : قیام حضرت مختار ابن ابی عبید ثقفی
مولف : سید ابوالفضل رضوی اردکانی
مترجم : حجۃ الاسلام علامہ اختر عباس نجفی
ناشر : حیدر بک ڈپو بلاک ۷ سرگودھا
کمپوزنگ : محمد رضا نجفی
قیمت : -/225 روپے

★★★★★

ملنے کا پتہ

حیدر بک ڈپو
امام بارگاہ بلاک نمبر ۷ خوشاب روڈ سرگودھا
فون نمبر: 0300-6050501

Presented by Ziaraat.Com

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	تقدیم	۸
۲	پیش لفظ	۹
۳	مقدمہ	۱۲
۴	انقلاب اور قیام مختار کی حقیقت اور واقعیت	۱۹
۵	ہماری غرض وغایت	۲۳
۶	خواہش وتقاضا	۲۴
	فصل اوّل ﴿مختار کی شخصیت کی خصوصیات﴾	
۷	پہلا حصہ: مختار کی شخصیت کی خصوصیات	۲۶
۸	دوسرا حصہ: مختار کی شخصیت	۳۲
	فصل دوم ﴿آئمہ علیہم السلام اور علماء کی نظر میں مختار کی شخصیت﴾	
۹	پہلا حصہ: آئمہ علیہم السلام کی نگاہ میں مختار کی شخصیت	۴۲
۱۰	دوسرا حصہ: بزرگ علماء کی نظر میں مختار کی شخصیت	۵۶
۱۱	تیسرا حصہ: وہ بزرگ علماء کہ جنہوں نے مختار کی عظمت میں کتابیں لکھی ہیں	۷۰

Presented by Ziaraat.Com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
	تیسری فصل «بے جا تہمتوں میں»	
۱۲	پہلا حصہ: مختار نبوت و نزول وحی کا مدعی نہیں تھا	۷۸
۱۳	دوسرا حصہ: مختار کا مذہب کیسانی نہیں تھا	۸۴
۱۴	تیسرا حصہ: کیسانیہ فرقہ	۹۵
۱۵	چوتھا حصہ: روایات پر تحقیق	۱۰۹
۱۶	کیا مختار جہنم میں جائیگا	۱۱۴
	چوتھی فصل «محمد بن حنفیہ کی شخصیت»	
۱۷	پہلا حصہ: آپکے ذاتی کوائف	۱۲۰
۱۸	دوسرا حصہ: محمد بن حنفیہ اور امامت سجاد علیہ السلام	۱۳۱
۱۹	تیسرا حصہ: مختار کے قیام اور انقلاب میں جناب محمد بن حنفیہ کا کردار	۱۴۱
	پانچویں فصل «قیام کے حالات اور فلسفہ میں»	
۲۰	پہلا حصہ: امام حسین علیہ السلام کا قیام مسلمانوں کی بیداری کا موجب ہوا۔	۱۵۰
۲۱	دوسرا حصہ: حجاز میں شورش	۱۶۰
۲۲	تیسرا حصہ: عراق کے دگرگون حالات	۱۷۱
۲۳	چوتھا حصہ: قیام کا فلسفہ	۱۸۴

Presented by Ziaraat.Com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
	چھٹی فصل ﴿قیام اور انقلاب کے مقدمات میں﴾	
۲۴	پہلا حصہ: مختار اہل بیت علیہم السلام کا دفاع کرنے والا تھا	۱۹۱
۲۵	دوسرا حصہ: مختار اور ابن زبیر	۲۰۳
۲۶	تیسرا حصہ: حرکت کا آغاز	۲۱۲
	ساتویں فصل ﴿قیام سے پہلے کے واقعات﴾	
۲۷	پہلا حصہ: مختار کوفہ میں	۲۲۳
۲۸	دوسرا حصہ: کوفہ کے سیاسی حالات میں تبدیلی	۲۳۷
۲۹	تیسرا حصہ: انقلاب کیلئے دعوت	۲۴۲
۳۰	چوتھا حصہ: ابراہیم اشتر کا کردار	۲۵۵
	آٹھویں فصل ﴿انقلاب اور قیام﴾	
۳۱	پہلا حصہ: کوفہ میں جنگ	۲۶۷
۳۲	دوسرا حصہ: قیام کی ابتدائی اغراض	۲۷۲
	ناویں فصل ﴿قیام اور انقلاب کی کامیابی﴾	
۳۳	پہلا حصہ: کوفہ شہر پر قبضہ	۳۰۲
۳۴	دوسرا حصہ: حکومت اور انقلاب کے ارکان کی تشکیل	۳۱۴
۳۵	تیسرا حصہ: مختار کے سامنے تین محاذ	۳۲۴

Presented by Ziaraat.Com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
	دسویں فصل ﴿کوفہ میں گڑبڑ﴾	
۳۶	پہلا حصہ: کوفہ میں شورش	۳۳۹
۳۷	دوسرا حصہ: کوفہ میں جنگ	۳۵۵
	گیارہویں فصل ﴿انتقام﴾	
۳۸	پہلا حصہ: مختار کی اصلی غرض	۳۷۳
۳۹	دوسرا حصہ: مختار اور عمر سعد	۴۰۹
	بارہویں فصل ﴿انقلاب اور قیام کا دوسرا مرحلہ﴾	
۴۰	پہلا حصہ: شام کی حکومت سے جنگ	۴۲۸
	تیرھویں فصل ﴿مختار اور عبداللہ بن زبیر کی جنگ﴾	
۴۱	پہلا حصہ: مختار کی چال	۴۸۰
۴۲	دوسرا حصہ: محمد بن حنفیہ اور فتنہ ابن زبیر	۴۹۱
	چودھویں فصل ﴿پایان کار﴾	
۴۳	پہلا حصہ: مصعب ابن زبیر اور مختار کی جنگ	۵۰۰
۴۴	دوسرا حصہ: مشکوک قتل	۵۲۳
۴۵	تیسرا حصہ: مختار کی شہادت	۵۴۰

Presented by Ziaraat.Com

بسم الله الرحمن الرحيم

Presented by Ziaraat.Com

تقدیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انسانی تاریخ کی اہم اور انتقام گیر ذات جو اس جہان میں عدالت برپا کرے گی اور پیغمبروں کے وارث ہیں۔ شہیدوں کے خون کا انتقام لینے والے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی حجت اور ولی عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف ہیں۔ اور مقدس الٰہی کی روح یعنی جو غالبوں پر غالب اور قہرمانوں کے قہرمان۔ ملت ایران کے نور چشم حضرت آیت اللہ العظمیٰ السید روح اللہ الخمینی قدس سرہ الشریف اور ان کے بتائے جانے والے جانشین اور فرزند حقیقی امام حسین علیہ السلام حضرت آیت اللہ خامنہ ای دامت برکاتہ اور شہداء قرآن اور اسلام کی ارواح طیبہ اور تمام شہداء کے سردار امام حسین علیہ السلام جو کہ مظلومیت کے بیان گر ہیں اور اللہ کی راہ میں شہداء کے پیروکاروں کی خدمت میں یہ ہدیہ تقدیم کرتا ہوں۔

مولف

Presented by Ziaraat.Com

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

والحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی نبینا و علی ال بیعہ المظلومین المقہورین والشہداء المکرمین

اسلامی انقلابات کے بارے میں تحقیق اور اس کی واقعیت اور غرض اور فلسفہ کو بیان کرنا اسلامی تاریخ کے موضوعات میں سے ایک اہم موضوع شمار ہوتا ہے۔

افسوس یہ ہے کہ ایسے انقلابات اور قیام جو اسلامی تاریخ میں ایک عظیم تحول کا نقطہ آغاز ہیں اور بالخصوص جو شیعہ کے خونین تاریخ کا حصہ شمار ہوتے ہیں۔ ایسے انقلابات کو انسانی معاشروں پر زبردستی ٹھونسے ہوئے قوانین سے آگاہ دشمنوں اور نادان دوستوں نے تبدیل اور تحریف کر کے غلط اور بے بنیاد بتلایا ہے۔ یا انہیں مورد سوال قرار دیا ہے۔ حکومت وقت کے کاسہ لیس مورخین اور محدثین ان کے اصلی عامل کو غلط بتلانے والے ہیں۔ لہٰذا ان محققین اور علماء و دانشمندوں پر کہ جنہیں تاریخی حقائق کی چھان بین کی قدرت اور استعداد موجود ہے وہ ان تاریخی واقعات اور حقائق پر تحقیق کریں اور جو ابہام اور جھوٹ کے پردے اور گرد و غبار جو ان پر ڈالے گئے ہیں انہیں دور کریں اور ایسی ذمہ داری سے جو ان پر عائد ہوتی ہے۔ ان پر لازم اور واجب ہے کہ وہ اپنے اس اہم فرض پر عمل کریں اور اہم کام کے بجالانے پر اقدام کریں۔

ایک اہم علت جو اس کتاب کے لکھنے والے پر ایسی کتاب لکھنے کیلئے سبب بنی ہے اور

Presented by Ziaraat.Com

اس کیلئے یہ مقام افسوس اور تاسف رہا ہے کہ وہ غیر منصفانہ اور غیر عادلانہ فیصلے تھے جو شیعہ تاریخ کے ایک اہم اور بزرگ شجاع اور فداکار اہل بیتؑ اطہار کے خون کا بدلا لینے والی شخصیت یعنی مختار بن ابی عبید ثقفی کے بارے میں کئے جاتے رہے ہیں۔

اور اس بات کا ذکر کر دینا ضروری ہے کہ میری انتہائی کوشش اور سعی اور تلاش اس میں یہ کہ مختار کے انقلاب اور قیام کی واقعیت اور اہل بیتؑ کیلئے جو کارنامہ دوسرا انجام دیا ہے اس کو واضح اور روشن کروں اور اس سے غرض یہ ہے کہ اس انقلاب اور واقعہ کے صحیح ہونے اور اس انقلاب کے قیام کی غرض و غایت جو ایسے انقلاب کے برپا کرنے کی موجب ہوا ہے کو درست اور صحیح ثابت کیا جائے اور یہ بھی واضح اور روشن ہے کہ ایسی اہم غرض ائمہ معصومینؑ اور پاک پیغمبرؐ کے اہل بیتؑ کے منشاء اور ارادے کے بغیر ممکن نہیں ہو سکتی تھی۔ ظاہر یا مخفی اجازت اور یا کم از کم رضایت قلبی اس انقلاب کے برپا کرنے کے صحیح اور درست ہونے کی دلیل ہے۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کی تائید اور شہداء اور بالخصوص شہداء کربلا کی ارواح کی مدد سے ایسی متعدد اور معتبر روایات اسلام کے بزرگ علماء کے اقوال اور نظریات اور علم رجال اور تاریخ اور انہیں اصلی مدارک سے نقل کرنے پر اعتماد کرتے ہوئے ان پر تنقید اور تحلیل کر کے اس خونی انقلاب کے فرمان دینے والے کی ہمہ گیر شخصیت اور اس کے تمام پہلوؤں کو روشن اور واضح کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ مختار پاک باز اور فداکار انسان تھا اور ائمہ ہدیٰ اثناء عشر کی امامت کا معتقد اور عقیدہ رکھنے والا تھا۔ اور اس کا یہ اقدام اور انقلاب امام معصوم کی پوری اجازت اور رضایت اور اذن سے تھا اور اہل بیتؑ پیغمبر کی اس میں مداخلت کرنے کی اجازت اور رضایت اور ملاذن تھا۔ اور اس کتاب میں یہ بات بہت واضح اور روشن کر دی گئی ہے کہ مختار کا مذہب نہ کیسانی تھا اور نہ ہی وہ اس مذہب کی بنیاد رکھنے والا تھا اور نہ ہی اس نے کوئی غلط ادعاء کیا تھا۔ بلکہ اس پر یہ سارے الزامات اور تہمتیں اہل بیت علیہم السلام کے دشمنوں اور ان حکومتی کاسہ لیس محدثین اور مورخین

Presented by Ziaraat.Com

نے لگائے ہیں۔ اور یہ الزامات اور تہمتیں اہلسنت کی کتابوں میں وارد ہوئے ہیں اور افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ انہیں بعض شیعہ علماء نے بھی اپنی کتابوں میں نقل کردیا ہے۔

اس کتاب کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ اس انقلاب کے تمام پہلوؤں اور مختار کی تولد سے لیکر شہادت تک کی شخصیت کو پوری شرح اور تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ گرچہ بزرگ شیعہ علماء اور بالخصوص قدماء علماء نے بھی اس بارے میں کوتاہی نہیں کی اور اس واقعہ کو حق بجانب قرار دیا ہے اور اس بارے میں کئی کتابیں بھی لکھی ہیں لیکن افسوس یہ ہے کہ بہت سی ایسی کتابیں اور اہم ماخذ اور مدارک اسلامی حوادث زمانہ کیوجہ سے ضائع ہوگئے ہیں اور صرف ان کا فہرست میں نام ہی دیکھا جا سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ ادعاء کیا جا سکے کہ ابھی تک مختار کی شخصیت اور انقلاب اور قیام کے بارے جو اس طرح کی تفصیل اور تحقیق پر کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔ اور جو کتابیں اس واقعہ کے بارے میں لکھی گئی ہیں بہت مختصر اور محدود ہیں اگرچہ ان میں سے بعض کتابیں موثق اور معتبر ہونے کی وجہ سے قابل توجہ تھیں۔ خداوند عالم ان کے لکھنے والوں کو جزاء خیر عنایت فرمائے۔

اس کے باوجود اس کتاب کے لکھنے والے کو یقین ہے کہ کوئی بھی تحقیق اشتباہ اور غلطی سے خالی نہیں ہوسکتی لہذا تمام اساتذہ اور محققین اور صاحب نظر بالخصوص اسلام کی تاریخ لکھنے والے ماہرین سے خواہش اور استدعا کرتا ہوں کہ اشتباہ اور غلطی کے موارد سے اس لکھنے والے کو آگاہ فرمائیں تاکہ دوبارہ چھاپے جانے پر ان اشکالات اور کوتاہیوں کی اصلاح کردی جائے۔

اس کتاب کی تحقیق اور چھپائی اور اشاعت اس پروگرام کے تحت ہوئی ہے جو مرکز مطالعات و تحقیقات اسلامی دفتر تبلیغات اسلامی قم نے علمی موضوعات کے بارے میں بالخصوص قرار دیا ہے اور اسی مرکز کے کتاب خانہ سے مدارک اور ماخذ لئے گئے ہیں۔ خداوند

Presented by Ziaraat.Com

عالم سے دعا ہے کہ اس مرکز میں کام کرنے والوں اور ذمہ داروں کو زیادہ توفیق عنایت فرمائے تا کہ وہ اسلامی حقائق اور معارف کو زیادہ سے زیادہ نشر کر سکیں اور انہیں ان کے اس مقدس غرض اور ہدف میں زیادہ توفیق عطاء کرے۔

مولف

سید ابو فاضل رضوی اردکانی

۶۷۔۷۔۰۱ شمسی

Presented by Ziaraat.Com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخ ہمیشہ جنگ و جدل اور مبارزات اور اہم فتح و شکست کو ثبت کرتی رہی ہے۔ ان حوادثات اور واقعات کے اسباب کو تاریخ نے ہمیشہ اپنے ذمہ لیا ہے۔ اگر چہ کبھی ایک فرد یا کئی افراد مخصوص وسائل سے استفادہ کرتے ہوئے فردی یا اجتماعی طور سے کسی خاص مقاصد کے حاصل کرنے کیلئے میدان میں اترے ہیں اور شجاع تر یا غم انگیز یا خوش کن واقعات کو تاریخ کا حصہ بنا دیتے ہیں۔ شیعوں نے بھی طول تاریخ میں ایسے قواعد اور اصول سے کہ جن میں اسلامی لحاظ سے کوئی نقص اور خدشہ نہیں کیا جا سکتا ظالم حاکموں کے مظالم کے خلاف رضا الٰہی کی نیت سے انقلابات اور تحریکیں رونما کیں اور واقعات و حوادث کو مرصع موجود کیا۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ تاریخ نگار جو اکثر حکومتوں کے اقدامات کو صحیح ثابت کرنے کیلئے قلم ہاتھ میں لیتے تھے ان واقعات میں قضاوت اور تنقید اور تحلیل کر کے انہیں جھوٹا اور دغاباز قرار دے کر حق کو چھپانے کی اس طرح کوشش کی ہے کہ ان کا صحیح پہچاننا طولانی زمانے کے گذرنے کی وجہ سے بہت مشکل اور دشوار نظر آتا ہے۔ اس سے زیادہ افسوس تو ان شیعوں پر ہوتا ہے کہ جن کی تعداد کم نہیں ہے۔ جنہوں نے انہیں مورخین سے متاثر ہو کر ان کے فیصلے سے بہت زیادہ اشتباہ میں جا پڑے ہیں۔

اور اس لحاظ سے کہ ایسے اہم تاریخی واقعات جو ہر طرح کی غلط توجیہ سے صاف و پاک ہوں ان سے ایسے لوگوں کے ہاتھ کو کوتاہ کیا جائے جو دولت پرست اور ظالم حکومتوں کے نوکر اور چاکر تھے اور جو اعتراضات اور اشتباہ تاریخ کے قلب پر وارد کیے گئے ہیں انہیں پاک اور صاف کیا جائے ضروری ہے کہ تاریخ نویسی ان ہاتھوں میں دی جائے جو محقق اور آگاہ

Presented by Ziaraat.Com

ہوں۔ اس طرح کی ان پر ذمہ داری دوہری ہو جاتی ہے۔

اس لئے یہ کتاب حضرت مختار کے انقلاب اور قیام کے واقعی چہرے کے پہچاننے کیلئے لکھی گئی ہے جو ایسا انقلاب تھا کہ جس کا منشاء کربلا کی خونین تاریخ ہے۔ اور یہی اس کا سرچشمہ ہے۔ اس انقلاب اور قیام کا رہبر ایک ایسی شخصیت ہے جو اہل بیتؑ پیغمبر کا پیروکار اور عاشق اور فریفتہ تھا حضرت مختار نے اس انقلاب کو جمعرات کی رات 14 ربیع الاوّل سن 66ھ میں یالثارات الحسین کے نعرے سے یعنی امام حسین علیہ السلام کے قتل کا بدلا اور انتقام لینا شروع کیا۔

یہ علی علیہ السلام کے شیعوں میں سے سچا انسان ان لوگوں سے ابھرا کہ جنہوں نے ایک دن امام حسین علیہ السلام کو بلانے کی دعوت دی تھی اور پھر دوسرے دن وہی معاذ اللہ آپ پر سب وشتم کر رہے تھے۔ وہ واقعی امام حسین علیہ السلام کے خون کا صحیح بدلا لینے والا امام حسین علیہ السلام کے شیعوں میں سے تھا۔ وہ ایک بہادر اور امام حسین علیہ السلام کا معتقد تھا اس نے اپنے ایسے نعرے کو اللہ کے نام سے آغاز کیا اور اس نے اللہ تعالی کے صحیح راستے کو اختیار کیا اور آخر میں اللہ کے لقاء میں شہید بھی ہو گیا اور شیعوں کے خونین تاریخ میں زریں باب کا اضافہ کر گیا۔ وہ اس طرح سے اقدام کرتا ہے کہ تمام وہ لوگ جو کربلا کے واقعہ میں ظالم اور جنایتکار تھے اللہ تعالی کے عذاب میں گرفتار ہو جاتے ہیں کیونکہ اللہ تعالی کا وعدہ حق ہے کہ وہ فرماتا ہے۔ "وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون" وہ ان سے کہ جنہوں نے امام حسین علیہ السلام پر ظلم اور سب و شتم کیا تھا ان کے ساتھ ویسے ہی معاملہ انجام دیتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو اکیلا نہیں دیکھ رہا تھا اور نہ ہی اکیلا سمجھتا تھا بلکہ اس نے اللہ کا وعدہ اور امیر المومنین علیہ السلام کا وعدہ سچا کر دکھایا تھا۔ مختار نے حضرت علی علیہ السلام کی بشرت اور غیبی خبر کو عملی کر دکھایا اور اپنے کردار سے اپنے امام کی خوشنودی حاصل کی۔

امام محمد باقر علیہ السلام کے اصحاب میں سے سدید کہتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے

Presented by Ziaraat.Com

مختار کے بارے میں فرمایا کہ "لاتسبوا المختار فانه قد قتل قتلتنا و زوج ارامِلنا و قسم فینا المال علی العسرة" یعنی مختار کو سب نہ کیا کرو کیونکہ اس نے ہمارے قتل کرنے والوں کو قتل کیا ہے اور ہماری بیوہ عورتوں کی شادیاں کرائی ہیں اور ہمارے تنگدست لوگوں پر مال تقسیم کیا ہے۔ ہم روایات میں دیکھتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام کے اہل بیتؑ نے جب تک اللہ تعالیٰ کا انتقام کربلا میں موجود ظالموں پر وارد نہیں ہوا تب تک نہ انہوں نے نئے لباس پہنے اور نہ ہی انہوں نے آنکھوں میں سرمہ لگایا، کیا اس سے بڑی اور سعادت کوئی ہو سکتی ہے جو جناب مختار کے حصہ میں آئی ہے کہ جس سے اہل بیتؑ خوش ہوئے ہوں اور امام باقر علیہ السلام نے مختار کی عزت اور احترام کرنے کی سفارش کی ہو اور مختار نے اسے اپنے لئے آخرت کا توشہ اور زاد راہ قرار دیا۔

اس کتاب کے مولف نے مختار کے خونی انقلاب کے واقعہ کو موجودہ روایات کے تتبع اور مخالفین اور موافقین کے نظریات اور افکار کو بہت تفصیل سے بیان کر کے تحقیق کی ہے۔ یہ کتاب مرکز مطالعات وتحقیقات اسلامی دفتر تبلیغات اسلامی حوزہ علمیہ قم میں جناب سید ابو فاضل رضوی اردکانی نے لکھی ہے۔ اس مرکز نے سرسری نگاہ اس کتاب پر ڈالی ہے اس میں قابل اعتنا کوئی تغیر اور تبدیلی نہیں کی ہے کیونکہ اس کتاب کے مولف کو اس طرح کی تبدیلی پسند نہ تھی۔ بعض مدارک جو اس کتاب میں ذکر کئے گئے ہیں اس نقطہ کی طرف قاعدتاً مولف محترم کو اشارہ کرنا چاہیے تھے۔

مرکز مطالعات وتحقیقات اسلامی
دفتر تبلیغات اسلامی حوزہ علمیہ قم

Presented by Ziaraat.Com

مقدمہ

قرآن مجید کی بہت سی آیات میں مشرکوں اور ملحدوں اور ظالموں کی ہلاکت اور نابودی کا ذکر کیا گیا ہے سابقہ امتوں اور پیغمبروں کی ہم عصر قوم میں اس طرح کی ہلاکت ایک الٰہی قطعی قانون کے طور پر ذکر ہوئی ہے۔ حضرت نوحؑ اور ابراہیمؑ، عادؑ اور ثمودؑ، صالحؑ اور یونسؑ اور موسیٰؑ عیسیٰؑ اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کی قوموں نے کس گناہ کا ارتکاب کیا تھا کہ خداوند عالم نے انہیں اس طرح ہلاک کیا اور انتقام لے کر نابود کر دیا؟ ان میں سے بعض کو اللہ تعالیٰ نے غرق کر دیا اور ان میں سے بعض پر آسمانی بجلی گرائی؟ اور دوسرے بعض پر طرح طرح کی مصیبتیں اور درد اور آزار نازل کئے۔ اور بعض پر خاص انسان انتقام لینے کیلئے معین کر دیئے انہوں نے کیا کیا تھا؟

تمام آیات سے کہ جو اس بارے میں نازل ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمام حجت اور پیغمبروں کو آنے کے بعد انکی دعوت حق کو قبول نہیں کیا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی آیات کے منکر ہوئے تھے اور حق کے مقابلہ میں ڈٹ گئے تھے اور پیغمبروں کو قتل کیا تھا خداوند عالم نے انکو انکے اعمال کی سزا اسی دنیا اور آخرت میں دی اور انہیں دونوں جہانوں میں عذاب دیئے جانے کا وعدہ دیا تھا۔ اس بارے میں بہت زیادہ قرآنی آیات موجود ہیں۔

ہمارے پیغمبر اسلام کی امت ایسی امت ہے کہ جس پر خداوند عالم کا لطف و کرم ثابت ہے جیسے کہ قرآن مجید میں خداوند عالم فرماتا ہے۔ "و ما کان الله لیعذبهم و انت فیهم و ما کان الله معذبهم و هم یستغفرون"۔ یعنی خداوند عالم تیری امت کو جب تک تو ان

Presented by Ziaraat.Com

میں موجود ہے عذاب نہیں کرے گا اور جب وہ اپنی نافرمانی پر پشیمان ہو جائیں اور اللہ تعالی کی درگاہ میں توبہ اور استغفار کر لیں گے پھر بھی ان پر عذاب نازل نہیں کرے گا۔ آیت میں یہ قید کہ جب تک تو ان میں موجود ہے۔ یا توبہ اور استغفار کر لیں۔

اس مطلب کی طرف اشارہ ہے کہ تیری امت آسمانی عذاب سے بطور کل اور اجتماعی لحاظ سے عذاب کئے جانے سے معاف کر دی گئی ہے لیکن اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ آیات حق کے منکر اور وہ لوگ جو خدا اور پیغمبرؐ اور پیغمبر کی اہل بیتؑ کہ جن کی اطاعت اور پیروی اور دوستی کا خداوند عالم نے حکم دیا ہے ان سے دشمنی کریں اور کفر و الحاد کو اختیار کریں وہ بھی اللہ تعالی کی طرف عذاب کئے جانے سے معاف کر دیئے گئے ہیں ایسا نہیں ہے؟ بلکہ اللہ تعالی کے وعدے کے مطابق وہ دنیا میں ذلیل وخوار اور نابود ہو جائیں گے۔ اور آخرت میں دوزخ کے عذاب میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ڈالے جائیں گے۔

جیسے کہ سابقہ امتوں میں حق کا انکار اور اللہ تعالی کی آیات کا انکار جرم تھا اور اسی جرم کی وجہ سے وہ ہلاک کیے گئے تھے اسی طرح پیغمبرؐ اسلام کی امت بالخصوص پیغمبر علیہ السلام کی رحلت کے بعد امت کا ایک گروہ اس طرح کے جرم کا مرتکب ہوا ہے۔ کیا تو پیغمبر علیہ السلام کی نافرمانی اور اولوالامر کی نافرمانی کہ جس کی اطاعت کا حکم خدا اور رسولؐ نے دیا تھا کفر و الحاد کے دائرے میں نہیں آتا؟ کیا آئمہ اطہارؑ اور حضرت پیغمبر کو قتل کرنا اور ان سے جنگ کرنا کفر و الحاد نہیں ہے؟ جیسے کہ نوح علیہ السلام کی امت میں سے جو حضرات نوح علیہ السلام کے ساتھ اور آپ کی نجات کی کشتی پر سوار ہوئے تھے نجات پا گئے اور جو گروہ اس کشتی سے پیچھے رہ گیا اور سوار نہ ہوا وہ ہلاک ہو گیا۔ کیا امام حسینؑ حضرت پیغمبر علیہ السلام کے نواسے اور معصوم امام نہ تھے اور نجات کی کشتی نہ تھے؟ امت پیغمبر علیہ السلام میں سے بعض نے اس نجات اور ہدایت کے وسیلہ سے کیا سلوک کیا؟ جس طرح نوح علیہ السلام کی قوم سے جو کشتی پر سوار نہیں ہوئے تھے تمام کے تمام

Presented by Ziaraat.Com

غرق ہو گئے تھے اسی طرح پیغمبر علیہ السلام کی امت سے جنہوں نے ایسے جرم کئے اسی طرح ہلاک ہو جائیں گے۔

کیا فرعون اور اس کے حواریوں نے لوگوں کو غیر خدا کی عبادت کرنے کی دعوت نہیں دی تھی؟ یہی ان کا کفر اور الحاد ان کے غرق ہو جانے کا سبب نہیں ہوا تھا؟ کیا پیغمبر اسلام کی امت میں سے اکثر عالم اسلام کے بزرگ مورخین کے مطابق یزید نے وہی ادعا نہیں کیا تھا جو فرعون نے اپنے زمانے میں کیا تھا؟ کیا یزید نے مسلم بن عقبہ کو حکم نہیں دیا تھا کہ مدینے کے لوگوں کا قتل عام کرے اور ان سے یزید کیلئے غلامی اور ملکیت کی بیعت لے؟ آدم علیہ السلام کی اولاد سے بہترین وارث آدم، امام حسین علیہ السلام کو یزید نے ابن زیاد اور عمر سعد اور کوفہ اور شام کے جنایتکاروں کے ذریعے شہید نہیں کرایا کیا یہ جنایت اور آیات خدا کا انکار فرعون اور نمرود اور دوسری سرکش امتوں سے کمتر جرم ہے۔ جیسے خداوند عالم نے ان سے انتقام لیا تھا پیغمبر علیہ السلام کی امت کے اس گروہ سے بھی انتقام لے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم جنایتکاروں سے انتقام لینگے۔

۱۔ کیا خدواند عالم نے قرآن مجید میں نہیں فرمایا:۔ فانتقمنا من الذین اجرموا و کان حقا علینا نصر المومنین۔ ہم نے جنایتکاروں سے انتقام لیا ہے اور مومنین کی نصرت اور یاری کرنا ہم پر حتمی اور حق ہے۔

۲۔ کیا خداوند عالم نے یہ صریح نہیں فرمایا:۔ انا من المجرمین منتقمون۔ ہم مجرموں سے انتقام لیں گے۔

۳۔ کیا خداوند عالم نے ظالموں اور جنایتکاروں کو خبردار نہیں کیا:۔ لا تحسبن اللہ غافلا عما یعمل الظالمون۔ گمان نہ کرو کہ خدا جنایتکاروں اور ظالموں سے غافل ہے۔

۴۔ کیا امام سجاد علیہ السلام اور زینب کبریٰ کہ جس نے عاشورہ کے واقعہ کو جرأت کیساتھ پیش

Presented by Ziaraat.Com

کرتے ہوئے ان آیات بالا کو کوفہ اور شام کے ظالموں اور جنایتکاروں کے سامنے کئی بار تلاوت نہیں کیا تھا اور انہیں انکی عاقبت اور انجام کے بارے میں خبردار نہیں کیا تھا۔

۵۔ کیا خداوند عالم نے اعلان خطر کرتے ہوئے یوں نہیں فرمایا ہے۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ بہت جلدی وہ لوگ کہ جنہوں نے ظلم کیا ہے معلوم کرلیں گے کہ کس طرح وہ زیروزبر ہوجائیں گے۔

انقلاب اور قیام مختار کی حقیقت اور واقعیت

کیا اللہ تعالی کا قانون اور عدل الٰہی اس کا مقتضی نہیں ہے کہ وہ ظالموں کو امان نہ دے اور انہیں ان کے اعمال کی سزا نہ دے ان صریح آیات اور اللہ تعالی کے غیر قابل تردید وعدے کے مطابق جو مختلف میں ہوتا ہم کہہ سکتے ہیں کہ اہل بیتؑ کے حقوق کے غصب کرنے والوں اور اسلام کے شاہکار انسانوں کے قتل کرنے والوں آیات حق کے انکار کرنے والوں اور ملحد وظالم انسانوں سے انتقام لیا جانا چاہیے۔ قرآن مجید نے بھی فرمایا ہے کہ "لھم خزی فی الدنیا و لھم فی الاخرہ عذاب الیم"۔ ان کیلئے دنیا میں ذلت وخواری ہے اور آخرت میں ان کیلئے سخت دردناک عذاب ہے۔

کونسی جنایت کربلا کی جنایت سے بڑی ہوسکتی ہے؟ کونسا واقعہ کربلا کے واقعہ سے حیرت انگیز ہوسکتا ہے۔ کونسا قتل کربلا میں ہونے والا حق ہوسکتا ہے؟ یہ واضح ہے کہ اللہ تعالی کی ذات غافل نہیں ہے اور مناسب وقت میں ظالموں کی گردنوں کو انتقام کے آہنی پنجہ سے مروڑ دیتی ہے۔ اللہ تعالی کا وعدہ پورا ہوتا ہے اور بنا بر روایات کثیرہ جن لوگوں نے کربلا کا واقعہ ایجاد کیا تھا کس بدبختی اور بدعاقبتی میں مبتلا ہوئے ہیں۔ یہ بھی ایک واضح دلیل ہے کہ ظالموں سے انتقام لیا جاتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

مختار کا قیام اور انقلاب اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کی تکمیل تھی کہ جنایت کاروں کو ہلاک کر دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا حکم نافذ ہو کر ہی رہتا ہے۔ "و کان امر الله مفعولا" اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ کبھی مختلف نہیں ہوا کرتا۔

اس قاعدے اور قانون الہٰی کے لحاظ سے امیر المومنین علیہ السلام اور آئمہ ھدیٰ نے مختار کے قیام اور انقلاب کی بشارت دی تھی اور اس کی تائید کی تھی۔ اور خود مختار بھی اس الہٰی قانون کو ان روایات اور اخبار کے مطابق خوب جانتا تھا اور جانتا تھا کہ یہ اس کیلئے بہت بڑا اعزاز اور افتخار ہوگا کہ وہ قاتلان امام حسین علیہ السلام سے انتقام لے اور یہ اسی کے نصیب اور حصے میں آئے اور وہ اللہ تعالیٰ کے اس پسندیدہ عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور آئمہ ھدیٰ کے ہاں ایک بڑے مقام اور مرتبے کو حاصل کرے۔ یہ مطلب ان روایات میں کہ جنہیں ہم نقل کریں گے بہت واضح اور روشن موجود ہے۔

زھری کا ایک مشہور مقولہ اس بارے میں موجود ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ "لم یبق من قتلته الحسین احد الا عوقب فی الدنیا اما بالقتل او العمی او سواد الوجه او زوال الملك فی مدة یسیرة"

یعنی امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں میں سے اس دنیا میں کوئی ایسا نہیں بچا مگر یا تو وہ قتل کر دیا گیا ہے یا اندھا اور سیاہ رو ہو گیا ہے یا اس کی حکومت تھوڑی سی مدت میں ختم ہو گئی اور وہ نابود اور ہلاک ہو گیا۔ اس بارے میں بہت زیادہ روایات وارد ہوئی ہیں جیسے ابن عساکر نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل فرمائی کہ میں نے یحییٰ بن زکریا کے قتل کے مقابلے میں ستر ہزار انسان قتل کیے ہیں اور میں تیرے بیٹے کے قتل کے عوض ستر ہزار اور ستر ہزار قتل کرونگا۔

شیخ مفید نے امالی میں امام حسین علیہ السلام کی قاتلوں کو عذاب دیئے جانے کے بارے میں

Presented by Ziaraat.Com

ایک عجیب روایت نقل کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ابان بن عثمان نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ قیامت کے دن حضرت فاطمہ زہراؑ، امام حسینؑ کا خون آلودہ پیراہن ہاتھ میں لیکر کہیں گی اے میرے پروردگار یہ میرے فرزند کا پیراہن ہے اور آپ کی ذات جانتی ہے کہ اس سے لوگوں نے کیا کیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئے گی۔ اے فاطمہؑ میں تیری رضا اور خوشنودی چاہتا ہوں۔ آپ عرض کریں گی اے میرے خدا امام حسینؑ کے قاتل سے انتقام لے خداوند عالم آگ کے ایک ٹکڑے کو حکم دے گا تاکہ وہ دوزخ سے باہر آئے اور تمام ان کو کہ جنہوں نے امام حسینؑ کو قتل کیا ہے اس پرندے کی طرح جو دانہ زمین سے اٹھاتا ہے ان کو اٹھالے اور پھر انہیں جہنم کی آگ میں مختلف قسم کے عذاب دیئے جائیں گے۔ اس کے بعد حضرت زہراءؑ اپنی سواری پر سوار ہونگی اور فرشتے آپ کا استقبال کریں گے اور آپ کی اولاد آپ کے سامنے اور آپ کے محب آپ کے دائیں اور بائیں جانب چلتے جائیں گے اور تمام اسی حالت میں جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

جی ہاں! درست ہے کہ سید الشہداءؑ کے قاتل دنیا اور آخرت میں عذاب دیئے جانے کے مستحق ہیں اور اس طرح کا انہیں عذاب دیا جائیگا۔

بے جا اشکال

کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ مختار کے کاموں پر اعتراض کرے اور اس کا دل اس تاریخ کے سیاہ کارنامے پر جلے اور یہ کہے کہ کیوں مختار نے تقریباً اسی ہزار یا اس سے کم و بیش انسانوں کو بہتر شہداء کے عوض قتل کر دیا ہے؟ جو یہ اشکال کرتے ہیں انہیں چاہیے کہ انکا دل حضرت نوحؑ اور موسیٰؑ اور دوسرا انبیاء کی امتوں پر بھی جلے کہ انکے ہزاروں انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک اور غرق کر دیا تھا۔ کیا مختار کا مقصد اور غرض ان لوگوں کو کیفر کردار تک پہنچانا نہیں تھا

Presented by Ziaraat.Com

کہ جو واقعہ کربلا میں شریک اور سہیم تھا؟ کیا ان لوگوں میں ہر ایک اگر چہ دشمن کے لشکر کے خیال میں زیادتی کرنے کی غرض سے امام حسین علیہ السلام کے قتل کرنے میں دخیل اور راضی نہیں تھا؟ کیا ہمارے آئمہ علیہم السلام نے تولی اور تبری کے بارے میں جو جزو ایمان میں ہیں یہ تعلیم نہیں دی کہ ہم ان کے دوست ہیں جو تمہارے ساتھ دوستی رکھیں اور اس کے دشمن ہیں جو تم سے دشمنی کریں۔ اور ہماری ان کے ساتھ قیامت تک جنگ ہے جو تمہارے ساتھ جنگ کریں گے۔ اور ان کے ساتھ صلح ہے جو آپ سے صلح کریں۔

انی ولی لمن والاکم و عدو لمن عاداکم مسلم لمن سالمکم و حرب لمن حاربکم۔

مجلسی نے بحار الانوار میں امیر المومنین علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ جن لوگوں نے اہل بیت پیغمبر علیہ السلام کے حق کا انکار کیا ہے اور ان پر ظلم کیا انکا جرم ویسے ہی ہے جیسے سابقہ امتوں کا جرم تھا یعنی بنی اسرائیل وغیرہ کا۔

امام حسین علیہ السلام کی معتبر روایت میں آیا ہے:۔ لعن اللہ امہ اسرجت والجمعت و تھیئات لقتالک۔ یعنی خدا لعنت کرے ان لوگوں پر کہ جو تم سے جنگ کیلئے آمادہ ہوئے اور تیرے قتل میں شریک ہوئے۔

کیا جو لوگ اللہ تعالیٰ کے مختلف عذاب سے مختار اور ابراہیم اشتر اور فداکار شیعوں کے ذریعے عذاب دیئے گئے ہیں ان آیات اور روایات کا مصداق نہیں ہیں؟

ہم اللہ تعالیٰ کے اس طرح عدالت کرنے پر اس کا شکر ادا کرتے ہیں اور ان پر کہ جنہوں نے امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا اور حق اور حقیقت کا انکار کیا اور آیات الٰہی کے منکر بنے لعنت کرتے ہیں۔ اللّٰھم العن اول ظالم ظلم حق محمد و آل محمد و آخر تابع له علی ذالک۔

Presented by Ziaraat.Com

پاکباز اور انتقام لینے والے مختار اور اس کے فداکار مددگاروں اور جنگجوؤں بالخصوص ابراہیم اشتر کی پاک روح پر ہم درود و سلام بھیجتے ہیں۔

ہم اللہ تعالیٰ کی مدد اور شہداء حق و فضیلت بالخصوص سید الشہداءؑ کی روح پاک سے الہام لیتے ہوئے اصل مطلب میں وارد ہوتے ہیں۔

ہماری غرض و غایت

اس کتاب کے لکھنے کا مقصد اور غرض یہ ہے کہ شجاع اور قہرمان مختار کہ جس نے امام حسین علیہ السلام اور اہل بیتؑ پیغمبر کے خون کا انتقام لیا ہے اس کے چہرے پر پڑے ہوئے ابہام کے پردے اور غبار کو دور کیا جائے اور جسے تاریخ میں مورد اتہام اور ابہام قرار دیا گیا ہے اس کی حقیقت کو بیان کیا جائے۔

اس کتاب میں ہماری کوشش یہ ہے کہ تمام مطالب کو مستند دلائل سے ذکر کیا جائے اور بعض مقامات میں جو کمزور مطالب غیر معتبر کتابوں سے بطور افسانہ ذکر کیے گئے ہیں مختار نامہ وغیرہ جو غالباً قصہ گویوں نے از خود بنائے اور جعل کیے ہیں ان سے پرہیز کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ کی مدد سے مختار کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں اور زاویوں پر اور اسلام کے اس فداکار انسان پر شیعہ مذہب کے اصول اور قواعد کی رو سے تنقید اور تحقیق کریں گے اور مختار کے واقعی چہرے اور اس کے قیام اور انقلاب کی اصلی حقیقت اور واقعیت کو تمام مسلمانوں کیلئے اور بالخصوص تاریخ اسلام کی واقعیت کے ساتھ تعلق رکھنے والے عقلمندوں اور جوان نسل اور محققین تک پہنچائیں گے۔

Presented by Ziaraat.Com

خواہش اور تقاضا

تاریخ اسلام کے تمام محققین اور باذوق مصنفین اور ماہرین فن سے خواہش کرتا ہوں کہ وہ مختار کے انقلاب اور قیام اور اس کی شخصیت کو زیادہ اہمیت دیں اور مختار کے زندگی نامے کو چھوٹی سادہ شکل میں مدون کر کے یا سیمینار اور نمایشگاہ اور قلم کے ذریعے بہت زیادہ نشر کریں۔

اور شیعہ تاریخ میں مختار کے انقلاب اور قیام کے اثرات کو زیادہ اہمیت دے کر اسلامی اور انقلابی معاشرے میں زیادہ متعارف کرائیں۔

بلا تردید اگر ہمارے فنکار ریڈیو اور ٹیلی ویژن اور تھیٹروں میں اس واقعہ کی قلمبندی کر کے اس شجاعانہ واقعہ کو زندہ مجسم شکل میں پیش کریں اور یہ کام ہمارے فنکار کر بھی سکتے ہیں تو یہ ایک بہت بہترین فلم دنیا میں شمار ہوگی اور یہ ایک بہت بڑی شیعی انقلاب کی خدمت شمار ہوگی کہ جس سے اس واقعہ کا واقعی چہرہ ساری دنیا کے سامنے آئے گا۔

Presented by Ziaraat.Com

فصل اوّل

مختار کی شخصیت کی خصوصیات

Presented by Ziaraat.Com

مختار آل محمد

نام و نسب:

آپ کا نام مختار فرزند ابن عبیدہ بن مسعود بن عمرو بن عوف بن عقدہ ابن قسی بن منبہ بن بکر بن ہوازن ہے۔

آپ کا قبیلہ قسی ثقیف ہے لیکن مشہور صرف ثقیف ہے۔

طائف کے عربوں میں سے ثقیف تھے۔ جس کی طرف یہ قبیلہ منسوب ہے عربوں میں نام کے ساتھ کنیت رکھنے کا بھی رواج تھا بالخصوص بڑے لوگ اپنے نام کے ساتھ ایک کنیت بھی لگایا کرتے تھے جناب مختار کی کنیت ابو اسحاق تھی۔

مختار کا لقب:

جناب مختار کا لقب ''کیسان'' تھا۔ کیسانیہ فرقہ آپ کی طرف منسوب ہے۔ کیسان کے معنی چالاک ہوشیار اور عقلمند کے ہیں۔ جوہری نے صحاح میں لکھا ہے کہ کیسان مختار کا لقب ہے اور یہ کیس بروزن قیس ہے۔ اس کے معنی ظریف اور چالاک کے ہیں۔

مختار کو جو لقب امیر المومنین علیہ السلام نے دیا:

حضرت علی علیہ السلام کے وفادار اور معروف صحابی اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں نے حضرت علی علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ نے مختار کو جب وہ بچہ تھا اپنے دامن میں بٹھایا ہوا تھا اور ان سے پیار اور محبت کر رہے تھے اور اپنا دست مبارک اس کے سر پر پھیر تے تھے اور فرماتے تھے یا کیس یا کیس [illegible] یعنی [illegible] ہوشیار اور عقلمند [illegible]

Presented by Ziaraat.Com

امیرالمومنین علیہ السلام نے لفظ کیس کو دو دفعہ استعمال کیا اس کا عربی میں تثنیہ کیسان بن گیا اور پھر یہی تثنیہ کیسان جناب مختار کا لقب بن گیا اور آپ اسی لقب سے مشہور ہو گئے۔ جناب مختار کا اس لقب سے زیادہ مشہور ہو جانے کا سبب بظاہر وہی فرمان ہے جو حضرت علیؑ نے آپ کے بارے لفظ کیس کو استعمال کیا تھا۔ شیعہ عالم علامہ ابن نما اور آیت اللہ الخوئی نے اسی سبب کو اختیار کیا ہے۔

اس کے متعلق ایک اور احتمال اور سبب بھی بتلایا گیا ہے کہ جناب مختار کے مشیروں اور مخلص دوستوں میں سے ایک مشیر اور دوست کا نام کیسان تھا اس کا نام جناب مختار کا لقب بن گیا۔ کہا جاتا ہے کہ یہی شخص مختار کو قیام اور انقلاب اور انتقام لینے کا شوق دلاتا رہتا تھا اور اسے منصوبے بنا کر دیتا تھا۔ لیکن خود ایسے شخص کیسان کا لقب، ابو عمرا تھا اور مختار کی پولیس کا سب سے بڑا افسر تھا اور اسی نے امام حسینؑ کے قاتلوں کو ہلاک اور نابود کر کے کیفر کردار تک پہنچایا۔ (ہم تیسری فصل میں کیسانیہ فرقے کی حقیقت پر بحث کریں گے)۔ کیونکہ مختار کی پاک ذات اس فرقے سے دور ہے اور خود وہ آئمہ معصومینؑ کی امامت کا قائل اور ماننے والا تھا جیسے کہ اس کی تفصیل بیان کی جائیگی۔

مختار کا باپ:

مختار کے والد کا نام ابوعبیدہ ابن مسعود ثقفی تھا۔ آپ جناب عمر کی خلافت کے ابتدائی زمانے میں طائف سے نقل مکانی کر کے مدینہ منورہ آگئے تھے اور وہیں سکونت اختیار کر لی تھی۔
اور یہ معلوم ہونا چاہیے کہ جناب عمر کی خلافت کی ابتداء جناب ابوبکر کی وفات کے دن ہوئی جو منگل بائیس جمادی الاوّل سن 13ھ میں وفات پا گئے۔ ثقیف قبیلے کے اکثر لوگ سرکش اور خود پسند تھے لیکن ان میں نیک اور صالح لوگ ابوعبیدہ اور عروہ بن مسعود جیسے بھی موجود تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

رضا کارانہ جنگ میں شرکت:

جناب عمر کی خلافت کو چار روز ہی ہوئے تھے کہ آپ نے حکم دیا کہ ایران اور عراق کی سرحدوں پر لشکر کو جہاد کرنے کیلئے روانہ کیا جائے اور ایرانیوں کو اسلام کی دعوت دی جائے۔

پہلے شخص کہ جس نے رضا کارانہ طور سے اس مہم میں شرکت کیلئے اپنے آپ کو پیش کیا وہ ابوعبیدہ جناب مختار کے والد تھے دوسرے سعد بن عبادہ انصاری اور تیسرے سلیط بن قیس تھے اور پھر دوسرے لوگوں نے عراق اور ایران کی طرف جانے کی آمادگی ظاہر کی۔

ابوعبیدہ کا لشکر پر سردار ہونا:

جب جناب عمر کے حکم سے لشکر ایران اور عراق جانے کیلئے آمادہ ہو گیا تو جناب عمر اس فکر میں ہوئے کہ لشکر کا سردار اور رئیس کس لائق اور سزاوار انسان کو متعین کیا جائے آپ نے جب اپنے اطرافیوں سے مشورہ کیا تو جناب عمر کو مشیروں نے کہا کہ آپ مہاجرین اور انصار میں سے جو سابق ہے اسے لشکر کا سردار بنا دیں۔ جناب عمر نے کہا کہ ایسا ہرگز ہرگز نہیں ہوگا اگرچہ مہاجر اور انصار اسلام میں سبقت اور پیغمبر علیہ السلام پر پہلے ایمان لانے کی وجہ سے دوسروں پر امتیاز اور خصوصیت رکھتے ہیں لیکن میں صرف اُسے اس لشکر کا سردار بناؤں گا کہ جس نے پہلے اس جنگ میں رضا کارانہ شرکت کی سب سے پہل کی ہے۔ اس وقت جناب عمر نے ابوعبیدہ اور سعد اور سلیط کو بلایا اور سعد اور سلیط سے کہا کہ اگر تم نے سب سے پہلے اس مہم میں شرکت کیلئے پیشکش کی ہوتی تو تمہیں لشکر کا رئیس اور سردار بنا دیتا کیونکہ میں تمہاری سابقہ اچھائی کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ اس کے بعد جناب عمر ابوعبیدہ سے مخاطب ہوئے اور کہا کہ تم اس لشکر کے سردار اور رئیس ہو گے اور انہیں سفارش کی کہ رسولخدا کے اصحاب جو اس کیساتھ ہیں ان سے مشورہ کیا کریں اور ان کے مشورے کو قبول کریں اور تمام کاموں میں انہیں اپنے ساتھ رکھیں اس لحاظ

Presented by Ziaraat.Com

سے سب سے پہلا لشکر جو جناب عمر نے اپنی خلافت میں جہاد کیلئے روانہ کیا اس کا سردار اور رئیس جناب ابوعبیدہ تھے۔

جناب ابوعبیدہ کی شہادت اور یوم الجسر کا واقعہ:

ایران کے اس جنگ میں ابوعبیدہ نے بہت ہوشمندی اور بہادری سے ایران کے لشکر سے جنگ کی اور ان مجوسیوں پر بہت زیادہ نقصانات وارد کئے۔ اس جنگ میں مسلمانوں کے چار ہزار فوجی مارے گئے اور بالاخر خود ابوعبیدہ بھی دجلہ کے ایک پل کے نزدیک شہید ہو گئے اور چونکہ یہ جنگ دجلہ کے پل کے نزدیک واقع ہوئی تھی لہذا اس جنگ کا نام یوم الجسر یعنی پل کے میدان کی جنگ ہو گیا۔

مختار کی ماں:

مختار کی ماں کا نام ''دومہ'' تھا جو اسلام کی ایک اہم شخصیت تھی۔ اس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ فصیحہ بلیغہ صاحب رائے اور عقلمند عورتوں میں سے ایک تھی۔ ابوعبیدہ شادی کرنے سے پہلے اپنے معیار کی بیوی کے انتخاب اور پسند میں بہت مشکل میں پڑے ہوئے تھے آپ ایک ایسی بیوی چاہتے تھے کہ جو شجاعت خاندانی اور وجاہت دار حسب نسب والی ہو جس عورت کی اسے پیشکش کی جاتی تھی وہ اسے قبول نہیں کرتے تھے۔ آپ نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک آدمی اسے کہہ رہا ہے کہ جا اور ''دومہ زیبا'' کو لے لے یہ وہی عورت ہے کہ جسے تو طلب کر رہا ہے۔

دومتہ وہب بن عمر بن معتب کی بیٹی تھی اور اس کے حسن اور خوبصورتی اور دوسری اچھی خوبیوں کی وجہ سے اسے ''دومتہ الحسناء'' کا لقب دیا جاتا تھا۔

ابوعبیدہ نے اپنے خواب کو اپنے خاندان کے لوگوں سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ

Presented by Zlaraat.Com

اس خواب کا کوئی اعتبار نہیں ہے لیکن ان میں سے ایک آدمی نے کہا کہ یہ خواب ایک حکم ہے لہذا تم جلدی کرو اور دومہ سے شادی کرلو۔ اس کے کہنے پر ابو عبیدہ نے اپنے دل کو مطمئن کرتے ہوئے اس دوشیزہ سے کہ جو اس کی پسندیدہ تھی شادی کرلی۔ اس سے پہلے بھی اس کے رشتے داروں کی کئی ایک عورتوں نے اس سے شادی کرنے کی خواہش کا اظہار کیا ہوا تھا۔ یہ محترمہ اپنے اس شوہر سے حاملہ ہوگئی دومہ کہتی ہیں کہ جب حاملہ تھی تو میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ خواب کے عالم میں کوئی کہنے والا مجھے یہ نغمہ سنا رہا ہے۔

ابشری بالولد

اشبہ شئی بالامتہ

اذا الرجال فی کبد

تقاولو علی بعد

کان لہ حظ الاسد

یعنی ایک بچے کی خوشخبری ہو کہ جنگ کے گرم میدان میں شیر کے مانند ہوگا اور وہ ر بہادری میں بہت زیادہ حصہ رکھتا ہے۔

کئی دنوں کے بعد خداوند عالم نے ابو عبیدہ کو ایک لڑکا عنایت فرمایا آپ نے اس کا نام مختار رکھا۔ خداوند عالم نے ابو عبیدہ کو اسی بیوی سے کئی ایک فرزند عطا کئے کہ جن کے نام یہ ہیں جبر، باجر، ابو حکم، ابوامیہ، اسید، صفیہ اور یہی لڑکی جناب عبداللہ بن عمر کی بیوی بنی۔

ابو مخنف کہتے ہیں کہ جب جناب مختار کے اصحاب اور مددگار قصر کے محاصرے میں قتل کردیے گئے اور ان لوگوں کو شکست ہوگئی میں نے مختار کی ماں سے کہا کہ آؤ میں تمہیں اٹھا کر اس معرکہ سے باہر لے جاؤں تو اس نے پوری شجاعت سے میری اس پیشکش کو رد کردیا اور کہا کہ بخدا اگر مجھے گرفتار کرلیں اور قیدی بنالیں یہ اس سے بہتر ہے کہ تم مجھے اپنے کندھے پر اٹھا کر نجات دے دو۔

Presented by Ziaraat.Com

مختار کا بچپن اور تولد:

مختار ہجرت کے پہلے سال پیدا ہوئے ابن امیر کہتے ہیں کہ ہجرت کے پہلے سال جو مسلمانوں کے بچے پیدا ہوئے ہیں ان میں سے ایک مختار اور زیادہ بن ابیہ تھے۔

جی ہاں! مختار مدینہ منورہ میں پیدا ہوا کیونکہ اس کا باپ اسلام لانے کے بعد مدینہ منورہ ہجرت کر آیا تھا مختار کی ماں کہتی ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ تیرا یہ بیٹا بالغ ہونے سے پہلے مشکلات سے گزرے گا اور اس کا خوف ختم ہو جائیگا اور اپنے بہت پیروکار پیدا کرے گا مورخ فخری کہتے ہیں کہ مختار باشرافت عالی ہمت اور کریم جوان ہوا۔

ثقیف کا قبیلہ:

عرب کے خاندانی اور معروف قبائل سے شمار ہوتا تھا۔ شجاعت جنگجو سخاوت جوانمردی اور مہمان نوازی میں ضرب المثل تھا۔ اگرچہ انکی شہرت سرکش اور خوددار کے طور پر تھی لیکن اس تاریک اور غلط شہرت والوں میں سے کچھ شجاع ادیب اور شاعر اور بزرگ علماء صحابہ اور تابعین بھی گزرے ہیں کہ ان میں زیادہ مشہور ابراہیم ثقفی جو جناب مختار کے چچا تھے اور الغارت کتاب کے لکھنے والے بزرگ شیعہ علماء میں سے اسی قبیلے کے فرد تھے۔ اہل سنت کی کتابوں اور روایات میں ثقیف قبیلے کے بارے میں تعریف اور برائی دونوں مطالب موجود ہیں۔

بہادر شیر بچہ:

ابھی مختار چھوٹی عمر کا جوان تھا اور ابھی اس کے عمر کے تیرہ سال ہی گزرے تھے کہ وہ ایک بہت بڑی جنگ میں شریک ہوا۔ جب مسلمانوں کا لشکر کسریٰ ایران کیساتھ جنگ کرنے کیلئے ایران اور عراق کی سرحدوں کی طرف گیا اور اس لشکر کا سردار جیسے کہ پہلے بیان کیا گیا ہے مختار کا باپ ابوعبیدہ تھا ابوعبیدہ اپنے اس فرزند مختار کو بھی جہاد کیلئے اس جنگ میں ساتھ لے گئے

Presented by Ziaraat.Com

اور تیرہ سال کی عمر میں لڑائی میں پہلی دفعہ اس عظیم جنگ میں شریک ہوئے۔ یہ جنگ قس ناطف کے نام سے مشہور ہے جو مسلمانوں اور ایرانیوں میں واقع ہوئی۔

یہ وضاحت کر دینا بھی ضروری ہے کہ سعد بن مسعود جو جناب مختار کے چچا تھے اور آپ اسلام کی ایک عظیم شخصیت تھے اور جو امیر المومنین آئمہ علیہم السلام کے مخلص مددگاروں سے شمار ہوتے تھے وہ بھی اس جنگ میں شریک تھے۔ مختار اس جنگ میں بہت زیادہ فعال تھے اور کبھی اپنے باپ سے آگے نکل کے سب سے آگے لڑنے والوں کے ساتھ جنگ کرنے لگ جاتے تھے لیکن اسے اس کے چچا سعد بن مسعود اس طرح جنگ کرنے سے روک دیتے تھے۔ مختار کا یہ عملی تجربہ جو جوانی کے عالم میں بہادر قبیلہ ثقیف سے وراثت اور پرورش میں لیا تھا اس کی شجاعت و دلیری پر اثر انداز ہونے کا سبب ہوا۔ فنشاء مقداما شجاعا لا یتقی اشیاء یعنی آپ کی بے پرواہ جو کسی چیز سے نہ ڈرتے ہوں جنگجویانہ پرورش ہوئی۔

❁❁❁❁❁

دوسرا حصہ

﴿مختار کی شخصیت﴾

مختار کو زندگی کی ابتداء ہی سے زمانے کے تلخ و شیرین واقعات اور سخت و نرم حوادث نے آلیا تھا اسلام کی قدرت کے زمانے میں اس نے نشو و نما پائی اور جوان ہوئے۔ جاہلیت اور

Presented by Ziaraat.Com

کفر کے زمانے کو اس نے نہیں دیکھا تھا خالص اسلام کی تربیت میں پرورش پائی۔ مدینہ منورہ اور آخر میں عراق کی سرزمین میں اسلامی حوادث اور دگرگونی سے تجربہ حاصل کیا۔ پیغمبرؐ کی وفات کے بعد جو کج روی اور برائیاں اسلام کی تاریخ میں وجود میں آئیں وہ ان سب سے اچھی طرح واقف تھے اور حق اور باطل کے درمیان تمیز دیتے تھے اس نے بڑے کارنامے انجام دیئے۔ آپ بہت زیادہ عقلمند اور حاضر جواب اور دور اندیش تھے اچھی صفات کے مالک اور بہت زیادہ سخی تھے۔ اپنی ذات کے لحاظ باہوش سمجھدار اور بلند ہمت انسان تھے اور شرافت اور عزت کے اعلیٰ درجے پر فائز تھے۔ ان کی سوچ اور فکر خطا نہیں کرتی تھی طاقت ور ہاتھ اور قدرتمند بازو سے میدان جنگ میں اپنے مدمقابل کو جواب دیتے تھے۔ زندگی کی اونچ نیچ اور سختیوں کا تجربہ کیا ہوا تھا اور سخت حوادث اور واقعات سے اچھی طرح عہدہ برآ ہوتے تھے اور ان حوادثات کی حقیقت کو خوب سمجھتے تھے اور غلط اور ناپاک اور غیر خالص کو تہذیب کے دائرے میں لاتے تھے۔

جی ہاں! آپ انسانی قدر و قیمت کے اعلیٰ مراتب اور بشری شرافت و کرامت کے بلند مقام پر فائز تھے حق کی پیروی کرتے تھے اور اس کے دفاع میں اپنے خون کے آخری قطرے کے بہادینے تک حاضر تھے۔

مختار سیاستدان اور مدبر انسان تھے:

علامہ شریف قرشی مختار کی شخصیت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ مختار عرب کی مشہور شخصیت تھے کہ جس کی اسلام نے شناخت کروائی ہے۔ اس نے زمانے میں اہم سیاسی اور رفاہی کارنامے انجام دیئے ہیں۔ ان کا چہرہ تاریخ اسلام کے اہم حوادث اور سیاسی تحریک اور واضح موقف میں بہت ہی زیادہ واضح اور روشن اور نمایاں ہے۔ اس نے مدبرانہ طریقے سے اپنی سیاست اور اپنے آپ کو منوایا کہ وہ متفکر اور عملی انسان ہے جیسے کہ بعض لوگوں نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ مختار خوش فہم نفسیات کے جاننے والا اور جامعہ شناس اور اچھی طرح تبلیغ اور

Presented by Ziaraat.Com

لوگوں کو حرکت میں لانے کو جانتا تھا۔ وہ لوگوں کے احساسات کے مطابق بات کر کے انکو اپنا گرویدہ اور مخاطب قرار دیتا تھا۔ وہ تبلیغ کے مروج طریقے شعر و خطابہ وغیرہ پر اکتفا نہیں کرتا تھا بلکہ وہ اپنی تبلیغ میں عملی طریقے سے لوگوں سے عملی مظاہرے وغیرہ کرا کے ماحول کو سازگار کرنے پر زیادہ توجہ دیتا تھا۔ اس طرح اس نے سیاسی طریقے سے اپنے انقلاب اور قیام کو واضح کیا اور مناسب وقت میں اس طرح کی تبلیغ اور پروپیگنڈہ سے اپنے قیام اور انقلاب کو جنگ کرنے اور ہتھیار اٹھا لینے میں تبدیل کر دیا اور کوفہ کو زبیر کے گورنر سے ہتھیا لیا۔

مختار کا زہد اور عبادت:

مختار کے اچھے فضائل میں ایک اس کا روحانی فضیلت اس کا تقویٰ اور عبادت سے لگاؤ تھا۔ مختار بہادر، سخی، عظیم سخن ور اور عادل ہونے کے علاوہ ایک عبادت گزار اور زاہد اور متقی انسان شمار ہوتا تھا اس کے بہت سے اصحاب نے نقل کیا ہے کہ مختار اپنی حکومت کے زمانے میں امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں کو نیست و نابود کرنے پر اکثر شکرانہ کا روزہ رکھا کرتا تھا۔ اس نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے شیر خوار اصغر کے قاتل حرملہ ملعون کو قتل کرنے کے بعد اپنے گھوڑے سے اتر اکر دو رکعت شکرانے کی نماز پڑھی اور ایک طویل سجدہ شکر انجام دیا۔

منہال بن عمرو کہتے ہیں کہ جن دنوں امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں کو مختار چن چن کر قتل کر رہا تھا اور جس دن اس نے حضرت علی اصغر کے قاتل حرملہ ملعون کو قتل کیا وہ دن بہت زیادہ گرم تھا میں نے محسوس کیا کہ مختار بہت زیادہ پیاسہ اور بھوکا ہے اسی وجہ سے میں نے کہا کہ آپ میرے گھر تشریف لے آئیں اور کچھ کھا پی لیں مختار نے یہ قبول نہ کیا۔ مختار کے ایک ساتھی نے کہا کہ امیر یعنی مختار روزے سے تھا اور خود مختار نے بھی کہا کہ میں نے شکرانے کا روزہ رکھا ہوا ہے۔

جب مصعب بن زبیر نے کوفہ کو فتح کر لیا اور مختار کی دو بیویوں کو گرفتار کیا اور انہیں مجبور کیا کہ وہ مختار پر لعنت کریں تو ان میں سے ایک نے مصعب سے کہا کہ میں کس طرح اس

Presented by Ziaraat.Com

شخص پر لعنت اور تبرا کروں کہ جس کی توکل صرف خدا پر تھی اور دن میں روزہ رکھتا تھا اور رات کو عبادت کیا کرتا تھا۔ اس نے اپنی جان کو خدا اور اس کے رسولؐ اور اہل بیتؑ کی محبت اور وفاداری اور اہل بیتؑ پیغمبرؐ کے قاتلوں سے انتقام لینے کی راہ میں قربان کر دیا۔

علامہ مقرم نے کہا ہے کہ مختار زہد و تقویٰ اور علم و ادب کیساتھ ساتھ اس کی تمام زندگی میں ایک ایسی فضیلت تھی جو اس نے آئمہ اطہار علیہم السلام کے نظریے اور درس سے حاصل کی تھی۔ وہ ہمیشہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے راستے کی طرف دعوت دیا کرتا تھا۔

علامہ شریف قرشی کہتے ہیں کہ مختار بہت زیادہ زہد اور تقویٰ کا مالک تھا اور دینِ اسلام کے اصول و قوانین کا سختی سے پابند تھا۔

ہجرت:

حضرت مختار کا حجاز سے عراق کی طرف اس وقت آنا ہوا جب وہ اپنے باپ کیساتھ رضا کارانہ مجاہد کی حیثیت سے اسلام کے لشکر کیساتھ ملحق ہوا۔ اپنے والد گرامی کی شہادت کے بعد ابھی آپ نوخیز جوان تھے کہ اسی طرح ایک جنگجو کی حیثیت سے لشکر اسلام میں شریک رہے جس طرح اپنے والد کی موجودگی میں شریک تھے۔ آپ یتیم ہو گئے وہ ایک شہید کے فرزند کی حیثیت سے اپنے چچا سعد کے سایہ عطوفت اور سرپرستی میں رہے چونکہ دوسرے خلیفہ کے زمانے میں کوفہ ایک فوجی چھاؤنی اور مسلمانوں کے لشکر کا مستقل مرکز قرار پا چکا تھا تا کہ وہاں سے اسلام کی مشرقی سرحد کی حفاظت کی جا سکے اور اسلام کو وسعت دی جائے لہذا بہت سے مسلمان اپنے اہل و عیال اور قبیلے کیساتھ باقاعدہ طور پر عراق میں آباد ہو گئے اور صحابہ کا ایک گروہ اور صدر اسلام کے بہت زیادہ مسلمانوں نے بھی حجاز کو چھوڑ کر عراق میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ انہیں میں سے ایک مختار بھی تھے جو اپنے چچا سعد کی سرپرستی میں وہاں آ کر آباد ہوئے۔ کوفہ ہر دن بڑھتا جا رہا تھا اور اس کی وجہ سے اس کا جغرافیہ اور فوجی مرکز بن جانا تھا اور پہلے ہی

Presented by Ziaraat.Com

دن سے کوفہ ایک اہم اسلامی مرکز شمار ہونے لگا۔

بعض وجوہات کی بنا پر جب امیر المومنین علیہ السلام حکومت پر فائز ہوئے تو آپ نے خلافت کا باقاعدہ مرکز کوفہ شہر کو قرار دیا اور خلافت کے مرکز کو مدینہ سے کوفہ کی طرف منتقل کر دیا۔ مدائن کا شہر جو عراق کی سرحد کا اہم شہر تھا اس کا امیر المومنین علیہ السلام نے سعد کو جو جناب مختار کا چچا تھا حاکم اور گورنر مقرر کیا اور مختار نے اپنے چچا کیساتھ عراق میں سکونت اختیار کر لی اور مختار نے امیر المومنین علیہ السلام کی خلافت کے زمانے میں آپ کے ساتھ کوفہ میں سکونت اختیار کر لی۔ مختار حضرت امیر المومنینؑ کی شہادت کے بعد کوفہ سے بصرہ چلا گیا اور ایک مدت تک وہاں رہتا رہا اور سن 60ھ کے اواخر میں امام حسین علیہ السلام کے اقدام پر جناب مسلم بن عقیل کی مدد کرنے کی پاداش میں ابن زیاد نے اسے گرفتار کر کے قید خانے میں ڈال دیا۔ اس کی تفصیل بعد میں ذکر کی جائیگی۔

زرکلی نے مختار کے حالات میں لکھا ہے کہ مختار بن ابو عبیدہ ثقفی، ابو اسحاق بنی امیہ کے مخالف گروہ کا سردار تھا اور بہت ہی کم نظیر بہادر تھا اور طائف سے تھا۔ خلیفہ ثانی کے زمانے میں باپ کے ساتھ طائف سے مدینہ میں آیا اور اپنے باپ کے ہمراہ ایرانیوں کے خلاف جنگ میں شرکت کی غرض سے عراق آ گیا۔ اس کا باپ یوم الجسر نامی جنگ میں شہید ہو گیا۔ اس کے بعد مختار مدینہ واپس لوٹ آیا اور اس کا صرف بنی ہاشم سے تعلق تھا اور وہ اہل بیتؑ کے محبوں میں شمار ہوتا تھا۔ دوسرے خلیفہ کے فرزند عبداللہ بن عمر نے مختار کی بہن صفیہ سے نکاح کر لیا جب علی علیہ السلام عراق میں خلیفہ تھے تو مختار بھی حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ وہاں آ گیا۔ آپ کی شہادت کے بعد مختار کوفہ سے بصرہ چلا گیا اور ایک مدت تک وہاں رہا۔ امام حسین علیہ السلام کے قیام کے آغاز میں ہی مختار بنی امیہ کے خلاف مبارزہ میں وارد ہو گیا۔ اور جب مسلم بن عقیل کوفہ میں آئے تو آپ مختار کے گھر ہی اترے اس کے بعد آپ ہانی بن عروہ کے گھر منتقل ہو گئے۔ جناب مسلم کیساتھ مختار ثقفی کے بہت زیادہ تعاون ہمدردی کی وجہ سے اور ابن زیاد کے ساتھ مخالفت

Presented by Ziaraat.Com

کی وجہ سے قید کر دیا گیا اور کربلا کے واقعہ کے رونما ہونے کی وقت مختار کوفہ میں قید خانے میں تھا۔اس کی تفصیل بعد میں بیان کی جائیگی۔

علامہ ابن نما لکھتے ہیں کہ جب معاویہ نے مغیرہ بن شعبہ کو کوفہ کا گورنر مقرر کر دیا اس کے بعد مختار کوفہ سے مدینہ واپس لوٹ آیا اور پیغمبر علیہ السلام کے خاندان بالخصوص محمد بن حنفیہ کے پاس زیادہ آتا جاتا رہتا تھا اور ان سے علوم اور احادیث کا علم حاصل کیا کرتا تھا۔اس کے بعد پھر عراق کی طرف لوٹ آیا اور ہمیشہ لوگوں سے اہل بیتؑ پیغمبرؐ کے فضائل بیان کیا کرتا تھا اور حضرت امام علیؑ اور حضرت امام حسن اور امام حسینؑ کے مناقب اور فضائل کی لوگوں میں نشر واشاعت کیا کرتا تھا اور باقاعدہ طور سے ان کی حقانیت کا اعلان کیا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ یہی حضرات تمام لوگوں سے پیغمبر علیہ السلام کے بعد خلافت کے حقدار ہیں اور ان پر جو ظلم کیا گیا ہے اس پر اسے دکھ ہوا کرتا تھا۔

مختار کا خاندان:

مختار کا سارا خاندان آل محمدؐ کا مخلص شیعہ اور محبّ تھا مختار کے چچا سعد بن مسعود پیغمبر علیہ السلام کے عالیقدر صحابہ اور صدر اسلام کے بلند مرتبہ اور نمایاں شخصیت شمار ہوتے تھے۔

استیعاب، اسد الغابہ، الاصابہ والوں نے اس مطلب کی تصریح کی ہے۔شیعہ اور اہل سنت نے انہیں عالیقدر صحابی شمار کیا ہے۔آپ تمام حالات میں امیر المومنینؑ کے ساتھ ہوتے تھے اور آپ علیہ السلام سے خلوص اور عقیدت اور بہت زیادہ عقلمندی رکھتے تھے۔

شیخ طوسی نے سعد کو امیر المومنینؑ کے اصحاب میں سے یاد کیا ہے۔مختار کے چچا مدائن کے گورنر تھے۔حضرت علی علیہ السلام نے اپنی حکومت کے زمانے میں سعد کو مدائن کا گورنر مقرر کیا تھا اور آپ نے صفین کی جنگ میں معاویہ اور اس کی فوج سے جنگ کی تھی۔ابن اثیر نے لکھا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے صفین کی جنگ میں سعد کو قیس اور عبدالقیس قبیلے کے

Presented by Ziaraat.Com

لوگوں پر سردار اور جرنیل مقرر کیا تھا۔

امام حسن علیہ السلام نے حضرت علی علیہ السلام کی شہادت کے بعد سعد کو اس کے منصب پر باقی رکھا اور آپ اسی طرح جب تک زبردستی صلح اور امام حسن علیہ السلام کی سیاست سے کنارہ کشی کا واقعہ پیش نہیں آیا آپ بدستور مدائن کے گورنر رہے۔

امام حسن علیہ السلام کساباط کے مقام پر اچانک حملے سے زخمی ہو گئے تو آپ نے فرمایا مجھے سعد کے مکان پر لے چلو آپ کا اسی کے مکان میں علاج کیا جاتا رہا۔

خطرناک پیشکش:

امام حسن علیہ السلام پر خوارج کے حملے کے واقعہ میں ایک روایت میں یوں نقل کیا گیا ہے کہ مختار نے اپنے چچا سے ایک خطرناک پیشکش کی کہ جس پر اس کے چچا نے بہت زیادہ لعن طعن اور ملامت کی۔ اس وقت مختار جوان تھا اپنے چچا سے کہا کہ یہ کیوں نہ کریں کہ ہم امام حسن علیہ السلام کو معاویہ کے سپرد کر دیں اور اس ذریعہ سے بہت زیادہ مال اور منصب اور مقام حاصل کر لیں۔

سعد نے اس کی طرف متوجہ ہو کر سخت لہجہ میں کہا کہ خدا تیری رای اور پیشکش کا برا کرے کیا سمجھتے ہو کہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ کیا تم یہ اس ذات کے بارے میں کہہ رہے ہو کہ جس کی برکت سے میں نے شرف اور عزت واحترام حاصل کیا ہے؟ کیا تم نے اس کے باپ کی منزلت کو جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں تھی بھلا دیا ہے؟ کیا میں پیغمبر علیہ السلام کا حق اس کی بیٹی کے فرزند کے بارے میں ادا نہ کروں؟ سعد نے اس کے بعد طبیب کو بلایا تا کہ امام حسن علیہ السلام کا علاج کرے۔ امام حسن علیہ السلام صحت یاب ہونے تک سعد کے گھر ہی میں رہے۔ مختار نے اپنے چچا کو جواب دیا کہ میں اس پیشکش میں صرف آپ کا امتحان کرنا چاہتا تھا اور اس میں میرا ارادہ حتمی اور واقعی نہ تھا۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ بعض شیعہ مختار کو اس پیشکش میں سزا دینا چاہتے تھے یا

Presented by Ziaraat.Com

اسے قتل کر دینا چاہتے تھے لیکن اس کے چچا کی معذرت کرنے پر اُسے چھوڑ دیا تھا۔

آیت اللہ الخوئی نے اس روایت کے ذیل میں لکھا ہے کہ یہ روایت قابل اعتبار نہیں ہے کیونکہ روایت مرسلہ ہے روایت کی سند میں اس کا راوی حذف کر دیا گیا ہے اور بالفرض اگر یہ روایت درست بھی ہو تو مختار کا ارادہ اپنے چچا کا امتحان کرنا تھا کہ اگر خدانخواستہ اس کا چچا امام حسنؑ کو معاویہ کے سپرد کرنا چاہتا ہے تو خود مختار امام حسنؑ کی حفاظت کیلئے کوئی فکر کر سکے۔ بہت بڑے مورخ ابن اثیر نے امام حسنؑ کی جگہ امام حسینؑ کا نام لکھا ہے اور یہی اس کے بے اطلاع ہونے کی دلیل ہے یا اس کا یوں لکھا جانا قلم کی غلطی ہے۔

بلاذری نے اس واقعہ میں لکھا ہے کہ مختار اپنے چچا سعد بن مسعود کے ساتھ مدائن میں رہتا تھا جب امام حسنؑ کو علاج کی غرض سے سعد کے گھر لایا گیا تو مختار نے اپنے چچا سعد کو اشارہ دیا کہ امام کو معاویہ کے سپرد کر دے۔ اس سے شیعہ بہت زیادہ مشتعل ہو گئے اور حارث اعور اور ظبیان بن عمارہ جو امام حسنؑ کے شیعوں سے تھے اس پر اتر آئے کہ مختار کو اس غلط اور بے جا اور ناروا بات پر قتل کر دیں لیکن امام حسنؑ نے انہیں اس سے منع کر دیا اس وقت وہ لوگ آپ کے حکم پر اس کے قتل کرنے سے باز آئے۔

علامہ محقق شیخ محمد باقر محمودی نے انساب الاشراف کے حاشیہ پر اس واقعہ کو یوں تحریر کیا ہے کہ مختار کا یوں کہنا شیعہ روایات سے ثابت نہیں ہے بلکہ اس واقعہ کو اہل سنت نے نقل کیا ہے۔ اور بالفرض ایسا کوئی واقعہ رونما ہوا بھی ہو تو یہ مختار کے بعد اقدامات اور کردار سے معارض ہے کیونکہ مختار کے بعد کے کاموں اور اقدامات سے کہ جن سے مختار کا آل پیغمبر علیہ السلام کی نسبت جانثار اور ایثار گر ہونا اور مختار کے انتقام لینے سے اہل بیتؑ اور شیعوں کے دل خوش ہونا ہے اور مختار نے ہی امام حسینؑ کے قاتلوں اور منافقین سے انتقام لیا ہے۔ اس کے یہ اچھے کام اس پر گواہی دیتے ہیں کہ اگر بالفرض مختار نے کوئی ایسی غلط اور بے جا پیشکش کی بھی تھی تو ٹھیک

Presented by Ziaraat.Com

فصل دوّم

آئمہ علیہم السلام اور علماء کی نظر میں مختار کی شخصیت

Presented by Ziaraat.Com

کام انجام دے کے اپنے برے اعمال کا تدارک و جبران کر لیا تھا اور حق کے راستے میں ثابت قدم رہ کر اللہ کے راستے میں جان نثاری کرتے ہوئے جہاد میں شریک ہوا اور آخر کار شہادت کے عالی رتبہ پر فائز ہوا۔ خداوند عالم نے انہیں شہداء اور صدیقین سے ملحق کر دیا ہے خلاصہ عمل میں عاقبت اور آخر انجام کو دیکھا جاتا ہے اور معیار خاتمہ بالخیر ہے۔ ابتدائی زندگی کے اعمال کو نہیں دیکھا جاتا۔

اس کے بعد علامہ محمودی تحریر فرماتے ہیں کہ مختار کہ خدا اس پر اپنی رحمت نازل فرمائے اہل بیتؑ کے راستے میں ہی شہید ہوئے ہیں مختار کا اپنا چچا سے ایسی پیشکش سے مقصود شاید اپنے چچا کے عقیدے کو معلوم کرنا ہو اور ان اشخاص کی ارادت کو معلوم کرنا تھا کہ جو امام حسن علیہ السلام کے اردگرد موجود تھے اگر کسی کا قصد امام حسن علیہ السلام کو قتل کر دینے کا ہو تو انہیں اس سے روکا جا سکے اور اگر فرض کر لیں کہ مختار نے اس پیشکش سے واقعاً قصد و ارادہ کر لیا ہوا تھا تو پھر بھی اس کا یہ برا ارادہ اس زمانے میں تھا اور صرف کسی کام کے ارادے اور قصد پر جب کہ اس کام کو بجا نہ لایا جائے عقاب اور سزا و مواخذہ نہیں کیا جا سکتا۔

اور پھر مختار کے وہ اہم کام کو جو اس نے سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کے خون کے بدلہ لینے میں اپنی آخری عمر میں انجام دیئے ہیں یہ سب دلالت کرتے ہیں کہ مختار خدا کے دشمنوں کے مقابلے میں کتنا جانفشانی کرنے والا انسان تھا اور آخر کار اس کا انجام اور خاتمہ خدا اور اولیاء خدا کی مدد کرنے اور جان فدا کر دینے پر ہوا ہے۔

لہذا مختار اپنی روشن عاقبت کے لحاظ سے اپنے نامہ اعمال کو تاریخ اسلام میں ثبت کر گیا ہے اور اللہ تعالی کے ہاں اجر جلیل اور جزاء کامل کا مستحق ہے جو اس کے کارناموں اور انقلاب سے مناسب ہونگے اور خداوند عالم اسے اجر جمیل عنایت کرے گا۔

Presented by Ziaraat.Com

پہلا حصہ

﴿آئمہ اطہارؑ کی نگاہ میں مختار کی شخصیت﴾

حق سے دفاع:

کسی انسان کیلئے اس سے بڑھ کر کوئی عزت نہیں ہوسکتی کہ وہ ہمیشہ حق کا دوست اور مددگار رہو اور حق کا طرفدار ہو اہل بیت عظام علیہ السلام اور ان کی مظلومیت اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی وارثوں کا دفاع اور مدد کرنے کا اعلیٰ ترین افراد میں سے شمار ہوتا جیسے کہ قرآن مجید میں ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برگزیدہ فداکاروں نے اپنی جان و مال اور صدق و صفا اور اخلاص و ایمان سے کفر اور شرک کے مقابلہ میں آنحضرتؐ کی مدد کی اور اپنے لئے بہت بڑی عظمت اور خاص مقام حاصل کرلیا اسی طرح امیر المومنینؑ اور آئمہ معصومینؑ کے حامیوں اور مددگاروں نے آپ علیہ السلام کی مدد کر کے اپنے لئے ایک خاص مرتبہ اور مقام اور عظمت حاصل کی۔ اس کا ذکر بہت زیادہ روایات میں وارد ہوا ہے۔

لیکن سب سے زیادہ اہم شخصیت جس کے بارے میں دعویٰ کیا جاسکتا ہے وہ تاریخ و روایات سے مسلم ہے وہ مختار بن ابی عبیدہ ثقفی ہیں جنہوں نے اپنی جان مال اور گفتار کے ذریعہ حریم اہل بیت علیہم السلام سے دفاع کیا اور وہ حق کا مخلصانہ دفاع کرنے والے لوگوں میں مینار نور کی مانند نمایاں ہیں اور حق کے دفاع اور اہل بیتؑ کی مظلومیت کا دفاع کرنے والا حق سے دفاع اور مدد کرنے کا شاخص اور بارز مصداق شمار ہوتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

جب منصب خلافت کے غصب کرنے والے اور ان کے مددگاروں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آثار کو مٹانے اور اسلام کو بے مقصد ثابت کرنے اور حق کے صحیح پیشواؤں کو ہٹانے اور گوشہ نشین کرنے اور اہل بیتؑ اور عترت پیغمبرؐ کو گوشہ نشین کرنے پر کمر بستہ ہوئے اور انہوں نے اسلام کی تاریخ میں بہت بڑی خیانت اور انحراف کو جنم دے دیا اور حق طلبی کی آواز کا گلا گھونٹنا چاہا ان حالات میں جن لوگوں نے پوری قوت سے اہل بیتؑ عظام کا دفاع کیا ہے ان کا مقام اور مرتبہ بلند ہے۔

ظالم اور جابر اموی حکومت اپنی تمام تر قوت اور قدرت سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیتؑ عظام کے نور ہدایت کو بجھانے میں لگی ہوئی تھی اور امیر المومنینؑ کے خواص اور شیعوں پر بدترین ظلم اور ستم ڈھا رہے تھے اور ان پر اپنا دباؤ ڈال رکھا تھا ان سخت اور خطرناک حالات میں ایک پاکباز مجاہد اور دلیر انسان مختار قیام کرتا ہے اور انہیں عبرت کا نشان بنا دیتا ہے اور اپنے تمام تر وسائل کے ساتھ اہل بیتؑ عظام کے نظریات کا دفاع کرتا ہے یہ ایک بہت بڑا مقام اور مرتبہ اور ایک بہت بڑا اعزاز اور افتخار ہے جو اس کیلئے شمار ہوتا ہے۔

عجیب روایت:

اس سے پہلے کہ ہم مختار کی شخصیت اور تعریف میں آئمہ علیہم السلام کی روایات نقل کریں اپنے پڑھنے والوں کی توجہ ایک نہایت دلچسپ روایت کی طرف مبذول کرواتے ہیں جسے شیخ مفید نے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص ہمارے دشمن کے خلاف اپنی زبان سے ہماری مدد کرے خداوند عالم اسے قیامت کے دن اپنے روبرو اس کی حجت اور دلیل کو اس کی زبان پر جاری کرے گا۔ نیز امام حسن علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص ہمیں اپنے دل سے دوست رکھے اور اپنی زبان اور ہاتھ سے ہماری مدد کرے تو وہ ہمارے ساتھ اس جگہ ہوگا جہاں ہم ہونگے اور جو شخص ہم سے محبت کرے اور صرف اپنی

Presented by Ziaraat.Com

زبان سے ہماری مدد کرے تو اس کا درجہ پہلے سے ایک درجہ کم ہوگا اور جو شخص ہم سے دل سے محبت کرے اور اپنی زبان اور ہاتھ کو روکے رکھے تو وہ بھی بہشت میں ہوگا۔ مختار ان دو روایتوں کو واضح مصداق ہے اور ہم اس کو ثابت کریں گے۔ انشاءاللہ۔

مختار کی مدح میں روایات:

وہ روایات جو خصوصی طور پر جناب مختار کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔

آیت اللہ الخوئی فرماتے ہیں کہ مختار کے بارے میں روایات دو قسم کی ہیں۔ ایک قسم وہ روایات ہیں جن میں جناب مختار کی مدح اور تعریف کی گئی ہے اور دوسری قسم ان روایات کی ہے کہ جس میں جناب مختار کی مذمت کی گئی ہے لیکن وہ روایات زیادہ قوی اور برتر ہیں کہ جن میں جناب مختار کی تعریف اور مدح کی گئی ہے۔ پہلے آپ ان روایات کو اپنی کتاب میں نقل کرتے ہیں کہ جن میں جناب مختار کی شخصیت اور حیثیت کی تائید کی گئی ہے اور آئمہ علیہم السلام سے اس کام اور کردار کی مدح اور تعریف وارد ہوئی ہے اور اس کے صحیح اعتقاد اور کردار کو بیان کرتی ہیں ان کو ترجیح دینے اور تائید کرنے کے بعد ان روایات کو نقل کرتے ہیں کہ جن میں جناب مختار کی مذمت وارد ہوئی ہے ہم بھی پہلے ان روایات کو کہ جن میں تعریف اور مدح وارد ہوئی ہے نقل کرتے ہیں اس کے بعد ان روایات میں بحث کریں گے کہ جن میں جناب مختار کی مذمت وارد ہوئی ہے۔ مطالعہ کرنے والوں سے امید کرتے ہیں کہ وہ ان روایات کے مضمون اور اسناد میں کافی دقت سے توجہ فرمائیں اور اس سے قبل کہ دونوں قسم کی روایات میں تحقیق کی جائے جناب مختار کی شخصیت کے بارے میں فیصلہ کرنے سے احتراز کریں۔

حضرت علی علیہ السلام کی جناب مختار کے لئے خوشخبری:

ملاحم اور فتن کی کتابوں میں شیعہ اور سنی اسناد کے ساتھ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ

Presented by Ziaraat.Com

وسلم اور جناب امیر المومنین علیہ السلام سے بعض واقعات اور حوادث کی پیشگوئیاں دیکھنے میں آئی ہیں۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ علیہم السلام سے امام حسین علیہ السلام کے قیام اور شہادت اور اس کے بعد کے واقعات کی کہ جن میں جناب مختار کا قیام ہے کی غیبی خبر نقل ہوئی ہے۔

مقدس اردبیلی حضرت امیر علیہ السلام سے یہ نقل کرتے ہیں کہ (سیقتل ولدی الحسین و یستخرج غلام من ثقیف و یقتل من الذین ظلموا ثلثمائته و ثلثه و ثمانین الف رجل) یعنی بہت جلد میرا فرزند حسینؑ قتل کر دیا جائیگا اور ثقیف قبیلے کا ایک جوان قیام اور خروج کرے گا جن لوگوں نے ظلم کیا تھا ان میں سے تین لاکھ تیراسی ہزار آدمی قتل کرے گا۔ ممکن ہے کہ بعض انسان اتنی تعداد کو واقعیت سے دور اور مبالغہ آمیز قرار دیں۔ لیکن مسلم ہے کہ مختار کے قیام اور انقلاب میں اہل بیت علیہم السلام کے دشمنوں سے اور ان سے کہ جو اس سانحہ کے رونما ہونے کا سبب تھے بہت زیادہ تعداد قتل کی گئی ہے اور ان کے سردار جو اکثر عراق میں ہی تھے۔ مختار اور اس کے مددگاروں کے ہاتھوں قتل کیے گئے جن کی تعداد کا اندازہ کئی ہزار آدمی لگایا جا سکتا ہے اور چونکہ کوفہ کے انقلاب اور واقعہ میں اہل بیتؑ کے دشمنوں کی بہت زیادہ تعداد قتل کی گئی تھی اور مختار کے انقلاب کے کامیاب ہو جانے کے بعد بھی بہت زیادہ تعداد جنگ میں قتل ہوئی تھی اور جناب ابراہیم کی جنگ جو انہوں نے شام کے لشکر سے کی جس کا سردار ابن زیاد تھا۔ معتبر تواریخ کے مطابق شام کے لشکر اسی ہزار آدمی قتل ہوئے تھے اور شام کی معمولی سی نفری بچ کر نکلی تھی جب ان تمام کو جمع کیا جائے تو پھر حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی بتلائی ہوئی تعداد کچھ بعید نظر نہیں آئیگی۔

علامہ مجلسی نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے آپؑ فرماتے ہیں کہ جس طرح بنی اسرائیل کے ایک گروہ نے حق کی اطاعت کی تھی اور عزت پائی لیکن ایک دوسرے گروہ نے حق کی نافرمانی کی جس کے نتیجے میں انہیں عذاب دیا گیا تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

Presented by Ziaraat.Com

امت بھی اسی طرح ہوگی۔ امیر المومنینؑ سے سوال کیا گیا کہ پیغمبر علیہ السلام کی امت کے نافرمانی کرنے والے کون لوگ ہونگے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ کہ جنہیں ہماری عزت اور بزرگی کا حکم دیا گیا ہے اور ہم اہل بیتؑ کے حقوق کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے لیکن انہوں نے اس کی مخالفت اور خیانت کی ہے اور ہمارے حقوق کو نظر انداز کیا ہے اور اسے معمولی قرار دیا ہے ہماری اولاد کو جو درحقیقت پیغمبر کی اولاد ہے قتل کیا ہے جب کہ انہیں ان کی محبت اور عزت کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔

آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ کیا ایسا ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں! یہ خبر جو میں نے دی ہے حق ہے اور ہو کر رہے گی بہت جلدی میرے یہ دو فرزند حسنؑ اور حسینؑ قتل کیے جائیں گے اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ بہت جلد ظالم لوگ اس کے ذریعے کہ جسے خداوند عالم انتقام لینے کیلئے ان پر مسلط کرے گا یہ عذاب اور مصیبت میں گرفتار ہونگے اور ایسا دن انکے فسق اور جنایت کی وجہ سے ہوگا جسے وہ انجام دیں گے وہ بھی ایسے عذاب میں گرفتار ہونگے جس میں بنی اسرائیل گرفتار ہوئے تھے آپ سے پوچھا گیا کہ وہ انتقام لینے والا کون ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ بنی ثقیف کا ایک جوان ہوگا کہ جسے مختار ابن ابی عبیدہ کہتے ہیں۔

مقانی مرحوم فرماتے ہیں کہ یہ روایت ایک اور دلیل ہے کہ مختار شیعہ تھا اور اس کا عقیدہ صحیح تھا کیونکہ مختار کے کام کا انجام امیر المومنین علیہ السلام پر دوسرے واقعات کی طرح کہ جنہیں آپ جانتے تھے واضح تھا اور آپ کو اس کا علم تھا۔

بنا براین اگر مختار کا عقیدہ غلط ہوتا اور امام زین العابدینؑ کی امامت کا عقیدہ نہ رکھتا ہوتا تو حضرت امیر المومنین علیہ السلام مختار کو اپنے زانو پر نہ بٹھاتے اور لطف و محبت کا ان سے اظہار نہ کرتے اور اس کے اس جملے یا "کیس یا کیس" سے تعریف نہ کرتے۔

یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام مختار کا مستقبل اور انجام نہ جانتے ہوں؟

Presented by Ziaraat.Com

حالانکہ میثم تمار جو حضرت علیؑ کے شاگرد اور آپ کے غلاموں میں سے ایک غلام تھے وہ جناب مختار کے انجام اور مستقبل سے باخبر تھے۔

مرحوم مقانی کا آخری جملہ اس روایت کی طرف اشارہ ہے کہ جب جناب مختار اور میثم ابن زیاد کے قید خانے میں تھے تو جناب میثم نے مختار کو خبر دی تھی کہ ابن زیاد تیرے ہاتھوں قتل ہوگا اور اپنے متعلق خبر دی تھی کہ وہ شہید کر دیئے جائیں گے۔

امام حسین علیہ السلام کی مختار کے قیام کرنے کی خوشخبری:

علامہ مجلسی نے بحار الانوار میں عاشورہ کے واقعات میں امام حسینؑ کا خطبہ نقل کیا ہے جو آپ نے شام اور کوفہ والوں کے سامنے پڑھا تھا اس خطبے کے آخر میں آپ کے یہ جملے نقل کیے ہیں کہ امام حسینؑ نے فرمایا خدایا ثقفی جوان کو اُن پر مسلط کرتا کہ انہیں موت اور ذلت کا تلخ جام پلائے اور ہمارے قاتلوں میں سے کسی کو معاف نہ کرے اور ہمارے ہر قتل کے عوض قتل کرے اور ہر ضرب کے عوض ضرب لگائے، میرا اور میرے دوستوں، شیعوں اور ہمارے خاندان کا اُن سے انتقام لے۔

دیکھا کہ امام حسینؑ کی اس بددعا کا مصداق سوائے مختار کے اور کوئی نہیں ہوا کیونکہ مختار ہی تھے کہ جنہوں نے شہداء کربلا کے خون کا انتقام لیا تھا۔

خداوند عالم مختار کو جزائے خیر عنایت کرے:

اگر مختار کا سنہری کارنامہ نہ بھی ہو تو اس کیلئے امام سجادؑ کا یہ مختصر جملہ ہی باعث سعادت اور نجات ہے۔ امام زین العابدین علیہ السلام کے فرزند گرامی فرماتے ہیں کہ جب مختار نے ابن زیاد اور عمر بن سعد کا سر کاٹ کر امام زین العابدینؑ کی خدمت میں بھیجا تو امام زین العابدینؑ نے سجدہ شکر ادا کیا اور سجدہ شکر میں اللہ تعالیٰ کی یوں حمد اور ثناء کی۔

Presented by Ziaraat.Com

الحمد للّٰہ الذی ادرك لی ثاری من اعدائی وجزی اللّٰہ المختار خیرا۔

اس ذات کی حمد ہے کہ جس نے میرے دشمنوں سے انتقام اور بدلہ لیا اللہ تعالی مختار کو جزائے خیر عنایت فرمائے بہت سی روایات میں یہ آیا ہے کہ کسی مومن کے دل کو خوش کرنا بہت زیادہ اجر اور ثواب رکھتا ہے چہ جائیکہ امام کے دل کو خوش کرنا کہ جو عالم کون و مکان کا دل ہے۔

مختار نے یہ فضیلت اور منقبت اپنے لئے مختص کر لی ہے کیونکہ اس نے امام کے دل کو خوش کیا اور اس طرح امام علیہ السلام کے لطف و کرم اور دعا کا مستحق قرار پایا۔ یہ ایک بہت واضح دلیل ہے کہ مختار کا عقیدہ صحیح خالص تھا اور خلوص و صفا پہ مبنی تھا۔ خدا مختار کو یہ سعادت اور عظمت مبارک کرے

امام زین العابدین علیہ السلام نے مختار کے تحفے قبول فرمائے:

جب مختار نے اقتدار حاصل کر لیا اور عراق میں اپنی حکومت بنالی تو آپ نے اہل بیت عظام کیساتھ مدینہ میں برابر رابطہ برقرار رکھا اور کئی دفعہ بہت زیادہ مال تحفے کے عنوان سے یا وجوہات شرعیہ کے عنوان سے عراق سے امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں اور جناب محمد بن حنفیہ کیلئے روانہ کئے۔ بعض کی طرف ہم یہاں اشارہ کرتے ہیں۔

ابو حمزہ ثمالی امام زین العابدین علیہ السلام کے وفادار اصحاب میں سے ایک ہیں۔ آپ نے معروف دعا ابو حمزہ ثمالی امام زین العابدین علیہ السلام سے ہی یاد کی تھی۔ آپ علم حدیث و رجال کے ماہر اور بزرگ فقہاء شیعہ میں سے شمار ہوتے ہیں آپ سے امامؑ کو خاص عقیدت و محبت تھی۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں ہر سال مکہ معظمہ مشرف ہوا کرتا تھا اور حج ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ جایا کرتا تھا اور ہر سال اپنی عادت کے مطابق امام زین العابدین علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوا کرتا تھا۔ امامؑ میرے پاس تشریف لائے اور میری احوال پرسی کی اور تھوڑی دیر کے بعد آپ نے خلوص دل سے لب کشائی کی اور فرمایا۔ اے ابو حمزہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے میرا دل چاہتا ہے کہ وہ تمہیں سناؤں۔ میں نے خواب دیکھا کہ گویا کہ میں جنت میں داخل ہوا ہوں اور بہشت

Presented by Ziaraat.Com

کی تمام تختوں سے بہتر وہ تھا جس پر ان تختوں میں سے ایک خوبصورت حور کو میرے لئے لایا گیا کہ جس کی مانند میں نے کوئی بھی اس طرح کی خوبصورت نہیں دیکھی تھی اس حور کے ساتھ تھوڑی دیر رہنے کے بعد اچانک ایک آواز میرے کان میں پڑی کہ اے علی بن الحسینؑ تجھے زید مبارک ہو میں نے یہ بشارت اور خوشخبری کی دعا دی۔ اس خواب کے دیکھنے کے ایک دن بعد میرے دروازہ پر دق الباب کی آواز بلند ہوئی تو ایک شخص خوبصورت کنیز لے کر آیا اور کہا کہ یہ کنیز میرے آقا اور مولیٰ جناب مختار بن ابی عبیدہ نے آپ کیلئے بھیجی ہے۔ ابو حمزہ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ میں ایک سال کے بعد امامؑ کی خدمت میں گیا تو میں نے ایک خوبصورت بچہ آپ کی گود میں بیٹھا ہوا دیکھا آپ نے اپنے ہاتھ سے اس بچے کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ یہ میرے اس خواب کی تعبیر ہے جو اللہ نے میرے لئے سچ کر دیا ہے میرے اس بچے کا نام زید ہے۔

جناب محمد بن حنفیہ کی دعا

جب مختار نے ابن زیاد کا سر کاٹ کر جناب محمد بن حنفیہ کے پاس بھیجا تو جناب محمد بن حنفیہ نے مختار کیلئے یوں دعا خیر فرمائی۔ جزاہ اللہ خیر الجزاہ اللہ خیر الجزاء فقد ادرک ثارنا و وجب حقہ علی کل ولد عبد المطلب۔

خدا مختار کو جزائے خیر عنایت فرمائے۔ خدا مختار کو جزائے خیر عنایت فرمائے اس نے ہمارا بدلہ لے لیا ہے عبد المطلب کی تمام اولاد پر اس کا حق اور احسان ثابت ہو گیا ہے۔

جناب محمد بن حنفیہ نے جناب ابراہیم اشتر کیلئے جب ان نے ابن زیاد کو قتل کیا تو یوں دعا خیر دی۔

اللّٰھم احفظ لابراھیم الاشتر وانصرہ علی الاعداء و وفقہ لما تحب و ترضی واغفر لہ فی الآخرۃ والاولی۔

اے خدا ابراہیم اشتر کی حفاظت فرما اور اسے دشمنوں پر فتح عنایت کر اور جس میں

Presented by Ziaraat.Com

تیری رضا ہے اسے اس کی توفیق عنایت کر اور اسے دنیا اور آخرت میں اپنی مغفرت عنایت فرما۔

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ جب آپ کی نگاہ ابن زیاد کے کٹے ہوئے سر پر پڑی تو آپ سجدہ شکر بجالائے اور اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے اور عرض کی۔ اے میرے خدا۔ مختار کی اس خدمت کو قبول فرما اور پیغمبر اسلام کی طرف سے اسے جزائے خیر عنایت فرما اور فرمایا خدا کی قسم اس کے بعد میں مختار کیلئے کوئی عقاب اور گلہ نہیں رکھتا۔

مختار کو برا بھلا نہ کہو:

سدید جو امام محمد باقر علیہ السلام کے اصحاب میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مختار کے بارے میں فرمایا:۔

لا تسبوا المختار فانه قد قتل قتلتنا و طلب ثارنا و زوج ارامِلنا و قسم فینا المال علی العسرہ۔

مختار کو برا بھلا نہ کہا کرو کیونکہ اس نے ہمارے قاتلوں کو قتل کیا اور ہمارا انتقام اور بدلا لیا اور ہماری بیواؤں کی تزویج کرائی ہے اور ہمارے فقراء اور تنگدست لوگوں پر مال تقسیم کیا ہے۔

یہ روایت سند کے لحاظ سے مورد قبول واقع ہوئی ہے اور کشی کی یہ سند امام باقر علیہ السلام کی طرف سے بہتر ہے علامہ نے اس سند کے بارے میں فرمایا ہے۔ الطریق حسن۔ اس کا طریق حسن ہے سید ابن طاؤس نے بھی یوں ہی فرمایا ہے۔

خدا مختار پر رحمت فرمائے:

شیخ طوسی نے یہ روایت عبداللہ بن شریک سے نقل کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں قربانی کی عید کے دن منی میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں گیا۔ آپ خیمے کے دروازے پر تکیہ لگا کر بیٹھے ہوئے تھے آپ نے کسی کو حجام کی طرف روانہ کیا تھا تا کہ آپ کے سر مبارک کی اصلاح

Presented by Ziaraat.Com

کرے۔ میں آپ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا اسی حالت میں اچانک ایک بوڑھا محترم انسان جو کوفہ کا تھا امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا ہاتھ بڑھایا تا کہ امام علیہ السلام کے دست مبارک کو بوسہ دے آپ نے اسے بوسہ نہیں لینے دیا اور ہاتھ کھینچ لیا۔ اور فرمایا کہ تم کون ہو اس آدمی نے عرض کی کہ میں ابو الحکم بن مختار بن عبیدہ ہوں جب امام علیہ السلام نے اسے پہچانا باوجودیکہ وہ امام علیہ السلام کے نزدیک ہی تھا آپ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنی طرف نزدیک کیا اور اسے اپنے زانو مبارک پر بٹھایا اور اپنے پہلو میں اسے جگہ دی اور بہت ہی گرم جوشی سے اس کی احوال پرسی کی اور گفتگو فرمائی۔ جناب مختار کے فرزند امام علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کی کہ خداوند عالم آپ کے کاموں کی اصلاح فرمائے۔ لوگ میرے باپ کے بارے میں بہت زیادہ باتیں کرتے ہیں اور انکے بارے میں مختلف چیزیں نقل کرتے ہیں لیکن صحیح وہی ہوگا جو آپ ان کے بارے میں فرمائیں گے۔ امام علیہ السلام نے پوچھا کہ لوگ کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ کذاب یعنی جھوٹا تھا۔ لیکن آپ جو کچھ ان کے بارے میں فرمائیں گے وہی صحیح اور درست ہوگا اور میں اسے قبول کرونگا۔ امام علیہ السلام نے تعجب سے فرمایا کہ سبحان اللّٰہ۔ اخبرنی ابی واللّٰہ ان مھر امی کان مما بعث به المختار۔ سبحان اللہ۔ مجھے میرے باپ نے فرمایا کہ میری ماں کا حق مہر و مال تھا جو جناب مختار نے بھیجا تھا۔ اس کے بعد امام علیہ السلام نے جناب مختار کی تعریف کی اور انکے کردار کی قدر دانی کرتے ہوئے فرمایا۔ کیا جناب مختار نہ تھے کہ جنہوں نے ہمارے خراب کیے ہوئے مکانوں کو تعمیر کرایا؟ کیا وہ ہمارے قاتلوں کو قتل کرنے والا نہیں تھا؟ کیا اس نے ہمارے خون کا بدلا نہیں لیا؟ خدا مختار پر رحمت نازل فرمائے۔ میرے والد نے مجھے خبر دی ہے کہ جب بھی جناب مختار امیر المومنین علیہ السلام کی دختر فاطمہ کے گھر آتے تھے تو وہ محترمہ آپ کا بہت زیادہ احترام کرتی تھیں اور آپ کیلئے فرش بچھا دیتی تھیں اور تکیہ ان کیلئے رکھتی تھیں اور وہ وہاں بیٹھا کرتے تھے اور

Presented by Ziaraat.Com

آپ سے محبت کا اظہار کرتے تھے اس وقت امام علیہ السلام جناب فاطمہ کے فرزند کی طرف متوجہ
ہوئے اور فرمایا تھا آپ کے باپ پر صدقہ ہو جائیں کہ اس نے غلام کو حق کے پاس
کسی کا عذر نہیں رہا کہ اس نے حق پایا اور اس کا حق پا لیا اور سب سے حق کو واضح کر دیا
اس واقعہ سے چند ایک مطالب سامنے آتے ہیں۔

۱۔ فاطمہ کے فرزند سے امام علیہ السلام کی محبت و رغبت
۲۔ امام علیہ السلام نے جب فاطمہ کے فرزند کو پہچان لیا تو ان سے محبت و پیار کا اظہار کیا اسے اپنے پاس بٹھایا اور بڑی محبت سے فرمایا کہ اس طرح کی مہربانی کرنا اس سے محبت کرنے کی علامت ہے۔
۳۔ امام علیہ السلام ان سے محبت و پیار اور تشویق کر رہے تھے تاکہ فاطمہ کے بیٹے کسی طرح کی جسارت کرتے ہیں اور آپ کے ساتھ ملاقات کرنے سے اور پاک کرنا چاہتے جانے کا اظہار ہوتا ہے اور پھر آپ کا اپنے بیٹے سے یہ نقل کرنا کہ میری والدہ کا حق میرا اس مال سے ادا ہو گا آپ کیلئے کیا تھا اس سے فاطمہ کے مقام اور مرتبے پر ہونے کی تاکید ہوتی ہے۔
۴۔ امام علیہ السلام کا فاطمہ کی مخلصانہ خدمات کا ذکر کرنا کہ جس نے یہ کام ہم سے لئے انجام دیے ان کے ذکر کرنے سے امام علیہ السلام نے فاطمہ کا شکریہ ادا کر کے ان کی قدر دانی فرمائی ہے۔
۵۔ امام علیہ السلام فاطمہ کے عمل و خدمت کے اظہار کیلئے چند جملے نقل کرتے ہیں کہ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام علیہ السلام فاطمہ کا احترام کرتے ہوئے اہل بیت علیہم السلام کی محبت میں جانتے تھے اور یاد کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام کی ہمیشہ فاطمہ کا احترام کیا کرتی تھیں۔

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

اہل بیت علیہم السلام کی خوشحالی:

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ عاشورہ کے واقعہ کے بعد بنی ہاشم کی کسی عورت نے اس وقت تک زینت نہیں کی اور خضاب نہیں لگایا جب تک کہ مختار نے ابن زیاد اور عمر بن سعد کا سر کاٹ کر ہمارے پاس مدینہ نہیں بھیجا۔ اس روایت میں جتنے رجال نقل ہوئے ہیں اور کشی نے بھی انہیں نقل کیا ہے سب کے سب معتبر اور قابل اعتماد ہیں اور یہ روایت سند کے لحاظ سے صحیح ہے۔

کربلا کی مصیبت جہان اسلام کیلئے سب سے عظیم مصیبت تھی اور بالخصوص رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کیلئے اس سے عظیم اور کوئی مصیبت نہ تھی۔ سانحہ کربلا کا واقعہ جو دل کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے اہل بیتؑ پیغمبر کیلئے اس سے بڑا کوئی اور واقعہ نہ تھا جو انہیں متاثر کر دے۔ بجا اور درست تھا کہ جب تک پیغمبر کا خاندان اپنے دشمنوں اور قاتلوں کے کٹے ہوئے سر نہ دیکھے وہ چین اور آرام میں نہ رہے اور عزاداری کی حالت سے باہر نہ آئے۔ اتنی بڑی غرض جو اہل بیتؑ کو عزاداری سے باہر لائی ہو وہ مختار کے بابرکت ہاتھ سے انجام پائی۔ خداوند عالم مختار کو جزائے خیر عنایت فرمائےؒ کہ جس نے اپنے لئے اتنی بڑی سعادت اور افتخار حاصل کیا واقعا یہ بہت بڑی سعادت اور افتخار ہے۔

پانچ سال تک متصل عزاداری اور ماتم:

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ کربلا کے غم اندوہ واقعہ کے بعد بنی ہاشم کی کسی عورت نے آنکھوں میں سرمہ اور سر پر خضاب نہیں لگایا اور پانچ سال تک ہمارے گھروں سے دھواں بلند نہیں ہوا اور کسی نے چولہا گرم نہیں کیا۔ ہماری عزاداری اور ماتم تب تک رہا جب تک عبیداللہ بن زیاد قتل نہیں ہوا۔ محدث قمی اس روایت کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ مختار کی بلندی

Presented by Ziaraat.Com

مرتبہ یہاں سے معلوم ہوتی ہے کہ اس نے کس طرح امام علیہ السلام کے قلب مبارک کو خوشحال کیا بلکہ اہل بیتؑ پیغمبر کے یتیموں اور بیواؤں اور مظلوموں اور مصیبت زدوں کی دلجوئی فرمائی کہ جنہوں نے پانچ سال تک آہ وزاری اور گریہ وبکا اور عزاداری برپا کر رکھی اس کے علاوہ مختار نے انہیں سوگ سے باہر نکالا اور انکے گھروں کو آباد کیا اور ان کی مالی امداد کی۔

میثم تمار کی خبر:

ابن ابی الحدید تحریر کرتے ہیں کہ میثم تمار اور مختار دونوں ابن زیاد کے حکم سے کوفہ میں قید تھے اور دونوں کے بارے میں قتل کئے جانے کا حکم دیا ہوا تھا۔ میثم نے مختار سے کہا کہ تم قید سے آزاد ہو جاؤ گے اور امام حسینؑ کے خون کے انتقام لینے کیلئے قیام اور خروج کرو گے اور یہ ظالم اور جابر کہ جس کی ہم قید میں ہیں تمہارے وسیلے سے قتل کیا جائیگا اور پھر مختار کے پاؤں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ تم انہیں پاؤں سے اس کے سر اور چہرے کو روندو گے اور واقعا ایسا ہوا۔ میثم کی اس غیبی خبر سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس مطلب کو کہ جسے وہ محکم یقین کے ساتھ کہہ رہے ہیں انہوں نے اپنی طرف سے نہیں کہا بلکہ وہ یہ بشارت اور خوشخبری اس بنا پر دے رہے تھے کہ جو انہیں یہ امیر المومنین علیہ السلام نے دی رکھی تھی اور یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ مختار کا قیام دنیا اور ریاست وحکومت طلبی کیلئے نہیں تھا بلکہ کربلا کے شہداء کے خون کا بدلہ لینا تھا۔

حضرت علی علیہ السلام کی دختر فاطمہ فرماتی ہیں کہ امام حسینؑ کی شہادت کے بعد ہماری کسی عورت نے سر پر خضاب اور آنکھوں میں سرمہ نہیں لگایا اور نہ ہی سر میں کنگھی کی یہاں تک کہ مختار نے ابن زیاد کا سر کاٹ کر مدینہ روانہ کیا۔ اس روایت کا مضمون بھی وہی ہے جو پہلی دو روایتوں کا تھا جنہیں ہم نے نقل کیا ہے۔

ان تمام روایات سے یہ مطلب ظاہر ہوتا ہے کہ پیغمبرؐ کا خاندان کربلا کے غمناک سانحہ کے بعد عزاداری اور ماتم میں مشغول رہا اور بنی ہاشم کی مستورات نے کم سے کم زینت بھی

Presented by Ziaraat.Com

کیونکہ ملی دور کی زندگی نے سوائے خون حسینؑ کے انتقام کے جسے دو عالم نے مختار کے لیے چہارم حسین علیہ السلام کے قاتلوں سے بدلا لیا جو دوسری مدد حیثیت کو کم تر کر کے اہل بیت علیہم السلام کا کوئی بھی بڑا شخص نہیں بچا جس قدر جناب امام ابراہیم کے دست مبارک سے قتل ہوا اور جناب مختار نے اس کا کام سر انجام دیا قاتلوں کے کٹے ہوئے سر خاندان عصمت کے پاس روانہ کر دیے گئے۔

دوسرا حصہ

﴿بزرگ علماء کی نگاہ میں جناب مختار کی شخصیت﴾

جناب مختار کی عظیم شخصیت اور ایک مخلص مجاہد حق سے دفاع کرنے والا پاک و پاکیزہ عقیدہ رکھنے والا انسان تھا۔ اس پر ایک عرصہ تک ان کے خلاف نگ علماء رجال کا آپ کے بارے میں نظریہ ہے جنہوں نے آپ کے بارے میں ظلور تعلقات اور گواہی دیا ہے۔ علم رجال میں ایک معروف قاعدہ موجود ہے جس سے کسی انسان کا بلند و ثوق و ثقاہت کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی کی پاکیزگی اور عقیدہ میں کسی امام یا امام کی زبان سے ہو تو پھر معاملہ ہی گواہی ہو جس کے متعلق اس قسم کی گواہی موجود ہو اس پر اعتماد کیا جا سکے۔ ہم نے جناب مختار کی شخصیت کے بارے میں بزرگ شیعہ علماء کے اقوال کی جو تحقیق کی ہے۔ اس سے یہ معلوم کیا ہے کہ بزرگ

Presented by Ziaraat.Com

علماء نے ان کی تعریف اور تصدیق کی ہے۔ علماء کے نظریات کے اظہار اور گواہی کی اہمیت اس وقت واضح ہوتی ہے جبکہ اس طرح کے نظریے کا اظہار کرنے والے بزرگ علماء اور فن رجال کے ماہر ہوں اور ان کے بارے میں گفتگو کی ہو۔

چنانچہ شیخ طوسی، علامہ حلی، علامہ ابن داؤد، محقق اردبیلی، علامہ مامقانی اور آیت اللہ الخوئی نے جناب مختار کی شخصیت کی تعریف و ستائش کی ہے کہ جس کے بعد مختار کے لائق ہونے میں شک کی باقی نہیں رہتا۔ تعجب انگیز یہ ہے کہ جن بزرگ فقہاء اور علماء محدثین اور علماء رجال میں سے کسی نے آج تک جناب مختار کی مذمت اور ان کے مخلص ہونے کے بارے میں کوئی گفتگو نہیں کی اور بعض روایات جو جناب مختار کی مذمت میں تاریخ میں نقل ہوئی ہیں ان علماء نے یا تو انہیں تقیہ پر محمول کیا ہے یا دشمنان اہل بیت کے جھوٹوں کا خود ساختہ قرار دیا ہے یا ان کے نقل کرنے والوں کو غیر موثق قرار دیا ہے۔ دوسری جانب مخالف بزرگوں نے ان روایات کو کہ جنہیں جناب مختار کی تعریف و ستائش میں نقل کیا گیا ہے بہت دقت سے تحقیق کرتے ہوئے جناب مختار کے قیام کے پاکیزہ ہونے اور ان کے عقیدے کی سچائی کو مستقل سند قرار دیا ہے جیسا کہ جناب مختار کے آئمہ علیہم السلام کا پسندیدہ اور مورد ستائش ہونے کا اقرار اور اعتراف کیا ہے۔ مناسب ہوگا ہم اس بارے میں بزرگوں کے نظریات کو تاریخ وار نقل کرتے ہیں آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

ابن عباس کی گفتگو:

امیر المومنین علیہ السلام کے چچازاد اور اسلام کے بہت بڑے سیاستدان اور خطیب کے تحت ترین دشمن اور امام علیہ السلام کے خبیر اور مددگار جناب عبداللہ بن عباس تھے۔ جب عبداللہ بن زبیر کے بھائی مصعب کے لشکر کے ہاتھوں جناب مختار شہید ہو گئے تو ان کی شہادت کے بعد عبداللہ بن زبیر نے جناب عبداللہ بن عباس سے کہا کہ کیا تم نے سنا کہ کذاب قتل کیا جا چکا ہے؟ ابن عباس نے کہا کہ کذاب کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ابو عبید کا فرزند مختار۔

Presented by Ziaraat.Com

ابن عباس نے کہا کہ ہاں میں نے مختار کے قتل کئے جانیکا سنا ہے۔ مصعب نے کہا کہ میں نے اسے کذاب کہا ہے تم اس سے رنجیدہ خاطر ہوئے ہو؟ ابن عباس نے فرمایا کہ وہ ایسا مرد تھا کہ جس نے ہمارے قاتلوں کو قتل کیا ہے اور ہمارے خون کا بدلہ لیا ہے اور ہمارے دلوں کو ٹھنڈا کیا ہے وہ اس کا مستحق نہیں کہ ہم اسے ناسزا کہیں؟ عبداللہ بن زبیر جیسے ظالم اور ڈکٹیٹر شخص کے زمانے میں کہ جو مکہ پر حاکم اور مسلط تھا اور مختار اس کے لشکر کے ذریعہ شہید کیا جا چکا تھا کسی کو جرأت نہ تھی کہ وہ مختار کا دفاع کرے ابن عباس کا مختار سے دفاع کرنا بہت اہمیت رکھتا ہے اور اس سے ابن عباس کی شجاعت ظاہر ہوتی ہے اور جناب مختار کی بلندی مرتبہ کا اظہار ہوتا ہے۔

ابن نما کا مختار کی عظمت کو ظاہر کرنا:

بزرگ شیعہ فقہا اور محدثین میں سے ابن نما ایک جلیل القدر فقیہ ہیں۔ انہوں نے جناب مختار کے بارے میں بہت زیادہ تحقیق کی ہے اور ایک رسالہ بنام "ذوب النضار" مختار کے شخصیت کے بارے میں لکھا ہے آپ کی گفتگو اور تحقیق بہت ہی عظیم ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ بہت سارے دانشمند روایات کے الفاظ کے دقیق معانی کو معلوم کرنے پر موفق نہیں ہو پاتے اور بغیر توجہ کے گزر جاتے ہیں اگر یہ حضرات توجہ اور تحقیق سے آئمہ علیہم السلام کے ان فرامین کو جو جناب مختار کی مدح اور ثناء میں انہوں نے فرمائے ہیں اہمیت دیتے تو جناب مختار کو سابقہ مجاہدین میں سے ایک پاتے کہ جن کو قرآن نے عظمت اور بزرگی کے ساتھ یاد کیا ہے۔ امام زین العابدین علیہ السلام کا مختار کیلئے دعائے خیر کرنا ایک واضح اور روشن دلیل ہے کہ مختار آپ کے نزدیک پاک اور نیک انسان شمار ہوتے تھے۔

جناب ابن نما اہل بیتؑ کے دشمنوں سے امام حسین علیہ السلام کے خون کا انتقام لینے کے واقعہ کو نقل کرنے کے بعد اسے مختار کی زندگی کیلئے ایک قابل فخر تاریخی کارنامہ قرار دیتے ہیں اور ایسی عبارت سے اس واقعہ کو تحریر کرتے ہیں کہ جس سے مختار کی جلالت قدر اور عمیق احترام

Presented by Ziaraat.Com

ظاہر ہوتا ہے۔ آپ لکھتے ہیں فما لها منقبة حازها و مثوبته احرزها فلقد سر النبی بفعله وادخاله الفرح علی عترته و اهله۔

یعنی مبارک ہو مختار کو یہ فخر جو اس نے حاصل کیا ہے اور اس نے اس طرح کا معنوی ثواب حاصل کر لیا ہے جی ہاں۔ اس نے اپنے عمل سے خود پیغمبر اسلام ﷺ کو خوشنود کیا ہے اور خاندان پیغمبر کے چہروں سے غم و اندوہ کا غبار ہٹا دیا ہے اس کے بعد آپ نے جناب مختار کی مدح اور ثناء میں اشعار لکھے ہیں کہ جنہیں ہم نے اس کتاب کے آخر میں نقل کیے ہیں۔

ابن نما مزید لکھتے ہیں کہ اگر مختار کا کام حق کے خلاف ہوتا اور اس کا عقیدہ غلط ہوتا تو امام زین العابدین علیہ السلام کبھی بھی اس کیلئے دعائے خیر نہ کرتے اور اسے مورد ستائش قرار نہ دیتے۔ کیا امام علیہ السلام کی دعا اس کے حق میں بیہودہ اور بیکار تھی؟ ہمارے نزدیک امام لغو اور بیہودہ کلام کرنے سے پاک و پاکیزہ ہوا کرتا ہے۔

یہ عالم بزرگوار اپنی کتاب ذوب النضار کے مقدمے میں اس عبارت کے بعد ان علماء اور بزرگوں سے گلہ کرتے ہیں جو جناب مختار کی قبر کی زیارت کیلئے نہیں جایا کرتے اور افسوس کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ گویا علماء اور بزرگوں نے یہ بھلا دیا ہے کہ مختار نے امام حسینؑ کے دشمنوں کیساتھ کیا کیا سلوک کیا ہے حالانکہ مختار نے اللہ کی راہ میں صحیح جہاد کیا ہے اور جہاد کا حق ادا کر دیا ہے۔ اور امام زین العابدینؑ کے راضی کر دینے سے معنوی درجات کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہوا ہے۔

گویا علماء نے اس کے ان تمام فضائل کا انکار کر دیا ہے کہ جن کا سرچشمہ وہ سعادت تھی جو اس نے حاصل کی تھی۔ ابن نما یہ عالم بزرگوار مزید تحریر کرتے ہیں کہ آئمہ اطہارؑ کا مختار کی مدح اور ثناء کرنا اور انکا مختار کی مذمت کرنے کو روکنے کے بارے روایات ہم نے اپنی کتب میں نقل کی ہیں یہ روایات بابصیرت عقلمند کیلئے کافی ہیں۔ آپ اس کے بعد ان روایات اور اخبار

Presented by Ziaraat.Com

کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ جو جناب مختار کی مدح و ستائش میں وارد ہوئی ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ تمام روایات جو جناب مختار کی مذمت میں وارد ہوئی ہیں جھوٹی اور جعلی ہیں اور ان کو آپ کے دشمنوں نے گھڑ کر [illegible] کیونکہ مختار کی [illegible] خصوصیات کو [illegible] قرار دیا ہے [illegible] کیا جاتا ہے اور ان کی شخصیت [illegible] اس طرح کے جعلی [illegible] بات نہیں ہے کیا کسی شخص نے حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں ایسا نہیں کیا؟ کیا آنحضرت کے بارے جھوٹی روایات نہیں گھڑی گئیں [illegible] روایات کو [illegible] ذکر کیا گیا ہے کہ جن میں آنحضرت کے [illegible] اور حق درست ہیں اور اس طرح کی روایات سے [illegible] آنحضرت کے بارے میں کسی قسم کا وہم اور وسوسہ پیدا نہیں ہوا بلکہ اس کے برعکس ان کا آنحضرت کے مقام [illegible] اور بزرگواری اور عظمت کا نہایت علم اور عقیدہ حاصل [illegible] کے بارے میں جس طرح کی [illegible] ہیں ویسے ہی جناب مختار کے بارے میں بھی [illegible] ہے۔

مختار کے صحیح عقیدہ کیلئے حسن مصطفوی کی گواہی

حسن مصطفوی جناب مختار کے متعلق بیان فرماتے ہیں۔ جناب مختار کے صحیح عقیدہ ہونے پر [illegible] جناب مختار کا [illegible] امام باقر علیہ السلام نے [illegible] جناب مختار کو [illegible] سے یاد کیا ہے [illegible] اس طرح کہتے ہیں [illegible] امام جعفر صادق علیہ السلام نے جناب مختار پر رحمت نازل ہونے کا ذکر کیا ہے۔ امام زین العابدین علیہ السلام نے جناب مختار کو اچھے ذکر سے یاد کیا ہے اس کے بعد حسن مصطفوی فرماتے ہیں کہ جناب مختار [illegible] اور مراتب پر فائز ہیں۔

مگر حسن مصطفوی کی طرف اس کتاب کے منسوب ہونے میں اختلاف ہے [illegible]

Presented by Ziaraat.Com

علماء اس کے موافق جناب مختار بن ابو عبیدہ ثقفی کو سچا جانتے ہیں اگرچہ بعض دوسرے لوگ اس کی نفی کرتے ہیں لیکن بعد تحقیق یہ کتاب آپ ہی کی ہے۔

مرحوم شیخ عباس قمی قدس سرہ کا نظریہ

شیخ عباس اس روایت کو کہ جس میں مومن کے دل کو خوش کرنے اور مسلمانوں کی مدد کرنا آیا ہے نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ جناب مختار کا حال کیا ہوگا جب کہ اس کا کردار پسندیدہ اور مورد عنایت تھا کیونکہ مومن کے دل میں سرور اور خوشحالی کے داخل کرنے کے بارے میں روایات شمار کرنے سے زیادہ ہیں مبارک ہو مختار کو کہ جس نے تمام اہل بیت رسالت کے دلوں کو خوشحال کیا ہے اور امام سجاد علیہ السلام کی دعائیں مختار کے بارے میں مستجاب و قبول ہوئی ہیں۔

مرحوم میرزا محمد استر آبادی کا نظریہ:

آپ علم رجال کے بزرگ علماء میں شمار ہوتے ہیں آپ اپنی کتاب منہج المقال میں تحریر فرماتے ہیں کہ جو میرے لئے واضح اور روشن ہوا ہے یہ ہے کہ جناب مختار کو نیک الفاظ سے یاد کیا جائے اگرچہ اس کی روایات قابل اعتماد نہیں ہیں لیکن خداوند عالم اس کے حالات کو بہتر جانتا ہے۔

علامہ مامقانی کی فرمائش:

علم رجال کے بزرگ عالم علامہ مامقانی مختار کی مدح و مذمت میں جو روایات آئی ہیں ان کی تحقیق اور روایات کو ترجیح دینے کے بعد مذمت میں نقل ہونے والی روایات کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ہم نے جو ذکر کیا ہے ان تمام مطالب کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب مختار کا مذہب اثنا عشری شیعہ تھا اور وہ آئمہ معصومین کی امامت کا معتقد تھا اور اس کی حکومت امام علیہ السلام

کی اجازت سے تھی گرچہ اس کا موثق ہونا ثابت نہیں ہوسکا لیکن اس کی مدح اور ثناء کی روایات میں آئی ہیں کہ جس کی وجہ سے اسے حسان یعنی جو لوگ حسن ہوتے ہیں میں شمار کیا جاسکتا ہے اگر اس کے دامن میں کوئی اور مدح اور فضیلت نہ ہوتو بھی اس کے لیے امام محمد باقر علیہ السلام کا تین دفعہ رحمت الٰہی کا طلب کرنا ہی کافی ہے کہ جس کی وجہ سے اس کا شمار نیک انسانوں میں قرار دیا جاسکتا ہے۔ مرحوم حائری نے کتنا اچھا فرمایا ہے کہ کسی شیعہ عالم کا کسی کے لیے رحمت الٰہی کا طلب کرنا اس کا مقتضی ہوتا ہے کہ ہم اس کی روایت کو قبول کرلیں چہ جائیکہ کہ کسی کے لیے امام معصوم علیہ السلام رحمت الٰہی کو طلب کرے۔ ممقانی مرحوم مزید فرماتے ہیں کہ حائری مرحوم نے تھوڑا سا اشتباہ کیا ہے کیونکہ انہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی جگہ امام جعفر صادق علیہ السلام کو ذکر کیا ہے گرچہ اس سے اصولی لحاظ سے تو کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ تمام اماموں کی بات ایک ہوا کرتی ہے۔ اس کے بعد اپنے نظریہ کی تائید میں علامہ حلیؒ اور سید ابن طاؤس کے نظریے سے استدلال کرتے ہیں بہرحال علامہ کی ظاہری بات سے مختار کی روایات پر اعتماد کرنا ظاہر ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے اپنی کتاب کے اول میں جناب مختار کا ذکر کیا ہے اور یہ ایک اور دلیل ہے کہ مختار کا مذھب آپ کے نزدیک امامی شیعہ تھا اس لیے کہ جو لوگ علامہ کی کتاب خلاصہ سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ علامہ نے اپنی کتاب کے اول میں امامی شیعہ کے علاوہ کسی کا ذکر نہیں کیا گرچہ وہ ثاقب کے لحاظ سے اعلیٰ درجہ پر ہی فائز کیوں نہ ہو اور مدح اور ثناء میں حد کمال کو ہی کیوں نہ پہنچا ہوا ہو۔

ممقانی مزید تحریر کرتے ہیں کہ ابن طاؤس مختار کی روایت پر عمل کرنے کی تصریح کرتے ہیں آپ اپنی کتاب ابن طاؤس میں مدح وثناء اور مذمت کی روایت کے بیان کرنے کے بعد اور مذمت کی روایات کو ضعیف سند ہونے کی وجہ سے رد کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ تحقیق کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مدح وثناء کی روایات ترجیح رکھتی ہیں اگر بالفرض مذمت کی

Presented by Ziaraat.Com

روایات مورد اتہام نہ بھی ہوں کیونکہ مختار جیسے لوگوں کو لوگوں نے مورد اتہام قرار دیا ہے اور محدثین کا بھی آپ کے بارے میں اختلاف ہے لیکن پھر بھی کئی وجوہ سے مختار کے بارے میں دقت نظر کرنا چاہیے۔

آیت اللہ خوئی کا نظریہ:

جناب مختار کی مدح وثناءاور مذمت میں وارد ہونے والی روایات کی تحقیق کرنے اور مذمت کی احادیث کو رد کر دینے کے بعد آپ یوں تحریر فرماتے ہیں کہ جناب مختار کے حسن حال میں یہی کافی ہے کہ انہوں نے امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں کو قتل کر کے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کے دلوں کو خوش کیا ہے اور خاندان مقدس اہل بیتؑ کے لیے آپ کی یہ ایک بہت بڑی خدمت ہے کہ جس کی جزاء اور اجر اس خاندان سے لینے کا مستحق ہے اس کے بعد آپ تحریر فرماتے ہیں کہ مختار کا قیام اور امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں سے بدلہ لینا بلاشک خداوند عالم اور ذات پیغمبر اور آئمہ علیہم السلام کے لیے خوشنودی کا باعث ہے۔

اس کے بعد آپ ایک روایت پر اعتماد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ مختار کا قیام اور انقلاب امام زین العابدینؑ کی خاص اجازت سے ہوا تھا۔ آپ مختار کے کیسانیہ فرقہ جیسے گمراہ فرقہ کی طرف منسوب ہونے کو سختی سے رد کرتے ہوئے انکار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ تہمت اہلسنت کی طرف سے مختار کو دی گئی ہے اور یہ قول باطل ہے۔اس کے بعد آپ اس پر دلیلیں دیتے ہیں کہ جنہیں کیسانیہ فرقہ کی تحقیق کرتے وقت ہم نقل کریں گے۔

علامہ امینی کا مختار کی شخصیت سے دفاع:

علامہ امینی بزرگوار اپنی کتاب الغدیر میں ابی تمام شاعر کے حالات میں ان کی جلیل

Presented by Ziaraat.Com

القدر شخصیت کو بیان کر کے ان کے بارے قصیدے کے بعض اشعار پر اعتراض کرتے ہیں قصیدے کے عنوان سے ان کی شخصیت پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان کا ایک بات بابت اسلام کے بارے شعر کہنا جو بانی انقلاب اور قیام کرنے والا ہے اور تھا یعنی مختار بن ابی عبیدہ ثقفی موجب تعجب ہے کیا یہی کافی نہ تھا کہ مختار کے پست ترین دشمنوں نے جناب مختار کے دین، زندگی اور قیام کے بارے میں بیجا تہمتیں لگا رکھی ہیں چہ جائیکہ ابن نما جیسا شاعر اہل بیت کے دشمنوں کے زہریلے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر اپنے قصیدہ میں ان کے بارے میں کچھ ناقابل تعجب امور ہے اس کے بعد علامہ امینی موصوف فصیح و بلیغ عبارت میں استدلال کرتے ہوئے مختار کا دفاع کرتے ہیں اور تحریر فرماتے ہیں کہ جو شخص علم رجال، احادیث اور تاریخ کا بصیرت کی نگاہ سے تحقیق کرتے ہوئے دیکھے تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ مختار دینداری میں سبقت رکھنے والا اور ہدایت یافتہ مخلص انسان تھا اور اس کا قیام بنو امیہ کے ظالم اور فاجر حاکمین کی بیخ کنی کے لیے عدالت پر مبنی تھا۔ یقیناً مختار کی ذات کیساتھ کیسانیہ مذہب سے وابستگی اور جھوٹا دعوہ امامت جیسی غیر شریفانہ تہمتیں اور نسبتیں اس کی طرف دی گئی ہیں ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے بلکہ جب ہمارے آقا و امام ائمہ ہدیٰ حضرت امام زین العابدین اور حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق نے مختار کے لیے طلب رحمت کی ہے بالخصوص امام محمد باقر علیہ السلام نے تو بہت ہی زیبا اور پسندیدہ عبارت سے ان کی تعریف اور ستائش کا مورد قرار دیا ہے اور مختار کی خدمات ہمیشہ اہل بیت عظام کے ہاں موجب تشکر اور پسندیدہ مستحق رہی ہیں۔

علامہ باقر شریف قرشی کی فرمائش:

آخری صدی کے عظیم بزرگ مورخ علامہ باقر شریف قرشی کہ جنہوں نے آئمہ اطہار کے حالات میں بہت ہی قابل قدر کتابیں لکھی ہیں اور وہ تھا آپ ایک محقق اور عظیم دانشمند تھا آپ نے تاریخ اسلام کی خوب جستجو اور تحقیق کی ہے آپ مختار کے شخصیت کے

Presented by Ziaraat.Com

بارے میں یوں تحریر فرماتے ہیں کہ مختار شیعوں کی ایک برجستہ اور ممتاز شخصیت ہیں آپ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کی تلواروں میں سے ایک تلوار تھے آپ سب سے زیادہ اہل بیتؑ پیغمبر پر ڈھائے جانے والے مصائب پر غمزدہ اور غمگین رہتے تھے آپ اپنے مقدس جہاد میں بہت زیادہ کوشش کرتے تھے تاکہ قدرت اور حکومت کو حاصل کر سکیں یہ قدرت اور حکومت نہ صرف ریاست طلبی کے لیے تھی بلکہ اہل بیتؑ پیغمبرؐ کے قاتلوں سے بدلہ اور انتقام لینے کے لیے تھی۔

مختار پر جو تہمتیں لگائی گئی ہیں آپ ان کو رد کر دینے کے بعد یوں تحریر کرتے ہیں کہ اس بہت بڑے بہادر انسان پر جو بے جا تہمتیں لگائی ہیں آپ ان سے پاک اور پاکیزہ تھے۔ اس غیر شریفانہ اور بے جا قضاوت کا سرچشمہ یہ تھا کہ اس نے کربلا کے مظلوموں کا انتقام اور بدلا لینے کے لیے قیام کیا اور بنوامیہ کی حکومت اور اس کے اقتدار کو متزلزل کر دیا اور اشراف عرب کا غیر عرب پر غیر عادلانہ حکومت کرنے کے حق کو درہم برہم کر دیا اس نے اپنی سیاست میں عربوں کو عجموں پر ترجیح نہیں دی اور تمام مسلمانوں کو ایک نگاہ سے دیکھا اس کی حکومت میں اس کی سیاست کا طریقہ اور اجتماعی عدالت کا برپا کرنا جناب امیر المومنین کی عادلانہ حکومت کی اساس پر مبنی تھا۔ مختار سیاسی اور اقتصادی اور اجتماعی روش اور طریقہ میں حضرت علی علیہ السلام کے طریقے اور روش کی پیروی کرتے تھے۔

باقر شریف مختار کے زہد اور تقوی کے بارے میں تحریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مختار بہت زیادہ زاہد اور متقی انسان تھا اور دین کے اصولوں کا سختی سے پابند تھا۔ مختار کی مختصر حکومت کے بارے میں مورخین نے لکھا ہے کہ مختار اکثر شکرانہ کا روزہ رکھا کرتے تھے اور یہ شکرانہ اس نعمت کے لیے تھا جو خداوند عالم نے اسے خون حسین علیہ السلام کا انتقام لینے کی قدرت عنایت کی تھی اور اسے خداوند عالم نے توفیق دی کہ خبیث اور ناپاک انسانوں کو صفحہ تاریخ سے نابود کر دے۔

Presented by Ziaraat.Com

پھر آپ لکھتے ہیں کہ اس طرح کی بلند و بالا شخصیت کو ختم کرنے کے لیے اس پر بے جا اور ناروا تہمتیں لگائی گئی ہیں تا کہ اس کے اس عظیم کارنامے کی عظمت کو کمتر ثابت کیا جائے۔ میں تاریخ کی اس حقیقت کی تحقیق کرتے ہوئے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مختار تاریخ اسلام کی ماڈل شخصیات میں سے تھے اور اسلام کے رہبروں میں سے ایک شائستہ اور پاکیزہ انسان شمار ہوتے تھے اس کا گواہ اس کا عالی مرتبہ اور فضیلت اور تقوی اور صحیح فکر اور دور اندیش اور حسن تدبر ہے وہ تاریخ کے بزرگ انسانوں میں کم نظیر اور غیر معمولی انسان تھے۔ میرا دل چاہتا تھا کہ میں تاریخ اسلام کے اس بزرگ انسان کے بارے میں اور اس کے قیام اور انقلاب کے بارے بہت کچھ لکھوں لیکن یہ کام ایک مستقل کتاب کا متقاضی ہے میں امید کرتا ہوں کہ خداوند عالم مجھے اس کام کی توفیق عنایت فرمائے گا۔

زرکلی کا کلام:

مختار بنوامیہ کے خلاف انقلاب برپا کرنے کا رہبر اور تاریخ کا نامور بہادر انسان شمار ہوتا ہے۔

علامہ عبدالرزاق مقرم:

آپ لکھتے ہیں کہ مختار بہادر اور دلاور انسانوں میں سے تھا اور ہمیشہ اہل بیتؑ کے دشمنوں سے برسر پیکار رہے اس کے علاوہ وہ عقلمند جنگ کے فن کا ماہر اور دشمنوں پر غلبہ حاصل کرنے والا شمار ہوتا تھا۔ مختار جنگ کے میدان میں بہت تجربہ رکھتا تھا اور نبرد آزمائی میں بہت مضبوط اور پختہ کار ہو چکا تھا آپ کا شمار خاندان پیغمبر کے محبوں سے ہوتا تھا اور انہیں سے اپنی زندگی میں علم اور ادب اخلاق اور فضیلت سیکھی تھی اور ہمیشہ لوگوں کو ان کی پسندیدہ سیرت اور کردار کی طرف دعوت دیا کرتا تھا مختار کا مقام ہر طرح کی تہمتوں سے پاک تھا اور اس کا دل

Presented by Ziaraat.Com

خاندان پیغمبر کی ولایت اور محبت سے سرشار تھا جو بے جا تہمتیں اس کی ذات پر لگائی جاتی ہیں وہ سب کی سب جھوٹی اور باطل ہیں۔

بزرگ عالم ہاشم معروف الحسینی:

آپ مختار کے بارے میں یوں تحریر کرتے ہیں کہ بہت زیادہ روایات آئمہ علیہم السلام سے مختار کے متعلق رحمت الٰہی کے طلب کرنے اور اس کی مدح وثناء میں وارد ہوئیں ہیں گرچہ ان کے مقابل اس کی مذمت کی بھی روایات موجود ہیں انہیں روایات کو دیکھتے ہوئے بعض مورخین اور ادیان و مذاہب اسلام کے فرقے لکھنے والے دانشوروں نے مختار کی طرف بعض غلط اور بالکل بے بنیاد چیزوں کی نسبت دی ہے کہ جو اسلام سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ اس کے مقابلہ میں بہت سے علماء اور بزرگان اسلام نے مختار کا دفاع کیا ہے اور اسے ان کجرویوں سے پاک و پاکیزہ جانا ہے۔

وہ بزرگ علماء کہ جنہوں نے مختار کی عظمت کے بارے میں کتابیں تالیف کی ہیں

علامہ امینی نے ان شیعہ علماء اور بزرگان کی نام تحریر کیے ہیں کہ جنہوں نے جناب مختار کی مدح اور تعظیم اور جلالت قدر بیان کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جن بزرگ علماء نے جناب مختار کی پاکیزگی اور بزرگی بیان کی ہے وہ یہ ہیں:

(۱) جمال الدین ابن طاؤس نے اپنی رجال میں،

(۲) آیت اللہ علامہ حلی اپنی کتاب خلاصہ میں

(۳) ابن داؤد اپنی کتاب رجال میں

(۴) ابن نماء انہوں نے ایک مستقل کتاب مختار کی شخصیت پر لکھی ہے۔

(۵) محقق اردبیلی حدیقۃ الشیعہ میں

Presented by Ziaraat.Com

(۶) صاحب معالم تحریر طاؤسی میں

(۷) قاضی نوراللہ مرعشی مجالس میں

(۸) شیخ ابوعلی منتہی المقال میں

(۹) علامہ مامقانی تنقیح المقال میں

(۱۰) محدث قمی منتہی الامال میں

(۱۱) آیت اللہ خوئی معجم رجال الحدیث میں

(۱۲) استرآبادی منہج المقال کے حاشیہ میں

(۱۳) مرحوم سید مصطفیٰ نقد الرجال میں

(۱۴) سید یوسف بن محمد جامع الاقوال میں

(۱۵) حاج ابراہیم الخوئی ملخص المقال میں

(۱۶) سید حسین بروجردی زبدۃ المقال منظوم میں

(۱۷) حاج ملا علی یاری تبریزی بہجۃ المقال میں

(۱۸) حاج میرزا حبیب اللہ الخوئی منہاج البراعہ میں

یہ تمام بزرگوار علماء جناب مختار کی پاکیزگی۔ بلندی مقام۔ جلالت قدر پر متفق ہیں اگر بالفرض مختار نے کوئی ایسی غلط اور بے جا پیشکش کی بھی تھی تو نیک کام انجام دے کے اپنے برے اعمال کا تدارک و جبران کر لیا تھا اور حق کے راستے میں ثابت قدم رہ کر اللہ کے راستے میں جان نثاری کرتے ہوئے جہاد میں شریک ہوا اور آخر کار شہادت کے عالی رتبہ پر فائز ہوا۔ خداوند عالم نے انہیں شہداء اور صدیقین سے ملحق کر دیا ہے خلاصہ عمل میں عاقبت اور اخرانجام کو دیکھا جاتا ہے اور معیار خاتمہ بالخیر ہے۔ ابتدائی زندگی کے اعمال کو نہیں دیکھا جاتا۔

اس کے بعد علامہ محمودی تحریر فرماتے ہیں کہ مختار کی خدا اس پر اپنی رحمت نازل

Presented by Ziaraat.Com

فرمائے اہل بیتؑ کے راستے میں ہی شہید ہوئے ہیں مختار کا اپنا چچا سے ایسی پیشکش سے مقصود شاید اپنے چچا کے عقیدے کو معلوم کرنا ہو اور ان اشخاص کی ارادت کو معلوم کرنا تھا کہ جو امام حسنؑ کے ارد گرد موجود تھے اگر کسی کا قصد امام حسنؑ کو قتل کر دینے کا ہو تو انہیں اس سے روکا جا سکے اور اگر فرض کر لیں کہ مختار نے اس پیشکش سے واقعا قصد اور ارادہ کر لیا ہوا تھا تو پھر بھی اس کا یہ برا ارادہ اس زمانے میں تھا اور صرف کسی کام کے ارادے اور قصد پر جب کہ اس کام کو بجا نہ لایا جائے عقاب اور سزا و مواخذہ نہیں کیا جا سکتا۔

اور پھر مختار کے وہ اہم کام کو جو اس نے سید الشہداء امام حسینؑ کے خون کے بدلا لینے میں اپنی آخری عمر میں انجام دیئے ہیں یہ سب دلالت کرتے ہیں کہ مختار خدا کے دشمنوں کے مقابلے میں کتنا جانفشانی کرنے والا انسان تھا اور اس آخر کار اس کا انجام اور خاتمہ خدا اور اولیاء خدا کی مدد کرنے اور جان فدا کر دینے پر ہوا ہے۔ لہذا مختار اپنی روشن عاقبت کے لحاظ سے اپنے نامہ اعمال کو تاریخ اسلام پوری بہت سے اس واقعہ کی روایات اور اخبار کو ثبت اور ضبط کیا۔

اس کے علاوہ مختار کے قیام اور انقلاب کا نعرہ اور اس کی انتقام طلبی کی تحریک جیسے اہم اقدام نے اسلام اور شیعہ کی تاریخ کی طرف پہلی صدی کے مورخین کی توجہ مبذول کرائی مورخین اور جن لوگوں نے امام حسینؑ کے قیام اور اقدام اور کربلا کے سانحہ کو نقل اور ثبت کیا ہے اتنی ہی اہمیت سے مختار کے قیام اور اقدام کو بھی ثبت کیا ہے۔ سب سے پہلے اسلام کے بزرگ علماء اور مشہور مورخین نے آئمہؑ کے زمانے کے واقعات اور حوادث بالخصوص شیعوں کی طرف سے برپا کیے جانے والے قیام اور انقلاب کو نہایت تحقیق اور دقت سے ان کے بارے میں روایات اور اخبار کی جمع آوری کی ہے اور پھر انہیں مستقل کتابوں اور متفرق اجزاء کی صورت میں محفوظ کر دیا ہے اس کے علاوہ مشہور مورخین اور بعض ایسے علماء اور فقہاء ہیں کہ جن کا کام تاریخ نویسی نہیں تھا انہوں نے بھی اس کام کو اہمیت دی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

شیخ مفید، شیخ طوسی، سید بن حمزہ داماد شیخ مفید جیسی شخصیت اور متاخرین سے علامہ ابن نما بزرگ فقیہ، شیخ میرزا محمد علی اردوبادی، علامہ سید محسن امینی وغیرہ نے مختار کے بارے اور اس کے قیام وانقلاب کے بارے میں کتابیں لکھی ہیں۔ ایسا کرنا دلیل ہے کہ بزرگان شیعہ کے نزدیک اس واقعہ کو کتنی اہمیت حاصل رہی ہے اور وہ شیعہ انقلاب اور سیاست وثقافت کو محفوظ کرنے کی طرف کتنی توجہ رکھتے تھے۔

افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آخری صدی میں اس قسم کے تاریخی واقعہ کی طرف اکثر بزرگ علماء نے زیادہ توجہ نہیں دی اور اس جیسے واقعہ سے بے اعتنائی کی وجہ سے تاریخ شیعہ کا یہ بہت اہم واقعہ اور شیعوں کا شجاعانہ خونی انقلاب فراموش کر دیا گیا ہے۔ لیکن متقدمین علماء نے اس اہم واقعہ کے محفوظ اور بیان کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی اور شیعہ ثقافت کے تمام پہلو خواہ وہ سیاسی ہوں یا اعتقادی وفقہی ہوں یا کلامی تمام کے تمام کی بنیادوں کو مضبوط کر دیا ہے اور تاریخ شیعہ اور شیعہ نظریات کا پورا حق ادا کر دیا ہے۔

اس مطلب کی طرف توجہ دلانا بھی ضروری ہے کہ افسوس ہے کہ اکثر اہم علمی آثار اور شیعہ تاریخ اور گراں قدر شیعہ کتب حوادث زمانہ کی دست برد سے محفوظ نہ رہ سکے اور ضائع ہو گئے یا شخصی کتاب خانوں میں عوام کی دست رس سے دور ہو گئے۔ جناب مختار کے حالات اور قیام کے بارے میں متقدمین شیعوں کی بہت زیادہ کتابیں بھی ان حوادث کا شکار ہو گئیں کہ جن کے نام صرف فہرست اور سیر میں دیکھے جا سکتے ہیں اور بس۔ صرف تھوڑی سی کتابیں اس موضوع کی باقی رہ گئیں ہیں۔

ان علماء کے نام اور کتابیں جو مختار کے قیام اور حالات میں موجود ہیں:

جن بزرگ مورخین ومحدثین اور علماء نے جناب مختار کے حالات اور قیام وانقلاب میں کتابیں لکھی ہیں درج ذیل ہیں:

Presented by Ziaraat.Com

(۱) ابو مخنف: لوط بن یحیی ازدی متوفی سنہ ۱۵۷ھ۔ آپ نے مختار کے حالات میں کتاب لکھی ہے کہ جس کا نام: "اخذ الثار فی المختار" یہ کتاب اخبار المختار یا اخذ الثار سے مشہور اور معروف ہے اور سنہ ۱۲۸۷ھ میں بحارالانوار کی دسویں جلد کے آخر میں چھپی ہے اور مستقل کتاب کی صورت میں بھی چھپی ہے۔ یہ توضیح دینا ضروری ہے کہ بحار کا جو جدید ایڈیشن ہے اس میں سوائے شرح الثار ابن نما کے اور کسی چیز کا اضافہ موجود نہیں ہے اور یہ احتمال موجود ہے کہ ابو مخنف بحارالانوار کے قدیم ایڈیشن میں دسویں جلد کے آخر میں ملحق کی گئی ہو اور یہ بھی احتمال موجود ہے کہ ابن نما کی کتاب الثار کا ابو مخنف کی کتاب سے اشتباہ ہوا ہے نجاشی نے رجال میں لکھا ہے کہ ابو مخنف کوفہ کے اخبار نقل کرنے والے علماء کا شیخ اور استاد تھا اور علماء حدیث کی مہم شخصیات میں سے اس کا شمار ہوتا تھا۔ اس نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اور ہشام کلبی اس کے شاگرد تھے۔ آپ کے دادا مخنف بن سلیم امیر المومنینؑ کے بزرگ اصحاب میں سے تھے اور جمل کی جنگ میں حضرت علی علیہ السلام کے مددگاروں کی صف میں تھے اور ازد قبیلے کے علمبردار تھے اور آپ اسی جمل کی جنگ میں ۳۶ھ میں شہید ہو گئے۔ ابو مخنف شیعوں کے عظیم اور بزرگ ترین مورخ تھے اس کے باوجود کہ وہ شیعہ تھے اہلسنت نے بھی ان سے روایات اور اخبار نقل کی ہیں۔

(۲) کتاب اخبار المختار: نصر بن مزاحم متوفی ۲۱۲ھ نے لکھی ہے۔ آپ کی کنیت ابو الفضل اور لقب منقری اور کوفی عطار تھا۔ شیخ طوسی نے الفہرست میں اس کتاب کا ذکر کیا ہے نجاشی اس مؤلف کی شخصیت کے بارے کہتے ہیں کہ نصر بن مزاحم صالح انسان اور مستقیم راستے پر تھا اس نے ضعفا سے بھی روایت لی ہے۔ اس کی تمام کتابیں اچھی ہیں آپ شیعوں کے بزرگ علماء اور مورخین سے تھے آپ کی قابل قدر کتابیں موجود ہیں جن میں سے مقتل حجر بن

Presented by Ziaraat.Com

عدی و مقتل حسین بن علی اور کتاب صفین اور کتاب غارات ہیں اکثر رجال کے علماء نے ان کے حالات لکھے ہیں۔ آپ کی کتابیں قدیم ہونے کے لحاظ سے معتبر اور وقعت کی حامل ہیں۔

(۳) مدائنی: متوفی ۲۱۵ھ یا ۲۲۵ھ نے اخبار المختار کے عنوان سے ایک کتاب لکھی ہے۔ آپ کا نام علی اور باپ کا نام عبداللہ ابن ابی سیف تھا لیکن ابوالحسن مدائنی کے نام سے مشہور تھے۔ محدث قمی آپ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ آپ بزرگ علماء سے باخبر شخص تھے۔ فن حدیث و تاریخ میں کامل مہارت رکھتے تھے۔ آپ نے بہت زیادہ تصانیف کی ہیں جن میں سے کتاب خطب امیر المومنین اور کتاب من قتل من الطالبین اور کتاب فاطمیات وغیرہ ہیں۔

ابن ابی الحدید معتزلی نہج البلاغہ کی شرح میں اس سے روایات نقل کرتے ہیں اور شیخ مفید بھی ارشاد میں اس سے روایت کرتے ہیں آپ نے نوے سال کی عمر ۲۲۵ھ بغداد میں دنیا سے رحلت فرمائی البتہ ہم مدائنی کے نقلیات پر زیادہ اعتماد نہیں کرتے اس کی روایات اور مکتوب زیادہ معتبر نہیں ہیں رجال کے اکثر بزرگوں نے اس کی تضعیف کی ہے۔

(۴) ابو اسحاق ابراہیم بن محمد ثقفی کوفی متوفی ۲۸۳ھ: آپ نے کتاب اخبار المختار لکھی ہے۔ ابو اسحاق ابراہیم بن محمد جناب مختار کا چچازاد تھا اور اس نے ۲۸۳ھ اصفہان میں وفات پائی۔ نجاشی نے نقل کیا ہے۔ اس عالم بزرگوار کے گوہر گراں بہا میں سے ایک کتاب الغارات ہے۔ یہ کتاب بہت زیبا شکل میں چھپی ہوئی ہے۔

ابن ندیم نے انہیں موثق علماء میں شمار کیا ہے اور صاحب تالیفات بتلایا ہے۔ شیخ طوسی نے اپنی الفہرست میں ان کا ذکر کیا ہے اور لکھتا ہے کہ آپ نے کوفہ سے اصفہان ہجرت کی۔ پہلے ان کا مذہب زیدی تھا لیکن بعد میں منتقل ہوئے اور مذہب شیعہ امامیہ کو اختیار کر لیا۔ نجاشی لکھتے ہیں کہ قم کے بزرگ لوگ جیسے احمد بن محمد اس کی زیارت کے لیے اصفہان گئے

Presented by Ziaraat.Com

اور انہیں قم آنے کی دعوت دی لیکن انہوں نے اسے قبول نہیں کیا۔ علم حدیث اور تاریخ وغیرہ میں آپ کی پچاس سے زیادہ تالیفات ہیں ان کے نام شیخ نے الفہرست میں ذکر کیے ہیں۔

(۵) ابو احمد عبدالعزیز ابن یحییٰ جلودی متوفی ۳۰۲ھ: انہوں نے کتاب اخبار المختار لکھی ہے۔ آپ علم رجال اور تاریخ کے بزرگ علماء میں سے تھے۔ صاحب الذریعہ کے مطابق انہوں نے ۳۳۲ھ میں غدیر کے دن وفات پائی۔ محدث قمی آپ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ آپ روایات اور تاریخ وسیرت کے اکابر علماء امامیہ میں سے تھے۔ آپ بصرہ کے بزرگ علماء اور محدثین میں سے تھے۔ آپ کے والد جناب یحییٰ امام محمد باقرؑ کے اصحاب میں سے تھے۔

(۶) شیخ صدوق متوفی ۳۸۱ھ: انہوں نے مختار کی سوانح عمری پر کتاب فی المختار لکھی ہے شیخ صدوق کا اسم مبارک محمد بن علی بن بابویہ ہے کہ لیکن آپ شیخ صدوق کے نام سے مشہور ہیں آقا بزرگ تہرانی مرحوم اس کتاب کو اخبار المختار کے عنوان سے شیخ صدوق کی تالیف کے طور پر ذکر کرتے ہیں۔ نجاشی نے اپنی الفہرست میں اس کا ذکر کیا ہے۔ رجال کی تمام کتابوں میں شیخ صدوق کے حالات مفصل ذکر کیے گئے ہیں۔ آپ اس سے زیادہ مشہور ہیں کہ ہم ان کی معرفی کرائیں۔ آپ کو رئیس المحدثین اور شیخ الفقہاء کا لقب دیا گیا ہے۔ آپ کی مشہور تالیفات میں سے کتاب من لایحضرہ الفقیہ، اور معانی الاخبار اور علل الشرائع ہیں۔

(۷) شیخ طوسی متوفی ۴۶۹ھ: آپ کی ایک کتاب مختار کے حالات زندگی میں مختصر اخبار المختار ہے صاحب الذریعہ اسے اخبار المختار کے عنوان میں شیخ طوسی کی تالیف بتلاتے ہیں اور شیخ نے خود اسے الفہرست میں مختصر اخبار المختار کے عنوان سے یاد کیا ہے۔

شیخ طوسی کو علم رجال کی کتابوں میں بزرگ ترین علماء شیعہ میں سے ذکر کیا گیا ہے آپ شیخ الطائفہ اور شیخ الفقہاء کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کی مشہور تالیفات میں سے

Presented by Ziaraat.Com

استبصار اور تہذیب علم حدیث میں اور تبیان تفسیر قرآن میں اور نہایہ اور مبسوط علم فقہ میں اور عدہ علم اصول فقہ اور الفہرست علم رجال میں ہیں۔

(۸) ابو یعلی محمد بن حسن بن حمزہ جعفری طالبی: آپ کی ایک کتاب اخبار المختار ہے۔ آپ سید بن حمزہ کے نام سے مشہور ہیں اور آپ شیخ مفید کے داماد اور جانشین تھے۔

(۹) شیخ احمد بن متوج: آپ نے مختار کے حالات میں الثارات یا قصص الثار نامی کتاب نظم کی صورت میں لکھی ہے اور جناب مختار کے حالات کو اشعار میں ذکر کیا ہے۔

(۱۰) ابن نما متوفی ۶۴۵ ھ: آپ نے مختار کے حالات میں ذوب النضار یا شرح الثار نامی کتاب تحریر کی ہے کہ جسے اول سے لے کر آخر تک مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار الانوار میں نقل کیا ہے۔ آپ کا نام جعفر ابن محمد بن جعفر بن ھبہ اللہ بن نمائی مشہور ہے۔ آپ محقق حلی اور شیخ سدید الدین اور سید احمد اور رضی الدین جو طاؤسی کے فرزند تھے ان سب کے استاد تھے۔ آپ اور آپ کے فرزند ابن نما کے نام سے مشہور ہیں لیکن زیادہ آپ کے فرزند اس نام سے مشہور ہیں۔ آپ حلہ کے رہنے والے تھے۔ آپ کے بارے میں محدث قمی لکھتے ہیں۔ شیخ فقیہہ نجم الدین جعفر بن محمد حلہ کے رہنے والے ہیں۔ خدا آپ پر رحمت نازل فرمائے آپ دین اور شیعہ مذہب کے فضلاء اور بزرگوان میں سے تھے آپ جلیل القدر اور عظیم الشان انسان تھے۔ آپ علامہ حلی کے استادوں میں سے ایک تھے۔ آپ نے مقتل امام حسین علیہ السلام میں مثیر الاحزان نامی کتاب لکھی ہے۔ آپ کے والد اور اجداد سب کے سب بزرگ شیعہ علماء تھے۔ آپ ایک جلیل القدر عالم کہ جن کا ذکر کتاب روضات الجنات اور امل الامل اور اعیان الشیعہ اور دیگر علم رجال کے کتابوں میں آیا ہے۔

(۱۱) شیخ علی بن حسن عاملی مروزی: آپ کی کتاب کا نام قرۃ العین فی شرح ثارات

Presented by Ziaraat.Com

الحسین ہے انہوں نے یہ کتاب ۲۰ رجب ۱۱۲۷ھ میں مکمل کی۔

(۱۲) شیخ ابوعبداللہ عبید بن محمد: آپ نے کتاب قرۃ العین فی شرح ثار الحسین لکھی ہے جو نور العین اور مثیر الاحزان کے ساتھ چھپی ہوئی ہے۔

(۱۳) سید ابراہیم بن محمد تقی: آپ علامہ کبیر سید دلدار علی نقوی نصیر آبادی ہندی کے نواسوں میں سے ہیں آپ نے نور الابصار فی اخذ الاثار نامی کتاب لکھی ہے۔

(۱۴) مولی عطاء اللہ حسام هروی: آپ نے مختار کے حالات زندگی میں روضۃ المجاہدین نامی کتاب تحریر کی ہے اور یہ کتاب ۱۳۰۲ھ میں چھپی ہے۔

(۱۵) مولی محمد حسین بن موسی عبداللہ ارجستانی: آپ کی کتاب حملہ مختار ہے۔

(۱۶) ہندی زبان میں نواب علی ساکن لکھنؤ: نے مختار کے حالات میں کتاب نظارہ انتقام لکھی ہے جو دو جلدوں میں چھپی ہے۔

(۱۷) حاج غلام علی ابن اسماعیل ہندی: نے مختار نامہ تحریر کیا ہے۔

(۱۸) علامہ سید محسن امین: آپ جبل عامل کے ہیں اور اصدق الاخبار فی قصہ الاخذ الثار نامی کتاب تحریر کی ہے جو چھپ چکی ہے۔

آپ آخری قرن کے علماء اعلام میں سے ہیں اور بہت زیادہ تالیفات کے مالک ہیں کہ جن میں سے آپ کی کتاب اعیان الشیعہ ہے آپ ۱۲۸۲ھ جبل عامل لبنان میں متولد ہوئے اور ۱۹۵۲ عیسوی دمشق میں وفات پائی اور اسی جگہ دفن ہوئے آپ کی اکثر تصانیف چھپ چکی ہیں۔ آپ کے حالات زندگی اعیان الشیعہ کی دسویں جلد میں موجود ہیں۔ آپ نے اکثر علوم اسلامی میں کتابیں تحریر کی ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۹) سید حکیم ہندی: آپ نے ذوب النضار ابن نما کا اردو میں ترجمہ کیا۔

(۲۰) علامہ سید عبدالرزاق مقرم: آپ نے تنزیہ المختار کے نام سے کتاب لکھی ہے جو زید الشہید نامی کتاب کے آخر میں چھاپی گئی ہے۔

(۲۱) سید محمد حسین بن سید حسین بخش ہندی: آپ ۱۲۹۰ھ میں پیدا ہوئے اور آپ نے تحفۃ الاخبار فی اثبات نجاۃ المختار نامی کتاب لکھی ہے۔

(۲۲) شیخ میرزا محمد علی اردوبادی: آپ نے سبک النضار یا شرح شیخ الثار دو سو پچاس صفحے کی کتاب لکھی ہے واقعا آپ نے حق ادا کر دیا اور بہت عمیق اور گہری تحقیق اس موضوع پر کی ہے۔ آپ بزرگ علمائے شیعہ میں سے ہیں۔ علامہ امینی نے اس کتاب کے بارے میں لکھا ہے کہ واقعا یہ کتاب اس موضوع میں ایک نمونہ اور مثالی ہے قیام مختار میں ابھی تک ایسی کتاب نہیں لکھی گئی۔ آپ شیعہ علماء اور ادباء اور شعراء میں سے ایک ہیں۔ آپ رجب ۱۳۱۲ھ میں متولد ہوئے۔ آپ کی پچاس کے قریب کتابیں اصبل اور فقہہ میں ہیں۔ آپ نے ۱۳۸۳ھ ہجران میں رحلت فرمائی۔

علامہ امینی مزید لکھتے ہیں کہ میں نے اس کتاب کا مطالعہ بہت زیادہ کیا ہے واقعا اس موضوع میں یہ کتاب ایک نمونہ اور مثالی ہے اور ابھی تک ایسی کتاب نہیں لکھی گئی ہے۔ خداوند عالم اسے حق اور حقیقت کے دفاع میں جزائے خیر عنایت فرمائے آپ کا مختار کے بارے میں ایک قصیدہ بھی موجود ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

تیسری فصل

بے جا تہمتوں میں

Presented by Ziaraat.Com

پہلا حصہ

﴿مختار نبوت ونزول وحی کا مدعی نہیں تھا﴾

ایک تہمت جو جناب مختار پر لگائی جاتی ہے اور اہل سنت کی کتابوں میں تاکید کے ساتھ آئی ہے یہ ہے کہ مختار پیغمبری کا ادعا کرتا تھا اور اپنے آپ کو اللہ کا بھیجا ہوا قرار دیتا تھا اور اپنے اوپر جبرائیل کے وحی لے کر آنے کا دعویدار تھا۔ اس تہمت کا بہت زیادہ پروپیگنڈا کیا گیا ہے۔ لیکن جو معتبر تواریخ وروایات سے ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ مختار نے ہرگز نبوت اور جبرائیل کے نازل ہونے کا ادعا نہیں کیا تھا۔ یہ ایک دانستہ تہمت تھی اور ایک خاص مقصد کے تحت کوفہ کے سرداروں کی طرف سے کہ جن کا ہاتھ امام حسین علیہ السلام اور شہداء کربلا کے خون سے رنگین تھا لگائی گئی تھی اور پھر اسے بنوامیہ اور ابن زبیر کے حامیوں نے خوب پر و بال دے کر اچھالا تاکہ مختار کے قتل کو اس وسیع پروپیگنڈے کے نتیجہ میں جائز قرار دیا جا سکے اور پھر بنوامیہ کے درباری علماء اور حدیث گھڑنے والوں نے اسے نقل کرنا شروع کر دیا۔

کیا یہ سمجھ میں آنے والی بات ہے کہ اس زمانے میں اسلامی مرکز کوفہ میں کہ جہاں متعصب مسلمان اور سمجھ دار لوگ روایات واحادیث نقل کرنے والے اور امیرالمومنین کے مخلص شیعہ اور شاگرد رہتے ہوں اور تقریبا پانچ سال تک آپ کے منبر کے سامنے بیٹھ کر تربیت حاصل کر چکے ہوں اور آپ کی مدد ونصرت کر چکے ہوں ان کے ہوتے ہوئے اور ان کے

Presented by Ziaraat.Com

سامنے مختار نبوت کا دعوی کرے کس طرح عقل قبول کر سکتی ہے اور پھر مختار ایسے دعوی کے ساتھ لوگوں کو اپنے اردگرد اکٹھا کرے اور قیام و انقلاب برپا کر کے کامیاب اور فتح یاب ہو جائے۔

یقیناً اگر مختار کا اس طرح کا ادعا ہوتا تو اس کی ابتداء میں ہی مختار کوفے کے مسلمانوں اور شیعوں کی طرف سے دور کر دیئے جاتے اور لوگ اس کے اردگرد جمع نہ ہوتے حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ خاندان رسالت کے مخلص شیعہ اور امام حسینؑ کے خون کا بدلہ لینے والے فدا کار مختار کی زندگی کے آخری لحات تک اس کے ساتھ رہے اور اپنی جان اور مال اور اولاد کے ساتھ جناب مختار اور اس کے ہدف کا دفاع کرتے رہے۔

اس سے بالا تر جب ان روایات کی طرف توجہ کی جائے جو اہل بیتؑ کی زبان مبارک سے جناب مختار کی مدح اور ثنا میں نقل ہوئی ہیں اور امام سجاد اور امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام نے مختار کا عظمت کے ساتھ ذکر کر کے اس کے لیے رحمت اور مغفرت طلب کی ہے۔ کیا یہ ممکن ہو سکتا کہ جو شخص نبوت اور وحی کا ادعا کرے اور معصوم کی طرف سے ترحم اور تفضل کا مورد قرار پائے اس کے علاوہ بزرگ شیعہ علماء اور علم رجال کے ماہرین نے مختار کی تعریف کی ہے اور اس کے ایمان اور عمل کی تائید کی ہے یقیناً اگر اس قسم کی تہمت مختار کے بارے میں درست ہوتی تو کبھی بھی آئمہ علیہم السلام اور بزرگان شیعہ کی طرف سے مختار کے کردار کی تائید نہ کی جاتی۔ شاید مختار پر یہ تہمت اور افتراء کی وجہ مختار کی وہ کلام مسجع اور مقفی ہو جو اس کی طرف منسوب کی جاتی ہے اور نقل کیا گیا ہے کہ کبھی مختار آیات قرآنی کے وزن پر کلام کرتا تھا اور اسے قرآنی طرز پر مسجع اور مقفی بنا دیتا تھا۔ یہی چیز اس کی طرف اس نسبت کے دیئے جانے کا موجب ہوئی اور اس کے بعد اس کے دشمنوں نے اسے خوب اچھالا اور اسے یہ رنگ دیا کہ مختار کا ادعا ہے کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے۔ پہلے تو یہی چیز کہ مختار کی کلام مسجع اور مقفی قرآنی وزن

Presented by Ziaraat.Com

پر اسی کی تھی سو فیصدی یقین کے ساتھ ثابت نہیں ہے۔ بعض بزرگوں نے یہ کہا ہے کہ شاید یہ چیز قصہ گو افراد نے گھڑی ہو اور اختراع کی ہو اور دوسرے مختار نے کبھی یہ نہیں کہا کہ یہ کلام کلمات وحی ہیں تیسرے قرآن کے وزن پر کلام کرنا اور مسجع اور مقفی بات کرنا دلیل نہیں ہو سکتی کہ وہ وحی ہی ہو۔

مختار کی قافیہ دار کلام کے نمونے:

(۱) اما و منشیء السحاب شدید العقاب سریع الحساب منزل الکتاب العزیز الوهاب القدیر الغلاب لانبش قبر ابن شهاب المفتری الکذاب المعصب المعتاب المجرم المرتاب ثم لابعثن الاحزاب الی بلد الاعراب ثم لاورثن دورهم و قصورهم و اموالهم الصابرین الصادقین السامعین المتقین۔

(۲) و رب البلد الامین و حرمه طور سنین لاقتلن الشاعر المجسن اعشی الناعطین و سوابرق البارقین ابن الامه من هولاء عاقلین الذی منت علیه فکفر و کابین فغدر و عدایلقی فیفر ثم یصیر الی سقر فیذوق فیها العذاب الاکبر و ویل لابن همام اللعین و اخی السعدین اولئک اولیاء الشیطن و اعوان الکافرین الذین قرموا علی الاباطیل و تقولو علی الاقاویل فسمونی کذابا و کاهنا و انا الصادق المصدوق و انا النجیب الفاروق و طوبی لعبدالله و عبیدة و اخی لیلی طریدة ذوی الاخلاق الحمیدة و المقالة السدیدة و الانفس السعیدة

(۳) اما والذی علمنی بصیرا و نور قلبی تنویرا لاحرقن بالمصر دورا و لا نبش قبورا و لاقتلن جبارا کفورا

(۴) فی سقر الاصغار یقتل کل جبار علی ید المختار

(۵) اما و رب الجبال الشم الشوامخ الصم لاقتلن ازد عمان بکل قیمی یمان

Presented by Ziaraat.Com

من مذحج و همدان و لا يبرزن هيثا و ذبيان و تميما اولياء الشيطان حاشا نجيب

ظبيان

(۶) اما رب القلم و اللوحى الكرم لقد نيعن لى العرب و العجم و لتعذلن

من تميم عدم

(۷) اما و السميع العليم العزيز الكريم لاعركن عمان عرك الاديم ثم لا

تعلنا عدما من تميم

(۸) کہا گیا ہے کہ مختار اپنا ہاتھ اپنی لڑکی کے سر پر پھیرتا تھا اور کہتا تھا۔ صلوات خدا بر عیسیٰ بن مریم۔ کیونکہ مختار معتقد تھا کہ حضرت عیسیٰ ظہور کرے گا اور اس کا داماد بنے گا۔

یہ تمام عبارتیں جو نقل ہوئی ہیں من گھڑت اور جعلی ہیں اور جھوٹ بولنے والوں نے ایجاد و اختراع کی ہیں ان عبارتوں کا مختار کی طرف نسبت دیا جانا من گھڑت ہونے سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔ علامہ زرکلی فرماتے ہیں کہ ایسی عبارتیں قصہ گو انسانوں کا اختراع معلوم ہوتی ہیں اور جناب مختار کی ذات ایسے اتہامات سے پاک اور صاف ہے۔

احنف بن قیس کے نام مختار کا خط:

احنف بن قیس امیر المؤمنین علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے۔ آپ کا نام ضحر بن قیس تھا۔ آپ ہجرت کے تین سال پہلے متولد ہوئے۔ آپ کا لقب احنف تھا آپ بصرہ کے معزز لوگوں میں سے تھے۔ جمل کی جنگ میں بصرہ کے لوگوں کو امیر المؤمنینؑ کی اطاعت اور پیروی کرنے کی دعوت دیتے تھے اور صفین کی جنگ میں حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ مل کر معاویہ سے جنگ کی تھی۔ آپ سیاستدان متفکر بردبار اور درگزر کرنے والے انسان تھے بہت ساری جنگوں میں شریک ہوتے رہے ہیں۔ صدر اسلام میں کفار سے ساتھ جنگ کرنے میں اسلامی فوج کے سپہ سالار رہا کرتے تھے سمرقند کی جنگ میں آپ کی آنکھ ضائع

Presented by Ziaraat.Com

ہوگئی تھی آپ نے حکمیت کے واقعہ میں اچھی تجویز اور سخت موقف اختیار کیا تھا اور جناب مالک اشتر اور ابن عباس کے ہم عقیدہ تھے لیکن خوارج نے آپ کی تجویز کو قبول نہ کیا۔ آپ معاویہ اور بنوامیہ کے سرسخت دشمن تھے۔ جب معاویہ اقتدار پر قابض ہوگیا تو آپ نے اس کے ساتھ آمد و رفت اور روابط رکھ لیے تھے اور معاویہ نے پچاس ہزار درہم دیے۔ امام حسین علیہ السلام نے کوفہ کی طرف روانہ ہونے سے پہلے اسے خط لکھا اور اسے اپنی مدد کی دعوت دی تھی۔ لیکن احنف نے آپ کی نفی میں جواب دیا اور آپ کی مدد کے لیے نہیں آیا۔ احنف اپنی آخری عمر میں ابن زبیر کی حکومت کی طرف چلا گیا اور جناب مختار سے علیحدگی اختیار کر لی اور مصعب کی حکومت کے دوران وفات پا گیا۔ مصعب نے اس کے جنازے کی پیدل ننگے پاؤں تشیع کی اور اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ احنف بن قیس جیسا شخص کہ جو اچھا سابقہ رکھتا تھا اور مفکر و سیاستدان اور قدرت مند قبیلہ رکھتا تھا اس کے مختار کا ساتھ نہ دینے سے مختار بہت زیادہ ناراحت اور پریشان ہوا مختار نے اسے ایک خط قافیہ وار لکھا کہ جس کی وجہ سے احنف اس سے مزید بدگمان ہوگیا اور مخالفوں کا یہ پروپیگنڈا کہ مختار ادعا نبوت رکھتا ہے اس نے احنف کے ذہن میں پیدا شدہ خدشہ کی تائید کی اور یہی سبب بنا کہ احنف مختار کا سخت دشمن ہوگیا اور اس کے مقابلے میں ڈٹ گیا۔

خط کی عبارت:

مختار نے احنف بن قیس جو بصرہ میں مضر قبیلے کے معزز سردار تھے ان کو ان الفاظ میں ملامت آمیز خط لکھا:

"اما بعد فویل ام ربیعه و مضر من امر سود قد حضر و ان الاحنف اوردقومه سقر و انی لا املك القدر و ما خط فی الزبر و العمری لئن قاتلتمونی و کذبتمونی لقد کذب من کان قبلی ما انا بخیرهم"

شعبی کہتے ہیں کہ میں ایک دن احنف بن قیس کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ وہاں پہ

Presented by Ziaraat.Com

بیٹھنے والوں میں سے ایک نے میری طرف توجہ کی اور کہا کہ ہم نے تم لوگوں کو غلاموں سے نجات دی ہے اس کا اشارہ مختار کے شکست کھا جانے اور بصرہ والوں اور مصعب بن زبیر کے اس پر کامیاب ہو جانے کی طرف اشارہ تھا۔ میں نے اس کے جواب میں کہا کہ ہاں لیکن ہم نے جمل والی جنگ میں بصرہ والوں کو معاف کر دیا تھا لیکن تم نے ہمارے سب لوگوں کو قتل کیا اور خیانت کی میں نے اس کے سامنے اعشیٰ ہمدانی کے اشعار پڑھے وہ کہتا ہے کہ تم فخر کرتے ہو کہ تھوڑے سے غلاموں کو قتل کیا ہے؟ اور اللہ کی نعمت کا کفران کیا ہے لیکن ہم نے اس کے باوجود کہ تم پر غلبہ حاصل کر چکے تھے اس طرح کا سلوک نہیں کیا تھا گرچہ تم اس کام پر فخر کر رہے ہو لیکن جو کچھ ہم نے تمہارے ساتھ جنگ جمل میں کیا تھا اسے فراموش نہ کرو۔ اس کے بعد پھر اسی آدمی نے شعبی سے جو کوفی تھا اور جناب مختار کا حامی اور مددگار تھا طنزاً کہا اے کوفی تم اس مختار کے حامی ہو جو نبوت کا مدعی تھا؟ شعبی کہتے ہیں کہ جب میں نے اس آدمی کا جواب دیا تو احنف کو بہت برا لگا۔ میں نے اس سے کہا کہ تم بصرہ والے ہمارے اوپر جھوٹ باندھتے ہو اور بے جا تہمتیں لگاتے ہو۔ احنف بہت غصے میں آ گیا اور وہاں سے اٹھ کر چلا گیا اور ایک زرد کاغذ اسی غصے کی حالت میں دیا اور کہا کہ بھائی اسے پڑھو میں نے وہ خط لیا اور پڑھا یہی وہ خط تھا جو مختار نے احنف کو لکھا تھا۔ احنف نے غصے کی حالت میں شعبی سے فریاد کرتے ہوئے کہا کہ اس کے لکھنے والا کوفی ہے یا بصری؟ اس کے بعد مزاحی حالت میں مسکراتے ہوئے مجلس میں بیٹھے لوگوں سے کہا کہ اس سے یعنی شعبی سے متعرض نہ ہونا اور اس کا احترام کرتے رہنا۔ چونکہ بصرہ مختار کے مخالفین کا گڑھ تھا لہذا وہاں مختار پر بہت زیادہ تہمتیں لگائی اور پھیلائی گئیں اور ہر جگہ مختار کو کذاب سے مشہور کیا گیا۔ یہاں یہ وضاحت کر دینا ضروری ہے کہ اگر بالفرض یہ خط مختار کا ہی ہو پھر بھی اس میں توجیہ کی جا سکتی ہے اور اس خط سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ مدعی نبوت و وحی تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

دوسرا حصہ

مختار کا مذہب کیسانی نہیں تھا

جناب مختار پہ ایک مشہور تہمت یہ لگائی جاتی ہے کہ وہ کیسانی مذہب تھا بلکہ اسے کیسانی مذہب کا بانی مشہور کیا جاتا ہے یہاں یہ ضروری ہے کہ کیسانی مذہب کے عقیدہ ونظریہ کی طرف اشارہ کیا جائے۔ کیسانی فرقہ جناب محمد بن الحنفیہ جو امیر المومنین علیہ السلام کے فرزند تھے کو امام جانتے ہیں اور امام زین العابدین اور دوسرے آئمہ معصومینؑ کی امامت کو قبول نہیں کرتے کہا جاتا ہے کہ مختار جناب محمد بن حنفیہ کی امامت کا معتقد تھا اور امام زین العابدینؑ اور دوسرے ائمہ معصومینؑ کی امامت کا معتقد نہیں تھا اور یہی نظریہ کیسانی مذہب کی اساس اور بنیاد ہے افسوس سے کہا جاسکتا ہے کہ مذاہب کے بارے میں لکھی ہوئی اکثر کتابیں کہ جن کے لکھنے والے اہلسنت کے علماء ہیں انہوں نے جناب مختار کو اس مذہب کا بانی اور معتقد مشہور کیا ہے اور اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ مختار مذہب کیسانی کا پیروکار اور بسا اوقات اسے کیسانی مذہب یا مختاریہ مذہب کا بانی مشہور کیا ہے اور بعض شیعہ علماء نے بھی ان کی دیکھا دیکھی یوں ہی لکھ دیا ہے ہمارے ہم عصر محقق آقا ڈاکٹر شہیدی نے بھی اس بارے میں یوں ہی لکھا ہے۔ آپ سنہ پینسٹھ ہجری کے واقعات اور جناب مختار کے قیام کو تحریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مختار لوگوں کو محمد بن حنفیہ کی امامت کی طرف دعوت دیتے تھے اور اسے امت کا مہدی قرار دیتے تھے چونکہ محمد بن الحنفیہ اکاسی ہجری میں وفات پا گئے تو ان کے معتقدین میں سے ایک نے کہا کہ جن کا لقب

Presented by Ziaraat.Com

کیسانیہ تھا کہ محمد بن الحنفیہ نہیں مرے بلکہ رضوی نامی پہاڑ میں جو مدینہ کے نزدیک ہے غائب ہو گئے ہیں اور اسے عالم غیب سے خوراک ملتی رہتی ہے اور جب چاہیں گے ظاہر ہو جائیں گے حالانکہ طرز اول کے شیعہ علماء نے جیسے طوسی وغیرہ اور متاخرین اور معاصرین علماء جو علم رجال اور تاریخ کے استاد مانے جاتے ہیں ان تمام نے جناب مختار سے اس تہمت کی نفی اور تردید کی ہے اور صراحت سے لکھا ہے کہ جناب مختار کا عقیدہ صحیح اور پختہ تھا اور وہ ائمہ علیہم السلام کی امامت کا معتقد تھا (ہم اس کی طرف ایک فصل میں تمام بزرگ علماء کے اقوال ان کی کتابوں سے نقل کریں گے)

اور پھر جب یہ دیکھا جائے کہ وہ روایات میں جن میں جناب مختار کی آئمہ علیہم السلام سے مدح وثناء اور عظمت بیان کی گئی ہے اور ان روایات کو تمام بزرگ شیعہ علماء اور محدثین نے قبول کیا ہے اور ان پر عمل کیا ہے اور ان روایات کو کہ جن میں جناب مختار کی مذمت وارد ہوئی ہے ضعیف قرار دیتے ہوئے رد کر دیا ہے تو پھر کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ جناب مختار امامت کے مسئلے میں منحرف ہو اور سب سے اہم نقطہ یہ ہے کہ جتنے اتہامات اور بے جا الزامات جناب مختار پر ہیں وہ سب کے سب اہل سنت کے علماء اور بنوامیہ کے خلفاء کے درباری ملاؤں نے لگائے ہیں۔ مذاہب کے بارے میں لکھنے والے سنی مؤرخین ومحدثین علماء نے اپنی پوری قوت سے مختار کے قیام اور انقلاب کو غلط اور اسے منحرف اور کذاب کا لقب دیا ہے بالخصوص اہل سنت کے متعصب جو شیعوں سے بالعموم اور اہل بیت پیغمبر سے بالخصوص پر اناعناد اور کینہ رکھتے ہیں جس کی وجہ سے مختار کو بدترین القاب سے یاد کرتے ہوئے اس کی طرف بے جا تہمتیں دی ہیں۔ ہمارے نزدیک ان لوگوں کے بات کی کوئی قدر وقیمت و وقعت نہیں ہے ہم یہاں ان کے اقوال اور بے جا اتہامات کو نقل کرتے ہیں۔ محققین ان کے اقوال کو خود دیکھ سکتے ہیں۔

ہم یہاں اللہ تعالیٰ کی مدد سے علم رجال اور علم حدیث اور تاریخ کے شیعہ ماہرین کی

Presented by Ziaraat.Com

واضح اور قطعی دلیلیں اس مطلب پر نقل کرتے ہیں کہ مختار کا عقیدہ غلط اور منحرف نہیں تھا اور امامت کے متعلق اس کا عقیدہ صحیح اور درست تھا اور اس کا فیصلہ پڑھنے والوں پر چھوڑتے ہیں۔

چونکہ علامہ کبیر ممقانی نے مختار کے صحیح عقیدہ ہونے اور امامی ہونے پر بہت عمدہ طریقے سے دلائل دیئے ہیں اور یہ کہ وہ مذہب کیسانی سے پاک اور بری تھا اس لیے ہم پہلے ان کے کلام اور دلائل کو نقل کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ مختار کے مذہب اور عقیدہ میں کوئی شک اور تردید نہیں کہ وہ مسلمان تھا بلکہ شیعہ اور بارہ اماموں کی امامت کا معتقد تھا۔ اس مسئلہ میں شیعہ اور سنی متفق ہیں البتہ بعض نے اسے کیسانی شیعہ تحریر کیا ہے لیکن حق یہ ہے کہ وہ امام زین العابدین کی امامت کا قائل تھا۔ آپ اس کے ذکر کرنے کے بعد حضرت علی علیہ السلام کی مختار کے بارے میں پیشگوئی نقل کرتے ہیں اس کے بعد ان دلیلوں کو جو انہوں نے روایات سے اخذ کی ہیں یوں تحریر کرتے ہیں کہ مختار کے صحیح عقیدہ پر ایک دلیل یہ ہے کہ مختار نے یقیناً پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات نہیں کی تھی اور اس نے اپنے قیام اور انقلاب کی خوشخبری اور بشارت حضرت علی علیہ السلام سے سنی تھی کہ مختار بنوامیہ کے کئی ہزار آدمی قتل کرے گا اور یہ واضح ہے کہ اگر مختار امامی مذہب نہ ہوتا اور غیر شیعہ ہوتا تو حضرت علی علیہ السلام کی پیشگوئی اور اس علم کے سبب جو خداوند عالم نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنے اذن و توفیق سے آنے والے واقعات کا دے رکھا تھا کبھی بھی اعتبار نہ کرتا لہذا اس کا حضرت علی علیہ السلام کی بشارت اور پیشگوئی پر اعتبار کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ امامی اور صحیح عقیدہ والا شیعہ تھا کیونکہ امام کا آنے والے واقعات کا خداوند عالم کی طرف سے علم دیا جانا صرف شیعہ امامیہ کا خصوصی عقیدہ ہے پس مختار کا حضرت علی علیہ السلام کی اس بشارت اور پیشگوئی پر یقین اور اطمینان پیدا کرنا جیسے کہ روایت میں ہے کہ کوفہ کا حاکم مختار کو قتل نہیں کر سکے گا بلکہ مختار زندہ رہے گا اور بنوامیہ کے ہزاروں مددگاروں اور دوست رکھنے والوں کو قتل کرے گا۔ مختار کا عقیدہ تھا کہ اگر کوفہ کے حاکم نے اسے

Presented by Ziaraat.Com

قتل بھی کر دیا تو وہ دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور اس کام کو انجام دے گا اس طرح کا عقیدہ اہلسنت کے عقیدے کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتا بلکہ اس طرح کا عقیدہ مذہب حقہ امامیہ کی خصوصیات میں سے ہے کیونکہ شیعوں کا عقیدہ کہ ائمہ معصومین آنے والے واقات اور انجام سے باخبر ہیں۔ ائمہ علیہم السلام کے حالات زندگی سے باخبر حضرات جانتے ہیں کہ ائمہ علیہم السلام کو اس طرح کا علم حاصل تھا بلکہ حضرت علیہ السلام کے بعض اصحاب کو بھی ایسے اسرار کا علم تھا جیسے حضرت حبیب بن مظاہر کا اپنی شہادت کی خبر دینا یا میثم تمار کا اپنی شہادت کے متعلق بتلانا بلکہ میثم تمار کو تو بعض جزئیات کا بھی علم تھا اور انہوں نے قید خانے میں جب مختار اس کے ساتھ قید میں تھا مختار کو بتلایا تھا کہ تم قید خانے سے رہا ہو جاؤ گے اور امام حسین علیہ السلام کے خون کا بدلا لینے کے لیے قیام و انقلاب برپا کرو گے۔ اس طرح کے واقعات اور حوادث روایت و تاریخ کی کتابوں میں تواتر کی حد تک موجود ہیں۔ پس واضح ہو گیا کہ مختار کو پورا اطمینان اور یقین تھا کہ وہ بنوامیہ کے ہزاروں آدمیوں کو قتل کرے گا اور اگر بالفرض اس سے پہلے قتل کیا گیا تب بھی خداوند عالم اسے دوبارہ زندہ کرے گا تاکہ وہ امام حسین علیہ السلام کے خون کا انتقام لے۔ اس کا یہی عقیدہ اس کی دلیل ہے کہ وہ موحد مسلمان اور امامی مذہب کا پیروکار تھا بلکہ اس سے قوی تر اور روشن تر یہ مطلب ہے کہ وہ حضرت امام زین العابدین کی امامت کا پکا عقیدہ رکھتا تھا۔ علامہ ممقانی مزید دلائل یوں بیان کرتے ہیں:

(۱) **پہلی دلیل:** روایت میں ہے کہ امام حسین علیہ السلام قیامت کے دن مختار کی شفاعت کریں گے اور اس کو جہنم کی آگ سے نجات دلوائیں گے۔ یہ مذہب شیعہ کی خصوصیت ہے کہ جو لوگ ائمہ علیہم السلام کی امامت کے قائل نہیں ہونگے وہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہیں گے اور اس میں عذاب دیئے جائیں گے۔ اگر مختار امام زین العابدینؑ کی امامت کا عقیدہ نہ رکھتا ہوتا تو مذہب شیعہ کے عقیدے کی رو سے اسے ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہنا ہوگا اور امام

Presented by Ziaraat.Com

حسین علیہ السلام اس کی شفاعت نہ کرتے۔

(۲) دوسری دلیل: مختار کا امام زین العابدین علیہ السلام کے لیے ہدیہ بھیجنا مختار کا آپ کی امامت کے عقیدہ رکھنے کا کاشف ہے۔ یہ واضح ہے کہ اگر مختار جناب محمد بن حنفیہ کی امامت کا معتقد ہوتا اور امام زین العابدین علیہ السلام کا امامت کے عنوان سے قائل نہ ہوتا تو اپنے ہدیہ اپنے امام محمد بن الحنفیہ کے لیے روانہ کرتا۔ لیکن مختار کے اس عمل سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ مختار کی طرف محمد بن الحنفیہ کی امامت کی نسبت سوائے بہتان اور افتراء کے اور کچھ نہیں (یہ مطلب آگے زیادہ واضح ہو جائے گا)

(۳) تیسری دلیل: وہ روایت جو کشی نے نقل کی ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے مختار کو کیس کا لقب دیا تھا اور اپنے لطف و کرم کا مورد قرار دیا تھا یہ چیز بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ مختار امامی مذہب تھا اور منحرف نہیں ہوا تھا کیونکہ آنحضرت مختار کا انجام جانتے تھے جیسے آنحضرت اور بہت سے آنے والے واقعات سے باخبر تھے لہذا اگر مختار کا انجام غلط ہوتا اور امام سجاد اور دوسرے ائمہ علیہم السلام کا معتقد نہ ہوتا تو حضرت امیر علیہ السلام اسے اپنے زانو پر نہ بٹھاتے اور اسے یا کیس کہہ کر مورد لطف و کرم قرار نہ دیتے۔ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ آنحضرت تو مختار کے انجام کو نہ جانتے ہو لیکن میثم جو آپ کا شاگرد تھا بلکہ آپ کے غلاموں میں سے ایک غلام تھا وہ مختار کے انجام کو جانتا ہو۔

(۴) چوتھی دلیل: حسین بن زید کی روایت میں آیا ہے کہ امام سجاد علیہ السلام نے مختار کے لیے اچھا ثواب اور اجر دینے کی درخواست کی اور عبداللہ شریک کی روایت میں ہے کہ امام محمد باقر یا امام جعفر صادق علیہ السلام نے مختار کے لیے تین دفعہ طلب رحمت کی۔ یہ معقول نہیں ہے اور سمجھ سے دور ہے کہ جو شخص امام محمد باقر کے والد کی امامت کا معتقد نہ ہو آپ اس کے لیے طلب رحمت

Presented by Ziaraat.Com

کریں۔ یہ واضح ہے کہ مذہب شیعہ کے مطابق مختار کا صرف ایک نیک کام جو اس نے امام حسینؑ کے قاتلوں سے انتقام لیا موجب نہ ہوگا کہ امام علیہ السلام مختار کے لیے طلب رحمت کریں کیونکہ ائمہ علیہم السلام کا کسی سے راضی اور خوشنود ہونا اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کا تابع ہوا کرتا ہے۔

(۵) پانچویں دلیل: علامہ حلی نے اپنی کتاب خلاصہ کے اول میں مختار کو اثنا عشری شیعوں میں سے شمار کیا ہے جو شخص علامہ کی اس کتاب میں جو ان کی روش ہے اس سے آگاہ ہو تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ علامہ نے اس کتاب کے اول میں سوائے بارہ اماموں کے معتقدین کے کسی اور کا ذکر نہیں کیا گرچہ وہ کتنا موثق اور قابل اعتماد ہی کیوں نہ ہو۔ مامقانی آخر کلام میں یوں فرماتے ہیں کہ خلاصہ یہ ہے کہ جناب مختار امامی مذہب تھا اور اس کا حکومت کے خلاف انقلاب برپا کرنا امام علیہ السلام کی اجازت سے تھا۔

علامہ امینیؒ کا فرمان

علامہ امینی مختار کی ذات پر بہت زیادہ تجلیل اور تکریم کرنے کے بعد ان سے کیسانی مذہب کی نسبت دیئے جانے کے رد اور دفاع کرنے کے بعد صراحت سے فرماتے ہیں کہ انہ بمنزۃ من المذھب الکیسانیہ یعنی مختار کی بلند ذات مذہب کیسانیہ سے دور ہے۔ رجال کے ماہر شیخ علی اس بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ مختار جناب محمد بن الحنفیہ کی امامت پر اعتقاد رکھتا تھا اور امام زین العابدینؑ کی امامت کو قبول نہیں کرتا تھا یہ ایک ایسا مطلب ہے جو ثابت نہیں ہوا۔

آیت اللہ العظمیٰ آقا خوئی کا نظریہ:

آقا خوئی مختار کی ذات اور مقام سے دفاع کرنے کے بعد مختار کی طرف کیسانیہ

Presented by Ziaraat.Com

ہونے کی نسبت دیئے جانے کو رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مطلب سوم اس میں ہے کہ اہل سنت کے بعض علماء مختار کی ذات کی طرف کیسانیہ مذہب کی نسبت دیتے ہیں۔ یہ قطعی طور پر باطل اور بے اساس ہے کیونکہ جناب محمد بن الحنفیہ اپنے لیے امامت کا ادعا نہیں کرتے تھے کہ مختار لوگوں کو ان کی امامت کی دعوت دیتے اور جناب مختار جناب محمد ابن الحنفیہ سے پہلے قتل کیے گئے تھے جبکہ محمد بن الحنفیہ زندہ تھے اور کیسانیہ مذہب تو جناب محمد بن الحنفیہ کی وفات کے بعد پیدا ہوا ہے۔ رہا مختار کو کیسانی کہا جانا تو یہ اس وجہ سے نہیں تھا کہ اس کا مذہب کیسانی ہے اگر تسلیم کرلیا جائے کہ مختار کو یہ لقب دیا جانا درست تھا تو یہ اس روایت کی بناپر تھا کہ جسے کشی نے نقل کیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے مختار کو دو دفعہ یا کیس کہا تھا پھر اس کا تثنیہ بنالیا گیا اور اسے کیسان کہا جانے لگا۔

مشہور مؤرخ جناب مقرم کا کلام:

جناب مقرم ائمہ علیہم السلام سے مختار کی مدح اور فضائل اور صحیح باعمل ہونے کے نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ان روایات سے جناب مختار کا آئمہ علیہم السلام کے نزدیک مقام و مرتبہ واضح ہوجاتا ہے اور اگر مختار نے اپنے لیے کوئی باطل ادعا نبوت کیا ہوتا یا محمد بن الحنفیہ کے لیے امامت کا دعوی کیا ہوتا تو ائمہ علیہم السلام مختار کی اس غلطی اور لغزش کا ضرور ذکر کرتے۔ آپ دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ ان واضح حقائق میں سے جن کا ہر عقلمند انسان یقین اور اعتراف کرتا ہے وہ ائمہ علیہم السلام کی زبان مبارک سے راضی ہونے اور اس کی مدح وثنا کا وارد ہونا ہے۔ ان روایات سے ائمہ اہل بیتؑ کے بارے میں مختار کا عقیدہ پختہ اور محکم ظاہر ہوتا ہے۔ آپ صحیح عقیدہ رکھنے والے مومن اور اہل بیتؑ سے حقیقی اور پاک محبت رکھتے تھے۔ مختار کے قیام و انقلاب کے عرصہ میں اس کی کوئی ایسی بات یا عمل یہ ظاہر نہیں کرتا کہ وہ جناب محمد بن الحنفیہ کی امامت کا قائل تھا بلکہ جناب محمد بن الحنفیہ کو اس نے انقلاب کے رہبر کے عنوان سے ظاہر کیا

Presented by Ziaraat.Com

اور یہ اس کی ایک سیاست اور تدبیر تھی کہ جس سے اس نے فائدہ اٹھایا کیونکہ مختار چاہتا تھا کہ اس انقلاب کی وجہ سے بنوامیہ کی حکومت کے جابر اور ظالم فرماں رواوں کی طرف سے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے لیے مصیبت کھڑی نہ ہو جو موجب مشکلات اور مصائب بنے۔ اگر امام زین العابدین علیہ السلام اس انقلاب میں علی الاعلان کوئی رائے دیتے تو امام زین العابدین علیہ السلام کی زندگی خطرے میں ہوتی۔ مختار امام زین العابدین علیہ السلام کی جان کی حفاظت کے لیے تقیہ کرتے ہوئے اس انقلاب کے رہبر کے طور پر جناب محمد بن الحنفیہ کا ہی نام لیتے رہے اور یہ یوں بھی نہیں تھا کہ جناب محمد بن الحنفیہ نے اپنے لئے ادعا امامت وغیرہ کر رکھا ہو بلکہ یہ تو واضح تھا کہ جناب محمد بن الحنفیہ امام زین العابدین علیہ السلام کی امامت کے قائل تھے۔ اور انھیں کی اطاعت کرتے تھے۔

مختار کے عقیدے کے بارے میں خلاصہ کلام

(۱) مختار کی مدح اور فضیلت میں آئمہ علیہم السلام سے روایات وارد ہوئی ہیں اور علماء رجال اور حدیث نے ان روایات کو قبول کیا ہے ان روایات میں سے بعض کی سند میں ضعف ہے لیکن علماء کا ضعف سند والی روایات کو قبول کرنا، اور ان پر عمل کرنا ان کی سند کے ضعیف ہونے کا تدارک اور جبران کر دیتا ہے۔

(۲) ان روایات میں آئمہ علیہم السلام اور خاندان پیغمبر سے مختار کے لیے طلب رحمت اور اس کے مقصد کا پاک ہونا اور اسے جزائے خیر فرمانا وارد ہوا ہے جو اس کے عقیدہ کے صحیح ہونے اور اس کے مقصد کے پاک ہونے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اگر مختار امامت کے عقیدے میں منحرف اور غلط ہوتا اور اس کا مذہب کیسانی ہوتا تو روایات صحیح کی بنا پر اور شیعہ عقیدہ کے لحاظ سے وہ فاسق اور کافر ہوتا اور یہ واضح ہے کہ امام معصوم منحرف فاسق اور کافر شخص کے لیے کبھی

Presented by Ziaraat.Com

طلب رحمت اور مغفرت نہیں کیا کرتے اور صرف خون حسینؑ کا انتقام لینے کی وجہ سے اس سے خوشنودی اور عنایت کا اظہار نہیں کرتے۔

(۳) وہ تمام روایات جو مختار کی برائی اور مذمت اور عقیدے میں باطل و منحرف ہونے کے بارے میں وارد ہوئی ہیں وہ تقیہ پر محمول ہیں یا وہ سند کے لحاظ سے ضعیف ہیں اور علماء رجال و احادیث نے انہیں رد کر دیا ہے۔ روایات سے علماء کا اعراض کرنا اور انہیں قبول نہ کرنا ان کے قابل عمل نہ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ ایسی روایات ان روایات کا مقابلہ کریں جو مدح و ثناء میں وارد ہوئی ہیں اور بزرگ شیعہ علماء کے ہاں مقبول ہیں۔

(۴) شیعہ بزرگ علماء میں سے خواہ متقدمین ہوں یا متاخرین جو علم رجال میں مجتہد ہیں اور جنھوں نے مختار کے بارے میں اظہار نظر کیا ہے سب نے مختار کے امامی ہونے اور باطل پر نہ ہونے کو صراحت سے بیان کیا ہے اور اس کی تاکید کی ہے اور اس کے کیسانی مذہب ہونے کی تردید کی ہے۔ بزرگ علماء جیسے رئیس المحدثین شیخ صدوق کہ جنھوں نے مختار کی عظمت میں کتاب تحریر کی ہے اور شیخ الطائفہ شیخ طوسی کہ انھوں نے بھی مختار کے بارے میں کتاب لکھی ہے اور علامہ حلی اور بزرگ فقیہہ ابن نما علامہ ممقانی اور علامہ مامقانی اور سید محسن جبل عاملی اور آیت اللہ خوئی اور دوسرے بزرگ شیعہ علماء کہ ان تمام نے مختار کے صحیح العقیدہ ہونے اور اس کی مدح و عظمت میں کتابیں لکھیں ہیں یا اظہار نظر کیا ہے۔

(۵) مختار کا مذہب کیسانی تھا یا مختار نے ہی کیسانی مذہب کی بنیاد رکھی ہے اسے صرف اہل سنت کے علماء نے ہی بیان کیا ہے اور ان غیر شیعہ علماء نے کہ جنھوں نے مذاہب پر کتابیں لکھی ہیں اور بعض ضعیف اور جھوٹی روایات کو مدرک قرار دے کر مختار کو کیسانی مذہب کی بانی اور معتقد تحریر کیا ہے۔

(۶) صحیح روایات کی بنا پر اور بزرگ شیعہ علماء کی تائید کی رو سے جناب محمد بن الحنفیہ نے

Presented by Ziaraat.Com

اپنے لیے امامت کا ادعا نہیں کیا تھا (اس کے بارے میں مفصل بحث کی جائے گی) جناب محمد بن الحنفیہ نے مختار کے شہید ہونے کے بعد وفات پائی اور کیسانی مذہب جناب مختار کی شہادت کے بعد وجود میں آیا ہے یہ کس طرح ممکن ہے کہ جو مذہب آپ کے بعد وجود میں آیا ہو آپ اسی کے معتقد ہوں۔

(۷) اور چونکہ مختار اپنے قیام و انقلاب میں امر کا رہبر اور قائد جناب محمد بن الحنفیہ کو بیان کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ میں انہی کا بھیجا ہوا ان کا وزیر اور نمائندہ ہوں ایسا کہنا اور کرنا دلیل نہیں بنتا کہ جناب مختار ان کی امامت کا عقیدہ رکھتے ہوں اور ائمہ معصومین اور امام حسین علیہ السلام کی امامت کو قبول نہ کرتے ہوں۔

(۸) خود کیسانی فرقہ اپنے آپ کو مختار سے منسوب کرتا ہے اور اسے اس فرقے کا بانی قرار دیتا ہے اور بعض مذاہب میں لکھی ہوئی کتابوں میں اسے مختار کی طرف نسبت دی جاتی ہے لیکن یہ دلیل نہیں بن سکتی کہ مختار بھی اس فرقہ کا ہم عقیدہ تھا جیسے زیدیہ فرقہ اپنے آپ کو جناب زید بن علی کی طرف اور اسماعیلیہ فرقہ اپنے آپ کو جناب اسماعیل کی طرف منسوب کرتا ہے جب کہ تمام بزرگ علماء شیعہ نے جناب زید اور اسماعیل کو اس سے پاک و مبرا قرار دیا ہے کہ جناب زید یا جناب اسماعیل نے امامت کا دعویٰ کیا ہو۔

(۹) چونکہ جناب مختار نے ایک عظیم بزرگ شیعہ سیاستدان کے طور پر تاریخ اسلام میں ایک شجاعانہ انقلاب برپا کیا ہے اور بنوامیہ و ابن زبیر پر ایک کاری ضرب لگائی ہے اور اس انقلاب اور قیام کا نعرہ اور شعار امام حسین علیہ السلام کے خون کا انتقام لینا اور اہل بیتؑ کے نظریہ کا دفاع کرنا قرار دیا تھا تو بنوامیہ کے حکومتی اور درباری علماء اور واعظین نے جناب مختار کی طرف بے جا اور غلط عقیدے کی نسبت دینا شروع کر دی اور اسے نبوت کا مدعی اور کیسانی مذہب کا بانی اور کذاب کہنا شروع کر دیا اور اس کا اتنے زور و شور سے پروپیگنڈا کیا اور وہ موثر واقع ہو گیا۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۰) ہم نے تاریخ اور رجال وحدیث کی جتنی بھی معتبر کتابوں کا مطالعہ کیا ہے کسی میں یہ نہیں دیکھا کہ جناب مختار نے اپنے خطبوں باتوں اور خطوط میں ایسا دعوی کیا ہو اور جناب مختار نے لوگوں کو جناب محمد بن الحنفیہ کی امامت کی دعوت دی ہو فقط اتنا ملتا ہے کہ جناب مختار اپنے آپ کو جناب محمد بن الحنفیہ کا نمائندہ اور بھیجا ہوا بتلایا کرتے تھے اور اپنے انقلاب اور قیام کی غرض اور غایت مظلوموں اور ضعیفوں کے حقوق کا دفاع کرنا قرار دیتے تھے اور صرف مہدی کے لفظ کا کسی خط یا کلام میں آجانا دلیل نہیں بنتا کہ وہ امامت کا مدعی تھا اور اس کی مراد لفظ مہدی سے وہی مہدی موعود تھا جو آخری زمان میں ظہور کرے گا۔

علم رجال کے ایک بزرگ عالم جناب شیخ ابوعلی فرماتے ہیں کہ لفظ مہدی جو جناب محمد بن الحنفیہ کے بارے کہا گیا ہے اور جناب مختار اسی لفظ کے ساتھ جناب محمد بن الحنفیہ کی معرفی کراتے تھے وہ اس وجہ سے تھا کہ لوگوں کو قیام کرنے پر ابھار سکیں اور اس لفظ سے ان کی قطعا یہ مراد نہیں تھی کہ واقعا محمد بن الحنفیہ مہدی ہی ہیں۔

(۱۱) مختار نے کوفہ کے شیعہ بزرگوں اور سرداروں کے سامنے اعلان کیا کہ مجھے امام زین العابدینؑ کی ہدایت ہے اور میں آپ کے نائب جناب محمد بن الحنفیہ کا نمائندہ ہوں اور اس بات پر مامور ہوں کہ میں قیام کروں اس کے سننے کے بعد کوفہ کے بزرگ اور سردار شیعہ مدینے گئے اور امام زین العابدینؑ اور جناب محمد بن الحنفیہ نے ان لوگوں سے کہا کہ ان کے بھیجے ہوئے مختار کی مدد کرو اور قیام وانقلاب میں اس کی ہمراہی کرو۔ انھوں نے مدینے سے واپس لوٹ کر اعلان کیا کہ اذن لنا زین العابدین و محمد بن الحنفیہ یعنی امام سجادؑ اور محمد بن الحنفیہ نے ہمیں قیام اور انقلاب لانے کی اجازت دے دی ہے۔

(۱۲) جب کوفہ کے بزرگوں اور سرداروں نے جناب ابراہیم اشترؒ کو انقلاب میں شریک ہونے کی دعوت دی تو دعوت میں یہ جملہ دیکھا جاسکتا ہے کہ مختار نے ہمیں امام سجادؑ کی طرف

Presented by Ziaraat.Com

سے اور آپ کے نائب جناب محمد بن الحنفیہ کی جانب سے امام حسین علیہ السلام کے خون کے انتقام لینے کے لیے دعوت دی ہے جناب مختار کے صحیح عقیدہ ہونے اور مذہب کیسانی سے بری ہونے پر یہ تمام کی تمام واضح اور روشن دلیلیں ہیں جو بیان کی گئی ہیں۔ البتہ فیصلہ کرنا پڑھنے والے پر چھوڑتے ہیں۔

یہاں پر مذہب کیسانیہ جو معدوم ہو چکا ہے کی طرف اشارہ کردینا ضروری سمجھتے ہیں کہ ان کے اصول اور اعتقادات کیا تھے۔

تیسرا حصہ

﴿کیسانیہ فرقہ﴾

شہرستانی ملل والنحل میں لکھتے ہیں کہ کیسانیہ فرقہ کیسان نامی آدمی کا پیروکار اور معتقد تھا کیسان حضرت علی علیہ السلام کا عقیدتمند اور محب تھا۔ بعض نے کہا کہ وہ محمد بن حنفیہ کا شاگرد تھا کیسانیہ محمد بن حنفیہ کی شان میں حد سے زیادہ بڑھے ہوئے تھے اور معتقد و قائل تھے کہ وہ تمام علوم پر کامل احاطہ رکھتے ہیں اور اس نے تمام اسرار علم تاویل اور باطن اور آفاق اور انفس ان دو بزرگواروں امام حسنؑ اور امام حسینؑ سے حاصل کیے ہیں۔ اس کے بعد شہرستانی وہ تمام عقائد جو اس فرقے کے افراد قبول کرتے تھے ذکر کرتے ہیں۔ اس کے بعد مختاریہ فرقہ کے بارے میں

Presented by Ziaraat.Com

یوں لکھتے ہیں کہ فرقہ مختاریہ جناب مختار بن عبیدہ ثقفی کے پیروکار ہیں۔مختار ابتداء میں خوارج والا عقیدہ رکھتا تھا۔اس کے بعد وہ زبیری ہوگیا یعنی عبداللہ بن زبیری سے مل گیا۔اس کے بعد مختار نے مذہب شیعہ کیسانیہ کو اپنا لیا۔مختار جناب محمد بن الحنفیہ کی حضرت علیؑ کے بعد امامت کا قائل ہوگیا بعض نے کہا ہے کہ وہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے بعد محمد بن الحنفیہ کی امامت کا قائل ہوا۔

مختار لوگوں کو محمد بن الحنفیہ کی امامت کی دعوت دیا کرتا تھا اور یہ ظاہر کرتا تھا کہ وہ ان کا مددگار اور انہی کا بھیجا ہوا ہے اور اپنے بنائے ہوئے غلط اور بے ہودہ عقائد کو بیان کیا کرتا تھا۔جب محمد بن الحنفیہ کو اس کے عقائد کی خبر ملی تو آپ نے اس سے براءت کرلی اور اسے اپنے آپ سے دور کردیا۔

لیکن ہم نے جو قطعی دلائل ذکر کیے ہیں۔ان کی رو سے جناب مختار کی ذات اس طرح کے اتہامات سے پاک اور صاف ہے۔صرف شہرستانی جیسا شخص جو مخدوش شخص ہے کے نقل کردینے سے اس الزام کو قبول نہیں کیا جاسکتا۔ شہرستانی اپنی کتاب میں شیعوں کے ایسے فرقے ذکر کرتا ہے کہ جن کو اصلا وجود ہی نہیں ہے اس کے اس طرح سے بغیر مدرک و دلیل کے ان باتوں کو نقل کرنے سے اس کی غرض اور مقصد کیا ہے خدا ہی بہتر جانتا ہے۔شہرستانی کے بالخصوص شیعہ تاریخ اور آئمہ علیہم السلام کے حالات سے بے اطلاع ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ شیعوں کے دسویں امام علی نقیؑ کی قبر قم میں واقع ہے یہ اس کے علاوہ کسی نے بھی نہیں لکھا اور ایسا لکھنا بتلاتا ہے کہ وہ محقق نہیں ہے اور بے اطلاع انسان ہے جب کہ واضح اور معلوم ہے کہ دسویں امام کی قبر مبارک سامرہ شہر میں ہے۔

اسفرائینی اپنی کتاب الفرق بین الفرق میں لکھتا ہے کہ مختاریہ فرقہ اور کیسانیہ فرقہ میں کوئی فرق نہیں ہے۔اور وہ لکھتے ہیں کہ کیسانیہ فرقہ رافضی شیعوں کا ایک فرقہ ہے اور وہ مختار

Presented by Ziaraat.Com

کے پیروکار ہیں۔ ابن خلکان لکھتے ہیں کہ مختار لوگوں کو جناب محمد بن الحنفیہ کی امامت کی دعوت دیا کرتا تھا اور اس کا عقیدہ تھا کہ آپ ہی مہدی ہیں۔ ابن خلکان نے وہی کہا ہے جو اہل سنت کے علماء کہتے ہیں۔

اشعری کہتے ہیں کہ کیسانیہ فرقہ شیعہ غالیوں کا فرقہ ہے جو حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں حد سے زیادہ اور عجیب وغریب عقائد رکھتا ہے۔ اس کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ کیسانیہ فرقہ جناب محمد بن الحنفیہ کی امامت کا معتقد تھا تھا ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے بصرہ کی جنگ جمل اور صفین کی جنگ میں جناب محمد کو علم دیا تھا اور وہ اسی کو محمد کی امامت کے لیے صریح دلیل قرار دیتے ہیں۔ کیسانیہ تناسخ ارواح کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ امامت پہلے علیؑ اور اس کے بعد حسنؑ اور اس کے بعد حسینؑ اور اس کے بعد محمد بن الحنفیہ میں جاری ہے اور موجود ہے۔

اور اپنی اس بات کی یوں توجیہ اور تفسیر بیان کرتے ہیں کہ اللہ کی روح نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حلول کیا ہوا ہے اور پیغمبر کی روح نے حضرت علیؑ میں اور حضرت علیؑ کی روح نے حسنؑ اور حسینؑ میں اور حسنؑ اور حسینؑ کی روح جناب محمد بن الحنفیہ میں اور محمد بن الحنفیہ کی روح نے ان کے فرزند ابو ہاشم میں حلول کیا ہوا ہے۔ وہ محمد بن الحنفیہ کے بارے میں حقیقت اور واقعیت سے دور عقیدہ رکھتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ محمد بن الحنفیہ تمام علوم پر محیط تھے اور ان علوم کا نور انھوں نے امام حسنؑ اور امام حسینؑ سے لیا تھا اور تاویل و باطن اور آفاق اور انفس کا علم ان کے وجود میں جمع ہو گیا ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ دین در حقیقت ایک عالی انسان کی اطاعت کا نام ہے۔ کیسانیہ کا ایک فرقہ کہتا ہے کہ محمد بن الحنفیہ وہی امام مہدی ہے اور یہ لقب انھیں ان کے باپ علی علیہ السلام نے دیا تھا اور یہ مہدی غائب ہے جو ظہور کرے گا اور دنیا کو اپنا مطیع بنا لے گا اور ان کے ظہور تک کوئی دوسرا امام نہیں ہے کہ جس کی اطاعت واجب ہو۔

Presented by Ziaraat.Com

کیسانیہ کا عقیدہ امامت کے بارے میں:

کیسانیہ فرقہ کا عقیدہ ہے کہ امامت چار آدمیوں کے سوا اور کسی میں نہیں ہے اور وہ حضرت علیؑ اور امام حسنؑ اور امام حسینؑ اور جناب محمد بن الحنفیہ ہیں۔ کیسانیہ کا عقیدہ ہے کہ مہدی وہی جناب محمد بن الحنفیہ ہیں اور آپ رضوی نامی پہاڑ میں غائب اور زندہ ہیں اور پھر ظہور کریں گے اور دنیا کو عدل اور انصاف سے پُر کر دیں گے۔ کیسانیہ کے توحید اور نبوت اور امامت میں عجیب عقائد ہیں کہ جنھیں ملل والنحل میں نقل کیا ہے۔

چونکہ یہ فرقہ ختم ہو چکا ہے اور دنیا اسلام میں اس کا کوئی وجود نہیں ہے لہذا اس میں زیادہ بحث نہیں کریں گے۔ ہماری روایات اس عقیدے کی رد میں موجود ہیں۔ اس طرح کی فکر غلط اور بے بنیاد ہے۔ یہ مطالب صراحت کے ساتھ ائمہ معصومین علیہم السلام سے منقول ہو چکے ہیں کہ جن کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے۔

یہ مطلب مسلم ہے کہ کچھ شیعہ جناب محمد بن الحنفیہ کی وفات کے بعد معتقد تھے کہ آپ نہیں مرے اور آپ کے مکہ کے پہاڑوں میں سے ایک رضوی نامی پہاڑ میں غائب ہو گئے ہیں اور آپ ہی مہدی موعود ہیں جو بعد میں ظاہر ہوں گے۔ جن لوگوں کا یہ عقیدہ تھا ان میں سے ایک سید حمیری تھا جو اہل بیتؑ کا مشہور شاعر تھا اور پھر وہ خود اپنے اس اشتباہ کی طرف متوجہ ہوا اور امام جعفر صادقؑ کے وسیلے سے اس انحراف سے واپس آیا اور توبہ کر لی۔ حیان بن سراج جو امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ کے اصحاب میں سے تھے وہ بھی کیسانی تھے۔ اسی طرح معروف شاعر کثیر عزہ جو بنی امیہ کے آخری زمانے کے ہیں وہ بھی کیسانی تھے اس نے کئی ایک شعر بھی اس بارے میں لکھے ہیں۔ بعض بزرگوں نے انہیں سید حمیری کے اشعار قرار دیا ہے جو صحیح نہیں ہے اس فن شعر اور تاریخ کے ماہر ابو الفرج اصفہانی نے اغانی میں تصریح کی کہ یہ اشعار کثیرہ عزہ کے ہیں اور مسعودی نے بھی انھیں کثیرہ عزہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ کثیر عزہ

Presented by Ziaraat.Com

نے اپنے امامت کے عقیدہ کی بنا پر یوں شعر لکھے ہیں:

الا ان الائمہ من قریش

ولاۃ الحق اربعۃ سواء

یعنی امام قریش سے ہونگے اور وہی حق کے ولی ہیں اور وہ چار ہیں۔

علی والثلاثۃ من بنیہ

ھم الاسباط لیس بھم خفاء

وہ علی اور اس کے تین فرزند ہیں وہی اسباط ہیں کہ جو روشن اور آشکار ہیں۔

فسبط سبط ایمان وبر

وسبط غیبتہ کربلا

وہی ایمان اور نیکی کے سبط ہیں اور ایک سبط جو کربلا میں مدفون ہے۔

سبط لا تراہ العین حتی

یقود الخیل یقدمھا اللواء

ایک سبط وہ ہے کہ جسے آنکھ نہیں دیکھتی یہاں تک کہ گھوڑے علم کے ساتھ ظاہر ہونگے۔

یغیب فلا یری فیھم زمانا

برضوی عندہ عسل وماء

وہ غائب ہے اور طویل زمانے تک نہیں دیکھا جائے گا۔ وہ رضوی پہاڑ میں ہے کہ جسے شہد اور پانی ملتا رہتا ہے۔

ان اشعار میں شاعر نے یہ ایک اشتباہ کیا ہے کہ جناب محمد بن الحنفیہ کو سبط یعنی نواسہ لکھا ہے حالانکہ آپ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دختر کے فرزند تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

سید حمیری کا منحرف ہونا:

سید حمیری پہلی صدی ہجری کے آخر اور دوسری صدی کے اوائل کے عرصہ میں ائمہ علیہم السلام کے زمانہ کا بہت بڑا شاعر تھا۔ سید بنو امیہ کا سخت ترین دشمن اور مد مقابل تھا۔ پھر وہ بنو عباس کا حلیف شمار ہونے لگا۔ اس کے اشعار بنو امیہ اور بنو عباس کی ظالم حکومتوں کے خلاف تلوار کا کام کرتے تھے۔ سید اہل بیت پیغمبر کا بہت زیادہ معتقد اور عاشق تھا۔ خاندان پیغمبر کی مدح اور مرثیوں میں اس نے بہت عمدہ اور فصیح اشعار کہے ہیں لیکن افسوس ہے کہ وہ ابتداء میں اعتقاد کے لحاظ سے منحرف ہو گیا لیکن بعد میں متوجہ و آگاہ ہوا اور توبہ کر لی۔ کربلا کے واقعہ کے بعد جناب محمد بن حنفیہ کی امامت کا معتقد ہو گیا اور اس غلط عقیدہ کے بارے میں کچھ اشعار بھی کہے ہیں کہ ان میں سے ایک یہ رباعی ہے:

ایا شعب رضوی ما لمن بک لا یری

وبنا الیہ من الصبابۃ اولق

حتی متی والی متی کم المدی

یابن الوصی وانت حی ترزق

اے رضوی کی گھاٹی وہ جو تم میں چھپا ہے کیوں دیکھا نہیں جاتا۔ عاشق کا دل اس کے دیدار کا متمنی ہے کب تک اور کس قدر غیبت طولانی ہوگی۔ اے وصی کے فرزند تو زندہ ہے اور رزق دیا جاتا ہے۔

حمیری کا آگاہ اور متنبہ ہونا اور مذہب حقہ کی طرف پلٹ آنا:

اس آزاد شاعر نے بہت جلدی حق کو پہچان لیا اور امام زین العابدینؑ اور آئمہ اطہارؑ کی امامت کا اقرار کر لیا۔ شیخ صدوق فرماتے ہیں کہ سید حمیری گمراہ اور جناب محمد بن الحنفیہ کی امامت اور غیبت کا معتقد تھا یہاں تک کہ اس کی امام جعفر صادق علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور

Presented by Ziaraat.Com

[illegible] امام جعفر صادق [illegible] کے بعد امام [illegible] کی امامت
[illegible] پہلے [illegible] آپ کی امامت [illegible] امام جعفر صادق
[illegible] کہ [illegible] کے بعد [illegible]
[illegible] فرمایا کہ [illegible] ہے [illegible] امام جعفر صادق
[illegible] کے لیے [illegible] کہ [illegible] امام
[illegible] علیہ السلام ان کے [illegible] تھے ان کے [illegible]
[illegible] آپ [illegible] کی [illegible] امامت [illegible]
[illegible] کا [illegible] ہے اور ان کا [illegible]
[illegible] شیعہ [illegible]

[illegible] فرقہ [illegible]

[illegible] کی [illegible] ہے [illegible] کے [illegible]
[illegible] ان کے [illegible]
[illegible] سے [illegible] والی صریح روایات کے [illegible]
[illegible] جاہلیت کا عقیدہ رکھتا [illegible] شیعہ [illegible]
[illegible] امامت کا انکار کرتے ہیں جو علم کلام میں عقلی اور نقلی دلائل سے ثابت ہے۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ امام بارہ ہیں جو پیغمبر خدا کی صریح کلام سے [illegible]
[illegible] کی تعیین کردی ہے کہ جن [illegible]
[illegible] اور آپ [illegible] امام حسن عسکری علیہ السلام [illegible]
[illegible] اور جب [illegible] حکم ہوگا ظاہر ہو [illegible]
[illegible] کے [illegible] ہیں کہ [illegible] کی بنیاد [illegible]

Presented by Ziaraat.Com

آئمہ طاہرین علیہم السلام کی امامت کا معتقد تھا۔

شیخ طوسی اپنی کتاب غیبت میں کیسانیہ فرقے کی روش فرماتے ہیں کہ کیسانیہ فرقہ جو محمد بن الحنفیہ کی امامت کا معتقد تھا اس کے باطل اور فاسد ہونے پر کئی ایک امور دلالت کرتے ہیں:

(۱) اگر محمد بن الحنفیہ امام ہوتے تو ان کی امامت کی صریح نص ہم تک پہنچتی جب کہ کیسانیہ فرقے کے لوگ اعتراف کرتے ہیں کہ ان کی امامت پر صریح نص موجود نہیں ہے۔

(۲) کیسانیہ فرقہ جناب محمد بن الحنفیہ کی امامت کے لیے آپ کو جنگ جمل میں حضرت علی علیہ السلام نے پرچم دار بنانا اور یہ کہ حضرت علی علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ "انت ابنی حقا" یعنی تو واقعی میرا فرزند ہے جیسے ضعیف سے استدلال کرتے ہیں اور یہ واضح ہے کہ اس طرح کے استدلال سے جناب محمد بن الحنفیہ کی امامت ثابت نہیں کی جا سکتی۔

اس کے بعد شیخ طوسی نے وہ روایت نقل کی ہے کہ جس میں حجر الاسود نے امام زین العابدین علیہ السلام کی امامت کی گواہی دی تھی جسے ہم جناب محمد بن الحنفیہ کے حالات میں نقل کریں گے اس روایت سے شیخ طوسی نتیجہ لیتے ہیں کہ محمد بن الحنفیہ امام زین العابدین علیہ السلام کی امامت کا اقرار رکھتے تھے۔

(۳) شیخ طوسی اس روایت کو حد تواتر تک پہنچی ہوئی صریح نص سے اور امام سجاد علیہ السلام کی امامت پر ایک مضبوط دلیل شمار کرتے ہیں۔

(۴) پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی اور شیعہ نے نقل کیا ہے کہ امام بارہ ہوں گے۔

(۵) اگر فرقہ کیسانیہ حق ہوتا تو اس کا وجود ختم نہ ہوتا اس فرقہ کے وجود کا جہان اسلام سے محو اور مٹ جانا اس کے ناحق ہونے کی دلیل ہے ہم نے شیخ کی اور دلیلیں نقل نہیں کی آپ اپنی کتاب کے صفحہ ۱۱۸ میں فرماتے ہیں کہ ہم نے محمد بن الحنفیہ کی وفات اور کیسانیہ کے باطل ہونے کا ذکر کیا ہے اور جب ہم نے قطعی طور سے ثابت کر دیا ہے کہ مہدی حتما امام حسین علیہ السلام کی

PresentedByZiaraat.Com

اولاد سے ہوگا تو اس فرقہ کے عقیدہ کا بے بنیاد اور باطل ہونا واضح اور آشکار ہو جاتا ہے۔

ابن خلدون کے مقدمہ میں موجود کلام سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خود محمد بن الحنفیہ اپنے لیے امامت کے مدعی نہ تھے بلکہ یہ مختار تھے کہ جنہوں نے اس طرح کے عقیدہ کو رواج دیا ہے۔ محمد بن الحنفیہ نے جب یہ سنا تو آپ نے مختار سے برات کر لی اور اس پر لعنت کی۔ لیکن ان دلائل کو دیکھتے ہوئے کہ جنہیں ہم نے بیان کیا ہے ابن خلدون کا ایسا ادعا کرنا بغیر دلیل کے ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے کہ محمد بن الحنفیہ اور مختار کوئی بھی کیسانی فرقے کے بانی نہیں تھے بلکہ یہ فرقہ جناب مختار کی شہادت کے بعد وجود میں آیا ہے۔

کیسانیہ اور عباسی:

یقیناً یہ کہا جاسکتا ہے کہ بنی عباس کی حکومت کی بنیاد اور اساس کیسانی فرقے پر تھی کیونکہ کیسانیہ جناب محمد بن الحنفیہ کے بعد امام ان کے فرزند ابو ہاشم کو قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ابو ہاشم شام سے لوٹنے کے بعد شراہ نامی سرزمین میں وفات پا گئے اور انہوں نے وصیت کی تھی کہ ان کا جانشین محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس ہے اور اس محمد بن علی نے وصیت کی کہ اس کا فرزند ابراہیم میرے بعد امام ہوگا اور اس ابراہیم نے امامت اپنے بھائی عبداللہ کو دی تھی کہ جن کا لقب سفاح تھا اور یہی بنی عباس کا پہلا خلیفہ ہوا۔

اس وجہ سے عباسی اپنی حکومت کے لیے اس نص اور وصیت کو دلیل قطعی قرار دیتے تھے۔ عباسیوں کی تاریخ میں زیادہ تحقیق کرنے سے اس کے اور مدارک بھی مل سکتے ہیں کہ جو فعلاً ہماری بحث سے خارج ہیں۔

لقب کذاب:

ایک تہمت جو شیعوں کے دشمنوں نے جناب مختار پر لگائی ہے وہ جناب مختار کو کذاب

Presented by Ziaraat.Com

یعنی بہت مجبور ہونے کا کہتا ہے چونکہ مختار نے بنوامیہ اور قاتلین کوفہ کے سرداروں پر نہایت کاری ضرب لگائی ہے اہل تشیع کے دشمن اپنی پوری طاقت سے مختار کے مقابلے میں آ گئے اور آپ کی شخصیت کو بدنام کیا اور یہی دشمن بنوامیہ اور عبداللہ بن زبیر نے آپ کو کذاب کا لقب دیا یہ لقب ان کے قیام اور انقلاب کے مخالف ان لوگوں نے دیا جن کے ہاتھ کربلا کے خونی واقعہ میں ملوث تھے۔ اور اس طرح کی تہمت تاریخ کے اوراق میں ہم دیکھتے ہیں۔ ان کے اہل بیت کے دشمنوں اور ان لوگوں نے جو شیعوں کو ہر طرح کی تہمتوں سے متہم کرتے ہیں مختار کو کذاب کا لقب دینا شروع کر دیا بلکہ مختار کو کذاب جادوگر مدعی نبوت تک کہنا شروع کر دیا۔ اہلسنت کی رجال کی کتابوں میں جہاں بھی اس بہادر انسان اور کربلا کے شہیدوں کے خون کا بدلہ لینے والے مختار کا ذکر کیا جاتا ہے تو اسے کذاب کے لقب سے ذکر کیا جاتا ہے۔ پھر بنوامیہ کی حکومت نے اسے خوب پر و بال دیئے اور اس کو بہت زیادہ اچھالا۔ آپ اس حدیث کو دیکھیں۔ اعمش جو بنوامیہ کے زمانے کا ایک بہت بڑا محدث ہے وہ کہتا ہے کہ عبدالرحمن ابن ابی لیلی جو حجاج کے زمانے کا فقیہ تھا حجاج نے اسے گرفتار کر لیا اور اس سے کہا کہ ان کذابین پر لعنت کرو اور کذاب نعوذ باللہ یہ ہیں۔ علی علیہ السلام۔ عبداللہ بن زبیر۔ مختار۔ عبدالرحمن نے جب اپنی جان کو خطرے میں دیکھا تو اس نے اس طرح تقیہ اور توریہ کیا اور کہا کہ خدا کذابین پر لعنت کرے اور جب ان کے نام لیے تو آخر لفظ کو مرفوع پڑھا اور جب اس نے ان کے آخری لفظ کو مرفوع پڑھا تو میں اس کا مطلب سمجھ گیا ہوں کہ وہ ان پر لعنت نہیں کر رہا کیونکہ اگر ان پر لعنت کرتا تو ان کے آخری لفظ کو منصوب پڑھتا جو مفعول بہ تھا۔

بہرحال جناب مختار کی پاک ذات اس طرح کے لقب سے پاک اور صاف ہے۔ شیعوں کے بزرگ علماء میں سے کوئی بھی مختار کی ذات کو اس طرح کے لقب کی سزاوار نہیں جانتے بلکہ یہ تمام تہمتیں شیعوں کے دشمنوں کی ایجاد کی ہوئی ہیں اور ان کا مرکز و محور اہل سنت کی

Presented by Ziaraat.Com

ہی کتابیں ہیں۔

حدیث میں خیانت:

اہل سنت کے بزرگ عالم ابن حجر اپنی کتاب الاصابہ میں صحیح مسلم سے ایک روایت اسماء دختر حضرت ابوبکر سے نقل کرتے ہیں کہ آپ فرماتی ہیں کہ پیغمبر ﷺ نے فرمایا ہے کہ یکون فی ثقیف کذاب یعنی ثقیف قبیلہ میں ایک کذاب اور فاسق ہوگا۔ اور اسماء نے گواہی دی کہ پیغمبر ﷺ کی کذاب سے مراد مختار تھے۔ اہل سنت کے اکثر محدثین اور مورخین اور علماء رجال نے مختار کو کذاب ظاہر کرنے کے لیے اسی روایت سے استدلال کیا ہے بالخصوص ابن حجر کا اس حدیث کو صحیح مسلم کے حوالہ سے نقل ان کے نزدیک بہت اہمیت رکھتا ہے اور لکھا گیا ہے کہ جب اہل سنت کی کسی کتاب میں مختار کا نام لیا گیا تو اس کے نام کے آخر میں لفظ کذاب کا ضرور اضافہ کیا گیا ہے۔

علامہ مقرم نے اس حدیث کو نقل کر کے ابن حجر کا یوں جواب دیا ہے:

جب میں نے اس روایت کو دیکھا تو بہت ہی متحیر ہوا اور وہ بھی ایک صحابی عورت کی مختار کے بارے میں گواہی۔ میں نے صحیح مسلم کتاب کی طرف مراجعہ کیا اور اس حدیث میں بہت دقت کی تو میں نے دیکھا کہ ابن حجر نے کس بے شرمی سے اس حدیث میں خیانت کی ہے۔ حدیث کے نقل کرنے میں خیانت کرنا ایک بہت بڑا علمی جرم ہوا کرتا ہے۔ میں ملتفت ہوا کہ اہل بیتؑ کے دشمنوں کی دشمنی اور کینہ پروری کس حد تک پہنچی ہوئی ہے کس طرح یہ لوگ اپنے باطل عقیدے کے ثابت کرنے کے لیے ہر قسم کی خیانت کا ارتکاب کرتے ہیں۔ میں اس خیانت کے ظاہر کرنے اور اصل مطلب کے واضح کرنے کے لیے اصل حدیث کو صحیح مسلم سے نقل کرتا ہوں۔ میں حدیث کا صرف وہ جملہ نقل کرتا ہوں کہ جس سے استدلال کیا گیا ہے۔ صحیح مسلم اپنی کتاب جلد دوم صفحہ ۲۷۱ میں عبداللہ بن زبیر کے بدن کو پھانسی دینے کا واقعہ نقل کرتا

Presented by Ziaraat.Com

ہے آخر میں لکھتا ہے کہ حجاج بن یوسف نے عبداللہ بن زبیر کی ماں اسماء کو بلا طلب کر کے کہا کہ تو نے دیکھ لیا کہ ہم نے خدا کے دشمن عبداللہ بن زبیر سے کیا سلوک کیا؟ اسماء نے حجاج کو جواب میں کہا کہ ہمیں رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ ثقیف میں ایک کذاب اور فاسق ہوگا ہم نے کذاب تو دیکھ لیا ہے اور رہا فاسق تو میرا گمان ہے وہ تیرے سوا کوئی اور نہیں ہے۔

اس روایت میں بھی جملہ قابل غور ہے دیکھئے اس روایت میں مختار کا بالکل نام ہی نہیں لیا گیا شاید اسماء کی کذاب سے مراد خود حجاج بن یوسف ہو لیکن ڈر کے مارے اس کا نام نہ لیا ہو یا ثقیف قبیلے کا کوئی اور کذاب مراد ہو کیا مغیرہ بن شعبہ وہ مکار انسان ثقیف قبیلے سے نہیں تھا؟ کیا اخنس بن شریق جو حضرت علی علیہ السلام پر لعنت کیا کرتا تھا وہ ثقفی نہ تھا؟ کیا اسی اخنس کا بیٹا مغیرہ ابن اخنس کہ جس نے عثمان سے کہا تھا کہ میں علی سے حساب پورا لے لوں گا اور اس کے جواب میں حضرت علیؑ نے فرمایا یا ابن الملعین الابتر ثقیف قبیلہ کا نہ تھا۔ کیا اسی مغیرہ کا بھائی ابوالحکم بن اخنس وہی نہیں جو احد کی جنگ میں حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھوں قتل ہوا تھا۔ ثقیف قبیلے کے اتنے برے اشخاص کے ہوتے ہوئے کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ اسماء کی کذاب سے مراد صرف مختار تھے؟ ابن حجر کس طرح ایسی تہمت صحابیہ کی طرف دیتا ہے کہاں اسماء عبداللہ بن زبیر کی ماں اور کہاں جناب ابوبکر کی دختر مزید تعجب اس پر ہوتا ہے کہ ابن الحدید نے نہج البلاغہ کی شرح جلد ۱ صفحہ ۲۹۱ میں صحیح مسلم کی پیروی کرتے ہوئے قطعی طور سے کہا ہے کہ کذاب سے مراد ثقفی تھا اور زبیر کے لفظ سے مراد حجاج تھا۔

ابن حجر کی ایک اور تہمت:

ابن حجر نے اصابہ میں مختار کے حالات میں لکھا ہے کہ مختار پہلے خارجی مذہب رکھتا تھا اور پھر زیدیہ مسلک کو اختیار کیا اور آخر میں شیعہ عقیدہ اور رافضیت کو اپنا لیا تھا۔

اس کی یہ تحقیق بھی قابل ملاحظہ ہے ابن حجر سے کہا جا سکتا ہے اے بے انصاف۔

Presented by Ziaraat.Com

زیدیہ مذہب کہاں اور مختار کہاں۔ زید اس سال متولد ہوا کہ جس سال مختار شہید کیا گیا اور ابھی زیدیہ مسلک وجود میں بھی نہیں آیا تھا۔ ابن حجر کا یہ فیصلہ بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جناب مختار کا اہل بیتؑ کے ہاں قرب اور مقام اور اس کا عقیدہ پختہ تھا۔

مسند احمد بن حنبل کی دو روایت:

اہل سنت کے معروف اور مشہور عالم جو حنبلی فرقے کے امام ہیں اور ان لوگوں میں سے ہیں کہ جنہوں نے مختار کو مورد تہمت اور بالترتیب قرار دیا ہے۔ انہوں نے باطل اسناد اور جھوٹے راویوں سے مختار کے بارے روایتیں نقل کی ہیں آیئے آپ بھی ان کا غور سے مطالعہ کریں۔ احمد بن حنبل لکھتے ہیں کہ رفاعہ بن شداد جو مختار کا قریبی دوست تھا وہ کہتا ہے کہ میں مختار کے سرہانے کھڑا تھا اور مجھے اس کا جھوٹا ہونا واضح ہوا میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ میں اسے اپنی تلوار سے قتل کر دوں کہ اچانک مجھے رسول اللہ ﷺ کی حدیث یاد آئی کہا آپ نے فرمایا تھا کہ جب کوئی کسی کا مورد اعتماد واقع ہو اور پھر وہ اسے قتل کر دے تو قیامت کے دن اس کے ہاتھ میں غدر اور مکر و خیانت کا علم دیا جائے گا۔ میں اسی وجہ سے اس کے قتل کرنے سے منصرف ہو گیا۔

اسی طرح احمد بن حنبل ایک اور سند سے لکھتا ہے کہ رفاعہ نے کہا کہ میں مختار کے ہاں گیا۔ اس نے میرے لیے فرش بچھایا اور کہا کہ اگر یہاں میرا بھائی جبرئیل موجود ہوتا تو وہ فرش میں آپ کے لیے بچھا دیتا۔ رفاعہ کہتا ہے کہ جب میں نے اس کی یہ بات سنی تو قریب تھا کہ میں اس کی گردن اڑا دوں لیکن پھر مجھے پیغمبر علیہ السلام کی وہی حدیث یاد آئی کہ جب کوئی مومن کسی مومن کا اعتماد حاصل کر لے اگر وہ اسے قتل کر دے تو میں ایسے قتل کرنے والے سے بری ہوں گا۔ اسی حدیث نے مجھے اس کے قتل کرنے سے روک دیا۔

جی ہاں اس طرح کے مختار کے بارے میں اور بھی جھوٹ ہیں جو مسند احمد بن حنبل جیسی کتاب کی زینت بنے ہوئے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

دونوں روایات کی تحقیق:

پہلی روایت میں ایسے راوی موجود ہیں کہ جنہیں اہل سنت کے علماء بھی قبول نہیں کرتے۔

(۱) حماد بن سلمہ

(۲) عبدالملک بن عمیر

جو شخص بھی ان دونوں کے حالات تہذیب التہذیب ابن حجر اور میزان الاعتدال ذہبی میں دیکھے گا تو اسے علماء رجال کا ان دونوں سے اعتراض کرنا اور حدیث نہ لینا اور اس سے ان کی حدیث کا رد معلوم ہو جائے گا۔ عبدالملک بن عمیر کے بارے میں لکھا ہے کہ حدیث کے حفظ کرنے میں رعایت نہیں کرتا تھا اور ایسی احادیث نقل کی ہیں جو مفہوم اور سند کے لحاظ سے صرف اس کی ذات میں منحصر ہیں اور کسی نے انہیں نقل نہیں کیا اور اس نے بہت زیادہ عجیب و غریب احادیث نقل کی ہیں۔

دوسری روایت میں ایک راوی سدی ہے۔ بہت سے علماء سنت کے ماہرین علم رجال نے اسے جھوٹا کہا ہے اور اسے تفسیر بالرای کرنے والا اور ضعیف قرار دیا ہے اور اسے ابن معین اور عقیلی اور ابی حاتم اور طبری اور شعبی اور لیث جیسے فقیہ لوگوں نے ضعیف بتلایا ہے کہ جن سے تہذیب التہذیب میں ابن حجر اور میزان الاعتدال میں ذہبی نے احادیث لی ہیں۔ کیا سدی ایسے شخص سے کہ جس کی یہ حالت ہو حدیث لی جا سکتی ہے اور اس پر اعتماد کیا جا سکتا ہے؟ اور اس کے جھوٹ کو اہمیت دی جا سکتی ہے۔ اس حدیث کی سند کے ضعیف ہونے کے علاوہ اس کا متن اور مطالب بھی متناقض اور مخدوش ہے کیونکہ صدر حدیث میں مختار کو پیغمبری کا جھوٹا دعوی کرنے والے مسیلمہ کذاب اور سجاح جیسے افراد کی صف میں کھڑا کیا ہے اور ذلیل اور آخر حدیث میں [illegible] مومن ہونے کی سند دی گئی ہے اچھا ہوتا کہ یہ جھوٹا راوی اپنی [illegible] اپنی جھوٹی

Presented by Z…

روایت کے صدر اور ذیل کو توڑ لیتا تاکہ وہ اس طرح ذیل مذمت اور پھر بھی ایک نقطہ اس روایت کے جعلی ہونے اور جھوٹی ہونے کے لیے کافی ہے کہ مورخین نے لکھا ہے کہ رفاعہ مختار کے باوفا مددگاروں میں سے تھا اور اپنی زندگی کے آخر لمحات تک مختار کے ساتھ رہا اور آخر کار مختار کے ہمراہی میں شہید ہو گیا۔ اگر رفاعہ کا مختار کے بارے میں وہ نظریہ ہوتا جو اس روایت میں ذکر ہوا ہے تو وہ کبھی اپنی جان کو مختار کے ہدف پر قربان نہ کرتا۔

جی ہاں۔ اسی احمد بن حنبل کی یہی روایت موجب ہوئی ہے کہ مورخین اور لکھنے والوں نے اسے نقل کر کے مختار پر مدعی نبوت و وحی ہونے کی تہمت لگائی ہے۔

*****

چوتھا حصہ

﴿روایات پر تحقیق﴾

آیت اللہ الخوئی مختار کے حالات کے بیان کرتے ہوئے یوں فرماتے ہیں کہ ائمہ علیہم السلام سے مختار کے بارے میں روایات دو قسم کی ہیں۔

(۱) روایات مختار کی مدح اور تعریف میں ہیں۔

(۲) روایات مختار کی مذمت میں ہیں لیکن جو روایات اس کی مدح میں ہیں وہ قوی اور مضبوط ہیں اور زیادہ بھی ہیں۔ آپ اس کے بعد روایات کو رجال کشی سے نقل کرتے ہیں۔ ہم ان تمام

Presented by Ziaraat.Com

روایات کو نقل کر کے آپ نے بیان مختار کی مذمت میں وارد ہونے والی روایات کو نقل کرنے کے بعد ان روایات میں سے اکثر کی سند کے ضعیف یا اکثر کے متن کے مخدوش ہونے کی وجہ سے ان کو رد کر دینے کے بعد فرماتے ہیں کہ اگر بالفرض ان روایات کو صحیح مان کر قبول بھی کر لیا جائے تب بھی یہ روایات تقیہ پر حمل کی جائیں گی آقا خوئی کے علاوہ اور بھی بہت سے شیعہ علماء رجال نے ان روایات کو تقیہ پر حمل کیا ہے کہ جس کی طرف اشارہ کیا جا چکا ہے۔ یہ وضاحت کر دینی چاہیے کہ ائمہ علیہم السلام سے ہماری کتابوں میں جو بہت زیادہ روایات نقل کی گئی ہیں ان کی سند صحیح ہونے کے باوجود تقیہ پر حمل کی جا چکی ہیں بالخصوص وہ روایات کہ جن میں سیاسی پہلو ہوا کرتا ہے۔ جو کچھ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ بنو امیہ مختار کے بارے میں بہت زیادہ حساس تھے اور جتنا ہو سکتا تھا انہوں نے مختار کی شخصیت [illegible] اور بہت زیادہ جھوٹ اس کی طرف منسوب کیے ہیں اور اس کے بارے میں روایات گھڑی ہیں بالخصوص اہل سنت کے درباری علماء دروغ پرداز محدثین اور خدا سے بے خبر بنو امیہ اور بنو عباس کی حکومت کے حاشیہ نشین کہ جنہوں نے شیعوں سے دشمنی کے اظہار کے لیے اور ان کے حقیقی چہرے کو بگاڑنے کے لیے ہر طرح کے جھوٹ باندھنے اور تہمت لگانے میں کوئی کوتاہی اور کسر نہیں چھوڑی۔ انہوں نے نہ صرف شیعوں کی اعلیٰ شخصیات کے بارے میں اتہامات لگائے ہیں بلکہ ائمہ علیہم السلام کی پاک و پاکیزہ ذوات مقدس پر بھی بہت زیادہ تہمتیں لگائی ہیں اور اپنی دشمنی کو ان کے بارے میں بھی ظاہر کیا ہے۔ ائمہ معصومین علیہم السلام نے اپنی اور اپنے شیعوں کی جان کی حفاظت کی خاطر ضروری مواقع میں مسلمانوں کی عمومی مصلحت اور اتحاد کا لحاظ کرتے ہوئے بطور تقیہ روایات بیان فرمائی ہیں۔ کیا ان سے صریح اور واضح روایات اپنے بہترین اصحاب کی مذمت میں وارد نہیں ہوئیں؟ کیا زرارہ اور محمد بن مسلم اور زید بن علی اور دوسرے خاص اصحاب کے حالات میں رجال کی کتابوں میں وہ روایات موجود نہیں ہیں کہ ایسے حضرات پر آئمہ اطہارؑ نے تقیہ کے طور

Presented by Ziaraat.Com

پر سخت ترین تنقید اور منقصت بیان کی ہے؟ یہ واضح ہے کہ آئمہؑ کے زمانے کے حالات کے لحاظ سے مصالح کی رعایت کرتے ہوئے یہ روایات تقیہ کے طور پر ان سے وارد ہوئی ہیں لہذا اگر فرض بھی کر لیں کہ مختار کے بارے آئمہ معصومینؑ سے مذمت اور منقصت کی روایات صادر بھی ہوئی ہوں تو وہ تقیہ پر حمل کی جائیں گی بالخصوص مختار کی شخصیت کے بارے میں کہ جو اہل سنت کی نگاہ میں ہر زمانے میں مورد حملہ قرار پائی ہے۔ بنو امیہ اور بنو عباس کے غاصب خلفاء کے زمانے سے لے کر موجودہ زمانے تک مختار پر اتہامات ہی اتہامات لگائے جاتے رہے ہیں۔ ان حالات میں آئمہ طاہرینؑ نے حالات کا لحاظ کرتے ہوئے پھر بھی مختار کے بارے اصل حقیقت کو واضح اور روشن کر دیا ہے اور اپنا نظریہ اس طرح کے افراد کے بارے میں بیان کیا ہے تا کہ آپ کے خواص اصحاب پر حقیقت واضح ہو جائے تا کہ خدانخواستہ ایسے پاک افراد بعد کے زمانے میں مورد اتہام واقع نہ ہوں۔ اب ہم دونوں قسم کی روایات جو مدح اور مذمت میں وارد ہوئی ہیں نقل کرتے ہیں۔

(۱) پہلی روایت: کشی اپنی رجال میں حبیب خثعمی کے توسط سے امام جعفر صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ: "کان المختار یکذب علی علی بن الحسین" یعنی "مختار امام زین العابدینؑ پر جھوٹ باندھتا تھا" یہ روایت سند کے لحاظ سے بہت ضعیف ہے کیونکہ اس روایت کا راوی حبیب مجہول الحال ہے۔

(۲) دوسری روایت: امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ مختار نے ایک خط کے ہمراہ ہدیے اور تحفے عراق سے مدینہ امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں روانہ کیے۔ جب مختار کے بھیجے ہوئے آدمی امام علیہ السلام کے گھر کے دروازے پر آئے تو امام علیہ السلام نے انہیں اندر آنے کی اجازت نہ دی اور فرمایا: "امیطوا عن بابی فانی لا اقبل هدایا

Presented by.Ziaraat.Com

المکذابین و لا اقوم علیھم "یعنی میرے گھر کے دروازے سے ہٹ جاؤ نہ میں کذابوں کے ہدیے قبول کرتا ہوں اور نہ ہی ان کے خط پڑھتا ہوں مختار کے بھیجے ہوئے آدمیوں نے خط سے امام زین العابدین کا نام مٹا کر جناب محمد بن الحنفیہ کا نام یوں لکھ دیا "المہدی محمد بن علی" اس کے بعد امام محمد باقر علیہ السلام مزید فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم خط پر امام زین العابدینؑ کے بارے مناسب عبارت تحریر نہ تھی بلکہ اس پر لکھا ہوا تھا "یا من عمر من مشی وطشی "یعنی اے اس کے فرزند کہ جو زمین پر چلنے والوں سے بہتر تھا اور اس نے زندگی کی ابو بصیر کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ میں مشی کا معنی تو سمجھ گیا ہوں لیکن اس طشی کے لفظ کے کیا معنی ہیں۔ امام نے فرمایا کہ اس کے معنی حیات اور زندگی ہیں۔

اس روایت کی سند میں عبیدی کا نام ہے جسے سید ابن طاؤس اور ابن بابویہ نے نوادر الحکمہ میں ضعیف قرار دیا ہے۔ شیخ طوسی نے اسے غالیوں میں سے لکھا ہے۔

اگر روایت کو صحیح فرض کر لیا جائے تو یہاں تقیہ کا مورد ہے کیونکہ جناب مختار کے قیام کے ظاہر ہونے سے پہلے امام زین العابدین علیہ السلام مختار کے ہدایا اور تحفے قبول کیا کرتے تھے اس روایت میں ایسی توجیہہ ہو سکتی ہے اور اگر یہ توجیہہ نہ بھی کی جائے تو لازم آئے گا کہ امام علیہ السلام کے فعل میں تناقض ہو کہ جس سے امام کی ذات پاک ہوا کرتی ہے۔

(۳) تیسری روایت: عمر ابن علی امام زین العابدینؑ کے فرزند کہتے ہیں کہ مختار نے بیس ہزار دینار امام سجادؑ کے لیے بھیجے تو آنحضرت نے قبول کر لیے اور اس سے عقیل بن ابی طالب اور دوسرے بنی ہاشم کے مکان جو خراب ہو چکے تھے تعمیر کروائے۔ اس کے بعد وہ کہتے ہیں کہ مختار نے اس کے بعد چالیس ہزار دینار آنحضرت کے لیے بھیجے اور یہ اس وقت تھا کہ جب مختار نے بعض غیر صحیح امور کا اظہار کرنا شروع کر رکھا تھا اور آپ کو مختار کے باطنی عقیدہ کا علم ہو چکا تھا تو آنحضرت نے اس دفعہ اس کے یہ دینار قبول نہیں کیے رجال کشی میں لکھتے ہیں کہ غیر

Presented by Ziaraat.Com

صحیح امور کا اظہار وہی ادعا تھا جو مختار محمد بن الحنفیہ کی امامت کا کیا کرتے تھے اور اس نظریہ والوں کو کیسانیہ کہا جاتا ہے اور یہی مختاریہ بھی کہلاتے ہیں۔

آیت اللہ الخوئی ان تینوں روایت کے رد میں فرماتے ہیں کہ یہ روایتیں سند کے لحاظ سے بہت ہی ضعیف ہیں اور دوسری روایت کا مضمون متناقض اور آپس میں فرق رکھتا ہے اور اگر فرض بھی کر لیا جائے کہ یہ روایات صحیح ہیں تو بھی ان روایات میں مذمت کا مضمون ان روایات سے زیادہ نہیں ہے جو امام جعفر صادقؑ سے مخلص اور نمایاں صحابہ کی مذمت میں وارد ہوئی ہیں جیسے ان روایات کو تقیہ پر حمل کیا جاتا ہے اسی طرح انہیں بھی تقیہ پر حمل کیا جائیگا۔

(۴) **چوتھی روایت:** شیخ صدوق ایک مرسل روایت نقل کرتے ہیں کہ جب امام حسنؑ سباط میں ایک زہر آلودہ خنجر۔ سے اپنے ایک مخالف کے قاتلانہ حملہ میں زخمی ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ مجھے علاج کے لیے سعد بن مسعود ثقفی کے ہاں جو مختار کے چچا تھے لے جایا جائے ''مختار کے چچا امام کے بہت ہی مخلص شیعہ اور محبوں میں سے تھے'' جب امام علیہ السلام کو سعد بن مسعود کے مکان میں لے آئے تو مختار نے اپنے چچا کو یہ پیشکش کی کہ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ امام حسنؑ کو گرفتار کر کے معاویہ کے سپرد کر دیا جائے اور اس ذریعے سے عراق کی حکومت حاصل کر لیں۔ جب شیعوں کو مختار کی اس طرح کی پیشکش کا علم ہوا تو وہ بہت سخت غصے میں آئے اور چاہا کہ مختار کو قتل کر دیں لیکن اس کے چچا کے درمیان میں آ جانے سے شیعوں نے اسے معاف کر دیا اور اس کی پیشکش کو نظر انداز کر دیا۔

آیت اللہ الخوئی اس روایت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ روایت مرسل ہے اور قابل اعتماد نہیں ہے۔ اور اگر اس روایت کو صحیح بھی مان لیا جائے تب بھی کہا جا سکتا ہے کہ مختار کی اس پیشکش سے مراد اس کا واقعی اور حتمی ارادہ نہ تھا بلکہ وہ اس طرح کے اظہار کر دینے سے اپنے چچا کی رائی اور نظریہ کو معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اگر واقعا اس کا چچا اس طرح کرنا بھی چاہتا ہے تو خود

Presented by Ziaraat.Com

مختار امام علیہ السلام کی جان کی حفاظت کا انتظام کر سکے اور مختار کا اس طرح کی پیشکش کرنا امام علیہ السلام سے محبت اور شفقت کی وجہ سے ہوا تھا نہ کہ دشمنی کی بنا پر۔

ایک عالم نے کہا ہے کہ میں نے ایک ایسی روایت دیکھی ہے کہ جس میں معصوم علیہ السلام سے مختار کے ایسے قصد کی تائید ہوتی ہے۔

اعیان الشیعہ نے جو روایت نقل کی ہے اس میں یہ جملہ موجود ہے کہ خود مختار نے کہا ہے کہ میں اس طرح کہنے سے اپنے چچا کا امتحان کرنا چاہتا تھا۔ ہم نے بھی اسی کتاب کی آخری فصل میں اس روایت اور اس کے جواب کو نقل کیا ہے۔

کیا مختار جہنم میں جائے گا:

آیت اللہ الخوئی مختار کے بارے میں مذمت والی روایات کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ چند ایک مطالب ہیں کہ جن کو واضح ہونا چاہیے۔

پہلا: بعض علماء کا یہ عقیدہ ہے کہ مختار کا عقیدہ صحیح نہیں تھا اسی لیے وہ عذاب کا مستحق ہے اور جہنم میں جائے گا لیکن امام حسین علیہ السلام کی شفاعت سے جہنم سے نکالا جائے گا اور نجات حاصل کرے گا۔ علامہ مجلسی کا اسی نظریے کی طرف میلان ظاہر ہوتا ہے اور اسی کی مدح و ذم کے اخبار میں جمع کرنے اور ایک دوسرے کے موافق بنانے کا ذریعہ قرار دیتے ہیں ان کا اس جمع کرنے کا مدرک دو روایتیں ہیں۔

(۵) پانچویں روایت: شیخ طوسی نے اپنے طریقہ سند سے ایک روایت سے نقل کیا ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا۔ جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پل صراط سے گزر رہے ہونگے تو آپ کے ہمراہ امام حسن اور حسین علیہما السلام بھی ہونگے جب آپ پل کے وسط میں پہنچیں گے تو مختار جہنم کے وسط سے فریاد کرے گا اور کہے گا کہ یا حسین یا ابا عبداللہ میں نے آپ کے خون کا بدلا اور انتقام

Presented by Ziaraat.Com

لیا تھا؟ اس وقت پیغمبر ﷺ امام حسین علیہ السلام سے فرمائیں گے کہ مختار کا جواب دو۔ امام حسین علیہ السلام اچانک شکار باز کی طرح اپنے آپ کو جہنم کے وسط میں ڈالیں گے اور مختار کو وہاں سے نکال لائیں گے جب کہ مختار کا بدن سیاہ ہو چکا ہوگا اور اگر اس وقت اس کے دل کو چیرا جاتا تو ان دو کی محبت اس کے دل میں موجود پائی جاتی۔

(۶) **چھٹی روایت:** یہ سرائر کی روایت ہے اور اس کا مضمون تقریباً اسی پانچویں روایت کے ساتھ ملتا جلتا ہے لہذا ہم اس کے ترجمے سے صرف نظر کرتے ہیں۔ آیت اللہ الخوئی ان دو روایتوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ دونوں روایتیں سند کے لحاظ سے ضعیف ہیں۔ تہذیب کی روایت کو اس وجہ سے کہ وہ مرسل ہے کہ جس میں راوی کا نام نہیں لیا گیا اور پھر اس روایت میں امیہ بن علی قیس ہے کہ جس کو موثق نہیں سمجھا گیا۔ اور دوسری روایت جو سرائر میں نقل ہوئی ہے اس کی سند میں جعفر بن ابراہیم حضرمی کا نام ہے اور اس کا موثق ہونا بھی ثابت نہیں ہے اور ابان نے اسی سے یہ روایت نقل کی ہے اور پھر جعفر بن ابراہیم کا زرعہ سے روایت نقل کرنا عجیب ہے کیونکہ اگر یہ جعفر وہی ہو کہ جسے شیخ طوسی نے امام رضا علیہ السلام کے اصحاب سے بتلایا ہے تو یہ ممکن نہیں ہے کہ ابان اس روایت کو بغیر کسی واسطے کے نقل کرے (کیونکہ ان کے زمانے میں بہت فاصلہ ہے) اور اگر زرعہ وہ ہو کہ جسے برقی نے امام محمد باقر علیہ السلام کے اصحاب سے بتلایا ہے تو یہ بھی تعجب آور ہے۔ آقا خوئی اس کے بعد ان روایتوں کی رد میں یوں فرماتے ہیں کہ ابن داود جو رجال کے علماء میں سے ایک بزرگ عالم ہے آپ مختار کے بارے میں مدح اور ثناء کی روایتیں نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ دو روایتیں ان روایات سے منافات رکھتی ہیں۔ کشی نے اس روایت کے بارے میں کہا ہے کہ یہ روایت ان راویوں سے مشابہ ہے جو اہل سنت نے اختراع اور جعل کی ہیں۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ میں نے کشی کے اس جملے کو رجال کشی میں نہیں دیکھا شاید ابن داود کے پاس اصلی نسخہ موجود ہو کہ جس میں یہ جملہ بھی موجود

Presented by Ziaraat.Com

ہو۔علامہ ابوعلی منتہی المقال میں فرماتے ہیں کہ اس روایت میں دو کی محبت سے معلوم نہیں ہے کہ ابوبکر اور عمر ہی مراد ہوں بلکہ ہوسکتا ہے کہ اس سے مراد حب دنیا اور ریاست مراد ہو۔ان کا یہ فرمانا اس صورت میں ہے کہ اگر روایت کو صحیح فرض کرلیں جب کہ ہم نے اس روایت کی سند اور مضمون میں اشکال ظاہر کردیا ہے۔علامہ مقرم ان روایات کی رد میں فرماتے ہیں۔کہ علماء نے ان روایات کی وجہ سے مختار پر ناروا حملے کیے ہیں اور اگر علماء کو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ سب روایات بدکردار راویوں کی گھڑی ہوئی جھوٹی ہیں تو علماء ان روایات کو دیوار پر دے مارتے اور ایسا کیوں نہیں ہونا چاہیے؟ اس لیے کہ اس روایت میں زرعہ نامی آدمی موجود ہے اور یہ مرد واقفیہ فرقے سے تعلق رکھتا تھا۔علامہ نے خلاصہ میں یوں ہی فرمایا ہے اور اس کے نام کو ضعفاء کی فہرست میں کہ جن پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا ہے ذکر کیا ہے۔اور علامہ ابن مرسل روایت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس روایت کی سند میں دو آدمی ضعیف موجود ہیں۔

(۱) احمد بن ہلال کہ جس سے امام حسن عسکری علیہ السلام نے تبری اور دوری کی ہے۔

(۲) امیۃ بن علی قیس کہ جسے علماء رجال نے ضعفاء کی فہرست میں ذکر کیا ہے۔

(۷) **ساتویں روایت:** بلاذری ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ مختار نے کوفہ میں انقلاب اور قیام کے زمانے میں ایک خط امام زین العابدین علیہ السلام کو لکھا اور آپ کی بیعت کرنے کا اظہار کیا اور لوگوں کو بھی امام علیہ السلام کی بیعت کی دعوت دی اور کچھ مال بھی آنحضرت کی خدمت میں بھیجا لیکن امام علیہ السلام نے وہ مال قبول نہیں کیا اور اس کے خط کا جواب بھی نہیں دیا۔آپ مسجد میں تشریف لائے اور مختار کی بدگوئی کی اور فرمایا کہ وہ جھوٹا ہے۔جب مختار نے یہ سنا تو ایک خط محمد بن الحنفیہ کو لکھا اور چاہتا تھا کہ ان سے امام کے عنوان سے بیعت کرے۔جب امام زین العابدین علیہ السلام کو اس کی خبر ملی تو آپ محمد بن الحنفیہ کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ مختار کے تحفوں کو قبول نہ کرو اور اس کے خط کا جواب بھی نہ دو اور ان سے فرمایا کہ مسجد میں جاؤ اور مختار سے برات

Presented by Ziaraat.Com

اور تبریٰ کرو اور اسے برائی سے یاد کرو۔ لیکن ابن عباس نے محمد بن حنفیہ کو ایسا کرنے سے روک دیا اور اس سے کہا کہ اس میں مصلحت نہیں ہے کہ تم مختار کے خلاف کچھ کہو کیونکہ ابھی عبداللہ بن زبیر کی حکومت کے انجام کے بارے میں کچھ معلوم نہیں جناب محمد بن الحنفیہ نے جناب ابن عباس کی بات مان لی اور مختار سے بظاہر تبریٰ کرنے اور اسے برا بھلا کہنے سے رک گئے۔

اس روایت کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ روایت سند کے لحاظ سے ضعیف اور مرسل ہے اور دوسرا اگر تسلیم کرلیں کہ یہ روایت صحیح ہے تب بھی اسے اس زمانے کے حالات کے لحاظ سے جب کہ امام زین العابدین علیہ السلام مدینے میں ہیں اور عبداللہ بن زبیر تمام حجاز پر قابض اور شام کے علاقہ پر بنوامیہ کی حکومت قائم ہے تقیہ پر حمل کیا جائے گا۔ امام زین العابدینؑ اس طریقے سے چاہتے تھے کہ اپنے دشمنوں کو اپنے طرف سے مطمئن کرلیں کہ کہیں انہیں یہ معلوم نہ ہو جائے کہ آپ کا مختار سے ربط اور تعلق ہے۔ تیسرا یہ روایت ان روایات سے معارض ہے کہ جنہیں علامہ مجلسی نے بحار الانوار میں نقل کیا ہے اور انہیں علماء نے قبول بھی کیا ہوا ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام مختار کے ہدایا اور تحفے قبول کیا کرتے تھے کہ جنہیں ہم پہلے نقل کر آئے ہیں۔ خود بلاذری لکھتے ہیں کہ محمد بن الحنفیہ مختار کے ہدایا اور تحائف قبول کیا کرتے تھے۔ چوتھا امام سجاد علیہ السلام کا محمد بن الحنفیہ کو اشارہ کرنا کہ وہ مختار سے برات کرلیں اسے بھی تقیہ پر حمل کیا جائے گا۔ پانچویں اس کو دیکھتے ہوئے کہ جناب محمد بن الحنفیہ امام زین العابدین علیہ السلام کی اطاعت کیا کرتے تھے یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ وہ امام زین العابدینؑ کے فرمان پر عمل نہ کریں اور ابن عباس کے مشورے کو مان لیں۔

(۸) آٹھویں روایت: انساب الاشراف میں ایک اور روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی بنام معاویہ بن ثعلبہ مختار کے قیام اور انقلاب کے زمانے میں جناب محمد بن الحنفیہؒ کے پاس آیا اور آپ سے اجازت لی کہ وہ مختار کا ساتھ دے اور اس کی مدد کرے جناب محمد بن الحنفیہ نے

Presented by Ziaraat.Com

اسے کہا کہ اس کے ساتھ ہمراہی نہ کرو کیونکہ ہم اہل بیتؑ طاقت سے لوگوں پر حکومت نہیں کیا کرتے اور حضرت علی علیہ السلام نے بھی بغیر بیعت کے لوگوں پر حکومت نہیں کی۔

اس روایت کے سند کے لحاظ سے ضعیف ہونے کے علاوہ جواب یہ ہے کہ یہ روایت تقیہ پر محمول ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ محمد بن الحنفیہ کا اجازت نہ دینا اس وجہ سے تھا کہ آپ کو اس شخص پر اعتماد نہ تھا اور پھر یہ روایت اس روایت کے معارض ہے کہ جس میں آیا ہے کہ جناب محمد بن الحنفیہ نے مختار کے کاموں کو درست قرار دیا ہے اور اس کی تائید فرمائی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

چوتھی فصل

محمد بن حنفیہ کی شخصیت

Presented by Ziaraat.Com

پہلا حصہ

﴿محمد بن الحنفیہ کی شخصیت﴾

جیسے کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ کیسانیہ اس فرقے اور گروہ کو کہا جاتا ہے جو جناب محمد بن الحنفیہ کی امامت کے معتقد تھے اور امام زین العابدین علیہ السلام اور دوسرے اماموں کی امامت کو قبول نہیں کیا کرتے تھے اور چونکہ جناب محمد بن الحنفیہ امام زین العابدین علیہ السلام کی نمایندگی میں اہم کردار ادا کرتے تھے اور ادھر جناب مختار کے قیام اور انقلاب کی رہبری کو بھی انہوں نے اپنے ذمے لیا ہوا تھا لہذا ہم نے ضروری دیکھا کہ جناب محمد بن الحنفیہ کے مقام و منزلت اور قیام اور انقلاب کے برحق ہونے کے اثبات کے لیے ضروری ہے کہ اہل بیت علیہم السلام کے اس عظیم انسان کی شخصیت پر ایک مختصر نگاہ ڈالتے ہوئے ان کا یہاں تذکرہ کر دیں۔

آپ کے ذاتی کوائف:

آپ سنہ ۱۵ھ یا سنہ ۱۷ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت علی علیہ السلام کے فرزند گرامی تھے اور آپ کو اپنے نانا کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ آپ کی والدہ کا اسم مبارک خولہ بنت جعفر بن قیس بن حنفیہ تھا۔ ایک دن حضرت علی علیہ السلام نے پیغمبر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر خداوند عالم اسے ایک لڑکا عنایت فرمائے تو کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں اس کا نام آپ کے اسم گرامی پر رکھ دوں پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا۔ ہاں۔

Presented by Ziaraat.Com

ایک اور روایت میں ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے حضرت علیؑ سے فرمایا: "ان ولدت منك غلاما فسمه باسمي و كنه بكنيتي فولد له بعد موت فاطمه غلاما فسماه محمد و كناه ابو القاسم" یعنی اگر تیرا کوئی فرزند پیدا ہوا تو اس کا نام میرے والا نام اور اس کی کنیت میری کنیت رکھ دینا آپ کا ایک فرزند جناب فاطمہ علیہا السلام کی وفات کے بعد پیدا ہوا تو آپ نے اس کا نام محمد اور کنیت ابوالقاسم رکھ دی۔

واقدی نے لکھا ہے کہ محمد بن الحنفیہ پینسٹھ ۶۵ سال کی عمر سنہ ۸۲ھ میں وفات پا گئے۔

جناب محمد بن الحنفیہ اپنے والد کی زندگی میں ان کے مددگار اور معاون تھے اور اپنے والد کی خالص اطاعت کرتے تھے اور آنحضرت کی جنگوں میں بالخصوص جنگ جمل اور صفین میں اپنے والد اور دونوں بھائیوں امام حسن اور امام حسینؑ کے ہمراہ معاویہ اور اس کے لشکر کے ساتھ جنگ کرتے رہے۔ بلاذری نے اپنی کتاب میں جناب محمد بن الحنفیہ کے حالات تفصیل سے لکھے ہیں۔

محمد بن الحنفیہ کی اپنے والد اور دونوں بھائیوں سے بہت زیادہ محبت و عقیدت تھی:

ابن عباس فرماتے ہیں کہ صفین کی جنگ کے دوران ایک دن حضرت علیؑ نے اپنے فرزند محمد بن الحنفیہ کو حکم دیا کہ معاویہ کے لشکر کے میمنہ پر حملہ کرو جناب محمد نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ معاویہ کے لشکر کے میمنہ پر بہت زیادہ سخت حملہ کیا اور اس کے لشکر کو شکست دے کر تتر بتر کر دیا۔

اس کے بعد آپ اپنی جگہ پر واپس آ گئے محمد اس حالت میں زخمی تھے اپنے والد کی خدمت میں آئے اور عرض کی کہ میں بہت زیادہ پیاسا ہوں امام علیہ السلام نے حکم دیا کہ اسے پانی دیں۔ امام علیہ السلام نے تھوڑا سا پانی اس کے سر اور صورت اور زرہ پر ڈالا۔ امام علی

Presented by Ziaraat.Com

فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ محمد کی زرہ کے حلقہ سے خون باہر نکل رہا تھا۔ تھوڑی سی استراحت اور آرام کرنے کے بعد امام علیہ السلام نے محمد کو بلایا اور حکم دیا کہ معاویہ کے لشکر کے میسرہ پر حملہ کرو۔ محمد نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ معاویہ کے میسرہ پر حملہ کیا اور انہیں بھی شکست دی اور پھر اپنی جگہ واپس لوٹ آئے جب کہ آپ زخمی تھے اور بہت زیادہ تشنہ تھے۔ امام علیہ السلام نے پہلے کی طرح اسے تھوڑے سے وقت کے لیے آرام کرنے دیا اور پھر آپ نے محمد کو حکم دیا کہ معاویہ کے لشکر کے قلب پر حملہ آور ہو۔ جناب محمد نے اس دفعہ بھی معاویہ کے قلب لشکر پر شدید حملہ کیا اور انہیں سخت شکست دی لیکن آپ کو بہت زیادہ زخم لگے۔ محمد حملہ کرنے کے بعد جب اپنی جگہ واپس آئے تو بہت زیادہ زخمی اور تکلیف میں تھے۔ حضرت علیؑ محمد کے استقبال کے لیے آگے گئے اور اسے اپنی بغل میں لیا اور اس کی پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا: "فداك ابوك لقد سررتني و الله يا بني" یعنی تیرا باپ تجھ پر قربان ہو بخدا تم نے مجھے بہت زیادہ خوش کیا ہے۔ کیوں ناراحت ہو اور گریہ کر رہے ہو؟ محمد نے عرض کی پدر جان آپ نے مجھے تین دفعہ بغیر کسی زیادہ وقفے کے جنگ کے خطرے اور موت کے منہ میں بھیجا لیکن خداوند عالم نے مجھے محفوظ رکھا لیکن آپ نے میرے دونوں بھائی امام حسن اور امام حسینؑ کو جنگ کے میدان میں روانہ نہیں کیا؟

حضرت علیؑ نے پھر محمد کے سر پر بوسہ دیا اور فرمایا: "يا بني انت ابني و هذان ابنا رسول الله افلا اصونهما" یعنی میرے عزیز تو میرا فرزند ہے اور یہ دونوں رسولؐ کے فرزند ہیں کیا میں ان کی حفاظت نہ کروں۔ محمد نے عرض کی۔ ہاں بابا جان۔ خداوند عالم مجھے آپ پر اور میرے ان دونوں بھائیوں پر قربان کرے۔

یہ تھی محمد کی کامل محبت اور اطاعت جو آپ اپنے اور اپنے معصوم بھائیوں سے رکھتے تھے اور یہ آپ کی ایک بہت بڑی فضیلت اور کمال ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت علیؑ کا محمد کی تعریف کرنا:

امام رضاؑ نے فرمایا ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا ہے کہ: "قال امیر المؤمنین علیہ السلام یقول ان المحامدۃ تابی ان یعصی اللہ عزوجل قلت مسن المحامدۃ۔ قال محمد بن جعفر۔ محمد بن ابی بکر محمد بن ابی حذیفہ۔ محمد بن امیر المومنین بن الحنفیہ رحمہ اللہ۔" یعنی حضرت علیؑ فرمایا کرتے تھے کہ کئی ایک محمد ہیں جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں ہونے دیں گے۔ راوی نے پوچھا وہ کئی محمد کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ محمد بن جعفر۔ محمد بن ابی بکر۔ محمد بن حذیفہ اور محمد بن الحنفیہ۔ محمد بن جعفر جو جناب جعفر طیار کے فرزند تھے اور امیر المؤمنینؑ کے بھتیجے تھے۔

محمد بن ابی بکر خلیفہ اول ابوبکر کے فرزند تھے کہ جن کی تربیت حضرت علیؑ کے گھر میں ہوئی تھی اور آپ حضرت علیؑ کے خاص اصحاب میں سے تھے۔ معاویہ کے حیلے اور مکرو فریب سے آپ کو زہر دے کر شہید کیا گیا۔

محمد بن حذیفہ جناب عتبہ بن ربیعہ کے فرزند تھے اور معاویہ کی خالہ کے بیٹے تھے۔ آپ حضرت علیؑ کے خاص اصحاب اور مددگاروں میں سے تھے۔ ممقانی نے اس روایت کے نقل کرنے کے بعد لکھا کہ محمد بن حذیفہ معاویہ کے قید خانے سے بھاگ گئے لیکن اس کو اس نے بعد میں گرفتار کرلیا اور شہید کر دیا۔

اس کے بعد ممقانی فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنینؑ کا یہ فرمان جناب محمد بن حنفیہ کے عادل ہونے کو ثابت کرتا ہے کہ کیونکہ ان کا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہونے پر راضی نہ ہونا عدالت سے بھی زیادہ مرتبہ ہے کیونکہ یہ معقول نہیں ہے کہ جب کوئی کسی دوسرے کی نافرمانی پر راضی نہیں ہوتا تو وہ خود کیسے اللہ تعالیٰ کی معصیت اور نافرمانی کرے گا۔ مرحوم ممقانی اس روایت کو محمد بن الحنفیہ کی عدالت اور پاکیزگی پر دلیل جانتے ہیں صرف محمد بن الحنفیہ کی زندگی پر دو اشکال

Presented by Ziaraat.Com

کیے جاتے ہیں کہ جن کی وضاحت کرنا ضروری ہے تا کہ اس کے بعد مختار کا انقلاب اور قیام کہ جس میں محمد بن الحنفیہ کا کردار بہت اہم ہے اس سے آگاہی ہو سکے گی اور محمد کی شخصیت اور ان کے مختار کے قیام وانقلاب میں اثر ورسوخ کو بہتر سمجھا جا سکے۔

(۱) **پہلا اشکال:** محمد کی عظمت اور بزرگی اور اس کے روحانی مرتبے اور آپ کی امام حسین علیہ السلام سے کمال محبت اور اطاعت کو دیکھتے ہوئے یہ اشکال ذہن میں آتا ہے کہ آپ نے اپنے اس عقیدے کو عملی طور سے کیوں نہیں ثابت کیا اور کیوں نہیں آپ اپنے بھائی امام حسین علیہ السلام کے ساتھ دوسرے بھائیوں کی طرح کربلا کے واقعہ میں حاضر ہوئے؟ اور آپ کے ہمراہ شہید نہیں ہوئے؟

(۲) **دوسرا اشکال:** کیا امام زین العابدین علیہ السلام کے ہوتے ہوئے جناب محمد بن الحنفیہ اپنے آپ کو امام اور رہبر جانتے تھے؟ آپ امام سجادؑ کے مقام ومرتبے کا خیال کس حد تک کرتے تھے اور آپ کی اطاعت کس حد تک کرتے تھے؟

ہم اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت سے ان دونوں اشکالات کا جواب مستند روایات اور بزرگ علماء رجال کے نظریات سے دیں گے۔ اس کے بعد محمد کی ذات کا مختار کے قیام میں کردار کو بیان کریں گے۔

محمد کربلا کیوں نہیں گئے:

اس کے بارے میں علامہ ممقانی فرماتے ہیں کہ جناب محمد بن الحنفیہ کا امام حسینؑ کے ساتھ کربلا میں نہ آنا شاید کسی عذر اور خاص مصلحت کے لیے ہوگا اور جو روایت اس بارے میں مذمت کی وارد ہوئی ہے اگر اس کی صحت کو فرض بھی کر لیں تو شاید وہ اسی مصلحت کو بیان کرتی ہے جیسے کہ اس کی طرف ایک بزرگ شیعہ عالم مولی وحید بہبہانی متوجہ ہوئے ہیں اور مہنا بن

Presented by Ziaraat.Com

سنان کے سوالات یوں تھے کہ:

(۱) کیا محمد بن الحنفیہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ اور امام سجادؑ کی امامت کا معتقد تھا یا نہ؟

(۲) کیا ہمارے علماء جناب محمد بن الحنفیہ کا کربلا میں امام حسینؑ کی ہمراہی نہ کرنا اور آپ کی کربلا میں مدد نہ کرنے کو درست قرار دیتے ہیں یا نہ؟

اے بزرگوار استاد خداوند عالم آپ کو سعادت مند قرار دے ان سوالات کے جوابات ہمارے لیے واضح فرمائیں اگر واقعاً محمد بن الحنفیہ اور دوسرے حضرات جیسے عبداللہ بن جعفر وغیرہ بغیر کسی معقول اور قابل قبول عذر کے امام حسینؑ کے ہمراہ نہیں گئے اور ان کی مدد نہیں کی تو ان کا مقام وانجام کیا ہوگا؟

علامہ وحید نے ان کے جواب میں فرمایا: پہلے امامت کے اصول میں مسلم ہے کہ ایمان کا معیار اور بنیاد توحید، عدل، نبوت اور امامت پر قائم ہے۔ جناب محمد بن الحنفیہ اور جناب عبداللہ بن جعفر کی شان اس سے بلند وبالا ہے کہ ان کا عقیدہ حق کے خلاف ہو کہ جس کی وجہ سے ایمان کے دائرے سے خارج ہو جائیں وہ ایمان کہ جس کی وجہ سے ثواب حاصل ہوتا ہے اور عذاب سے نجات ملتی ہے۔

جناب محمد بن الحنفیہ کا امام حسینؑ کی نصرت ومعاونت نہ کرنا ایک نقل کے مطابق یوں وارد ہوا ہے کہ آپ اس وقت مریض تھے اور پھر انہیں یہ بھی خیال تک نہ تھا کہ امام حسینؑ کا یہ سفر ان کی شہادت کا موجب ہوگا اور کربلا کا سانحہ رونما ہوگا اور اگر آپ کو یہ معلوم ہوتا تو آپ کبھی بھی مدد کرنے اور ساتھ جانے سے گریز نہ کرتے۔ یہ مطلب علامہ وحید کا تھا کہ جسے ممقانی نے نقل کیا ہے اور اس کے بعد خود ممقانی فرماتے ہیں کہ یہ جو نقل ہوا ہے کہ جناب محمد مریض تھے یہ درست نہیں ہے اور اگر آپ بیمار بھی ہوئے ہیں تو امام حسینؑ کی شہادت کے بعد اور اہل بیتؑ کے مدینہ لوٹ آنے کے بعد ہوئے ہیں یہ مطلب تاریخ میں واضح ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

لہذا اس سوال کا صحیح جواب یہ ہے کہ جو اصحاب امام حسینؑ کے ہمراہ آپ کی مدد کرتے ہوئے میں شہید ہوئے ہیں وہ خاص معین افراد تھے اور ان کی تعداد بہتر (۷۲) ہے خداوند عالم نے اپنے علم تقدیر میں انہی ہی کو اس شرافت اور افتخار کے لیے مخصوص کیا ہوا تھا اور یہی اللہ کے تکوینی مصالح اور ارادے کے ماتحت مقرر تھا اور کوئی دوسرا فرد اس مرتبے پر موفق نہیں ہوسکتا تھا اگرچہ بعض افراد جو امام حسین علیہ السلام کی مدد اور نصرت کے لیے نہیں آئے اللہ کے نزدیک بہت عظیم الشان تھے اور امام حسین علیہ السلام کے بعض اصحاب کے مرتبے سے بالاتر مرتبہ اور مقام رکھتے تھے البتہ اس مرتبہ شہادت کہ علاوہ جو امام حسین علیہ السلام کے خاص اصحاب نے حاصل کیا ہے۔ امام حسین علیہ السلام نے جب حجاز سے عراق کی طرف حرکت کی تو آپ خود جانتے تھے کہ آپ فیض شہادت حاصل کریں گے لیکن بظاہر آپ جنگ کرنے کے قصد اور مسلحانہ لڑائی لڑنے کے لیے نہیں نکلے تھے تا کہ تمام مکلف انسانوں پر جہاد کے عنوان سے آپ کے ساتھ جانا واجب ہوتا۔ بلکہ آپ اپنی ظاہری تکلیف کے ماتحت کہ لوگوں نے آپ کو وہاں بلایا تھا وہاں گئے تھے۔

لوگوں کی ظاہری رہبری اور پیشوائی کے لیے نکلے تھے جب حرکت اور سفر کرنے کا مقصد ہی یہ ہو تو پھر دوسروں پر واجب نہ تھا کہ وہ یقیناً اور حتماً آپ کے ہمراہ سفر کریں اور اگر کوئی اس حالت میں آپ کے ساتھ نہیں آئے تو اس نے کوئی گناہ نہیں کیا ہاں وہ لوگ گناہگار ہیں کہ جنہوں نے واقعہ کربلا اور امام حسینؑ کے عاشورہ کے دن محاصرہ میں آ جانے کے بعد امام علیہ السلام کا ساتھ نہیں دیا اور آپ کی مدد کو نہیں آئے جب کہ یہ لوگ اس معرکہ میں موجود تھے اور ان کے لیے امام کے ساتھ مل جانے میں کوئی مانع اور رکاوٹ نہ تھی۔ ایسے تمام لوگ مقصر ہیں لیکن جو لوگ حجاز میں تھے اور وہ پہلے سے ہی آپ کے ہمراہ نہیں آئے وہ اس وقت آپ کے ہمراہ جانے کے مکلف نہ تھے تا کہ ان کا رہ جانا ان کے لیے موجب فسق اور گناہ ہو لہذا بہت سے اچھے اور نیک لوگ تھے کہ جن کا نام تقدیر الٰہی میں شہادت کے لیے نہیں لکھا گیا تھا وہ حجاز

Presented by Ziaraat.Com

میں ہی رہ گئے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ کوئی بھی ایسے لوگوں کی عدالت اور نیکی میں شک نہیں کر سکتا لہذا جناب محمد بن الحنفیہ اور عبداللہ بن جعفر کا آپ کے ہمراہ نہ آنا نافرمانی یا انحراف کی وجہ سے نہیں تھا اور نہ ہوگا۔

ایک اور دلیل:

صحیح روایات جو سند کے لحاظ سے مورد اعتماد ہیں ان میں امام محمد باقر یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے کربلا میں اپنی شہادت سے تھوڑے وقت پہلے اس مضمون کا ایک خط مدینہ میں بنی ہاشم کے لیے بھیجا۔ "امابعد! تم میں سے جو شخص میرے ہمراہ ہے وہ شہید ہو جائے گا اور جو میرے ساتھ نہیں آئے وہ فتح کے رتبے کو نہیں پا سکیں گے۔ والسلام۔"
ایک روایت میں ہے کہ جب امام محمد باقر یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے محمد بن الحنفیہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تمہیں محمد کے کاموں کے بارے میں خبر دیتا ہوں کہ امام حسین علیہ السلام نے بنی ہاشم کے نام خط لکھا تھا پھر آپ نے اسی سابقہ خط کا ذکر کیا۔
یہ صحیح حدیث اس مطلب کو بیان کرتی ہے کہ جو لوگ امام حسین علیہ السلام کے ساتھ نہیں گئے وہ اس شہادت کے بلند و بالا رتبے کو حاصل نہیں کر سکے اور یہ نہیں بتلاتی کہ جو رہ گئے اور آپ کے ساتھ نہیں گئے ان کو عتاب اور سزا دی جائے گی اور اگر آپ کی اس خط میں یہ مراد نہ ہوتی تو خط کے آخر میں یوں تحریر فرماتے کہ جو مجھ سے نہیں آملا اور مل سکتا تھا وہ گناہ گار رہوا۔ خوب غور کیجیے۔

اس حدیث کی وضاحت میں علامہ مجلسی بحار الانوار میں تحریر فرماتے ہیں اور مقام فتح کو نہیں پا سکے کی یوں وضاحت کرتے ہیں کہ اس روایت میں یہ احتمال دیا جا سکتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے ان لوگوں کو کربلا میں آنے اور نہ آنے کا اختیار دے رکھا تھا اور چونکہ ان کا کربلا میں آنا ایک واجب امر نہ تھا بلکہ وہ مخیّر تھے لہذا ان کا رہ جانا اور نہ آنا گناہ شمار نہ ہوگا۔
لہذا محمد بن الحنفیہ کا کربلا میں نہ آنا اگرچہ اس کے مرتبے کو شہداء کربلا کی نسبت سے کم کر دیتا ہے

Presented by Ziaraat.Com

لیکن اس پر گناہ بھی کوئی نہیں ہوگا۔

ایک جواب:

علامہ مجلسی نے امام حسین علیہ السلام کے واقعہ میں مدینہ سے مکہ اور مکہ سے کربلا جانے کے بارے میں ایک روایت نقل کی ہے کہ جس میں ایک مناسب جواب جناب محمد بن الحنفیہ کے ساتھ نہ آنے کا موجود ہے۔ جناب محمد کا امام حسین علیہ السلام سے یہ خواہش کرنا کہ آپ عراق کی طرف سفر نہ کریں کے ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام نے محمد بن الحنفیہ کے جواب میں فرمایا کہ میں مکہ کی طرف سفر کر جانے کا ارادہ کر چکا ہوں۔ تمام خاندان بھائی بہنیں بھتیجے اور میرے شیعہ میرے ہمراہ ہیں لیکن "انت یا اخی فلا علیك ان تقیم المدینه فتکون لی عینا لا تخفی عنی شیئا من امورهم" یعنی تم اے میرے بھائی ضروری نہیں کہ تم میرے ساتھ آؤ بلکہ تم مدینہ میں رہ جاؤ اور مجھے خبریں اور واقعات کے بارے میں اطلاع دیتے رہو تاکہ ہم پر کوئی چیز مخفی نہ رہے۔

اس روایت کو دیکھتے ہوئے تو یہ مسئلہ خود بخود واضح طور پر حل ہو جاتا ہے کہ جناب محمد حضرت امام حسین علیہ السلام کے حکم کے ماتحت مدینے میں رہ گئے تھے اور آپ کے ساتھ سفر نہیں کیا تھا۔

دوسرا مطلب:

ہم پہلے نقل کر آئے ہیں کہ تمام بزرگ علماء جیسے ممقانی، خوئی وغیرہ نے مختار کے امامت کے عقیدہ کو صحیح قرار دیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ مختار جناب محمد بن الحنفیہ کی امامت کا معتقد نہ تھا اور اس نے کبھی اس عقیدے کی ترویج بھی نہیں کی تھی۔ مختار کی ذات اس اتہام سے بری ہے وہاں ہم نے ذکر کیا تھا کہ کیا خود محمد بن الحنفیہ نے اپنے لیے امامت کا ادعا کیا تھا یا وہ

Presented by Ziaraat.Com

جناب امام زین العابدینؑ کی امامت کے معتقد تھے؟

بہت سی روایات اور بزرگ علماء رجال کے مطابق جناب محمد بن الحنفیہ نے امام حسینؑ کی شہادت کے بعد خود امام زین العابدینؑ کے ساتھ اس مسئلہ میں گفتگو کی تھی اور جب محمد بن الحنفیہ کے سامنے امامت کا مسئلہ واضح اور ثابت ہو گیا تو پھر آپ ایک غلام کی طرح امام زین العابدینؑ کے سامنے انکساری کرتے ہوئے آپ کی اطاعت کیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ وہ ماجرا جو امام زین العابدینؑ کی امامت کے ابتداء میں جناب محمد بن الحنفیہ کے ساتھ واقع ہوا تھا یہ جناب مختار کے انقلاب برپا کرنے کے کئی سال پہلے ہوا تھا اور وہ بھی اس غرض سے ہوا تھا کہ جناب محمد بن الحنفیہ جو معرفت و علم اور شخصیت و شہرت رکھتے تھے آپ نے چاہا تھا کہ امام زین العابدینؑ کا مقام اور مرتبہ اپنے ان لوگوں کو سمجھا دے اور واضح کر دے جو جناب محمد بن الحنفیہ کے عقیدت مند تھے تاکہ انہیں یہ گمان نہ رہے کہ کہیں محمد جناب امام زین العابدینؑ سے افضل اور مقدم ہے کیونکہ بعض شیعہ جناب محمد بن الحنفیہ کے بارے میں اس طرح کا عقیدہ اور سوچ رکھتے تھے آپ نے ان کی اس سوچ کو غلط ثابت کرنے اور اس کے اشتباہ کو دور کرنے کے لیے خود امام زین العابدینؑ کے سامنے امامت کے مسئلہ کو اٹھایا (آپ کا یہ اقدام بھی ان کی عظمت اور فضیلت اور کمال کو بتلاتا ہے) جب محمد نے امامت کے مسئلہ کو خود اٹھایا تو امام زین العابدینؑ اپنے چچا محمد بن الحنفیہ کو حجر اسود کے سامنے لے گئے اور وہاں جا کر امامت کا مسئلہ واضح اور روشن طور پر حل ہو گیا (کیونکہ حجر اسود نے امام زین العابدینؑ کی امامت کی گواہی دے دی تھی) اس کے بعد کبھی بھی کوئی ایسی بات یا عمل یا فکر جناب محمد بن الحنفیہ سے ظاہر نہیں ہوا کہ جس سے ظاہر ہو کہ آپ اپنے آپ کو امام یا خلیفہ جانتے ہوں بلکہ اس کے برعکس جناب محمد بن الحنفیہ بقیہ ساری زندگی ہر مقام اور ہر مقصد میں امام سجادؑ کو ولی امر اور حجت خدا اور امام منصوص اور معصوم اور منصوب من اللہ جانتے اور قبول کرتے رہے۔ علماء

Presented by Ziafaat.Com

کے اقوال اور روایات اس مطلب اور حقیقت کو واضح کرنے کے لیے موجود ہیں اور چونکہ امام سجادؑ نے مختار کے قیام اور انقلاب کی رہبری جناب محمد بن الحنفیہ کے سپرد کر دی تھی اور انہیں اپنا مختار عام نمائندہ اس کام کے لیے قرار دیا تھا اور یہ بھی واضح ہے کہ دوسرے بنی ہاشم کی نسبت بلکہ امام سجاد کی نسبت جناب محمد بن الحنفیہ ہی مختار کے قیام میں مورد گفتگو ہوتے تھے اور کوفہ کے سرداروں بالخصوص مختار نے امام سجاد سے امام حسین علیہ السلام اور شہداء کربلا کا بدلہ لینے کی اجازت کے بعد قیام و انقلاب برپا کیا تھا اور انقلاب برپا کرنے والوں کا ربط اور واسطہ امام زین العابدین کے ساتھ تھا آپ نے جناب محمد بن الحنفیہ کو اس امر کے لیے مقرر کیا تھا بعض لوگوں نے خیال کیا کہ خود جناب محمد بن الحنفیہ امامت کے مدعی ہیں اور مختار آپ کا نمائندہ اور مروج ہے اور محمد نے ہی مختار کو اس کام کے لیے بھیجا ہے حالانکہ یہ سب کچھ ایک سیاست اور چال تھی جو تقیہ پر مبنی تھی کہ جس سے امام زین العابدین علیہ السلام کی جان کی حفاظت مقصود تھی۔ صرف لوگوں کا محمد بن الحنفیہ کو امام جاننا سبب نہ ہوگا کہ ہم محمد بن الحنفیہ کی مذمت شروع کر دیں اور اسے عقیدے میں غلط اور منحرف قرار دیں جبکہ کیسانیہ فرقہ جناب محمد حنفیہ کی وفات کے بعد ایک شیعہ فرقہ بن کر اسلامی فرقوں میں داخل ہوا ہے جیسے کہ زیدیہ فرقہ جو جناب زید کو امام زین العابدینؑ کے بعد امام قرار دیتا ہے جناب زید کی شہادت کے بعد وجود میں آیا ہے اور انہوں نے امام زین العابدینؑ کی وفات کے بعد مختصر طاقت اور قوت بھی حاصل کر لی تھی بلکہ بعض مناطق میں اپنی حکومت بھی بنالی تھی اور کئی ایک انقلاب بھی برپا کیے تھے اور ایک خاص مسلک کو اپنالیا تھا حالانکہ جناب زید کی ذات اپنے مقام اور مرتبے کے لحاظ سے ان کے عقائد سے دور اور پاک تھی بلکہ ایسے غلط عقائد جاہل اور نادان دوستوں نے بنائے تھے کہ جس پر اس مسلک اور مذہب کی بنیاد رکھ دی گئی اب بھی زیدیہ فرقہ جہان اسلام میں ایک شیعہ فرقہ اصول و عقائد اور فروعات خاص پر مبنی شمار ہوتا ہے اور بہت بڑا فرقہ موجود ہے لیکن کیسانیہ فرقہ بہت زیادہ

Presented by Ziaraat.Com

مدت نہیں چل سکا اور اس کا وجود ختم ہو چکا ہے۔

پس جناب محمد بن الحنفیہ کے اعتقاد کو معلوم کرنا دو غرض کے لیے ہے:

(۱) محمد بن الحنفیہ کی ذات سے امامت کے ادعا کی تہمت کو دور کرنا۔

(۲) اہل بیتؑ کی اس بزرگ شخصیت کی معرفت اور آپ کا مختار کے قیام میں کردار۔

*****

دوسرا حصہ

﴿محمد بن الحنفیہ اور امامت سجادؑ﴾

(۱) امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ محمد بن الحنفیہ حضرت امام زین العابدینؑ کی امامت کے عقیدے کا اقرار اور اعتراف رکھتے ہوئے ہی ۸۴ھ میں فوت ہوئے اس روایت کو شیخ صدوق نے نقل کیا ہے اور اسے علامہ مجلسی نے بحار الانوار میں نقل کرتے ہوئے تصدیق کی ہے کہ جناب محمد بن الحنفیہ حضرت سجادؑ کی امامت کا اور ولایت کا اقرار رکھتے تھے علامہ ممقانی حضرت حنفیہ سے دفاع کرتے ہوئے اور یہ کہ آپ امام سجادؑ کی امامت کا اقرار کرتے تھے تحریر کرتے ہیں کہ جو نزاع اور کشمکش جناب حنفیہ کی حضرت سجادؑ سے ہوئی اور ان کا اپنی امامت کا ادعا تو یہ سب موجب ہوا کہ آپ نے حجر اسود کی گواہی کے بعد حضرت سجادؑ کی امامت کا اعتراف اور یقین کر لیا تھا جیسے کہ اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے بلکہ بعض روایات میں آیا ہے کہ جب حجر الاسود نے

Presented by Ziaraat.Com

امام زین العابدینؑ کی امامت کی گواہی دے دی تو جناب محمد بن الحنفیہ امام زین العابدینؑ کے پاؤں پر گر پڑے اور آپ کی اطاعت کا اظہار کیا اور آپ کے مطیع و فرمانبردار ہو گئے اور اس کے بعد آپ نے کبھی بھی اس مسئلہ کو نہیں چھیڑا ہم اس روایت کو جس میں حجر الاسود کی امامت زین العابدینؑ کی امامت کی گواہی موجود ہے اور جناب محمد بن الحنفیہ کا بغیر کسی قید اور شرط کے آنحضرتؑ کی امامت کا اعتراف اور اطاعت کرنا موجود ہے مرحوم کلینی کی اصول کافی سے نقل کرتے ہیں جو صحیح اور معتبر ہے اور اس کے بعد دوسری دلیلیں آپ کے راسخ العقیدہ ہونے پر نقل کریں گے وہ روایت یہ ہے۔

حجر الاسود کی گواہی:

محدث کلینی اپنی معتبر کتاب اصول کافی میں صحیح روایت نقل کرتے ہیں کہ جس سے محمد بن الحنفیہ کا صحیح اور پختہ عقیدہ ظاہر ہوتا ہے اور وہ روایت یوں ہے زرارہ نے امام محمد باقرؑ سے نقل کیا ہے کہ امام حسینؑ کی شہادت کے بعد جناب محمد بن الحنفیہ نے امام زین العابدینؑ سے تنہائی میں بات کرنے کی اجازت طلب کی اور جب آپ امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا اے میرے بھائی کے فرزند۔ آپ جانتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے اپنے بعد حضرت علیؑ کو امام اور وصی بنایا تھا اور اس کے بعد امام حسنؑ اور ان کے بعد امام حسینؑ کو امام اور وصی قرار دیا تھا آپ کے والد کہ جس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور درود ہو اللہ تعالیٰ کے رضوان کی طرف منتقل ہو کر شہید ہو گئے ہیں اور اپنے بعد کسی کی جانشینی کی وصیت نہیں کی ہے؟ اور آپ جانتے ہیں کہ میں تیرا چچا اور آپ کے والد کے ساتھ ایک لڑی سے ہوتے ہوئے حضرت علی علیہ السلام کا فرزند ہوں میں اپنے سن وسال کے لحاظ سے آپ پر سبقت اور تقدم رکھتا ہوں جب کہ آپ جوان ہیں میں امامت اور وصایت کا زیادہ سزاوار اور لائق ہوں لہٰذا آپ میرے ساتھ امامت اور جانشینی کے مسئلے میں نزاع اور جھگڑا نہ کریں۔

Presented by Ziaraat.Com

امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنے چچا کے جواب میں بڑے نرم اور دلسوز لہجہ میں فرمایا۔ چچا جان! خدا سے ڈریں اور جس چیز پر آپ کا حق نہیں ہے اسے طلب نہ کریں میں آپ کو نصیحت اور موعظہ کرتا ہوں کہ کہیں آپ نادان اور جاہل نہ بن جائیں۔ چچا جان! میرے والد اس سے پہلے کہ عراق کی طرف سفر کریں امامت کے لیے میرے بارے میں وصیت کی تھی اور پھر شہید ہونے سے پہلے اس عہد کو دہرایا تھا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو تبرکات ہیں وہ میرے پاس ہیں آپ امامت کے بارے میں معترض نہ ہوں کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تمہاری عمر کم ہو جائے اور تیری عاقبت بگڑ نہ جائے کیونکہ خداوند عالم کی ذات نے امامت اور ولایت کو امام حسین علیہ السلام کی نسل اور اولاد میں قرار دیا ہے اس کے بعد امام علیہ السلام نے چاہا کہ اس مطلب کو کسی طور حضرت چچا کے لیے واضح اور ظاہر کر دیں تو ان سے فرمایا کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ یہ مطلب آپ پر واضح ہو جائے اور آپ سمجھ بھی جائیں تو آئیے ہم حجر اسود کے پاس جائیں اور اس سے اس کا فیصلہ کرا دیں اور حجر اسود سے ہی اس کے بارے میں سوال کریں۔ امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ گفتگو ان کے درمیان مکہ میں واقع ہو رہی تھی دونوں حجر اسود کے پاس گئے امام زین العابدین علیہ السلام نے جناب محمد بن الحنفیہ سے فرمایا کہ پہلے تم اللہ تعالیٰ کے دربار میں دعا کرو اور اللہ تعالیٰ سے طلب کرو کہ حجر اسود کو گویا کر دے اور اسے زبان دے اور پھر تم اس سے امامت کے بارے میں سوال کرو۔ محمد نے بہت عاجزی اور انکساری سے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور حجر اسود سے چاہا کہ مطلب کو بیان کرے لیکن حجر اسود نے ان کا کوئی جواب نہ دیا۔ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا اے چچا! اگر تم امام اور وصی ہوتے تو حجر اسود آپ کو جواب دیتا۔ جناب محمد بن الحنفیہ نے کہا اے بھتیجے اب تم دعا کرو اور خدا سے طلب کرو۔ امام زین العابدین علیہ السلام نے دعا کی اور اس کے بعد فرمایا۔ اے حجر اسود میں تم سے چاہتا ہوں کہ جس خدا نے تمام انبیاء اور اوصیاء اور لوگوں کے میثاق تم میں قرار دیے ہیں تو بتا کہ امام حسین علیہ السلام کے بعد امام اور وصی کون

Presented by Ziaraat.Com

ہے؟ حجر اسود اس طرح لرزا اور حرکت کی کہ نزدیک تھا کہ اپنی جگہ سے اکھڑ جائے اس کے بعد خداوند عالم نے اسے بولنے کی قدرت دی اور اس نے فصیح عربی زبان میں کہا کہ خدا نے امام حسین علیہ السلام کے بعد امامت اور وصایت علی بن الحسین بن علی ابن ابی طالب کے لیے قرار دی ہے جو فاطمہ زہراؑ کے فرزند ہیں اسی کے سننے کے بعد جناب محمد بن الحنفیہ اپنے ادعا سے ہٹ گئے اور امام زین العابدین علیہ السلام کو اپنا امام تسلیم کر لیا اور آپ کے پیروکار بن گئے۔

علامہ مجلسی کی گفتگو:

علامہ مجلسی اس روایت کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں کہ جناب محمد بن الحنفیہ کے بارے میں مختلف روایات وارد ہوئی ہیں۔ بعض روایات آنجناب کی جلالت قدر اور عظمت کو بیان کرتی ہیں جیسا کہ شیعوں کے ہاں مشہور بھی ہے اور بعض روایات آپ سے بعض غلطیوں کے صادر ہونے کو بیان کرتی ہیں جیسا کہ اس روایت میں نقل ہوا ہے لیکن ہوسکتا ہے کہ آپ کا جھگڑا اور نزاع امام زین العابدینؑ سے بعض مصالح کی بنا پر ظاہری اور دکھاوے کا ہو کیونکہ ہوسکتا تھا کہ خفیف اور کم عقل شیعہ یوں کہہ دیں کہ محمد بن الحنفیہ جناب زین العابدینؑ سے سال اور عمر کے لحاظ سے بڑے ہیں اور آپ ہی امامت کے سزاوار ہیں لہٰذا ان کی اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لیے محمد بن الحنفیہ نے یہ روش اختیار کی ہو کہ جس سے ان پر بھی مسئلہ امامت واضح اور روشن ہو جائے۔ نیز جناب محمد بن الحنفیہ کا امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کربلا میں نہ جانا بعض مصلحت کی بنا پر خود امام حسین علیہ السلام کے حکم سے ہوا تھا۔ علامہ مجلسی کی اس وضاحت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بھی مشہور علماء شیعہ کی طرح جناب محمد بن الحنفیہ کے عقیدے کو صحیح اور پاک سمجھتے تھے اور آپ کی جلالت قدر اور منزلت کو مانتے تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

میرا بھتیجا امام ہے:

ابوبصیرہ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ ابو خالد کابلی کا ایک زمانے میں جناب محمد بن الحنفیہ کی خدمت میں تھے اور معمولی شک بھی ان کی امامت میں نہیں رکھتے تھے اس نے ایک دن جناب محمد بن الحنفیہ سے کہا کہ میں آپ پر قربان جاؤں میں آپ سے مودت اور محبت رکھتا ہوں میں آپ کو رسول اللہ اور امیر المومنینؑ کے احترام اور مقام کی قسم دیتا ہوں آپ مجھے بتلائیں کہ کیا آپ وہی امام ہیں کہ جس کی اطاعت خداوند عالم نے تمام لوگوں پر واجب قرار دی ہے؟ محمد بن الحنفیہ نے اس کے جواب میں کہا اے خالد تو نے مجھے ایک بہت بڑی قسم دلائی ہے تو جان لے کہ امام کہ جس کی اطاعت واجب ہے وہ علی بن الحسینؑ میرے بھتیجے ہیں وہ میرے اور تیرے اور ہر ایک مسلمان کے امام ہیں۔ اس کے بعد امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب حقیقت ابو خالد کے سامنے واضح ہو گئی تو وہ امام سجاد علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور ملاقات کی اجازت طلب کی۔ امام علیہ السلام نے اسے ملنے کی اجازت دی جب وہ امام علیہ السلام کے خدمت میں حاضر ہوا تو امام علیہ السلام اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے کنگر خوش آمدید۔ پہلے تو تم ہمارے پاس نہیں آیا کرتے تھے اب کیا وجہ ہے کہ تم ہمارے پاس آئے ہو؟

جب ابو خالد نے امام علیہ السلام سے یہ بات سنی تو فوراً سجدہ میں گر گیا اور شکر کا سجدہ بجالایا اور کہا کہ خداوند کا شکر ہے کہ میں نے مرنے سے پہلے اپنے امام کو پہچان لیا ہے اور اس کی معرفت حاصل کر لی ہے؟ ابو خالد نے جواب دیا کہ آپ نے میرا وہ اصلی نام لیا ہے کہ جسے سوائے میری ماں کے اور کوئی بھی مجھے اس نام سے نہیں پکارتا ہے اس کے علاوہ میں ابھی تک امامت کے بارے میں اندھا تھا اور میں عمر کا کافی حصہ محمد بن الحنفیہ کا خدمت گزار رہا ہوں اور مجھے کوئی شک نہ تھا کہ وہی میرے امام ہیں لیکن انہوں نے مجھے بتلایا ہے کہ امام زین العابدینؑ

Presented by Ziaraat.Com

محمد سے اور مجھ سے اور تمام مسلمانوں کے امام ہیں۔ اس کے بعد ابو خالد امام زین العابدینؑ کی امامت کا قائل اور معتقد ہو گیا۔

امام سجادؑ کی امامت کے بارے میں محمد بن الحنفیہ کا خصوصی رجحان:

ابو خالد کہتے ہیں کہ میں نے جناب محمد بن الحنفیہ سے عرض کی کہ آپ اپنے بھتیجے امام سجادؑ سے اس طرح خطاب کرتے ہیں لیکن وہ آپ سے اس طرح کا خطاب نہیں کرتے؟ محمد نے مجھے جواب میں فرمایا کہ زین العابدینؑ نے امامت کے مسئلے میں حجر الاسود کو اپنے اور میرے درمیان فیصلہ کرنے والا حاکم قرار دیا اور آپ کا عقیدہ تھا کہ حجر اسود اللہ تعالیٰ کے حکم سے کلام کرے گا میں ان کے ساتھ حجر اسود کے پاس گیا اور میں نے حجر اسود سے سنا کہ وہ کہہ رہا تھا کہ "سلم الامر الی ابن الحسین فانه احق به منک" یعنی امامت امام سجادؑ کے سپرد کر دے وہ تم سے اس بارے میں زیادہ مستحق ہے۔ ابو خالد جو پہلے محمد بن الحنفیہ کی امامت کا عقیدہ رکھتا تھا خود محمد بن الحنفیہ کی راہنمائی سے اس نے ہدایت پائی اور پھر وہ امامی یعنی حقیقی شیعہ ہو گیا اور اس کے بعد بارہ اماموں کا معتقد ہو گیا۔

اربلی نے کشف الغمہ میں امام جعفر صادقؑ کی ایک روایت میں آنحضرتؑ سے اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور آپ نے فرمایا ہے کہ جب ابو خالد کابل سے مدینہ آیا تو وہ محمد بن الحنفیہ کی امامت کا معتقد تھا لیکن اس نے دیکھا کہ خود محمد بن الحنفیہ اپنے بھتیجے امام سجادؑ کا غیر معمولی احترام کا قائل اور عقیدت مند ہے اور وہ آپ کا نام لینے کی بجائے آقا کے لفظ سے خطاب کرتا ہے ابو خالد نے اس طرح سے خطاب کرنے کی وجہ پوچھی تو جناب محمد نے اسے حجر اسود والا واقعہ سنایا اس واقعہ کے سننے کے بعد ابو خالد امامی شیعہ ہو گیا۔

سید حمیری نے اپنے امامت کے عقیدے سے جو محمد بن الحنفیہ کے بارے میں رکھتا تھا پلٹنے کے بعد اپنے اشعار میں ابو خالد کے شیعہ ہونے کے واقعہ کو اشعار میں نقل کیا ہے

Presented by Ziaraat.Com

کتاب کا مطلع یوں ہے:

عجبت لتـکـر صـروف الـزمـان

و امـر ابـی خـالـد ذی البیـان

یعنی مجھے تعجب ہوتا ہے زمانے کے بدلنے سے اور ابو خالد کے واقعہ کے بیان سے۔

جعفر بن نما اپنے رسالہ ذوب النضار کے مقدمے میں تحریر کرتے ہیں کہ محمد بن الحنفیہ سن و سال کے لحاظ سے امام سجادؑ سے بڑے تھے لیکن آپ امام سجادؑ کے مخلص فرمانبردار اور مطیع تھے آپ امام سجادؑ کو دینی لحاظ سے ضروری طور پر مقدم قرار دیتے تھے اور معمولی سا کام بھی امام سجادؑ کی رضایت کے بغیر انجام نہیں دیتے تھے۔ محمد بن الحنفیہ امام سجادؑ کی اطاعت ایسے ہی کرتے تھے جیسے رعیت اپنے آقا و سردار کی اطاعت کرتی ہے۔ آپ امام سجادؑ کے حکم کو اس عنوان سے کہ امام وقت اور ولی و اولی الامر کے حکم کے طور پر بجالاتے تھے اور حضرت امام زین العابدینؑ کا احترام اسی طرح کرتے تھے جس طرح ایک غلام اپنے آقا کا احترام کرتا ہے۔ اس کے بعد جعفر بن نما نے لکھا ہے کہ محمد بن الحنفیہ نے امام سجادؑ کے ہوتے ہوئے کیوں مختار کے قیام و انقلاب کی رہبری کا عہدہ اپنے ذمہ لیا تھا۔ یوں فرماتے ہیں کہ محمد بن الحنفیہ نے امام حسینؑ کے خون کا بدلہ لینے کے قیام و انقلاب کی رہبری کو امام سجادؑ کے دل کے اطمینان اور اس زمانہ میں امام سجادؑ کے مرتبہ عالیہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اس سنگین ذمہ داری کو سنبھالا تھا۔ ابن نما نے جناب محمد کی بلند و بالا شان اور امامت کے مسئلے پر پختہ اعتقاد اور امام حسنؑ اور امام حسینؑ اور امام سجادؑ کے ساتھ حد سے زیادہ محبت کے بارے میں روایات نقل کی ہیں اور اس کے بعد تحریر کرتے ہیں کہ ان روایات کو دیکھتے ہوئے کس طرح ممکن ہے کہ آپ امام سجادؑ کی امامت اور اطاعت سے سرکشی کریں۔ نعوذ باللہ اور اسلام سے خارج ہو جائیں کیونکہ واجب الطاعۃ کی مخالفت دین سے خارج ہو جانے کا موجب ہوتی ہے اور جب کہ محمد جانتے تھے کہ امام حسینؑ

Presented by Ziaraat.Com

کے خون کے ولی اور وارث امام زین العابدینؑ ہیں اور وہی شہداء کربلا کے پاک خون کا انتقام لینے کا حق رکھتے ہیں۔ ان چیزوں کو جانتے ہوئے اور اس حقیقت کو پہچانتے ہوئے جناب مختار نے قیادت کے منصب کی اجازت حاصل کرنے کے بعد اپنے قیام وانقلاب کو شروع کیا اور اپنے قدرتمند ہاتھوں کو خدا کے دشمنوں پر اٹھایا اور فسق وفجور کے پروردہ لوگوں کو شکست دی اور ان ہاتھوں کو جو شراب نوشی سے پرورش پا چکے تھے چکنا چور کر دیا اور اپنے لیے ایسی فضیلت حاصل کی کہ کوئی عرب اور عجم وہاں تک نہیں پہنچ سکا اور ایسی منقبت اور مقام اپنے لیے حاصل کیا کہ جسے آئمہ ھدیٰ کے علاوہ بنی ہاشم کے بعض لوگ بھی حاصل نہ کر سکے۔ جناب ابراہیم اشتر بھی اس عظیم کارنامہ میں جناب مختار کے ساتھ شریک رہے اور ابراہیم اشتر کو بھی اپنے دین میں کبھی شک نہیں گزرا اور ان کے یقین اور اعتقاد میں بھی معمولی سی کمی اور انحراف نہیں دیکھا گیا۔ ان دو بزرگ انسانوں یعنی مختار اور ابراہیم کے بارے میں یہی صحیح فیصلہ اور حکم ہے اور بس۔

امام محمد باقرؑ نے محمد بن الحنفیہ کو دفن کیا:

امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ میں محمد بن الحنفیہ کی بیماری میں ان کے نزدیک تھا میں نے خود اس کی آنکھیں بند کیں اور میں نے خود انہیں غسل دیا اور کفن پہنایا اور ان پر نماز پڑھی اور انہیں دفن کیا۔

حیان سراج ان میں سے تھا کہ جو جناب محمد بن الحنفیہ کی امامت اور ان کی غیبت کا معتقد تھا جیسے کہ کیسانیہ کا عقیدہ ہے کہ آپ فوت نہیں ہوئے اور زندہ ہیں اس کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ کئی دفعہ ان کی امام جعفر صادقؑ سے ملاقات ہوئی اور امامت کے مسئلے میں امام جعفر صادقؑ سے بحث کی امام علیہ السلام نے اسے اس کے اس اشتباہ کی طرف متوجہ کیا لیکن اس نے امام کی رہنمائی اور ہدایت کی طرف کوئی توجہ نہ دی اس کے متعلق رجال کشی میں تین روایتیں نقل کی ہیں ہم ان میں سے ایک کو یہاں نقل کرتے ہیں باقی دو کا مضمون بھی اسی سے ملتا جلتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

عبداللہ بن سکان جو امام جعفر صادقؑ کے اصحاب میں سے ہیں وہ کہتے ہیں کہ حیان سراج امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا امام علیہ السلام اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ دوست جناب محمد بن الحنفیہ کی بابت کیا کہتے ہیں؟ حیان نے کہا کہ ان کا عقیدہ ہے کہ محمد حنفیہ زندہ ہیں اور اپنی روزی خدا سے لیتے ہیں۔ امام صادقؑ نے فرمایا کہ میرے والد نے مجھے بتلایا ہے کہ میں ان میں سے کہ جس نے محمد کی اس مرض الموت کی حالت میں عیادت کی اور میں نے ان کے مرنے کے وقت ان کی آنکھیں بند کیں اور میرے والد نے انہیں قبر میں اتارا اور ان کے بعد ان کی عورتوں کی شادیاں کرائیں اور اس کی وراثت کو اس کے ورثہ میں تقسیم کیا۔ حیان نے جو امام علیہ السلام کے اس جواب سے مطمئن نہیں ہوا تھا کہ کہا کہ جناب محمد حنفیہ کی مثال اس امت میں اس طرح ہے کہ جیسے حضرت عیسیٰ بن مریم کی تھی کیونکہ لوگوں کا گمان تھا کہ عیسیٰؑ قتل کیے گئے ہیں اور انہیں پھانسی پر لٹکایا گیا ہے جب کہ جناب عیسیٰؑ قتل نہیں ہوئے تھے اور زندہ تھے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا تم پر افسوس ہے۔ اے حیان۔ حضرت عیسیٰ تو زندہ تھے اور اس کے دشمنوں پر واقعہ مشتبہ ہوا۔ حیان نے کہا کہ یہ ٹھیک ہے اور جناب عیسیٰ کے دشمنوں پر معاملہ مشتبہ ہوا جناب محمد حنفیہ بھی ایسے ہی ہیں۔ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ کیا تیرا گمان ہے کہ جناب محمد باقرؑ جناب محمد حنفیہ کے دشمن تھے؟ کہ کہ جن پر اس کی موت مشتبہ ہوئی ہو نہیں ایسا نہیں ہے بلکہ وہ حقیقتاً مر گئے تھے اور امام محمد باقرؑ نے انہیں دفن کیا تھا اور خداوند عالم قرآن میں فرماتے ہیں۔

سنجزی الذین یصدفون عن آیاتنا سوء العذاب بما کانوا یصدفون

یعنی بہت جلدی ان لوگوں کو جو ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں بہت سخت عذاب دیں گے ان کے انکار کرنے پر۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے حیان کے اس جواب سے تمیں

Presented by Ziaraat.Com

دی گئی تھی ان سے استفسار کیا اس مدعی سعد مسعودی روایت کرتے کیسانیہ شیعوں کے بارے
میں یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ جناب محمد بن الحنفیہ کی امامت اور ان کا مہدی ہونے اور غیبت میں
جانے کا عقیدہ رکھتے تھے اور آنحضرت ان کے ان عزائم اور عقائد کو شدت سے رد
کرتے رہے ہیں اور ایسے عقیدہ رکھنے والوں کی جانب سے ان کی بے حرمتی کی ہے بلکہ بعض ان سے دوری
اختیار کر لیتے۔ یہ سب کچھ جو بیان ہوا ہے جناب محمد بن الحنفیہ کے بارے میں لوگوں کا عقیدہ تھا
جس کو خود جناب محمد بن الحنفیہ اپنے بارے میں ایسا عقیدہ نہیں رکھتے تھے اور وہ خود امام زین العابدین
اور ان کی معصوم اولاد کی امامت کا عقیدہ رکھتے تھے اور اس کا اعتراف کرتے تھے جیسے کہ پہلے
بیان ہو چکا ہے۔ قریب یہ ہے کہ اس طرح کا عقیدہ جیسے کہ روایات سے ظاہر ہوتا ہے خود ان کی
زندگی میں اور ان کے مرنے کے بعد پیدا ہوا اور اس نے تقویت حاصل کی ہو سکتا ہے کہ جو سیاسی جو
عباس کے حق میں تھی کہ اہل بیت اطہار کی امامت کے عقیدے کو کمزور بنانے میں دخیل ہوا اور
موثر واقع ہوا ہو خصوصاً بنی عباس کا اس میں زیادہ دخل ہو کیونکہ بنو عباس کا عقیدہ یہ ہے کہ محمد
حنفیہ کے بعد امامت ان کے فرزند ابو ہاشم کی طرف منتقل ہوئی اور ابو ہاشم نے باقاعدہ طور پر محمد
بن علی بن عبداللہ بن عباس (جو سفاح اور منصور کا باپ ہے) کو امامت کا منصب سونپا تھا ایسا
جا سکتا ہے کہ بنی عباس نے اپنی حکومت کو شرعی اور قانونی بنانے کے لیے اس طرح کا کھیل کھیلا
ہو اور ڈاکٹر حسن ابراہیم کے قول میں بنی عباس ہی کیسانیہ کے اصلی وارث ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

تیسرا حصہ

مختار کے قیام اور انقلاب میں جناب محمد بن الحنفیہ کا کردار

جو مطلب بہت زیادہ اہم ہے اور جسے مختار کے قیام میں واضح ہونا چاہیے اور وہ اس خونی انقلاب میں محمد بن حنفیہ کا کردار ہے۔ جناب محمد حنفیہ نے اس انقلاب میں کیوں زیادہ کردار ادا کیا اور محمد بن حنفیہ کو اس قیام میں مہدی کا لقب اور عنوان کیوں دیا گیا؟ اور کیوں مختار کبھی اپنے آپ کو وزیر اور کبھی داعی اور کبھی معاون اور کبھی محمد بن حنفیہ کا اپنے آپ کو نمائندہ بتلاتے تھے سب سے زیادہ اشکال جناب محمد حنفیہ کو مہدی کے عنوان سے پیش کیے جانے پر ہے کیونکہ نہ تو جناب محمد حنفیہ اپنے آپ کو امام جانتے تھے اور نہ ہی واجب الاطاعۃ اور نہ ہی جناب مختار کا ان کے بارے میں اس طرح کا عقیدہ تھا تو پھر کیوں جناب محمد بن حنفیہ کو مہدی کا لقب اور عنوان دیا گیا؟ اور کیوں محمد بن حنفیہ بھی خط و کتابت میں اپنے آپ کو مہدی کے لقب سے متعارف کرایا کرتے تھے؟ اور کیوں مختار بھی اسے اپنی تقریروں اور خط و کتابت میں مہدی کے عنوان سے یاد کیا کرتے تھے؟ اس مطلب کو کس طرح حل کیا جاسکتا ہے اور اس کی کونسی صحیح توجیہہ کی جاسکتی ہے۔

اس مطلب کے واضح کیے جانے کے لیے ایک تمہید کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ جس سے واضح ہو جائے گا کہ کسی شخص کو مہدی کا عنوان اور لقب دیا جانا اس لفظ کے عمومی معنی کے لحاظ سے ذرہ بھر اشکال نہیں رکھتا اور جناب مختار کے انقلاب کا تقاضا تھا کہ جناب محمد بن الحنفیہ کو اس

Presented by Ziaraat.Com

طرح کے عنوان اور لقب سے یاد کیا جائے۔ مہدی کے لفظ سے مراد وہ ذات نہیں جو شیعہ مذہب میں مشہور اور معروف ہے بلکہ یہ لفظ لغوی معنی کے لحاظ سے تمام آئمہ علیہم السلام کے لیے روایات میں وارد ہو چکا ہے بلکہ اس لفظ کا آئمہ علیہم السلام کے علاوہ کسی دوسرے انسان پر بولا جانا بھی درست ہے اور اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

شیخ ابوعلی ماہر علم رجال:

شیخ ابوعلی لکھتے ہیں کہ رجال کشی نے جو لکھا ہے کہ جناب مختار لوگوں کو جناب محمد حنفیہ کی امامت کی طرف دعوت دیتے تھے ہم اس مطلب کو تسلیم نہیں کرتے کیونکہ یہ واضح اور روشن ہے کہ جب امام زین العابدین علیہ السلام نے مختار کے بھیجے ہوئے خط اور لوگوں کو اپنے ہاں آنے کی اجازت نہیں دی تھی اور یہ بھی اس مصلحت کے تحت تھا کہ اگر لوگوں کو اس کا علم ہو جاتا اور ہر ایک کی زبان سے یہ واقعہ مشہور ہو جاتا اور امام علیہ السلام کو اللہ کے دیئے ہوئے علم سے پتہ تھا کہ مختار کا انجام کیا ہوگا اور بالآخر بنوامیہ حکومت پر مسلط ہو جائیں گے اور امام علیہ السلام کے لیے مصائب کا موجب ہو گئے اور یہ ہو سکتا ہے کہ جناب محمد حنفیہ کو جو مہدی کا عنوان دیا جاتا تھا اور مختار بھی اس کی ترویج اور مشہور کیا کرتے تھے وہ اس لیے ہو کہ لوگوں کو مختار کی اطاعت اور مدد کرنے کے لیے ترغیب اور شوق دلایا جائے نہ اس لیے کہ واقعاً محمد حنفیہ وہی مہدی موعود ہیں کہ جس کے بارے میں شیعہ عقیدہ رکھتے ہیں اور مختار اور خود محمد حنفیہ اپنے لیے ایسا ادعا رکھتے تھے۔

اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ مختار محمد بن حنفیہ کی امامت کے معتقد تھے اور امام زین العابدین علیہ السلام کی امامت کو قبول نہیں کرتے تھے یہ مطلب ثابت نہیں ہو سکا۔

معتبر روایات اور تاریخ میں دقت کرنے سے یہ یقین ہو جاتا ہے کہ چونکہ محمد حنفیہ حضرت علی علیہ السلام کے سب سے بڑے بیٹے تھے اور انہوں نے مختار کے قیام میں بہت اہم کردار ادا کیا تھا بلکہ درحقیقت آپ ہی اس انقلاب کے رہبر و کمانڈر اور حاکم تھے۔ مختار کوفہ میں آیا اور

Presented by Ziaraat.Com

اپنے قیام اور انقلاب کا اعلان کیا اور اپنے آپ کو باقاعدہ طور پر جناب محمد بن الحنفیہ کا نمائندہ اور وکیل بتلایا تو شیعوں نے بھی محمد بن الحنفیہ کے فرمان اور حکم کے تحت جناب مختار کو اس کے انجام دینے کے لیے قبول کر لیا لیکن پھر بھی اطمینان حاصل کرنے کے لیے شیعوں نے ایک گروہ مدینہ جناب محمد حنفیہ کے پاس روانہ کیا تا کہ مختار کے اس ادعا کے بارے میں اچھی طرح اطمینان حاصل کر لیں۔ جب اس گروہ نے محمد حنفیہ سے اپنی شرعی تکلیف معلوم کی اور اظہار کیا کہ مختار چاہتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے خون کا انتقام لینے کے لیے قیام اور انقلاب برپا کرے تو جناب محمد حنفیہ نے بڑی خوشی سے اس کام کے لیے رضایت کا اظہار کیا اور مختار کے اس اقدام کی تائید کی اور بتلایا امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں سے انتقام لیا جانا ان کی سب سے بڑی تمنا اور آرزو ہے۔ اس کے علاوہ کوفہ کے شیعوں کو مختار کے کام میں معمولی سا شک اور تردد نہ رہے تو جناب محمد حنفیہ نے پورے طور پر مختار کی حمایت کی۔ جناب محمد حنفیہ اسی گروہ کو امام سجادؑ کی خدمت میں لے گئے اور امام علیہ السلام نے بھی باقاعدہ طور پر اپنے نظریہ کو کوفہ کے شیعوں کے سامنے بیان کر کے اپنی طرف سے جناب محمد حنفیہ کو اپنا نمایندہ بنائے جانے کی تصریح کر دی اور جناب محمد حنفیہ نے ایک خط ابراہیم اشتر کے نام لکھ کر دیا کہ جس میں اس سے کہا گیا تھا کہ تم اپنے قبیلے سے مل کر مختار کے قیام اور انقلاب میں اس کی مدد کرو۔

(ہم نے اسی کتاب میں اس کی جزئیات کے بارے میں روایات کو نقل کیا ہے)

لہذا کامل اطمینان سے کہا جا سکتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے خون کے انتقام لینے والے مختار کا قیام اور انقلاب جناب محمد حنفیہ کی رہبری میں امام زین العابدین علیہ السلام کی اجازت اور اذن سے ہوا۔ ہم روایات کے مضامین میں دقت کرنے اور مختار کی شخصیت کی صحیح پہچان اور آئمہ حدیؑ کا مختار کے کاموں کی تائید اور بزرگ علماء کی تجلیل سے اس مطلب تک پہنچ سکتے ہیں اور اس کا کامل اطمینان حاصل کیا جا سکتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

مختار کا قیام اور امام زین العابدینؑ

کلی سوال:

یہ مطلب بھی بہت اہم ہے جو مختار کے قیام میں واضح ہو جانا چاہیے اور وہ یہ کہ اگر واقعاً امام سجادؑ مختار کے قیام کی تائید کرتے تھے اور آپ نے مختار کو قیام اور انقلاب برپا کرنے کی اجازت دی تھی تو پھر امام نے خود براہ راست اس انقلاب کی رہبری کو جو آپ کے والد بزرگوار اور اہل بیتؑ اور اصحاب کے شہداء کے خون کا انتقام لیتا تھا کیوں نہ کی۔ کیا ایسا نہ کرنے سے مختار کے کام کو عملی طور پر غلط نہیں کہا جائے گا؟

اور اگر حالات براہ راست رہبری کے اپنے سر لینے کے موافق نہ تھے تو پھر امام کا نام کوفہ میں رہبر انقلاب کے نام سے مشہور نہ ہونا چاہیے تھا؟

اور کیوں امام زین العابدینؑ کبھی مختار کے تحفے اور خط قبول کر لیتے تھے اور کبھی قبول نہیں کرتے تھے ان تمام سوالوں کا جواب اس تحقیق میں جو پہلے ہی مختار کے قیام کی واقعیت معتبر تاریخوں اور روایات سے بیان ہو چکی ہے دیا جا چکا ہے لیکن پھر بھی ان سوالات کا جواب مختصر تحقیق سے دیا جاتا ہے۔

جواب:

(۱) ہمارے تمام امام بطور کلی پروردگار عالم کی طرف سے خاص معین وظائف اور ذمہ داریاں رکھتے ہیں ہم ان کے لیے کوئی تکلیف اور حکم معین نہیں کر سکتے بلکہ وہ دوسروں کے لیے تکلیف اور وظائف معین کرتے ہیں اس مطلب کے ثبوت کے لیے بہت زیادہ روایت موجود ہیں۔

(۲) تمام مورخین اور محدثین نے لکھا ہے کہ امام زین العابدینؑ کے اس دور میں حالات بہت ہی حساس تھے کیونکہ دوست اور دشمن لوگوں کی آپ کی طرف توجہ اس عنوان سے

Presented by Ziaraat.Com

تھی کہ آپ امام حسین علیہ السلام کے وارث اور ان کے بعد امام ہیں اور ادھر عاشورہ کے دلخراش سانحہ نے بنوامیہ کے خلاف ماحول کو سخت ہیجان انگیز بنا رکھا تھا اور بنوامیہ نے پریشانی کیوجہ سے امام اور شیعوں کے سخت عکس العمل پر بہت زیادہ کنٹرول کر رکھا تھا اور امام مکمل طور پر بنوامیہ کی حکومت کے نظر بند اور کنٹرول میں تھے اور آپ سے کسی کا معمولی ربط اور آنے جانے پر حکومت کے کارندے اور جاسوس مطلع رہتے تھے اور حکومت کو اطلاع کر دیتے تھے لہذا سیاست اور تقیہ کا تقاضا تھا کہ امام علیہ السلام کا معمولی اقدام اور عمل جو دشمن کے سوء ظن کا موجب ہوا اور اس کے نتیجے میں امام علیہ السلام شہید کر دیئے جائیں اور شیعوں کے حالات دگرگون ہو جائیں امام اس سے اجتناب اور پرہیز کرتے رہیں اور پوری احتیاط سے عمل کو انجام دیتے رہیں یہاں تک کہ امام علیہ السلام کبھی مختار کی مخالفت میں بھی بات کر دیتے اور کبھی مختار کے تحفے اور خط کو قبول نہیں کیا کرتے تھے آپ کا ایسا کرنا بھی اسی سیاست اور تقیہ کے ماتحت ہوا کرتا تھا۔

(۳) بنوامیہ کی حکومت کی آپ پر سختی اور کنٹرول اتنا زیادہ تھا کہ بسا اوقات امام علیہ السلام معارف اسلامی اور احکام اور مسائل کو صراحت سے بیان نہیں کر سکتے تھے اور انہیں مناجات اور دعا کے قالب میں ادا کیا کرتے تھے۔ آپ کی کتاب صحیفہ سجادیہ اس مطلب پر بہترین شاہد اور گواہ ہے اور جب عبدالملک بن مروان خلافت پر متمکن ہو گیا تو اس نے اور اس کی اولاد نے امام علیہ السلام پر دائرہ حیات اتنا تنگ کر دیا تھا کہ آپ کسی صورت میں بھی قیام اور انقلاب میں ظاہر بظاہر شریک ہو کر اس قیام کے بجالانے والے توابین یا مختار کی باقاعدہ طور پر رہبری اور مسئولیت کو براہ راست اپنے اوپر نہیں لے سکتے تھے لیکن یہ مطلب بھی واضح ہے کہ امام علیہ السلام نے ایسے حالات میں بھی اپنے آپ کو سیاست سے الگ کر لیا ہو اور کہہ دیا ہو کہ اب میرا کوئی وظیفہ نہیں رہا ایسا بھی نہیں کیا بلکہ امام علیہ السلام ہر فرصت اور مناسب حالات میں بنوامیہ اور دشمنان اہل بیتؑ کے مظالم اور جنایات کو لوگوں کے لیے بیان کیا کرتے تھے اور انہیں واضح

Presented by Ziaraat.Com

کرتے رہتے تھے۔ امام سجادؑ امام حسینؑ کی شہادت کے بعد ہی سے جب کہ بظاہر آپ قید و بند میں تھے لیکن صبر اور استقامت کیساتھ اپنے خطبوں اور گفتگو میں حکومت وقت کے مظالم اور جرائم کو ہیجان آور اور پر مغز طریقے سے لوگوں کو بتلاتے رہتے تھے۔ کیا آپ نے کوفہ میں اپنے خطبوں سے کوفہ کے لوگوں کو سوچنے اور فیصلہ کرنے کی طرف متوجہ نہیں کیا تھا؟ کیا آپ نے کوفہ کے ظالم اور جابر حاکم ابن زیاد کے سامنے اسی مجلس میں شجاعانہ طریقے سے بات نہیں کی تھی؟ کیا آپ نے شام کی جامع مسجد میں یزید کے سامنے وہ فصیح و بلیغ خطبہ نہیں دیا تھا کہ جس سے شام کے لوگوں کو حقیقت حال سے آگاہی ہوئی تھی؟ اگر ہم امام حسینؑ اور آپ کے انصار اور یاران باوفا کی شہادت کی اہمیت کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھیں اور باقی ماندہ اہل بیتؑ کے افراد اور بالخصوص امام زین العابدینؑ کے اقدام اور اہمیت اور تبلیغات کو دوسرے پلڑے میں رکھیں تو پھر ہمیں امام علیہ السلام کے اقدامات کی اہمیت کا بخوبی علم ہو جائے گا کہ آپ اپنی ذمہ داری سے کسی طرح عہدہ برآ ہوئے ہیں اور آپ کا حقیقت حال بیان کرنا اور بنی امیہ کی حکومت کو ذلیل اور رسواء کرنا عاشورہ کے دلیرانہ اقدام سے کمتر نہ تھا تمام مقاتل اور تاریخ کی کتابیں اس پر گواہ ہیں۔ شام سے رہا ہونے کے بعد امام سجادؑ مدینہ میں ایک لحظہ کے لیے بھی یزید اور بنی امیہ کے ظلم اور جنایت جو خاندان پیغمبر علیہ السلام پر وارد کیے گئے تھے اس سے غافل نہ تھے۔ آپ ہمیشہ گریہ و بکاء کرتے رہتے تھے اور کربلا کے واقعہ کو یاد کرتے رہتے تھے اور آہ و زاری سے پیغمبر علیہ السلام کی خلافت کے ادعا کرنے والوں کے ظلم اور واقعہ کربلا میں جو مظالم انہوں نے ڈھائے تھے لوگوں کو ان کی طرف متوجہ کرتے رہتے تھے آپ کا حقائق کے روشن کرنے اور شہداء کربلا کی عزاداری کو زندہ رکھنے اور گریہ و بکاء نے ہی تو لوگوں کے دلوں میں حرکت پیدا کی اور مختار کا قیام انہیں دلسوز اور گریہ وزاری کے شعلوں سے پیدا ہوا جو امام کے دل سے اٹھتے تھے جس کا ہم نے اسی کتاب میں ذکر کیا ہے۔ اور جب تک امام علیہ السلام نے اپنے

Presented by Ziaraat.Com

دشمن عبیداللہ بن زیاد اور عمر سعد کا کٹا ہوا سر نہیں دیکھا کربلا کے واقعہ کے بعد تقریباً پانچ سال تک کسی نے آپ کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔ آپ پہلی دفعہ اس وقت مسکرائے تھے جب ان دونوں جنایت کاروں کا سر مختار کے ذریعے آپ کے سامنے آیا۔ امام اس وقت سجدہ میں گئے اور اپنی دلی مراد کو پورا دیکھا اور مختار کے لیے دعا خیر کی۔

(۴) امام علیہ السلام امامت کے علم سے جانتے تھے کہ مختار کی کامیابی کا زمانہ مختصر ہے اور دوبارہ بنوامیہ پھر حکومت پر مسلط ہو جائیں گے لہذا امام کا مختار کے قیام میں برملا دخالت دینے میں امام علیہ السلام کے لیے زحمت بلکہ آپ کی شہادت کا سبب بن سکتا تھا اور یہ مذہب شیعہ کے لیے ایسا صدمہ ہوتا کہ جس کا جبران ناممکن ہوتا۔ اسی لیے امام نے ایک ایسی احتیاطی سیاست اختیار کی کہ تقیہ بھی تھا اور مختار کے قیام کی راہنمائی بھی کی۔

(۵) جب کوفہ کے سردار امام زین العابدین علیہ السلام سے مختار کے قیام کے بارے مدینہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جناب محمد بن الحنفیہ نے بھی ان کے مطلب کو امام علیہ السلام کے سامنے بیان کیا تو امام علیہ السلام نے صراحت سے ان کی تائید اور موافقت کی اور انقلاب برپا کرنے کی اجازت دی اور اسی وقت محمد بن الحنفیہ کو اپنا مختار عام نمایندہ قرار دے دیا۔ اور اس عبارت سے "یا عم افعل ماشئت فانی ولیتک ھذا الامر" یعنی چچا جو کچھ تو چاہتا ہے انجام دے میں نے آپ کو اس کام پر ولی بنا دیا ہے۔ کوفہ کے شیعہ سردار اس طرح سننے سے خوش ہوئے اور اپنے مقصود کو پالینے والا سمجھتے ہوئے امام علیہ السلام کی خدمت سے چلے گئے اور اسی جملے کو گنگناتے جا رہے تھے اور کہتے جا رہے تھے کہ "اذن لنا زین العابدین و محمد بن الحنفیہ" یعنی ہمیں امام زین العابدینؑ اور محمد بن الحنفیہ نے قیام کی اجازت دے دی ہے۔

مختار نے کوفہ کے لوگوں سے کہا کہ تم میں سے ایک گروہ امام ہادی نجیب اور مرتضی اور

Presented by Ziaraat.Com

پیغمبر خداؐ کے فرزند اور برگزیدہ امام زین العابدین علیہ السلام کے پاس گیا تھا اور انہوں نے آپ سے میری ماموریت کے بارے میں سوال کیا تھا تو امام علیہ السلام نے ان کو فرمادیا تھا کہ مختار میرا مدد گار اور بھیجا ہوا ہے اور لوگوں کو اس کی مدد کرنی چاہیے۔ پس اس مطلب کے بیان کرنے سے یہ واضح ہو گیا ہے کہ امام علیہ السلام کا براہ راست مداخلت نہ کرنا ایک سیاست اور تقیہ تھا اور امام در حقیقت جناب مختار کی مخفی رہبری فرماتے تھے اور امام علیہ السلام نے جناب محمد حنفیہ کو اس کام کے لیے معین کیا ہوا تھا اور بعض اوقات جب ضروری ہوتا امام علیہ السلام خود مختار کی تجلیل بھی کرتے تھے اور اس کے تحفے بھی قبول کر لیتے تھے اور پیغمبر علیہ السلام کے خاندان اور شیعوں پر خرچ کر دیتے تھے علامہ ممقانی نے جو علم رجال کے ماہر ہیں امام علیہ السلام کی مختار کے لیے اجازت اور رضایت کی تصریح کی ہے اور فرمایا ہے کہ سلطنة برخصة من الامام۔ یعنی مختار کی حکومت اور قیام امام سجاد علیہ السلام کی اجازت سے تھا۔

علامہ ابن نما نے اسی روایت کو قبول کیا ہے اور امام علیہ السلام کے اذن دینے کی تصریح کی ہے آیت اللہ الخوئی اپنی رجال کی کتاب میں صراحت سے لکھتے ہیں۔ ''و یظھر من بعض الروایات ان ھذا کان باذن خاص من السجاد علیہ السلام'' یعنی بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ مختار کا قیام اور انقلاب امام سجاد علیہ السلام کے خصوصی اذن سے تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

پانچویں فصل

قیام کے حالات اور فلسفہ میں

Presented by Ziaraat.Com

پہلا حصہ

﴿امام حسین علیہ السلام کا قیام مسلمانوں کی بیداری کا موجب ہوا﴾

سن ۶۰ ھ میں معاویہ کی بدنام و ظالم حکومت کا خاتمہ ہوا اور حکومت کی باگ ڈور معاویہ کے ناہنجار اور نالائق فرزند یزید کے ہاتھ آئی۔

یزید سن 26 ھ میں پیدا ہوا اور اڑتیس سال کی عمر میں ہلاک ہو گیا۔ اس کی حکومت کی ابتداء سن ۶۰ ھ میں ہوئی اور تین سال اور کچھ مہینے میں ختم ہو گئی۔ معاویہ کے خلاف شریعت کاموں میں سے ایک یہ تھا کہ اس نے ایک بے دین اور ظالم بیٹے کو اپنی آخری عمر میں مسلمانوں کی گردن پر مسلط کیا۔ معاویہ نے لوگوں سے طمع و خوف کے ذریعے یزید کے لیے بیعت لی اور اسے ولی عہد کے عنوان سے لوگوں میں متعارف کروایا۔ معاویہ کے مرنے کے بعد لوگوں کو تھوڑی سے امید تھی کہ شاید وہ بنوامیہ کے غلط انسانوں کے تسلط سے کہ جو پیغمبر علیہ السلام کے اور اہل بیت سے ابتداء سے لے کر آخر عمر تک دشمنی اور عناد رکھتے تھے آزاد ہو جائیں گے کیونکہ بنوامیہ میں مسلمانوں کی رہبری اور حاکمیت کی ذرہ بھر بھی صلاحیت موجود نہ تھی۔ اور لوگوں کی تمام امیدیں پیغمبر علیہ السلام کے خاندان پر تھیں لوگ اس زمانے میں امام حسین علیہ السلام کی شخصیت سے بلند و بالا کوئی دوسری شخصیت نہیں دیکھ رہے تھے۔ امام حسین علیہ السلام بھی اپنے شرعی وظیفہ اور اداء تکلیف کے احساس و ذمہ داری کی وجہ سے قیام کے لیے آمادہ اور حاضر تھے۔ اور امام علیہ السلام سے کسی صورت بھی یزید کی شرم آور حکومت کو باقاعدہ طور پر تسلیم کرنے اور اس سے راہ ورسم رکھنے سے

Presented by Ziaraat.Com

امید نہیں کی جا سکتی تھی چہ جائیکہ آپ اس کی بیعت کر لیں کیونکہ پیغمبر علیہ السلام کے صریح فرمان کے مطابق رہبری کے تمام شرائط امام علیہ السلام میں موجود تھے اور آپ اپنے آپ کو مسلمانوں کا ولی اور خلیفہ جانتے تھے۔

خلاصہ پیغمبر علیہ السلام کے نواسے امام معصوم حسین علیہ السلام کو احساس اور علم تھا کہ خلافت کو غصب کرنے والوں نے پورے اسلام اور تاریخ اسلام کی بنیاد کو کھوکھلا اور حقیقت کو مسخ کر دیا ہے اور اس کے چہرے کو بگاڑ کر رکھ دیا ہے اور اس بگاڑ اور انحراف کو شجاعانہ اقدام اور انقلاب کے بغیر نہیں روکا جا سکتا۔ دین اسلام کو دوبارہ زندہ کرنا اور مسلمانوں کو بیدار کرنا اور ہدایت کرنا صرف اللہ کے پسندیدہ حکم کے تحت پیغمبر علیہ السلام کے زندہ وارث اور قریبی اعلیٰ رہبر سے ہی مربوط ہے اور یہ اسی کی ذمہ داری ہے اسی واسطے خود امام علیہ السلام نے بھی یوں فرمایا تھا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین میرے قتل کے بغیر باقی اور زندہ نہیں رہ سکتا تو اے تلوارو آؤ اور میرے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو۔ امام علیہ السلام یزید کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور کربلا کے سانحہ کو تاریخ کے دامن میں ثبت کر دیا ہے اور عالم اسلام کو جھنجھوڑا۔ آپ کے قیام اور انقلاب نے قیامت تک زندہ اور باقی رہنے والے اقدام کے ساتھ جس کے عمدہ اور دوررس نتائج پیدا ہوئے پوری بشریت کی تاریخ کو بدل کر رکھ دیا اور حق اور باطل کو تا قیام قیامت واضح کر دیا۔

اس نقطے اور حقیقت پر بھی توجہ دینا ضروری ہے کہ اسلام میں جتنی حقیقی تحریکیں امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد وجود میں آئی ہیں ان کا اصلی محور امام حسین علیہ السلام کا قیام اور اقدام تھا اور ہے اور ہوگا عاشورہ کا عظیم حادثہ اور واقعہ اس چراغ کی مانند ہے جو تاریخ اسلام کی چوٹی پر روشن ہوا اور یہی مسلمانوں کی بیداری قیام اور انقلابات کے لیے اصلی الہام موجب ہوا عظیم مفکر استاد شہید مطہری کے بقول کربلا کے حادثہ اور واقعہ کے دو رخ ہیں اور امام حسینؑ کے قیام نے دو چیزوں کی صحیح طریقے سے نشان دہی کی ہے اور حق و باطل کی دو تصویروں کو واضح طور سے

Presented by Ziaraat.Com

شناخت کروایا ہے۔ امام حسین علیہ السلام نے تاریخ اسلام پر ایک ایسا سکہ جمایا کہ ایک طرف حقانیت، عظمت، ایثار، تعہد، عدالت، توحید اور انسانی شرافت اور کرامت کو اور اس کی دوسری طرف باطل کا چہرہ کفر و شکر، جنایت اور درندگی، دنیا پرستی خیانت، حق کشی، رذالت اور پستی کو نمایاں دکھایا ہے۔

اس حقیقت کا تمام انصاف پسند شیعہ سنی مسلم اور غیر مسلم مورخین نے اقرار و اعتراف کیا ہے امام حسین علیہ السلام کے قیام اور اقدام نے ایک لحاظ سے اصلی محمدی اسلام اور پیغمبر اسلامؐ کی صحیح سنت اور حقیقت ایمان کو عالم بشریت کے سامنے واضح کیا ہے اور دوسرے لحاظ سے بناوٹی اور بے روح نمایشی اسلام اور باطل کی نشان دہی کی ہے۔ ایسا باطل کہ جس نے اپنے چہرے پر حق کا نقاب اوڑھ رکھا تھا اور اپنے آپ پر پیغمبر علیہ السلام کی خلافت اور جانشینی کا خول چڑھا کر رکھا تھا۔ امام حسین علیہ السلام نے اپنے اقدام سے جہان اسلام اور مسلمانوں کو ایک بہت بڑے فریب اور مکر سے نجات دلوائی اور اس طرح حق و باطل کو جدا کر دیا کہ تا قیام قیامت تاریخ اسلام کے دھارے اور روش کو روشن اور منور کر دیا۔ امام حسین علیہ السلام نے بتلا دیا کہ وہ باطل جو پیغمبر علیہ السلام کے ظہور کے وقت سے مکہ مدینہ احد بدر اور احزاب میں آپ کے سامنے تھا اور مقابلہ کرتا رہا اور اس کا رئیس ابوسفیان کے وجود میں نمایاں تھا اب اس نے پیغمبر اسلامؐ کے بعد ابوسفیان کی اولاد میں خطرناک اور وحشت ناک شکل اختیار کر لی ہے اور معاویہ اور یزید اور دوسرے جنایت کار اموی اور مروانی خلیفوں کی اس شکل اور صورت میں ظاہر ہوئی ہیں۔

امام حسین علیہ السلام نے اپنی بے نظیر قربانی اور ایثار سے بنی امیہ اور اس کے حاشیہ نشینوں کے غلط اور باطل چہرے کو واضح طور پر شناخت کروایا ہے اور پیغمبر اسلامؐ کے صحیح اور واقعی اسلام جو درحقیقت وہ تشیع ہی ہے کو زندہ کیا اس میں تازہ جان اور تازہ روح پھونکی۔

علامہ سید محسن نے کہا ہے:

Presented by Ziaraat.Com

کہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت اکثر مسلمانوں پر گراں واقع ہوئی اور اس وقت کے اسلامی ماحول کو جھنجھوڑا یہاں تک کہ بنی امیہ کے بعض افراد کو بھی اس شہادت نے متاثر کیا اور یہ واقعہ مسلمانوں کے لیے بیداری کا موجب ہوا اور مسلمانوں کو خاندان پیغمبرؐ کی برتری اور وہ مصائب وظلم جوان پر وارد کیے گئے ان کی طرف متوجہ کیا اور لوگوں کو اپنی اس غلطی اور اشتباہ کا علم ہوا کہ انہوں نے امام حسین علیہ السلام کی مدد اور نصرت کرنے میں کوتاہی کی پھر یہی سبب بنا کہ لوگوں نے بنوامیہ سے روگردانی کر لی اور بنو ہاشم بالخصوص علویوں کی طرف مائل ہو گئے اور روز بروز شیعوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ کربلا کے دردناک واقعہ کے علاوہ بنوامیہ کی ظالمانہ حکومت سے روگردانی کرنے میں مدینے کے لوگوں کا قیام کرنا اور ان کا حرہ کے واقعہ میں قتل عام اور توابین کا انقلاب اور ان کی شہادت مختار کا قیام اور شہر خاذر کا واقعہ یہ تمام واقعات بھی مسلمانوں کی بیداری اور متنبہ ہونے کا موجب بنے۔ اس تمام کے نتیجے میں تابعین اور اس کی بعد والی نسل میں اہل بیتؑ کے نظریے کی طرف مائل ہونے والوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا اور ان کے طرفدار اور شیعہ زیادہ ہوتے گئے۔

ڈاکٹر بیغون کہتے ہیں: کہ واقعہ کربلا کے دلیرانہ اقدام نے شیعہ مبارزات اور انقلاب کے لیے تازہ فصل کی رہنمائی کی اور بہت دراز مدت تک شیعوں کی قربانی اور فداکاری نے شیعوں کو دوام اور زندگی عطا کر دی۔

قیام کا اصل منبع:

امام حسین علیہ السلام کے اقدام اور کربلا کے ہیجان انگیز خونین واقعہ کو بنی امیہ کی ظالم وجابر اور غاصب حکومت بلکہ بنی عباس اور دوسرے تاریخ اسلام کے جنایت کاروں کے خلاف حق طلبی کی تحریکوں کے لیے اصل اور منبع شمار کیا جا سکتا ہے۔ توابین کا قیام ہو یا مختار کا انقلاب، ابن زبیر کا فتنہ یا زید بن علی اور یحییٰ کا قیام بنی الحسن کی تحریک ہو یا قیام مختار یہ تمام کی تمام تحریکیں اور

Presented by Ziaraat.Com

قیام امام حسین علیہ السلام کے قیام سے پھوٹی ہیں اور اہل بیتؑ کے شہداء کے خون کا انتقام لینے کے لیے بنی امیہ اور دوسرے ظالم خلفاء کے مقابلے میں وجود میں آئی ہیں۔

ایک شیعہ دانشمند اس بارے میں فرماتے ہیں:

کہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت عراق کی تاریخ اور بنوامیہ کی حکومت میں اہم نتائج لے کر سامنے آئی ہے۔ شیعوں نے کربلا کی اپنی ظاہری شکست میں اپنی کوتاہی کا احساس کیا۔ بنوامیہ کی حکومت نے اس واقعہ کے اثرات کو جلدی ختم کرنے کے لیے بہت زیادہ کوشش کی۔ یزید پہلا شخص تھا جو کربلا کی جنگ اور خونریزی کا بلاشک ذمہ دار تھا۔ اس نے کوتاہ نظری اور کج فہمی سے اس جنایت کا ارتکاب کیا کہ درحقیقت یہ واقعہ اس کی خلافت کی شکست کا موجب بنا کہ جس خلافت کی حفاظت کے لیے معاویہ نے بہت زیادہ کوشش کی تھی جب کہ معاویہ نے یزید کو سفارش کی تھی کہ امام حسین علیہ السلام کے ساتھ نزاع اور مقابلہ نہ کرنا لیکن یزید نے بغیر فکر کیے معاویہ کی سفارش کو نظر انداز کیا۔ زیادہ دیر نہ گذری تھی کہ بنوامیہ کی حکومت نے کربلا کی خون ریزی کے ثمرات اور نتائج اپنی آنکھوں سے دیکھ لیے اور چاروں طرف سے انقلاب کی موجوں کو روکنے سے عاجز ہو گئے۔

مولف فخری کربلا کے حادثہ میں تحریر کرتے ہیں کہ یہ ایک عظیم اور شرم آور واقعہ ہے کہ جس کی میں تفصیل بیان نہیں کرتا۔ اسلام میں اس سے ننگ آور کوئی اور واقعہ نہیں ہوا۔ حضرت امیر المومنینؑ کا قتل کیا جانا ایک بڑی مصیبت تھی لیکن کربلا کے واقعہ میں قتل کیا جانا اور قید اور مقتولین کے اعضا کا کاٹنا وغیرہ ایسی چیزیں تھیں کہ جو انسان کو لرزہ باندام کر دیتی ہیں۔

اسلام کے عظیم مورخ سید امیر علی نے کہا ہے کہ کربلا میں قتل و غارت نے تمام اسلامی معاشرے کو وحشت زدہ اور خوفزدہ کر دیا اور ایرانیوں کے لیے جنب و جوش لے آیا۔

استاد حسن ابراہیم مؤلف تاریخ اسلام نے کہا کہ امام حسین علیہ السلام کے قتل کیے جانے نے

Presented by Ziaraat.Com

شیعوں میں ہیجان پیدا کیا اور ان کے متحد ہو جانے میں بہت زیادہ موثر ہوا جب کہ اس سے پہلے شیعہ متفرق اور پراگندہ تھے کیونکہ شیعیت ایک سیاسی نظریہ تھا کہ جس نے اس کے ماننے والوں کے دلوں میں نفوذ نہیں کیا ہوا تھا لیکن جب امام حسین علیہ السلام قتل کر دیے گئے تو شیعیت میں جوش و جذبہ پیدا ہو گیا اور اس نے شیعوں کے دل میں گہرا اثر کیا اور ان کا عقیدہ راسخ اور پختہ ہو گیا۔ حقیقت میں یہ ادعا کیا جا سکتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے قیام اور قتل کیے جانے کے بعد شیعیت نے ایک شکل اختیار کی اور شیعی نظریہ اسلام کا اصلی اور اساسی نظریہ بن کر ابھرا۔ اس زمانے تک حکومت وقت کے مقابلے میں شیعہ نظریہ اور اس کی اہم اسلامی تعلیمات ایک نظریہ کے عنوان سے موجود نہ تھیں لیکن امام حسینؑ کے خونی انقلاب کے بعد حق اور باطل اس طرح ایک دوسرے سے جدا ہو گئے اور ہر ایک کے تمام پہلو اور نظریات اور خطوط واضح ہو گئے کہ پھر مسلمانوں کے لیے کسی شک کی گنجائش نہ رہی کہ اگر کوئی حقانیت کا وجود ہے تو پھر وہ اسی شیعہ نظریے اور مسلک میں موجود ہے۔ اہل بیتؑ اور عترت پیغمبرؐ کی طرف رجحان اور میلان کہ جس کی بنیاد درحقیقت قرآن کے بعد پیغمبر علیہ السلام خود رکھ کر گئے تھے اس نے کربلا کے عظیم حادثہ کے بعد وجود پیدا کیا اور لوگوں کو علم ہو گیا کہ حقیقی اسلام اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کے محافظ اور مروج پیغمبر علیہ السلام کا خاندان ہی ہے اور آئمہ اور اہل بیتؑ پیغمبر ہی مسلمانوں کی خلافت اور زعامت کے لائق اور سزاوار ہیں اس کے بعد شیعوں کی مختلف سیاسی تحریکیں ایک مذہب اور نظریہ کے عنوان سے مسلمانوں میں پائی گئیں خربوطلی اسلام کے بزرگ دانشمند نے کہا کہ امام حسین علیہ السلام کی کربلا میں شہادت ایک بہت بڑا تاریخی حادثہ ہے جو شیعوں میں شیعیت کو ایک شکل و صورت دے گیا اور یہ واقعہ اس کا سبب بنا کہ شیعہ مذہب ایک قوت مند تشکیلات اور سیاسی اور مستقل دینی خاص قواعد اور اصول کے ساتھ عالم اسلام میں جلوہ نما ہوا اور اپنا ایک علیحدہ وجود عالم السلام میں منوایا۔ کوفہ کے شیعوں کی کمزوری درحقیقت امام حسینؑ کے قیام کی ۱

Presented by Ziaraat.Com

ظاہری شکست کا موجب ہوئی جب کہ کوفہ والوں نے امام حسین علیہ السلام ہی کو اپنی مدد کا وعدہ دے کر کوفہ آنے کی دعوت دی تھی۔

مستشرقین کا نظریہ:

پروفیسر براون کہتے ہیں: ''حضرت علیؑ کے شیعہ بمقدار کفایت جذبے سے خالی اپنے آپ کو فدا کر دینے کا جذبہ نہیں رکھتے تھے لیکن کربلا کے واقعہ کے بعد حالات بدل گئے اور کربلا کی سرزمین کا واقعہ کہ جس میں پیغمبر علیہ السلام کے فرزند کا خون بہایا گیا تھا اس کا تذکرہ اور یاد آپ کی پیاس اور شہداء کربلا کے لاشوں کا ذکر جو آپ کے اردگرد زمین پر پڑیں تھیں اس طرح کی یاد نے سست ترین انسانوں کے دلوں میں بھی جذبات کو اس طرح ابھارا اور دلوں کو غمزدہ کیا کہ اب شیعہ کسی تکلیف اور رنج اور خطرے سے یہاں تک کہ موت سے بھی بے خطر ہو گئے ہیں۔''

استاد میکلن لکھتے ہیں: ''کربلا کا واقعہ بنوامیہ کے لیے بھی موجب تاسف اور پشیمانی ہوا۔ کیونکہ اس واقعہ نے شیعوں کو متحد کر دیا اور سبھی شیعہ امام حسین علیہ السلام کے خون کا بدلا لینے کے لیے ہم آواز ہو گئے تھے اور ان کی یہ آواز تمام جگہوں پر بالخصوص عراق اور ایرانیوں میں جو عربوں کے نفوذ اور تسلط سے آزاد ہونا چاہتے تھے اثر انداز ہوئی۔

یہ وضاحت ضروری ہے کہ بنوامیہ کی نسل پرستی کی سیاست اور ان کی بے عدالتی نے جو غیر عرب پر پرتتے تھے اس کا سبب بنی کہ تمام غیر عرب مسلمان اور ایرانی جو پہلے عظیم تہذیب و تمدن کے مالک تھے اور جنہوں نے کشادہ دلی سے اسلام کو اس کی عدالت کی وجہ سے قبول کیا تھا۔ یہاں تک کہ وہ اپنی جان دے کر اسلام کا دفاع کرتے تھے عمومی طور سے خشم زدہ اور غضب ناک ہو گئے۔ دوسرے خلیفہ کے زمانے سے نسل پرستی کی سیاست مثلاً عرب کو غیر عرب پر فوقیت دی گئی تھی وہ بنوامیہ کے زمانے میں اپنی انتہا کو پہنچ چکی تھی خود اس نے ایرانیوں کے

Presented by Ziaraat.Com

اتحاد میں اور انؑ کے بنوامیہ پر اعتراضات نے اپنا مبہم اثر چھوڑا یہ اس لیے نہ تھا کہ ایرانی اپنی نسل کو دوسروں سے بہتر جانتے تھے بلکہ وہ تو صرف اسلامی عدالت کو چاہتے تھے۔

عاشورہ شیعوں کی تحریک کا نقطہ آغاز:

اسلام کے دشمنوں کی اصل حقیقت کربلا کے واقعہ میں نظر آ گئی تھی اور ملت اسلام بالخصوص شیعوں کے لیے یہ بیداری کا نقطہ آغاز ہوا۔ تاریخ کی گواہی کے مطابق امام حسینؑ اور آپ کے انصار کا مقدس خون جو کربلا میں ناحق بہایا گیا وہ اب حیات ثابت ہوا کہ جس نے خشک اور مایوس انسانوں کے بدنوں میں دوڑنا شروع کیا اور تحریکوں اور انقلابات اور قیام کا موجب ہوا۔ اس دن کے بعد سے شیعوں کے خونی انقلاب اور مبارزات شروع ہو گئے اور فیلپ کے بقول کہ کربلا کے واقعہ نے شیعوں میں جان ڈالی اور مذہب شیعہ کے چاہنے والوں کی تعداد میں اس طرح اضافہ کر دیا کہ کہا جا سکتا ہے شیعت کا آغاز اور اس کے ظاہر ہونے کی ابتداء عاشورہ محرم سے ہوئی ہے درست ہے کہ سنہ ۶۱ ھ محرم میں یزید کے حکم سے اور ابن زیاد کی رہبری میں اور عمر بن سعد اور کوفہ کے منافق اور شام کے سرداروں کے کمان میں کربلا کا ظالمانہ واقعہ وجود میں آیا۔ یزید کی صرف یہی ایک جنایت اور ظلم نہ تھا بلکہ یزید نے اپنی تین سالہ حکومت میں بڑی بڑی جنایات اور مظالم کا ارتکاب کیا ہے درحقیقت یہ تمام ظلم یزید نے پیغمبر علیہ السلام کے انقلاب اور اسلام سے انتقام لینے کے لیے انجام دیئے تھے اور بنوامیہ نے ظلم کرنے میں اہل بیتؑ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سرفہرست قرار دیا ہوا تھا۔

ہم اس لحاظ سے کہ شیعوں کے قیام کی اصل حقیقت اور بالخصوص مختار کے قیام کو خوب معلوم کر سکیں یزید کے اصلی چہرے کو یہاں نمایاں کرتے ہیں اور اس کثیف انسان کی جنایات کو اختصار سے بیان کرتے ہیں۔ اسی بیان سے شیعہ مذہب کی ترقی کے اسباب اور اتحاد اور لوگوں کی بیداری اور مختار کے قیام کے لیے زمین کا ہموار ہونا بھی اچھی طرح معلوم کر لیں گے۔

Presented by Ziaraat.Com

یزید کا اصلی چہرہ:

یزید موٹے بدن کا گھنے بال والا تھا۔ اس کی ماں میسون بجدل کلبی کی لڑکی تھی۔ اس کی خلافت کا زمانہ تین سال آٹھ مہینے تھا سنہ ۶۴ ھ میں ہلاک ہو گیا۔

مشہور مورخ مسعودی اپنی کتاب مروج الذھب میں لکھتے ہیں کہ یزید گانا بجانا باز اور کتے اور بندر چیتا باز انسان تھا۔ ہمیشہ شراب میں مست رہتا تھا۔ ایک دن شرب کی محفل میں بیٹھا ہوا تھا اور اس کے دائیں پہلو ابن زیاد بیٹھا ہوا تھا یہ امام حسینؑ کے قتل کے بعد کا واقعہ ہے۔

ابن کثیر نے لکھا ہے کہ یزید ایک عیاش اور خوش گزار انسان تھا۔ شکاری حیوانات مثل باز عقاب کتے بندر اور چیتے پال رکھے تھے اور غضب کا شراب خور تھا اکثر اوقات مست رہنے کی وجہ سے نماز نہیں پڑھتا تھا۔ امام حسینؑ کی شہادت کے بعد ایک دن ابن زیاد کو اپنے پہلو میں شراب کے دستر خوان پر بٹھایا ہوا تھا تو ساقی سے کہا:

اسقنی شربۃ تروی مشاشی
ثم مل فاسق مثلھا ابن زیاد
صاحب السر والامانۃ عندی
ولتسدید مغنمی وجہادی

اے پلانے والی شراب کا جام مجھے دے تا کہ تازہ دم ہو جاؤں۔ پھر اسی طرح کا ایک جام ابن زیاد فاسق کو بھی دے کیونکہ میرا وہ محرم راز اور امانت دار ہے اور فتح پانے والا امیر اجاہد ہے۔

اصل فطرت اور سنخیت کی رو سے اس کے مشیر اور دوست اور نزدیکی بھی یزید جیسے ہی تھے۔ عقاد کہتے ہیں کہ یزید کے اطرافی اور دوست سب کے سب جلاد آدم کش کتے باز اور آوارے تھے اور انسانی شرافت سے خالی یزید کو قابو رکھنے کے لیے اس کے اردگرد جمع تھے۔

شہید مطہری نے لکھا ہے کہ یزید کا اطرافی ایک ایسا گروہ تھا کہ جن کی انسانی فطرت

Presented by Ziaraat.Com

مسخ ہو چکی تھی مسعودی تحریر کرتے ہیں۔ کہ یزید کے اطرافی اور حاکم اور گورنر یزید کی طرح گناہوں میں غرق اور لاابالی اور آوارہ تھے اور یہ واضح ہے کہ لوگ حاکم کے دین پر چلتے ہیں۔ الناس علی دین ملوکھم یزید کے اردگرد بے دین قسم کے لوگ تھے۔

یزید کے زمانے میں فساد عام ہوا:

جب مسلمانوں کا رہبر اور خلیفہ ایسے کردار کا مالک ہو تو پھر واضح ہے کہ لوگوں اور معاشرے اور اجتماع کی کیا حالت ہوگی "فی ایامہ ظھر الغناء بمکہ و مدینہ" اس کے دور خلافت میں مکہ اور مدینہ میں غنا عام ہو گیا۔ یزید کی حکومت میں مرکز توحید اور وحی کی یہ حالت ہوگئی اور تمام مملکت میں فساد اور آزادی اور بے دینی عام ہوگئی۔ اور لوگ علی الاعلان شراب خوری کرتے تھے۔

یزید کا خاص بندر:

یزید نے مختلف حیوانات جو اپنی خوش گزارنی اور لہولعب کے لیے رکھے ہوئے تھے ان میں سے ایک خاص بندر پال رکھا تھا کہ جس سے وہ بہت زیادہ محبت کرتا تھا اور اس کا نام ابو قیس رکھا ہوا تھا۔ یزید اس بندر کو تخت خلافت پر اپنے پاس بٹھاتا تھا اور اس کے لیے مخصوص قسم کا تخت اور تکیہ مقرر کر رکھا تھا۔ یزید اس بندر کو ایک وحشی حیوان پر سوار کیا کرتا تھا کہ جسے اس کے لیے تربیت دے رکھی تھی۔ اور اس بندر کی مخصوص سواری پر خاص قسم کی زین اور عمدہ لگام لگا رکھی تھی اور جشن کے مخصوص دنوں میں اس کو مقابلے میں دوڑایا کرتا تھا۔ اس ابو قیس نامی بندر کے لیے ایک خاص قسم کا کرتا سرخ اور زرد ابریشم کا کہ جس کے کنارے سلے ہوئے ہوتے تھے مہیا کیا جاتا تھا اور اس کے سر پر رنگ برنگی ٹوپی پہنائی جاتی تھی۔ اب ملاحظہ کیجیے کہ مسلمانوں اور اسلام کی حالت کہاں تک پہنچ گئی ہے اور ابھی پیغمبر علیہ السلام کی نبوت کی آدھی صدی نہیں گذری کہ اسلام کی یہ حالت ہوگئی اور اس زمانے میں اس وسیع اسلامی مملکت میں ایسے لوگ بھی

Presented by Ziaraat.Com

موجود تھے جو روٹی کے محتاج اور بدن کے کپڑے نہ رکھتے تھے اور درباری بندر کی کس طرح پرورش کی جارہی تھی اور کس ناز و نعمت میں وہ پالا جارہا تھا۔ یہ تھی یزید پلید کی روحانی صفات کی ایک جھلک جو مورخین نے بیان کی ہے۔ لہذا یزید کے زمانے میں امر بالمعروف اور نہی المنکر بیان کرنے کی کوئی کوشش نہیں ہوئی کیونکہ فساد عام تھا اور خود یزید اس کا بانی تھا اور فساد اور قبیح افعال اعلانیہ بجالاتا تھا اور چاہتا تھا کہ اسلام کا نام تک نہ رہے امام حسین علیہ السلام چونکہ ایک مکمل مصلح اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی کامل پیروی کرنے والے تھے لہذا ان حالات کے مدنظر وہ اپنے جدامجد کے مقدس دین اسلام کی حفاظت کے لیے میدان میں اترے اور اپنے قوت بازو جان و مال اور عزیزوں کی قربانیوں سے ناموس اسلام کا مکمل دفاع کیا اور حفاظت کی اور اسلام کو نئی زندگی اور روح بخشی۔

دوسرا حصہ

﴿حجاز میں شورش﴾

ایک گروہ گمان کرتا ہے کہ یزید کے مظالم اور غلط کاریاں صرف واقعہ کربلا میں منحصر ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ یزید جیسے خبیث جانور کی تین سالہ دور حکومت میں ایسی ایسی جنایتیں اور ظلم واقع ہوئے ہیں کہ جن کے لکھنے سے تاریخ کو بھی شرم آتا ہے گرچہ فرزند رسول کا کربلا کے واقعہ میں قتل کیا جانا یزید کی جنایات میں سے سب سے بڑی جنایت تھی لیکن یزید نے

Presented by Ziaraat.Com

صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا تھا بلکہ اس نے مدینے کے لوگوں کا حق کے مطالبے کرنے اور ان کے یزید کی خلافت کو تسلیم نہ کرنے پر قتل عام کرایا۔ اس کے بعد یزید نے مکہ معظمہ کا محاصرہ کیا اور خانہ کعبہ پر آگ برسائی۔ حجاز سرتاپا شورش زدہ ہو گیا اور اسلام کے دو عظیم مرکز مکہ اور مدینہ کے لوگ امام حسینؑ کی شہادت کے بعد جوش خروش میں آئے اور پوری طاقت کے ساتھ بنو امیہ کے مقابلے میں آ گئے۔

مدینہ کا قتل عام واقعہ حرہ میں:

تمام معتبر تاریخوں نے جیسے طبری، یعقوبی، ابن اثیر، مسعودی وغیرہ نے حرہ کے واقعہ کو درج کیا ہے۔ ہم مروج الذہب سے بطور خلاصہ اس واقعہ کو یہاں نقل کرتے ہیں۔

جب یزید کے ظلم و جور اور فسق و فجور کا دامن تمام مملکت میں پھیل گیا تو مرکز وحی مدینہ کے لوگ کہ جن میں کچھ مہاجرین اور انصار بقید حیات تھے یزید کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے یزید کے مظالم اور بالخصوص فرزند رسول امام حسینؑ کے قتل کیے جانے کے بارے میں اور یزید کے فسق و فجور اور شراب خوری اور اس کی فرعون نما حکومت کہ درحقیقت اصلی فرعون کی حکومت بھی اس کی حکومت کے مقابلے میں ہیچ تھی یزید کے اس کردار کو دیکھتے ہوئے یزید کے خلاف بغاوت کر دی۔ اس شورش اور بغاوت کی کئی ایک وجوہات تھیں کہ جن میں سب سے بڑی وجہ کربلا کا واقعہ اور یزید کی حکومت کا فاسد ہونا تھا۔ اس شہر میں معاویہ اور اس کے معین کیے ہوئے حاکموں کی وجہ سے یہ شہر سیاسی لحاظ سے سرکش ہو گیا انہیں وجوہات کی بنا پر حجاز میں اعتراض اور غم اور غصے کی آگ بھڑک اٹھی اور وہاں کے لوگ مناسب وقت کی انتظار میں تھے تاکہ اپنے ہدف کو عملی جامہ پہنا سکیں اسی بنا پر کربلا کے واقعہ نے حالات کو دگرگون کر دیا اور لوگوں کو حکومت کے خلاف ہیجان میں لایا اور انہوں نے شورش اور بغاوت کر دی اور انہوں نے یزید کے معین کردہ حاکم عثمان بن محمد بن ابوسفیان کو شہر سے نکال دیا اور مدینہ کے چند ایک

Presented by Ziaraat.Com

مہاجرین اور انصار اور تابعین بزرگوں کو مدینہ میں حکومت قائم کرنے کے لیے متعین کر کے اپنی حکومت بنالی۔ مدینہ کے حالات اتنے شدید تھے کہ سوائے بنوامیہ کی حکومت کے خلاف جنگ کرنے کے اور کوئی صورت باقی نہیں رہی تھی۔

مدینہ میں حکومت بنا لینے کے بعد مسجد نبوی میں رسمی طور سے یزید کی حکومت کے خلاف سرکشی کا اعلان کیا گیا اور اس کی خلافت کو توڑ دیا گیا۔ ان تمام لوگوں سے واضح اور نمایاں شخص جو ایسے حق پرمبنی اقدام کو عملی جامہ پہنارہا تھا جناب عبداللہ فرزند حنظلہ غسیل الملائکہ تھے۔ لوگوں نے حالات کے واضح ہونے تک وقتی طور سے ان کی بیعت کر لی۔ انہوں نے بنوامیہ کے سرداروں کو جو بڑے بڑے محلوں میں رہنے والے تھے اور تمام کے تمام اپنے بزرگ مروان بن حکم کے محل میں اکٹھے ہو گئے تھے مدینہ کے شہر سے نکال دیا اس لحاظ سے اسلام کا پہلا پایہ تخت مدینہ شہر بنوامیہ کے نفوذ اور حکم سے خارج ہو گیا۔ جب یہ خبر یزید کو ملی تو اس نے اپنے دوستوں میں سے پست ترین اور خطرناک ترین انسان مسلم بن عقبہ کو ایک جرار لشکر تقریباً پانچ ہزار انسانوں کا سردار بنا کر مدینہ کے لوگوں کی سرکوبی کے لیے روانہ کر دیا جب وہ مدینہ کے قریب پہنچا تو اس نے حرہ نامی بیابان میں اپنا پڑاؤ ڈالا۔ مدینہ کے لوگ عبداللہ بن حنظلہ اور عبداللہ بن مطیع کی سرداری اور سرکردگی میں اپنے دفاع کے لیے نکلے لیکن ان بے سروسامان لوگوں نے یزید کے لشکر کے ظالمانہ حملے کے مقابلے میں شکست کھائی اور یزید کا لشکر مدینہ شہر میں داخل ہو گیا۔

یہ ایک بہت بڑی جنگ تھی کہ جس میں بہت زیادہ لوگ قتل ہوئے اور بنی ہاشم اور دوسرے قریشی اور انصار بھی بہت زیادہ تعداد میں مارے گئے۔ خونریزی اتنی زیادہ ہوئی کہ خون کی ندیاں بہہ گئیں اور لوگوں کا دردناک طریقے سے قتل عام کیا گیا۔ اور یزید کے ظالم لوگوں نے بنی ہاشم قریش اور دوسرے لوگوں کی بہت زیادہ تعداد قتل کی۔ مدینہ کے لوگ یزید کے قوی سازوسامان سے لیس لشکر کے مقابلے کے لیے بے سروسامان تھے لہٰذا انہوں نے اپنی مستقل

Presented by Ziaraat.Com

حکومت تشکیل دینے میں حرہ کی جنگ میں شکست کھائی اور یہ جنگ ان کی توہین اور ہتک حرمت پر اختتام پذیر ہوئی۔ مورخ لکھتے ہیں کہ یزید کا لشکر اپنے گھوڑوں اور اسلحہ اور جوتوں سمیت مسجد نبوی میں داخل ہو گیا اور پیغمبر علیہ السلام کی مسجد کو ناپاک اور آلودہ کیا پیغمبر علیہ السلام کے صحابہ میں سے ایک ہزار سے زیادہ کا قتل عام کیا گیا۔ اور بدری صحابہ میں سے کوئی بھی زندہ نہ بچا اور تقریبا نو سو باکرہ لڑکیوں پر یزید کے لشکر نے تجاوز کیا۔ یزید نے اپنے لشکر کے سردار مسلم بن عقبہ کو فرمان دے رکھا تھا کہ مدینہ کو فتح کرنے کے بعد تین دن تک لوگوں کا جان اور مال اور ناموس تیرے اور تیرے لشکر کے لیے حلال ہے انہوں نے بھی جتنا ان سے ہو سکا مدینہ کے لوگوں پر فساد اور تجاوز کیا۔

تاریخ فخری میں ہے، کہ حرہ کے واقعہ کے بعد جب مدینے کے لوگ اپنی لڑکی کی شادی کرتے تھے تو اس کے لیے باکرہ ہونے کی ضمانت نہیں دیا کرتے تھے۔ بعض نے لکھا ہے کہ مدینہ کے قتل عام میں چار ہزار سے زیادہ لوگ مارے گئے تھے۔ یزید کے عامل اور حاکم نے مدینے کے لوگوں کو جمع کیا اور کہا کہ تمہیں یزید کی بیعت اس شرط پر کرنی ہوگی کہ تم یزید کے غلام اور بردہ ہو اور انہیں وہ یزید کے غلام کے نام سے بلاتا تھا۔

حرہ کے واقعات کے جزئیات کے بارے میں بہت کچھ مورخین نے لکھا ہے ہم اس سے زیادہ لکھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

حرہ کا واقعہ سنہ ۶۳ ھ میں وقوع پذیر ہوا اور چونکہ یزید کے لشکر نے اپنا پڑاؤ مدینے کے اطراف میں حرہ کے بیابان میں ڈال رکھا تھا اور وہاں سے مدینہ کے شہر پر حملہ کرتے تھے لہذا تاریخ میں اس واقعہ کو حرہ واقعہ کا نام دیا گیا ہے۔

مکہ میں شورش:

مکہ میں بہت زیادہ ہیجان پیدا ہوا اور مکہ والوں نے مخالفت کی اور یزید کو رد کر دیا اور

Presented by Ziaraat.Com

یہ امام حسینؑ کی شہادت کی وجہ سے ہوا اور اسی واقعہ کی وجہ سے یہ شورش پیدا ہوئی اور اس کا رد عمل تمام اطراف میں ظاہر ہوا گرچہ امام حسینؑ کی شہادت کو بھی اس میں اثر تھا لیکن عبداللہ ابن زبیر کی بغاوت کو امام حسینؑ کے واقعہ سے مربوط نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ابن زبیر اپنے آپ کو امام حسینؑ سے جدا جانتا تھا اور امام حسینؑ کے حکومت حاصل کرنے کو امام علیہ السلام کے قیام سے پہلے بھی مانع ہوا کرتا تھا اور یہ اس لیے کہ امام حسینؑ لوگوں کے ہاں محترم تھے اور آپ کی اس کے درمیان کوئی رقابت نہ تھی اسی واسطے اس نے صبر کیا اور منتظر رہا کہ مناسب شرائط اس کی حکومت کے لیے موجود ہوں تب حکومت کو اپنے ہاتھ میں لے لے ابن زبیر کی بہت زیادہ کوشش تھی کہ جتنا ہو سکے امام حسینؑ جلدی عراق کی طرف روانہ ہو جائیں کیونکہ امام حسینؑ کا حجاز میں رہنا اس کے لیے سخت نگرانی کا موجب تھا کیونکہ حجاز تو صرف امام حسینؑ کی بیعت کرنا چاہتا تھا امام حسینؑ بھی اس حالت سے خوب واقف تھے لیکن پھر بھی امام حسینؑ عراق کی طرف روانہ ہو گئے تا کہ اپنے عملی قیام کو انجام دے سکیں۔ امام حسینؑ کا قیام ظلم کو ختم کرنا اور حکومت یزید کو نابود کرنا اور اسلامی حکومت کا عدل و انصاف قائم کرنا مقصود تھا۔

ابن زبیر حجاز میں رہ گیا اور تمام حالات کو دیکھتا رہا اور جب اسے امام حسینؑ کی شہادت کی خبر ملی تو اس وقت ابن عباس نے جو اسلام کے بعد بڑے سیاستمدار تھے ابن زبیر سے کہا کہ بخدا اب فضاء تیرے لیے ہموار ہو گئی ہے۔

"خلا الجو و اللہ لک یا بن زبیر" ابن زبیر نے فوراً بنوامیہ کے خلاف حجاز کی حکومت کو یزید سے علیحدہ کرنے کا اعلان کر دیا۔ اور کربلا کے واقعہ سے لوگوں کے جذبات سے فائدہ اٹھایا لیکن پھر بھی ابن زبیر کا قیام امام حسینؑ کے قیام سے بہت زیادہ فرق رکھتا تھا کیونکہ امام حسینؑ کے اقدام کی غرض حق و عدالت اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو برقرار کرنا تھا لیکن ابن زبیر کی غرض اپنے اغراض نفسانی کی تکمیل اور اقتدار اور حکومت کی خواہش تھی۔

Presented by Ziaraat.Com

مسجد الحرام پر حملہ:

یزید نے مدینہ کے لوگوں کے قتل عام اور غارتگری اور شہر کو منہدم کرنے کے بعد اپنے جانی اور ظالم سردار لشکر مسلم بن عقبہ کو حکم دیا کہ اپنے لشکر کے ساتھ مکہ معظمہ کی طرف ابن زبیر کی بغاوت کو فرو کش کرنے کے لیے روانہ ہو جائے۔ اس ظالم سردار کے ظلم و جور کی وجہ سے تاریخ نے اس کا نام مسلم کی بجائے مسرف یا مجرم کا نام دے رکھا ہے۔ خداوند عالم نے اسے اس کی زیادہ جنایات انجام دینے کی وجہ سے بہت زیادہ مہلت نہ دی اور وہ مکہ اور مدینہ کے راستے قدید نامی جگہ میں بہت سخت بیمار ہو گیا اور اسی جگہ واصل جہنم ہوا یقیناً اس پر خدا کی لعنت برستی ہے۔ اس کے مرنے کے بعد یزید کے ظالم اور جابر لشکر نے ایک اور ظالم اور جانی حصین بن نمیر کو اپنا سردار معین کر دیا حصین بن نمیر امام حسین علیہ السلام کے کربلا میں قتل میں بھی شریک تھا اور پھر مختار کے قیام میں یہ اپنے اعمال کی سزا میں ہلاک کر دیا گیا تھا کہ جس کا ذکر بعد میں آئے گا۔ جب حصین بن نمیر یزید کے لشکر کا سردار معین کر دیا گیا تو اس نے مکہ کی طرف حرکت کی اور مکہ کو تمام اطراف سے محاصرہ میں لے لیا اور شہر کے تمام اطراف میں جو جنگی لحاظ سے اہم تھے مورچے قائم کر دیئے۔ عبداللہ بن زبیر کو جو اپنے آپ کو مکہ کے مسلمانوں کا حاکم جانتا تھا محسوس ہوا کہ وہ شام کے لشکر جرار کا مقابلہ نہیں کر سکتا لہٰذا اس نے اپنے آپ کو مسجد الحرام میں پہنچا کر خانہ کعبہ میں پناہ لے کر خانہ کعبہ کو اپنی پناہ گاہ بنا لیا۔

حصین بن نمیر نے اپنے لشکر کے ساتھ مکہ شہر کا محاصرہ کر لیا اور مسجد الحرام کی بلندی والی جانب پر قبضہ کر کے وہاں سے پتھری توپوں کے ذریعے مکہ پر پتھر برسانے شروع کر دیئے اور مکہ کے اردگرد پتھری توپیں نصب کر دیں۔ گرچہ یزید کے لشکر نے مدینے کو درہم برہم کر دیا تھا لیکن مکہ کو زیر و زبر کرنا اس کے لیے مشکل تھا کیونکہ ابن زبیر نے اپنی تحریک کو حجاز اور مصر اور عراق تک پھیلا رکھا تھا اور ابن زبیر کعبہ میں پناہ لے چکا تھا اور شہر کے تمام دروازوں کو بند کر دیا

Presented by Ziaraat.Com

تھا حرہ کی جنگ سے بھاگے ہوئے اور بصری خوارج کا گروہ اور مختار ثقفی جوایک قوی سیاسی شمار ہوتا تھا یہ سب کے سب ابن زبیر کی مدد کو پہنچ گئے۔ عبداللہ بن زبیر اور اس کے مددگار اور مختار ثقفی ان تمام نے مسجد الحرام کو اپنی جنگ کا مرکز بنایا ہوا تھا (ہم نے مختار ثقفی کے ابن زبیر کے ساتھ کئی وجوہ کی بنا پر حمایت کرنے اور پھر مختار کے بعد میں ابن زبیر سے علیحدہ ہونے اور اس کے ساتھ جنگ کرنے کے اعلان کا اس کتاب میں اشارہ کر چکے ہیں۔

خانہ کعبہ کو آگ لگانا:

حصین بن نمیر نے عبداللہ بن زبیر اور اس کے ساتھیوں کو قتل اور قید کرنے کے لیے مسجد الحرام پر حملہ کر دینے کا حکم صادر کر دیا۔ بڑے بڑے پتھر توپوں کے ذریعے خانہ کعبہ پر گرائے گئے اور پتھروں پر کپڑے لپیٹ کر ان پر تیل ڈالا جاتا اور آگ لگا کر جب بھڑکنے لگتے تو خانہ کعبہ پر توپوں کے ذریعے گرائے جاتے جن سے خانہ کعبہ منہدم ہو گیا اور اس کے اطراف کے مکان جل گئے۔

افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ کتنی بڑی جنایت ہے کیا اس قوم کو اصحاب فیل کا قصہ یاد نہیں تھا کہ جس کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ کیا خانہ کعبہ کے ساتھ جنگ کرنا آسان تھا۔ مسعودی لکھتے ہیں کہ اس جنایت اور تجاوز کے نتیجے میں ایک بجلی آسمان سے یزید کے لشکر پر گری اور ایک کثیر جماعت کو اس نے ہلاک کر دیا اور یہ ہفتہ کے دن تیسری ربیع الاول ۶۳ھ میں واقع ہوا۔ اس جنایت اور ظلم کے گیارہ دن بعد یزید بن معاویہ ہلاک ہو گیا لیکن ابن زبیر اور اس کے ساتھی اسی طرح برابر مقابلہ کر رہے تھے اور آہستہ آہستہ ان کی حالت خطرناک ہو رہی تھی کہ گیارہ دن بعد خبر ملی کہ یزید مر گیا ہے شام کا لشکر متفرق ہو گیا اور جنگ کی حالت تبدیل ہو گئی۔ حصین بن نمیر نے عبداللہ بن زبیر سے مصالحت کر لی اور پھر سے ابن زبیر حجاز پر مسلط ہو گیا۔

کربلا کے واقعہ کے بعد یزید کا مکہ اور مدینہ پر تجاوز اور جنایت کرنے کے واقعہ کو

Presented by Ziaraat.Com

معتبر تواریخ جیسے طبری، یعقوبی، ابن اثیر، مسعودی میں ذکر کیا گیا جسے جستجو کرنی ہو وہ ان تاریخوں کا مطالعہ کرے۔ کربلا کا واقعہ لوگوں میں بیداری کا بالخصوص اور بنوامیہ کی حکومت کے خلاف سرکشی اور قیام کا بالعموم سبب ہوا اور مختار نے اس موقع سے اپنے قیام کے لیے خوب فائدہ حاصل کیا۔ جب یزید کے مرنے کی خبر مکہ میں پہنچی تو جنگ رک گئی۔ حصین بن نمیر نے مکہ کے باہر ابطح کے مقام پر عبداللہ بن زبیر سے کہا کہ تم میرے ساتھ شام چلو تا کہ میں وہاں تیرے ساتھ خلافت کی بیعت لوں لیکن ابن زبیر نے حصین بن نمیر کی اس پیشکش کو رد کر دیا اور فوراً وہاں سے مکہ کی طرف واپس لوٹ گیا۔ ابن زبیر نے حصین بن نمیر کی پیشکش کو قبول نہ کر کے اپنے لیے خلافت کے عمدہ موقع کو جو دمشق کے خراب حالات اور یزید کے مرنے سے اسے مل رہا تھا اپنے ہاتھ سے گنوا دیا۔

یزید کے مرنے کے بعد:

یزید کی ظالمانہ اور جنایت پیشہ حکومت تین سال اور کچھ مہینے رہی اور وہ اچانک ۶۴ھ میں جہنم واصل ہو گیا۔ یزید کے مرنے کے بعد دمشق میں بنوامیہ کے درمیان خلافت کے بارے میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ لوگ یزید کے بیٹے معاویہ ثانی کے ارد گرد جمع ہو گئے اور اسے خلیفہ کے عنوان سے لوگوں میں لے آئے لیکن وہ اپنے باپ یزید اور دادا کے ظلم اور جنایات سے بہت زیادہ متاثر ہو چکا تھا اور خلافت کے قبول کرنے پر کسی طرح بھی رضامند نہ تھا۔ وہ منبر پر گیا اور کہا لوگو میرے دادا نے حضرت علی علیہ السلام سے باوجودیکہ حضرت علی علیہ السلام رسولؐ کے قرابتدار تھے اور خلافت کے حقدار تھے خلافت کے بارے میں جنگ کی اور تمہیں ایسے کاموں کے بجا لانے پر آمادہ کیا کہ جنہیں تم بہتر جانتے ہو اور بالآخر اسے موت نے آلیا اور اپنے گناہوں میں گرفتار قبر میں پہنچ گیا۔ اس کے بعد اس نے منبر پر رونا شروع کر دیا اور اس کی آنکھوں سے آنسوں بہہ رہے تھے۔ کہنے لگا ہمارے لیے بہت زیادہ سخت ہے کہ اس کی عاقبت اور انجام کو

Presented by Ziaraat.Com

معلوم کر سکیں ہمیں معلوم ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کے فرزند کے قتل کرنے اور مکہ اور مدینہ کی ہتک اور توہین کرنے اور خانہ کعبہ کے ویران کرنے کا انجام کیا ہوگا۔ تمہارے وبال کو اپنی گردن پر لینے کے لیے حاضر نہیں ہوں تم جانو اور خلافت اس طرح کی گفتگو بلاذری نے بھی اپنے تاریخ میں نقل کی ہے۔

معاویہ بن یزید نے چالیس دن سے زیادہ حکومت نہیں کی اور خلافت اور حکومت کے استعفیٰ دینے کے انیس یا بیس دن بعد دنیا سے کوچ کر گیا اور اسے دمشق میں دفن کر دیا گیا۔ امام حسین علیہ السلام کی شہادت ۶۱ ھ میں واقع ہوئی۔ تین سال کے بعد یعنی ۶۴ ھ میں یزید بن معاویہ ہلاک ہو گیا۔ یزید کے مرنے کے بعد خلافت کا میدان عبداللہ بن زبیر کے لیے خالی ہو گیا کیونکہ حصین بن نمیر جو لشکر جرار لے کر یزید کے حکم سے عبداللہ بن زبیر سے جنگ کرنے آیا تھا اور اس نے مکہ کا محاصرہ کر رکھا تھا جب یزید کے مرنے کی اسے اطلاع ملی تو وہ سمجھ گیا تھا کہ یزید کی اولاد میں سے کوئی ایسا نہیں جو خلافت کے لیے موزوں ہو لہٰذا اس نے مصلحت اسی میں دیکھی کہ وہ عبداللہ بن زبیر سے مصالحت کرلے اس نے عبداللہ بن زبیر سے ملاقات کی اور اس سے درخواست کی کہ وہ اس کے ساتھ شام چلے تا کہ وہ شام کے تمام لوگوں سے تیرے لیے بیعت لے اور اس ذریعے سے بے گناہ لوگوں کی خونریزی کو روکا جا سکے لیکن ابن زبیر نے اس کی اس درخواست کو قبول نہ کیا اور مکہ میں رہ جانے کو ترجیح دی حصین بن نمیر اس گفتگو سے بغیر نتیجہ حاصل کیے اپنے لشکر کے ساتھ شام روانہ ہو گیا اور پورے حجاز کو عبداللہ بن زبیر کے حکومت کرنے کے لیے خالی کر گیا۔ شام میں لوگوں نے یزید کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے معاویہ ثانی کی بیعت کر لی لیکن اس کی خلافت بھی چند ایک دن سے زیادہ تک باقی نہ رہی اور وہ خلافت سے دستبردار ہو گیا کیونکہ معاویہ ثانی بنو امیہ کو خلافت کا حقدار نہیں سمجھتا تھا اور اس نے چالیس دن حکومت میں رہنے کے بعد اس مطلب کو واضح طور پر بیان کر دیا اور حکم دیا کہ منادی

Presented by Ziaraat.Com

لوگوں میں ندا دے کہ لوگ مسجد میں اکٹھے ہو جائیں۔ اور جب لوگ اکٹھے ہو گئے تو اس نے اپنی خلافت سے دستبرداری کا اعلان کر دیا۔ معاویہ ثانی اس کے چند دن بعد بطور مشکوک ہلاک ہو گیا۔ اسکے مرنے کے بعد لوگوں میں خلافت کے بارے میں بہت زیادہ اختلاف پیدا ہو گیا۔

بنو امیہ کے سرداروں اور امیروں میں سے ایک مروان بن الحکم تھے آپ تیسرے خلیفہ حضرت عثمان کے چچازاد تھے اور اس وقت عمر کے لحاظ سے بنو امیہ کے لوگوں میں سے سب سے بڑے تھے اور لوگوں کی نگاہوں میں محترم شمار ہوتے تھے۔ یزید کی خلافت کے زمانے میں یزید کی طرف سے مدینہ کے حاکم اور گورنر تھے جب اس نے یزید کے مرنے کی خبر سنی تو مدینہ سے شام چلا گیا بہت ردوبدل کے بعد انہوں نے بنو امیہ کو اپنا خلیفہ ہونا اور اپنی بیعت لینے پر راضی کر لیا اور یزید کے فرزند خالد کی ماں سے رسمی طور سے نکاح کر لیا تا کہ یزید کے ہوا خواہوں کی گڑبڑ کو اس طرح سے خاموش کر دے اور اس حیلے سے خالد کے ذہن سے بھی خلیفہ ہونے کی خواہش کو ختم کر دے اور یہ معلوم رہے کہ یہ خالد اپنے آپ کو مروان کی نسبت خلیفہ ہونے کا زیادہ حقدار سمجھتا تھا کیونکہ اس کے دادا معاویہ نے پہلے اسے اپنا وارث قرار دیا تھا اولاد ابوسفیان کی اولاد مروان بن الحکم کی بیعت پر راضی نہ تھی لیکن مروان نے ان سے عہد کیا تھا کہ اپنے بعد خلافت کو خالد کے سپرد کر دے گا لیکن جب مروان خلافت پر قابض ہو گیا تو اس فکر میں گیا کہ خلافت کو معاویہ کی نسل سے نکال کر اپنی نسل میں منتقل کر دے مروان نے خالد کی ماں سے نکاح کر کے خالد کی توہین کی اور اسے خلافت کے مطالبے سے دستبردار کر دیا۔ چند مہینوں کے بعد ایک بات پر خالد اور مروان کے درمیان جھگڑا ہو گیا مروان نے اس کے سامنے اس کی ماں کو برائی سے یاد کیا۔

خالد نے یہ واقعہ اپنی ماں سے بیان کر دیا خالد کی ماں نے اس سے کہا کہ تم فکر نہ کرو کہ میں مروان کے ساتھ ایسا کام کروں گی کہ جس کے بعد وہ تم سے اس طرح نہیں کرے گا۔

Presented by Ziaraat.Com

جب رات ہوئی اور مروان اپنے کمرے میں سونے کے لیے آیا اور سو گیا تو خالد کی ماں نے شاہد اپنی بعض کنیزوں کے ذریعے سے اس کے منہ پر تکیہ رکھ دیا اور اس پر خود بیٹھ گئی یہاں تک کہ مروان مر گیا اور لوگوں کو گمان ہوا کہ وہ طبعی موت مر گیا ہے جب اس کے بعد مروان کا بیٹا عبدالملک خلافت پر متمکن ہوا تو وہ اپنے باپ کے انتقام لینے سے منصرف ہو گیا کیونکہ اس کے اس طرح انجام دینے سے اس کی بدنامی ہوتی تھی اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ مروان کو ایک عورت نے قتل کر دیا ہے لیکن اس کے باوجود عبدالملک کے دل میں خالد کے بارے میں کینہ موجود رہا۔

مروان بن الحکم خلافت پر قابض ہونے کے نو مہینے اور کچھ دن بعد ہلاک ہو گیا لیکن وہ خلافت کو اپنے بعد اپنی اولاد میں منتقل کر گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا عبدالملک شام میں خلیفہ ہو گیا عبدالملک کے زمانے میں بنو امیہ کی حکومت بہت ترقی پر پہنچی اور تمام اسلامی مملکت پر عبدالملک فرمانروا اور خلیفہ ہو گیا۔ عبدالملک ایک بہت بڑا سیاسی اور مدبر انسان تھا اور وہ اکثر اسلامی مملکت کو اپنے کنٹرول لے آیا فقط حجاز کے حصہ پر عبداللہ بن زبیر مسلط تھا۔ عراق کے لوگ جو اکثر اہل بیتؑ کے طرف دار اور شیعہ تھے وہ شام کی حکومت کے زیر اثر ہونے اور تسلیم ہونے پر راضی نہ ہوئے اس طریقے اور سیاست سے بنو امیہ نے خلافت کو اپنے لیے محفوظ کر لیا جب کہ قریب تھا کہ خلافت کی باگ ڈور ان سے نقل ہو کر حجاز منتقل ہو جائے اس کے بعد خلافت بنو امیہ کے خاندان مروان کی نسل میں چلتی رہی۔

Presented by Ziaraat.Com

تیسرا حصہ

﴿عراق کے دگرگون حالات﴾

یزید کی اچانک موت نے بنو امیہ کی حکومت کو متزلزل کر دیا۔ عراق جو بنو امیہ کے زیر تسلط تھا وہ بنو امیہ کی حکومت کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا اور مختلف واقعات اور حوادث کا گڑھ بن گیا۔

بصرہ میں گڑبڑ:

بصرہ بنو امیہ کی حکومت کا مطیع اور فرمانبردار تھا لیکن اس مرتبہ اس نے ایک قوی ارادے سے مجبوراً جلدی کی۔ عبداللہ بن زیاد بصرہ کا گورنر تھا اس نے یزید کے مرنے کی خبر پہنچنے کے بعد ہی فرصت کو غنیمت سمجھتے ہوئے بنو امیہ کی بیک پر اپنے لیے بیعت لینے کی کوشش کی لیکن اسے اس میں ناکامی ہوئی بصرہ نے یزید کے بعد ہاشمی خاندان کی مشہور اور معروف شخصیت عبداللہ بن حارث بن نوفل سے بیعت کر لی لیکن وہ اپنے اس ارادے میں کامیاب نہ ہو سکا کیونکہ بصرہ پورے کا پورا شورش زدہ ہو چکا تھا بصرہ خوارج کی قوت اور قبائلی جنگ کی وجہ سے ایسی حالت پیدا کر چکا تھا۔ مجبوراً بصرہ کا بحران اپنی انتہا کو پہنچا ہوا تھا یہی اس بات کا سبب بنا کہ بصرہ کے لوگوں نے متحد ہو کر حجاز کے خلیفہ کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ ابن زبیر نے پہلے تو حارث بن عبداللہ ربیعہ کو بصرہ روانہ کیا اس نے بصرہ میں امن برقرار رکھنے کے لیے کوشش کی اور پھر مصعب ابن زبیر بصرہ میں آ گیا اور نئے گورنر کے عنوان سے بصرہ کی حکومت کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

Presented by Ziaraat.Com

کوفہ:

امام حسینؑ کی شہادت کے بعد کوفہ جو گناہوں کے دلدل میں غرق ہو چکا تھا یزید کے مرنے کے بعد ان نے ایک سخت رویہ اختیار کیا اور بالخصوص بنو امیہ کی حکومت کی سخت روش اور لوگوں کو قتل کر دیئے جانے پر جو اس شہر میں ان کے علوی مذہب کی طرف میلان کی وجہ سے وجود میں آ چکی تھی کوفہ پر جلتی کا کام کیا۔ اور یہ واضح تھا کہ کوفہ مذہب شیعہ کی تحریک کا مرکز شمار ہوتا تھا اور اس شہر کی سیاست بصرہ سے مختلف تھی کیونکہ بصرہ سازگاری والی سیاست اپناتا تھا اور کوفہ کی سیاست گرم اور انقلابی تھی۔ اسی سبب سے کوفہ میں یزید کے گورنر عمرو بن حریث کو قبول نہ کیا اور بنو امیہ کے نظام کو حتمی طور سے رد کر دیا گیا اور عمرو بن حریث کی جگہ عامر بن مسعود کو گورنر قبول کر کے بٹھا دیا گیا۔ کوفہ کے کچھ لوگوں نے ابن زبیر کو بھی خط لکھا اور اس سے وفاداری کا اعلان کیا کیونکہ ابن زبیر امام حسینؑ کے خون کے انتقام لینے کا مدعی تھا اور بنو امیہ کا بہت سخت دشمن تھا اس لحاظ سے عراق بنو امیہ کی حکومت کے تسلط سے خارج ہو چکا تھا اور کوفہ اس زمانے میں آتش فشاں پہاڑ کی طرح ہو چکا تھا جو عنقریب پھٹ جائے گا کیونکہ یہ شہر دوسروں شہروں کی نسبت گناہوں کی سنگینی اور ندامت کے احساس میں زیادہ مبتلا تھا اسی شہر کے لوگوں نے امام حسینؑ کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دی تھی اور پھر انہوں نے سخت حالات میں امام حسینؑ کو تنہا چھوڑ دیا تھا۔ یہ شہر اپنی حالت پر آیا اور سر تا پا گناہ اور غیض وغضب اور نفرت کا مجسمہ بن چکا تھا۔ اپنے گناہوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے کوئی چارا کار اور جائے پناہ کی تلاش میں تھا ان حالات اور شرائط میں کوئی رہبر اور پیشوا لوگوں کے ایسے احساسات سے خوب استفادہ کر سکتا تھا اور انہیں منظم کر کے بنو امیہ کے خلاف بغاوت پر آمادہ کر سکتا تھا لیکن اس کے باوجود کہ لوگوں کے دلوں میں غیض وغضب کی موجیں موجزن تھیں پھر بھی اس شہر کی نفسانی اور سیاسی حالات نے اس شہر کی طاقت کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱) خالص شیعہ جو بہت زیادہ اور جلدی میں ایک سخت اقدام کرنے کے حامی تھے۔ ایسے لوگ زیادہ تر یمنی اور ایرانی موالی اور غلام تھے۔

(۲) بنو امیہ کی حکومت کے وفادار جو زیادہ تر عراق کے اشراف اور ثروتمند طائفہ مضر پر مشتمل تھے اور ان میں سے بہتوں نے کربلا کے مظالم اور جنایات میں بہت زیادہ رول ادا کیا ہوا تھا۔

(۳) منفی بافی گروہ جو گرچہ بنو امیہ کی نظام اور حکومت کے مخالف تھے لیکن وہ تردید ی اور حیث بیث کی حالت میں مبتلا تھے اور ان کا یک طرفہ نظریہ موجود نہ تھا تو ابین کے قیام کے بانی اور سر کردہ کہ جنہیں انصار الثورہ اور انقلابی کہا جاتا تھا یمن کے قبیلے کے لوگ تھے۔ یہ لوگ امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد خفیہ طور پر ایک جگہ اکٹھے ہوئے اور اپنے آپ کو سخت ملامت اور سرزنش کی اور اس بات پر کہ انہوں نے امام علیہ السلام کو خواہش اور تمنا کر کے اپنے شہر آنے کی دعوت دی لیکن انہیں ضرورت کے وقت تنہا چھوڑ دیا بہت زیادہ شرمندہ تھے کہ جو انہیں اندر سے کھائے جا رہا تھا۔ ان لوگوں نے حتمی ارادہ کر رکھا تھا کہ جس طرح بھی ہو وہ اپنے دامن سے اس گناہ اور ننگ و عار کو دھو کر رہیں گے۔

مسعودی مورخ کا اعتراف:

سنہ ۶۵ ھ میں شیعوں میں جذبہ اور حرکت پیدا ہوئی اور وہ امام حسین علیہ السلام کی مدد نہ کرنے پر ایک دوسرے کو سرزنش کرتے تھے اور اس کوتاہی میں ندامت اور پشیمانی کا اظہار کرتے تھے۔ انہیں معلوم ہو گیا کہ وہ کتنی بڑی خطا کے مرتکب ہوئے ہیں کیونکہ انہوں نے خود ہی امام حسین علیہ السلام کو کوفہ آنے کی دعوت دی تھی اور پھر انہیں دشمنوں میں تنہا چھوڑ دیا اور آپ کی مدد نہ کی اور انہوں نے جان لیا تھا کہ اتنی بڑی غلطی جو قابل بخشش نہیں اور اتنا بڑا گناہ اور ننگ و

Presented by Ziaraat.Com

عار جوان کے دامن پر لگ چکا ہے سوائے جان دے دینے اور امام کی راہ میں قتل کیے جانے کے پاک اور صاف نہیں ہوسکتا اور ان کا عقیدہ تھا کہ انہیں امام کے دشمنوں کو قتل کرنا چاہیے اور خود قتل ہو جانا چاہیے شاید خداوند عالم ان کی خطاء اور گناہ سے درگزر کر لے۔ شیعوں کے قیام اور انقلاب کے مرکزی کردار ادا کرنے والے عراق کے شیعوں میں وہ سردار اور معمر انسان تھے کہ جو درج ذیل ہیں:

(۱) سلیمان بن صرد خزاعی

(۲) عبداللہ بن والی تمیمی

(۳) رفاعہ بن شداد بجلی

(۴) عبداللہ بن سعد اروی

(۵) مسیب ابن نجبہ فزاری

کوفہ کے شیعوں نے ان پانچ افراد کی سرداری میں قیام کیا یہ قیام توابین کے قیام سے مشہور ہوا۔ یہی مطلب طبری نے بھی ذکر کیا ہے۔

کوفہ کے شیعوں کے انقلاب کی اصلی غرض اور علت وہی کربلا کے شہیدوں اور امام حسینؑ کے خون کا انتقام لینا تھا۔

توابین کا انقلاب اور قیام:

توابین کوفہ کے شیعوں میں سے اس گروہ کو کہا جاتا ہے کہ جو امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد بہت زیادہ اپنے کیے پر پشیمان تھے اور کیوں نہ انہوں نے امام حسین علیہ السلام کی مدد کی اور کہتے تھے کہ ہمارا یہ گناہ سوائے شہید ہو جانے کے نہیں بخشا جا سکتا۔

توابین کے انقلاب کی حقیقت کو بیان کرنے کے لیے ایک مستقل عنوان کی ضرورت ہے ہم یہاں شیعوں کے اس اہم تاریخی اقدام کو مختصر بیان کرتے ہیں۔ مختار کا قیام اور انقلاب

Presented by Ziaraat.Com

توابین کے قیام کے فوراً بعد واقع ہوا۔ توابین کے قیام کے وقت مختار کوفہ میں تھے اور اپنے آپ کو قیام کے لیے مہیا کر رہے تھے لیکن عراق کے شیعوں نے مختار کی دعوت سے پہلے سلیمان بن صرد کی بیع چار دوسرے آدمیوں کی رہبری اور سرداری میں ان کی بیعت کر لی اور انہوں نے سنہ ۶۵ ھ کے اوائل میں انقلاب کا آغاز کر دیا۔ یہ بات ضرور یاد رکھنی چاہیے کہ اکثر مورخین نے لکھا ہے کہ مختار سو فیصدی بنو امیہ اور امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں کے خلاف تھے اور توابین کے ساتھ انتقام لینے کے موافق تھے لیکن مختار توابین کے ساتھ اس بات پر متفق نہیں تھے کہ وہ بنو امیہ کے خلاف اپنی طاقت کے مطابق جتنا ہو سکے دشمنوں کو قتل کریں اور اس کے بعد خود شہید ہو جائیں اور سلیمان بن صرد کے سرداری جنگی طریقے اور جنگ کو کنٹرول کرنے کے پروگرام کے بارے میں شک اور تردید رکھتے تھے۔ اسی وجہ سے مختار توابین کے ساتھ ان کے انقلاب میں شریک نہیں ہوئے۔ البتہ ایک اور وجہ بھی اس کے شریک نہ ہونے کی تھی اور وہ وجہ یہ تھی کہ ابن زبیر کے حکام نے مختار کو کوفہ میں قید کر دیا اور اس وقت کوفہ ٹھہرے ہوئے تھے اور وہ توابین کے انقلاب برپا کرنے کے وقت قید خانے میں تھے۔ ہم مختار کے قیام کو جو ایک بہادر اور بزرگ شیعہ تھا بعد میں پڑھنے والوں کے لیے نقل کریں گے۔

توابین دشمن کے روبرو ہونے سے پہلے کربلا میں آئے اور امام حسین علیہ السلام اور شہداء کربلا کی قبروں کے پاس بہت زیادہ گریہ اور بکاء میں مشغول ہوئے اور وہاں عزاداری اس طرح بجالائے کہ کئی کئی دفعہ بے ہوش ہو جاتے تھے اور شہداء کی ارواح سے مدد طلب کرتے اور خداوند عالم کی ذات سے توبہ اور مغفرت کرتے تھے۔ اس کے بعد اپنے لشکر کو عراق اور شام کی سرحد کی طرف لے گئے۔ جوش اور ہیجان دلانے والے شعراء نے بھی اس دوران اپنا کارنامہ انجام دیا اور اپنے اشعار امام حسین علیہ السلام کے خون کے انتقام لینے کے لیے لوگوں کو اور پھر اس کے بعد خدا ہی کی طرف بالآخر لوٹ جانے کی ترغیب اور تحریص دلائی۔

Presented by Ziaraat.Com

عبداللہ بن احمر معروف شاعر تھے انقلاب برپا کرنے اور شہید ہو جانے کی اپنے قصیدہ میں ترغیب دلائی ہم ان کے اس قصیدے کے چند ایک اشعار نقل کرتے ہیں۔

صحوت و ودعت الصبا و الغوانیا

و قلت لاصحابی اجیبوا المنادیا

میں نے آواز بلند کی اور اپنے دوستوں سے کہا کہ آواز دینے والے کو جواب دو:

و قولوا له اذ قام یدعو الی الهدی

و قبل الدعا لبیک لبیک داعیا

وہ جو آپ کو ہدایت کی طرف بلا رہا ہے اس کو لبیک لبیک کہو

یہ ایک طویل قصیدہ ہے کہ جس میں شاعر نے لوگوں کو امام حسینؑ کی مدد نہ کرنے پر سرزنش اور ملامت کی ہے اور پھر کہتا ہے کہ اب وقت آ گیا کہ سلیمان بن صرد کی دعوت کا مثبت جواب دو اور اپنے گناہوں کا جبران اور تلافی کرو۔

توابین کا لشکر قرقیا نامی دیہات جو فرات کے نزدیک تھا پہنچ گیا وہاں تھوڑی دیر قیام کیا اور پھر وہاں سے ایک حساس نقطہ عین الوردہ کی طرف روانہ ہو گئے کیونکہ انہیں اطلاع مل چکی تھی کہ شام کے دشمن کا لشکر تیس ہزار آدمیوں پر مشتمل ابن زیادہ کی سرداری میں ان کے مقابلے کے لیے شام سے حرکت کر چکا ہے۔

عین الوردۃ کی جنگ:

توابین کا لشکر عین الوردہ نامی جگہ پر شام کے لشکر کے روبرو ہوا۔ شام کے لشکر کا فرمانروا اور سردار ابن زیادہ تھا۔ اس کی مدد کے لیے دوسرے فرمانروا بھی اس کے لشکر کا جزو تھے جو یہ حضرات ہیں:

(۱) حصین بن نمیر، بنو امیہ کے حاکموں میں سے یہ ایک کثیف اور پست انسان تھا۔ یہ

Presented by Ziaraat.Com

کربلا کے واقعہ میں امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں میں سے شمار ہوتا تھا۔

(۲) شرجیل بن ذی الکلاع حمیری یہ بھی واقعہ کربلا میں جنایتکاروں میں سے ایک تھا۔

(۳) ادھم بن محرز باہلی۔ باہل قبیلہ کا سردار تھا اور اہل بیتؑ عظام کے سخت ترین دشمنوں میں سے تھا۔

(۴) ربیعہ بن مخارق غنوی۔ یہ بھی اہل بیتؑ عظام کے سخت ترین دشمنوں میں سے ایک تھا

(۵) جبلہ بن عبداللہ خشعمی۔ یہ بھی اہل بیتؑ عظام کے سخت ترین دشمنوں میں سے ایک تھا (ابن زیاد اور حصین بن نمیر اور دوسرے جنایتکاروں کی ایک کثیر جماعت جناب مختار اور ابراہیم اشتر کی جنگ میں قتل کیے گئے اور جہنم واصل ہوئے جس کی تفصیل بعد میں آئے گی)

توابین کا لشکر شام کے باطل لشکر کے آمنے سامنے ہوا۔ توابین کے لشکر کی تعداد تقریباً چار ہزار تھی اور دشمن کے لشکر کی تعداد تقریباً تیس ہزار تھی۔

توابین کا جنگی نعرہ تھا ''یا الثارات الحسین'' یعنی امام حسین علیہ السلام کے خون کا انتقام لینے والے جنگ بہت سخت ہوئی اور چونکہ توابین کی غرض اور غایت شہید ہو جانا تھا وہ جان سے درگزر کر کے لڑ رہے تھے اور بے پرواہ ہو کر دشمن کے قلب لشکر پر بار بار حملہ کر رہے تھے اور یہ فریاد اور نعرہ لگاتے تھے۔ الجنہ الجنہ اور توابین کا ایک گروہ جنگ کرنے کی حالت میں یہ فریاد کرتا تھا کہ خدایا ہمیں بخش دے اور معاف کر دے۔ انہوں نے دشمن کے لشکر کے بہت زیادہ لوگوں کو قتل کیا۔ جناب سلیمان بن صرد خزاعی حصین بن نمیر کے لشکر کے افراد ہاتھوں شہید کر دیئے گئے اور سلیمان کے پانچ سردار جو اس کے مددگار تھے ایک کے بعد دوسرا توابین کے لشکر کی سرداری کو قبول کرتا جا رہا تھا اور شہید ہوتا گیا اور توابین کا اکثر لشکر شہید ہو گیا اور شام کے لشکر کے غالب آ جانے سے جو تھوڑے سے توابین زندہ بچ گئے تھے وہ وہاں سے نکل کر عراق میں مختار

Presented by Ziaraat.Com

کے ساتھ آ کر مل گئے۔ تو ابین کے پانچ سرداروں میں سے جو لشکر کو کنٹرول کر رہے تھے سوائے رفاعہ بن شداد کے اور ایک قول کے بموجب عبداللہ بن شداد کے اور کوئی زندہ نہ بچا اور تمام شہید ہو گئے۔ عین الوردہ کی جنگ کا واقعہ کہ جس میں کئی ہزار شیعہ توابین کے اور بہت زیادہ شام کے لشکر کے قتل ہوئے کو تاریخ میں ثبت کیا جا چکا ہے۔ اس دفعہ بھی شیعوں نے ایثار اور قربانی اور ایمان اور جانثاری کا زرین ورق اہل بیتؑ عظام کی راہ میں شیعوں کی خونین تاریخ میں اضافہ کیا ہے۔ خداوند عالم کا درود شہدا حق اور فضیلت ان کی ارواح پر نازل ہو۔ آمین۔ گرچہ یہ واقعہ ابتداء سے ختم ہونے تک تھوڑی مدت کا تھا لیکن اس نے پاک شعیوں کی شجاعت کے اہم ترین اقدام کا نشان چھوڑا ہے۔

بنی امیہ کی نسل پرستی کی سیاست:

بنی امیہ کے مظالم اور ان کے مملکت پر حکومت کرنے کے غلط طریقے کے علاوہ ایک اور وجہ یہ بھی تھی کہ جس کی وجہ سے لوگ بنو امیہ کے خلاف شورش برپا کرنے پر مجبور ہوئے اور وہ تھی بنو امیہ کی نسل پرستی کی سیاست جس نے مسلمانوں کو دو حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔

(۱) عرب کہ جن کو بہت زیادہ پروٹوکول دیا جاتا تھا۔

(۲) موالی یعنی غیر عرب کہ جنہیں ذلیل اور حقیر جانا جاتا تھا اور حاکم ان پر ظلم ڈھاتے تھے۔ گرچہ نسل پرستی کی سیاست کے بانی تو دوسرے خلیفے تھے جیسے کہ شیعہ اور سنی تواریخ سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ شہید مطہری بنو امیہ کی سیاست کی شناخت اور خصوصیت ان کی نسل پرستی کو قرار دیتے ہیں اور لکھتے ہیں۔ کہ بنو امیہ چند ایک چیزوں کی حمایت کرتے تھے اور چند ایک چیزوں کا مقابلہ کیا کرتے تھے جن چیزوں کی بنو امیہ حمایت کیا کرتے تھے وہ نسل پرستی کے تعصب کو ابھارنا تھا۔

الامام الصادق کتاب میں لکھتے ہیں کہ حجاج نے اپنے بصرہ کے حاکم کو لکھا کہ جب

Presented by Ziaraat.Com

میرا خط تمہیں ملے تو نبطیہ قبیلے کے لوگوں کو اپنے سے دور کرو کیونکہ یہ دین اور دنیا کے لیے مفسد اور فساد برپا کرنے والے ہیں۔ جرجی زیدان لکھتے ہیں کہ بنوامیہ کی نگاہ میں لوگ تین قسم کے ہوا کرتے تھے:

(۱) حاکم اور حکومت کرنے والے کہ وہ صرف عرب ہوا کرتے تھے۔

(۲) موالی یعنی غلام، وہ مسلمان جو آزاد کیے جا چکے تھے۔

(۳) ذمی وہ کفار جو اسلامی حکومت کو جزیہ دیا کرتے تھے۔

معاویہ مصر کے لوگوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ مصر کے لوگ تین گروہ ہیں۔ ناس، شبہ ناس ونسناس یالاناس یعنی جانور پہلا گروہ عرب ہیں دوسرا گروہ موالی ہیں۔ تیسرا گروہ ذمی یعنی نبطی ہیں۔

پیغمبر علیہ السلام کے زمانے میں اسلام کی تعلیم کی رو سے نسل پرستی اور عرب کو غیر عرب پر برتری دیا جانا ختم ہو چکا تھا۔ لیکن متاسفانہ خلیفہ دوم کے زمانے میں یہ تعصب اور نسل پرستی پھر سے زندہ ہوگئی اور جب حضرت علی علیہ السلام کی حکومت قائم ہوئی تو آپ نے اپنے اقتدار کے فوراً بعد اس سیاست کی سخت مخالفت کی اور اسے دور پھینک دیا اور آپ نے کتاب اور سنت کی رو سے معمولی سا فرق مسلمانوں کے درمیان عرب ہو یا غیر عرب میں نہیں کیا کرتے تھے ۔معاویہ جو دوسرے خلیفے کی طرف سے شام میں گورنر مقرر کیا گیا تھا اس نے نسل پرستی کی سنت کو خوب زندہ کیا اور جب معاویہ خود خلیفہ بن گیا تو اپنے حکم اور فرمان دیئے جانے سے اس نسل پرستی والے تعصب اور فرق کو اچھی طرح مضبوط کیا۔ اس نے عمرو عاص کو غیر عربوں کے بارے میں مصر میں خط لکھا۔ اور ابن زیاد کو ایک اور خط لکھا کہ جس میں معاویہ نے عراق میں غیر عربوں کے بارے میں یوں لکھا۔ ایرانیوں کے بارے میں ہوشیار رہنا انہیں کبھی بھی عربوں کے برابر قرار نہ دینا۔ عرب کو حق پہنچتا ہے کہ ایرانیوں سے عورت لے لیکن ایرانیوں کو کوئی حق نہیں پہنچتا

Presented by Ziaraat.Com

کہ وہ عرب سے شادی کرے عرب ایرانیوں سے ارث لے سکتا ہے لیکن ایرانی عربوں سے ارث نہیں لے سکتا جہاں تک ہو سکے ایرانیوں کی تنخواہیں وغیرہ اور دوسرے حقوق کمتر دیئے جائیں۔ ایرانیوں کو پست ترین کام سپرد کیے جائیں۔ عرب کے ہوتے ہوئے غیر عرب نماز جماعت نہ پڑھائے۔ غیر عرب نماز جماعت کی پہلی قطار میں کھڑے نہ ہوں۔ سرحدوں کی حفاظت اور قضاوت غیر عربوں کے سپرد نہ کی جائے لوگوں کا مختار کے ارد گرد اکٹھے ہو جانے اور اسے پسند کرنے کی ایک یہی وجہ تھی کہ مختار نے نسل پرستی اور قومی تعصب کو دور پھینک دیا تھا۔ علامہ محمد مہدی شمس الدین لکھتے ہیں کہ انصافاً مختار نے کامیاب ہونے کے بعد انصاف اور عدالت کے طریقے کو اپنایا اور طبقاتی اور قومی اور نسلی فرق اور تعصب جو دوسرے خلیفے کے زمانے سے بنوامیہ کے زمانے تک اپنی قوت پر باقی تھا کو دور پھینک ڈالا اور جامعہ کے محروم طبقے یعنی غیر عرب موالی اور ایرانیوں کو جو اس وقت تک یہ اصول کہ کام زیادہ لیا جائے اور مزدوری اور حق کم دیا جائے باقی تھا اسے دوسرے مسلمانوں کے مساوی قرار دیا اور عربوں کو غیر عربوں پر ترجیح نہ دی اور تمام کے حقوق کو مسلمان ہونے کی حیثیت سے مساوی قرار دیا۔ یہی مختار کی عادلانہ سیاست تھی کہ جس کی وجہ سے مختار کے اکثر مددگار محروم اور مظلوم طبقہ پر مشتمل تھے۔

ڈاکٹر فیاض جو بغداد یونیورسٹی کے استاد ہیں اس بارے میں لکھتے ہیں کہ مختار کے قیام میں وہ تندرو جو شیعہ تھے وہ سب کے سب مستضعفین سے ہی تھے۔

مختار کے قیام میں ایرانیوں کا رول:

علامہ دہ خدا اپنے لغت نامہ میں تحریر کرتے ہیں کہ چونکہ بنوامیہ کی سیاست عربوں کی برتری اور ایرانیوں اور موالی کی تذلیل اور تحقیر پر مبنی تھی۔ ایرانی حکومت میں داخل ہو کر کام کر رہے تھے لیکن بنوامیہ کی حکومت کے دوام سے بہت زیادہ ناراحت اور رنجیدہ خاطر تھے اور منتظر تھے کہ کوئی بنوامیہ کی حکومت کی خلاف اقدام رونما ہو لہذا انہوں نے نہ صرف مختار اور ابراہیم

Presented by Ziaraat.Com

کے ساتھ مل کر عبدالملک بن مروان کی خلاف اقدام کیا تھا مل کر اس کی حمایت کی۔ بالخصوص بنو امیہ کے خلاف سوائے عمر بن عبدالعزیز کے تمام کے تمام جزیہ اور خراج لینے میں بہت زیادہ لوگوں پر سختی کرتے تھے یہاں تک کہ پہلے تمام خراج اور جزیے کے رجسٹر حجاج کے زمانے تک ایرانیوں کے ہاتھ میں تھے اور اسے ایرانی خط میں لکھا جاتا تھا لیکن انہوں نے ایرانیوں سے لے کر اسے عربی خط میں تبدیل کر دیا پھر لکھتے ہیں کہ ایرانیوں نے توابین اور مختار کے قیام اور زید بن علی اور یحیی بن زید کے خروج کو ایک خاص شکل اور خاص رنگ دے دیا تھا۔

مختار کے انقلاب کے کئی دن پہلے مختار کی مغیرہ بن شعبہ عراق کے سابق گورنر سے جو مردم شناس اور عراق کے لوگوں کی نفسیات کو جانتا تھا اور عراق کے لوگوں کی اہل بیتؑ عظام سے اور بالخصوص ایرانیوں کی جو عراق میں رہتے تھے محبت اور تعلق کو خوب جانتا تھا کوفہ کے بازار میں ملاقات ہوگئی تو اس نے مختار سے کہا بخدا میں ایک مطلب کو جانتا ہوں اگر کوئی مدبر انسان اس مطلب سے فائدہ اٹھائے تو لوگ اس کے طرف دار ہو جائیں گے اور اپنی جان تک قربان کر کے اس کی پیروی کریں گے بالخصوص ایرانی کہ وہ بہت ہی جلدی اس کی بارے میں متاثر ہو جائیں گے۔ مختار نے مغیرہ سے پوچھا۔ چچا جان! وہ مطلب کونسا ہے؟ مغیرہ نے کہا کہ: ''یدعوھم الی نصر آل محمد و الطلب بدمائھم ''(یعنی وہ آل محمدؐ کی مدد کے لیے بلانا اور ان کے خون کے انتقام لینے کے لیے مدد طلب کرنا) ایرانیوں کی آل محمدؐ سے محبت کی ایک علت ان کی عدالت خواہی اور حق طلبی تھی یعنی وہ چاہتے تھے کہ اسلامی حکومت میں عدل و انصاف برپا ہو۔

خلاصہ یہ ہے کہ بنو امیہ کا معاویہ کے زمانے میں اہل بیتؑ عظام پر جنایت اور ظلم اور ان سے دشمنی اور انہیں شہر بدر اور قید کر دینا اور آل محمدؐ کے شیعوں کو قتل کرنا اور پھر یزید کے مظالم کہ جو بالکل ہی اسلامی حکومت کے خلاف تھے اور پھر کربلا کا دردناک واقعہ کہ جس کی پہلے سے کوئی نظیر موجود نہ تھی یہ سب موجب ہوئے کہ شیعہ متحد اور منظم ہو کر بنو امیہ کے خلاف قیام اور

Presented by Ziaraat.Com

انقلاب برپا کردیں اور مختار نے ان مساعد حالات سے خوب فائدہ اٹھا کر ایک عظیم لشکر بنا لیا اور تھوڑی سی مدت میں بنوامیہ کی خلاف اسلام حکومت پر کاری ضربیں لگائیں اور اگر مختار سے عبداللہ بن زبیر کی مخالفت اور جنگ نہ ہوتی تو اسی ابتدائی زمانے میں مختار کی حکومت اس شجرہ خبیثہ بنوامیہ کی حکومت کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیتا۔

کوفہ کے لوگوں کی مختار سے وابستگی کی علت:

محمد بن مہدی شمس الدین جو لبنان کے بزرگ علماء سے ہیں یوں تحریر کرتے ہیں ۶۷ھ میں مختار نے امام حسینؑ کے خون کے انتقام لینے کے لیے قیام کیا عراق کے لوگوں کا مختار کے قیام کی حمایت کرنے کے فلسفہ کو پہچاننے کیلئے ضروری ہے کہ عراق کے اس وقت کے حالات اور لوگوں کے موقف کو واضح کیا جائے۔ عراق کے لوگوں نے یزید کی ہلاکت کے بعد عبداللہ بن زبیر کا ساتھ دینا شروع کر دیا اور اس کی دعوت کو قبول کر لیا کیونکہ وہ اس وقت معاشرہ کے اصلاح پذیر ہونے کے درپے تھے اور ابن زبیر ادعا کرتا تھا کہ وہ امام حسینؑ کے خون کے انتقام لینے کے لیے بنوامیہ کے خلاف مبارزہ کے میدان میں اترا ہے۔ عراق کے لوگوں نے معاشرہ کی اصلاح کی امید اور امام حسینؑ کے خون کے انتقام لینے کی غرض سے ابتداء میں ابن زبیر کی دعوت کا مثبت جواب دیا کیونکہ وہ ایک طرف تو اسے بنوامیہ کے خلاف دیکھتے تھے اور دوسری طرف اسے زہد و تقوی اور جامعہ کی اصلاح اور اقتدار کی خواہش اور دنیا پرستی سے مبرا جان کر اس کے عاشق اور فریفتہ ہو گئے تھے عراق کے لوگ دو اہم باتوں ایک اصلاح جامعہ اور دوسرا انتقام کے وجود میں آ جانے کی امید میں ابن زبیر کے ساتھ مل گئے لیکن زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ عراق کے لوگوں کے سامنے ابن زبیر کی دعوت کا راز فاش ہو گیا اور لوگوں نے سمجھ لیا کہ ابن زبیر بھی بنوامیہ کے حاکموں سے بہتر نہیں ہے ابن زبیر نے بنی امیہ کے حاکموں کو عراق سے باہر نکال دیا تھا لیکن جو لوگ امام حسینؑ کے قاتل اور واقعہ کربلا کو وجود میں لانے کے سبب

Presented by Ziaraat.Com

تھے انہیں اپنی حکومت میں مقرب بنالیا جیسے یہ لوگ یزید کی حکومت میں تھے ویسے ہی ابن زبیر کی حکومت میں بھی ان کا مقام تھا سب سے بدترین اور بدنام شمر بن ذی الجوشن، شبث بن ربعی، عمر بن سعد و عمر بن حجاج اور دوسرے کربلا کے واقعہ میں شریک لوگوں کو ابن زبیر نے عراق میں حاکم اور سب کچھ انجام دینے والا بنا دیا اور ان کا وہی مقام قرار دیا جو انہیں بنو امیہ کی حکومت میں حاصل تھا۔

عراق کے لوگوں نے اور بالخصوص کوفہ والوں نے سمجھ لیا کہ جس معاشرہ میں وہ عدالت برپا کرنے کے خواہشمند ہیں وہ ابن زبیر کی حکومت میں انہیں حاصل نہیں ہوسکتا اور وہ چاہتے تھے کہ کسی ایسے آدمی کی رہبری کو اپنائیں جو حضرت علی علیہ السلام کی سیرت و کردار کو اپنائے کیونکہ وہ حضرت علی علیہ السلام کی حکومت کے زمانے میں عدالت اور انصاف اور رفاہیت کا مزہ چکھ چکے تھے اور جب ابن زبیر نے عبداللہ بن مطیع گورنر کو نکالا اور پھر کوفہ والوں کے سامنے خطاب کیا اور یہ کہا کہ میں تم میں جناب عمر اور عثمان کی سیرت کو جاری کرونگا تو کوفہ کے شیعوں میں سے ایک اہم شخص نے شیعوں کی نمائندگی کرتے ہوئے ابن زبیر کو جواب دیا کہ تو ہماری رضا کے بغیر بیت المال کو کسی دوسری جگہ لے جا کر خرچ کرے گا تو ہم راضی نہیں ہیں بلکہ بیت المال کو یہاں ہی تقسیم کرنا ہوگا اور ہم حضرت علی علیہ السلام کی سیرت کے علاوہ کسی اور کی سیرت کو قبول نہیں کریں گے اور جناب عمر اور عثمان کی سیرت کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں ہے عبداللہ بن زبیر کی حکومت کی روش اور طریقے کے واضح ہو جانے کے بعد کوفہ کے لوگوں نے ابن زبیر کے گورنر سے کنارہ کشی شروع کر دی اور یہی اصلی علت تھی کہ جس کی وجہ سے کوفہ کے شیعہ مختار کے ساتھ مل گئے اور پھر مختار اپنے آپ کو اہل بیتؑ کی اہم شخصیت کا نمائندہ بتلاتا تھا اکثر لوگ امیدوار ہو گئے کہ مختار اہل بیتؑ کی سیرت عدل اور انصاف کو قائم کرے گا اور پھر مختار کے انقلاب کا نعرہ ''یا لثارات الحسین'' بھی ایک اہم علت تھی کہ جس کی وجہ سے عراق کے شیعہ مختار کے ساتھ ہو گئے کیونکہ

Presented by Ziaraat.Com

اس نعرہ میں وہ چیز موجود تھی جس کے کوفہ والے طالب اور خواہاں تھے مختار نے ان حالات سے لوگوں کو اپنا حامی اور مددگار بنا لینے میں اچھی طرح فائدہ اٹھایا اور پھر مختار نے ابن زبیر سے جنگ کی اور اس میں فتح پائی جب کہ مختار نے انہیں لوگوں سے مدد لے کر کوفہ کے گورنر پر جس نے ان لوگوں سے جو واقعہ کربلا میں امام حسین علیہ السلام کے قاتل تھے مختار کا مقابلہ کیا تھا اس پر فتح حاصل کی شیعوں کا یہ عمل بتلاتا ہے کہ وہ کامل طور سے مختار کے مددگار اور حامی تھے کہ جس کی وجہ سے مختار کو ابن زبیر کے گورنر پر فتح حاصل ہوئی۔ کوفہ کے بڑے مالدار جو شرفا کہلاتے تھے اور جو قیام مختار کے مخالف تھے وہ مختار کی سیرت اور کردار کو برداشت نہیں کر سکتے تھے اور پھر ان کے اکثر لوگوں کا امام حسین علیہ السلام کے قتل میں ہاتھ تھا اور وہ بظاہر مختار کے مخالف تھے اور اس کے ساتھ جنگ کرنے میں شامل ہو گئے۔ مختار نے ان کے اکثر لوگوں کو نیست و نابود کر دیا اور امام حسینؑ کے قاتلوں کو جو کوفہ کے بڑے بڑے سردار تھے تہ تیغ کر دیا اور جو بچ گئے وہ چھپ گئے اور غائب ہو گئے۔

*****

چوتھا حصہ

﴿قیام کا فلسفہ﴾

مختار کے قیام اور انقلاب کے فلسفے اور حقیقت کو اسی کے کلام سے معلوم کرنا چاہیے اور جن غیر محقق لوگوں نے یا ان لوگوں نے [illegible] اور ان کے نظریے کے دشمن یا بیگانے تھے مختار کی یوں شناخت کرائی ہے کہ وہ ایک دنیا پرست [illegible] اور خونخوار اور

Presented by Ziaraat.Com

حیلہ باز تھا حالانکہ ایسا نہ تھا۔ مختار کے کلام اور رفتار میں کوئی معمولی سی چیز بھی ایسی نظر نہیں آتی کہ جس سے ان لوگوں کے اس دعوی اور مطلب کو ثابت کیا جا سکے مختار کی غرض جیسا کہ ان روایات سے جو اس بزرگ شخصیت کے بارے یا اس کی طرز تفکر اور اعتقاد اور مبارزات کے بارے میں تاریخ میں نقل ہوئی ہیں کہیں بھی سوائے اس کے کوئی اور غرض نظر نہیں آتی کہ پہلے تو اس کی دلی آرزو اور تمنا شہداء کربلا کے خون کا انتقام لینا تھا اور ان تمام لوگوں کو نابود کرنا کہ جنہوں نے کربلا کا حادثہ وجود میں لایا تھا اور پھر اہل بیتؑ عظام کے پامال کیے گئے ہوئے حقوق کو زندہ کرنا اور عدل اور انصاف کو جاری کرنا اور محروم اور مستضعف طبقے کی حمایت کرنا اور ایسی حکومت تشکیل کرنا تھا جو عدل اور انصاف اور عدالت علوی اور نظریہ تشیع پر مبنی ہو ہم آپ کی توجہ خود مختار کی کلام اور ان بزرگان کے نظریے کو جو انہوں نے مختار کے غرض اور غایت کے بیان کرنے میں نقل کی ہیں مبذول کرتے ہیں تا کہ مطلب اچھی طرح واضح اور روشن ہو جائے۔

(۱) مختار نے کوفہ کے شرفا اور بزرگ شیعوں کی ملاقات میں کہ جس کی غرض انہیں اپنے قیام کی طرف دعوت دینا تھی یوں فرمایا: "ان المھدی ابن الوصی بعثنی الیکم امینا و وزیرا و منتجبا و امیر او امرنی بقتل المحلین (الملحدین) و الطلب بدماء اہل بیتہ و الدفع عن الضعفاء فکونوا اول خلق اللہ اجابۃ" یعنی مجھے مہدی (محمد حنفیہ) نے جو حضرت علی علیہ السلام کے فرزند اور پیغمبر علیہ السلام کے جانشین ہیں اس لیے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ میں اس کی طرف سے فرمانروا اور منتخب کیا ہوا امین اور وزیر ہوں تا کہ جن لوگوں نے امام حسین علیہ السلام کے خون بہانے کو حلال قرار دیا تا انہیں قتل کروں اور اہل بیتؑ کے قاتلوں سے ان کے خون کا انتقام لوں اور مظلوم اور محروم طبقے کی حمایت اور ان سے دفاع کروں تمہیں پہلا گروہ ہونا چاہیے جو اس آواز اور غرض کا مثبت جواب دے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۲) مختار نے ایک دوسری ملاقات میں جو کوفہ کے لوگوں سے کی اس میں یوں فرمایا کہ میں اہل بیتؑ کے نظریے کو زندہ کرنے اور شہداء کربلا کے خون کا انتقام لینے کی غرض سے تمہارے ہاں آیا ہوں۔

(۳) ایک تیسری جگہ مختار نے کہا میرے اقدام میں دردوں سے شفاء اور دلوں کی بھڑاس کو نکالنا اور دشمنان خدا کو قتل کرنا ہوگا اور اس کا نتیجہ اللہ تعالی کی نعمت اور رحمت کا شامل ہو جانا ہوگا۔

(۴) مختار جب قید میں تھا تو وہ اسی عقیدہ پر پختہ یقین رکھتا تھا اور کیا کرتا تھا کہ خدا کی قسم میں ہر ظالم اور ستمگر کو قتل کرونگا اور مؤمنین کے دلوں کو خوشحال کرونگا اور پیغمبر علیہ السلام کی اولاد کے خون کا انتقام لونگا میرے اس نظریے سے موت اور دنیا کا زوال ہرگز رمانع نہیں ہوسکتا۔

(۵) مختار نے زندہ بچ جانے والے توابین کی طرف ایک مخفی خط لکھا تھا جس میں اس نے توابین کو ان کے انقلاب کی قدردانی کرتے ہوئے بشارت دی تھی کہ میں اللہ تعالی کے اذن سے بہت جلدی قید سے رہا ہو جاونگا اور تمہارے دشمنوں کو جہاں بھی ہونگے نابود کر کے تہہ تیغ کرونگا۔

(۶) مختار نے مثنی بن مخرمہ کو جو بصرہ کے شیعوں کا رہبر تھا اسے دعوت دیتے ہوئے تاکید کی تھی کہ بصرہ کے لوگوں کو امام حسین علیہ السلام کے خون کے انتقام لینے کی طرف دعوت دے۔

(۷) بزرگ شیعوں نے جو ملاقات محمد بن الحنفیہ اور امام زین العابدین علیہ السلام سے کی تھی اس میں اظہار کیا تھا کہ مختار ہمیں آپ کے خون کے انتقام لینے کی طرف بلاتا ہے۔ امام سجاد علیہ السلام اور محمد حنفیہ نے ان کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ ہم یہی مطلب چاہتے

Presented by Ziaraat.Com

ہیں اور جس شخص کی یہ غرض ہو تو لوگوں پر واجب ہے کہ وہ اس کی اس میں مدد کریں۔

(۸) شیعیان کوفہ کے مدینہ سے واپس لوٹ آنے کے بعد مختار نے کوفہ کے لوگوں کے اجتماع میں یہ کہا کہ میری اہل بیتؑ کے قاتلوں اور امام حسین علیہ السلام کے خون کے انتقام لینے میں مدد کرو۔

(۹) مختار ایک ابن العراق نامی آدمی کے ساتھ عراق اور حجاز میں اکٹھے سفر کر رہا تھا۔ مختار نے مملکت کے حالات اور اوضاع کے بارے میں گفتگو کی اور ابن عراق کی طرف توجہ کی اور کہا اے ابن عراق اگر کسی وقت کسی جگہ سے میرے قیام کی آپ کو خبر ملے تو لوگوں سے کہنا کہ مختار نے مسلمانوں کے ایک گروہ کے ساتھ مل کر قیام اور انقلاب کر دیا ہے اور اس کے قیام کی غرض اور غایت امام مظلوم شہید اور کربلا میں قتل کیے ہوئے شہید جو مسلمانوں کے سردار اور پیغمبرؐ خدا کی بیٹی کے فرزند تھے کے خون کا انتقام لینا ہے۔

(۱۰) ابراہیم اشتر اور شیعوں کے بزرگوں کے ساتھ مخفی ملاقات میں مختار نے علاوہ انہیں اپنے قیام اور انقلاب کے ساتھ دینے کی دعوت کے یوں اظہار فرمایا کہ میری دعوت کی بنیاد کتاب خدا اور سنت پیغمبر کے حکم کو جاری کرنا اور اہل بیتؑ علیہم السلام کے خون کا انتقام لینا اور مظلوم اور ضعفاء کا دفاع کرنا ہے۔

(۱۱) وہ خط جو محمد بن الحنفیہ نے ابراہیم اشتر کو لکھا تھا اس میں یہ جملہ موجود ہے اما بعد مختار میرا وزیر اور امیر منتخب ہے میں نے اسے حکم دیا ہے کہ ہمارے دشمنوں کے خلاف جنگ کرے اور ہمارے خون کا انتقام لینے کے لیے کھڑا ہو جائے تمہیں خود اور اپنے پیروکاروں کو اس کی مدد کرنی چاہیے۔

(۱۲) ہر نظریے اور قیام اور انقلاب کا نعرہ اور شعار اس کے ہدف کو بیان کرنے والا ہوتا

Presented by Ziaraat.Com

ہے مختار کے قیام اور انقلاب کے تمام مراحل میں اس کا اور اس کے یار و انصار کا یہ نعرہ تھا۔ یا لثارات الحسینؑ (یعنی ہم حسینؑ کے خون کا انتقام لینے والے ہیں)

(۱۴) مختار نے کوفہ پر فتح حاصل کرنے کے بعد اپنے قیام اور شعار کی غرض کو بیان کرتے ہوئے اپنے اہم خطاب کے آغاز میں یوں اعلان کیا اور اپنے ان چند جملوں میں اپنی غرض کو یوں بیان کیا۔

الا فهلموا عباد الله الى بيعة الهدى و مجاهدة الاعداء عن الضعفاء من آل محمد المصطفى و انا المسلّط على المحلين المطالب بدم ابن بنت الله رب العالمين۔

یعنی اللہ کے بندو۔ جلدی کرو ہدایت کی بیعت کرنے میں اور دین کے دشمنوں سے جنگ کرنے اور ضعیفوں کے دفاع کرنے میں اور پیغمبرؐ کے خاندان کے آل کے دفاع میں ان پر کہ جنہوں نے امام حسینؑ کے خون بہا دینے کو حلال قرار دیا تھا میں مسلط ہو چکا ہوں اور پیغمبر کے فرزند کے خون کے انتقام لینے پر قادر ہو چکا ہوں۔ (ان کی مفصل تقریر بعد میں نقل کی جائے گی)

سب سے زیادہ مختار کی غرض اور غایت کو واضح کرنے والی بات وہ کلام ہے جو اس نے لوگوں سے بیعت لیتے وقت کہی تھی اس نے لوگوں سے بیعت لیتے وقت یوں کہا تھا:

تبايعونى على كتاب الله و سنته نبيه و الطلب بدماء اهل البيت و جهاد المحلين و الدفع عن الضعفاء و قتال من قاتلانا و سلم من سالمنا و الوفاء ببيعتنا لا نقيلكم و لا نستقيلكم فاذا قال الرجل نعم۔ بايعه۔

یعنی تم میری بیعت اللہ کی کتاب اور سنت نبی پر کرو اور اہل بیتؑ کے خون کے انتقام لینے اور اس کے قتل اور جنگ کرنے پر کہ جس نے امام حسینؑ کے خون بہا دینے کو حلال قرار دیا تھا اور ضعفا کے دفاع کرنے اور اس سے جنگ کرنے پر جو ہم سے جنگ کرے اور اس سے

Presented by Ziaraat.Com

صلح کرنے پر کہ جو ہم سے صلح کرے اور میری بیعت سے وفا کرنے پر کہ جسے توڑا نہیں جائے گا اور میں بھی تمہاری بیعت کو نہیں توڑوں گا پس جب بیعت کرنے والا اس کے جواب میں ہاں کہہ دیتا تھا تو اس وقت مختار اس سے بیعت لے لیتے تھے۔

مختار کی غرض اور غایت میں بزرگوں کا کلام:

علامہ بزرگ امینی نے مختار کے اقدام کی بہت زیادہ تحقیق اور تحلیل کرنے کے بعد اس کے قیام کی غرض اور غایت کو یوں بیان فرمایا ہے کہ اس کا یہ مقدس قیام اور انقلاب صرف عدالت کو قائم کرنے اور ملحد لوگوں کی ریشہ کنی اور بنو امیہ کے ظلم اور ستم کو بیخ اور جڑ سے نکال دینا تھا۔

علامہ باقر قرشی مختار کے قیام کے فلسفے کو یوں بیان کرتے ہیں کہ مختار اپنے مقدس جہاد میں کوشش کر رہا تھا کہ وہ حکومت اور قدرت کو اپنے ہاتھ میں لے لے لیکن نہ صرف ریاست اور قدرت طلبی کے لیے بلکہ اہل بیتؑ پیغمبر کے قاتلوں سے ان کے خون کے انتقام لینے کے لیے اس کے بعد لکھتے ہیں کہ مختار نے کربلا کے مظلوموں کے خون کے انتقام لینے کے لیے قیام کیا اس کی حکومت کے روش اور اس کی سیاست کا محور حضرت علی علیہ السلام کی عادلانہ حکومت تھی اس نے اشرف عرب کی غیر عادلانہ روش اور طریقے کو جو وہ غیر عرب پر رکھتے تھے ختم کر دیا تھا وہ اپنے سیاسی اقتصادی اجتماعی روش اور طریقے میں حضرت علی علیہ السلام کے طریقے اور روش کی پیروی کیا کرتا تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

چھٹی فصل

قیام اور انقلاب کے مقدمات میں

Presented by Ziaraat.Com

پہلا حصہ

﴿مختار اہل بیت علیہم السلام کا دفاع کرنے والا تھا﴾

جیسے پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ مختار کوفہ کی اہم شخصیت تھی اور اہل بیتؑ عظام اور امام حسین علیہ السلام کے بہت زیادہ حامی تھے اگرچہ اس خط میں مختار کا نام نہیں دیکھا جا سکتا جو کوفہ کے بزرگوں نے امام حسین علیہ السلام کو لکھا تھا کہ جس میں انہوں نے آنحضرت کو کوفہ آنے کی دعوت دی تھی شاید مختار کا یہ رویہ بھی اس کے باہوش اور دور اندیش ہونے کی وجہ سے ہوا ہو جب کوفہ کی بزرگ سفید ریش آگے آگے ہوں جیسے سلیمان بن صرد خزاعی ہانی بن عروہ وغیرہ تو پھر لازم نہ تھا کہ مختار بھی دعوت دینے میں اپنے آپ کو نمایاں کرے لیکن جو بات مسلم ہے وہ یہ کہ مختار امام حسین علیہ السلام کے کوفہ میں حکومت کو قائم کرنے میں بہت زیادہ کوشش کر رہا تھا اور تمام عراق والوں سے اس کا زیادہ عقیدہ رکھتا تھا کوفہ والوں کے بہت زیادہ خطوط اور بار بار آپ سے ارتباط کرنے پر امام حسین علیہ السلام نے پہلے جناب مسلم بن عقیل کو اپنا نمائندہ بنا کر کوفہ روانہ کیا۔

مسلم مختار کے گھر:

تاریخوں میں صراحت سے بیان کیا گیا ہے کہ جب جناب مسلم بن عقیل کوفہ میں وارد ہوئے تو آپ سیدھے مختار کے گھر میں وارد ہوئے۔ مختار نے آپ کی تشریف آوری کا تہہ دل سے خیر مقدم کیا اور باقاعدہ طور پر اپنی مدد اور حمایت کا اعلان کر دیا۔

بلاذری لکھتے ہیں کہ مختار کے گھر جناب مسلم بن عقیل وارد ہوئے تو یہ گھر انقلاب کا

Presented by Ziaraat.Com

مرکز بن گیا۔ تاریخ سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس پر بنا نہ تھی کہ بغیر مقدمات کی فراہمی کے جناب مسلم انقلاب کا اعلان کر دیں۔ بلکہ منصوبہ بندی یہ تھی کہ پہلے مختار اور کوفہ کے بزرگوں اور سرکردہ لوگوں سے مشورہ کیا جائے اور غیر متوقع حوادث کے پیش آنے کی صورتحال کے لیے منصوبہ بندی کی جائے اور کوفہ کے لوگوں اور قبائل کو انقلاب کی دعوت دینا بھی انہیں امور میں سے ایک تھا لیکن ابن زیاد کے کوفہ میں اچانک اور مکارانہ طور پر آنے سے کوفہ کے حالات دگرگوں ہو گئے اور تمام منصوبے ناکام ہو گئے لہذا بعض وجوہ کی بنا پر جناب مسلم مختار کے گھر سے ہانی بن عروہ جو کوفہ کی ایک اہم شیعہ شخصیت تھی اور امام حسینؑ کے حامی تھے کے گھر منتقل ہو گئے مختار اس فرصت سے استفادہ کرتے ہوئے لوگوں اور قبائل کو دعوت دینے کی غرض سے کوفہ کے اطراف میں چلے گئے۔

اس کے بارے میں بلاذری لکھتے ہیں کہ جب امام حسینؑ نے مسلم ابن عقیل کو اپنا نمائندہ بنا کر کوفہ بھیجا تھا تو جناب مسلم بن عقیل مختار کے گھر وارد ہوئے مختار ان لوگوں میں سے تھا کہ جنہوں نے جناب مسلم بن عقیل کے ساتھ ابتداء ہی سے مخفی طور سے بیعت کر لی تھی اور جب مسلم نے خروج کیا اور اپنے قیام کا اعلان کیا تو مختار کوفہ میں نہ تھے وہ کوفہ سے کچھ دور "خطرانیہ" میں اپنی زمین پر گئے ہوئے تھے اور یہ بھی طے نہیں تھا کہ جناب مسلم اسی دن خروج کریں گے کہ جس دن کہ انہوں نے علی الاعلان خروج کر دیا اور آپ نے اپنے مددگاروں کے لیے پہلے سے خروج کرنے کا کوئی وقت معین نہیں کر رکھا تھا لیکن اچانک جناب ہانی کا گرفتار کر لیا جانا اور دوسرے ایسے ہی غیر متوقع واقعات جو رونما ہوئے تھے سبب بنے کہ جناب مسلم اپنے مقررہ وقت سے پہلے خروج کر دیں جب مختار نے جناب مسلم بن عقیل کے خروج کر دینے کا سنا تو آپ بہت جلدی کوفہ واپس آ گئے اور جب مختار کوفہ واپس آئے تو شہر کے حالات تبدیل ہو چکے تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

مختار کا کوفہ واپس لوٹ آنا:

ابن زیاد کے کوفہ میں جانے اور یزید کے کارندوں کے کوفہ پر مسلط ہو جانے سے جناب مسلم شہید کر دیے گئے کہ جس کی تفصیل تاریخوں اور مقاتل کی کتابوں میں موجود ہے۔

ابن زیاد کے کوفہ پر مسلط ہو جانے اور جناب مسلم کے مددگاروں اور ہوا خواہوں کے قتل کر دینے کے بعد ایک شخصیت جو ابن زیاد کی فہرست میں سرفہرست تھی وہ جناب مختار تھے۔ ابن زیاد نے ہر شخص کو قتل یا گرفتار کر کے زندان میں ڈال دیا کہ جس کے بارے میں احتمال تھا کہ اس کا جناب مسلم سے ارتباط تھا یا امام حسین علیہ السلام کے حب داروں میں سے تھا۔

ابن اثیر اس واقعہ کو مفصل تحریر کرتا ہے۔ جناب مسلم بن عقیل جب گرفتار کر لیے گئے تو اس وقت مختار کوفہ میں نہ تھے اور کوفہ کے باہر ایک دیہات میں مسلم بن عقیل کے لیے مدد طلب کرنے اور لوگوں کو خروج کے لیے اکٹھے کرنے کی غرض سے گئے ہوئے تھے اور جن دیہاتوں میں مختار گئے ہوئے تھے ان کا نام لقفا یا لقفا تھا۔ ظہر کا وقت تھا کہ جناب مختار کو اطلاع ملی کہ کوفہ میں حالات خراب ہو چکے ہیں اور جنگ شروع ہو چکی ہے۔ مختار کے لیے ایسی خبر غیر متوقع تھی کیونکہ جناب مسلم کے خروج کے لیے ابھی کوئی وقت مقرر نہیں کیا گیا تھا۔

مختار نے یہ خبر سنتے ہی اپنے دوستوں اور عقیدت مندوں کو اکٹھا کیا اور انہیں کوفہ کی طرف حرکت کرنے کا حکم دیا اور خود بھی ان کے ساتھ کوفہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ مختار کا اپنے مددگاروں کے ساتھ کوفہ کے نزدیک مسلح گروہ سے آمنا سامنا ہو گیا۔ مختار نے ان سے پوچھا کہ تم کون سے قبیلے سے ہو اور کس کے طرفدار ہو؟ یزید کے یا امام حسین علیہ السلام کے؟ انہوں نے مختار کو سخت لہجے میں جواب دیا اور کہا کہ ہم ابن زیاد کے آدمی ہیں اور ہم تمہیں پہچانتے ہیں کہ تم مختار ہو اور تم مسلم بن عقیل کی مدد کے لیے آ رہے ہو تمہیں معلوم ہو جانا چاہیے کہ مسلم قتل کیا جا چکا ہے۔ انہوں نے مختار کو روکنا چاہا ان کے درمیان زد و خورد بھی ہو گئی اس گروہ کا سرغنہ زائدہ

Presented by Ziaraat.Com

ہو گیا اور وہ گروہ منتشر ہو گیا۔ مختار نے اپنے مددگاروں سے کہا کہ خدا تم کو اس کی جزا عطا کرے اب جب کہ جناب مسلم بن عقیل شہید کیے جا چکے ہیں تمہاری کوئی ضرورت نہیں رہی تم اپنے اپنے قبیلوں کی طرف لوٹ جاؤ یہاں جناب مختار تنہا کوفہ میں وارد ہوئے۔

کوفہ کا دگرگوں ہونا:

جب مختار کوفہ شہر پہنچے تو کوفہ کے حالات دگرگوں ہو چکے تھے۔ مسلم گرفتار کر کے شہید کر دیئے گئے تھے۔ شہر پر خوف اور رعب و وحشت طاری تھی۔ ابن زیاد نے فاتح گورنر کی حیثیت سے بگڑے ہوئے حالات میں لوگوں کو مسجد کوفہ میں یزید کی حکومت کے فتح کے اعلان کرنے کی غرض سے اکٹھا کیا ہوا تھا۔

تاریخ طبری میں یوں لکھا ہے کہ مختار اور عبداللہ بن حارث نے ایک دوسرے کے ہمراہ کوفہ میں قیام اور انقلاب برپا کیا تھا اور علم انہیں کے ہاتھ میں ہوتا تھا۔ مختار سبز علم اٹھایا کرتا تھا اور عبداللہ سرخ علم اور وہ اپنے بدن پر لباس بھی سرخ پہنتا تھا۔ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ مختار نے اپنا علم کوفہ کے ایک حساس مقام عمرو بن حریث کے گھر کے سامنے گاڑ دینے کے بعد کہا تھا کہ میں نے اپنا مرکز یہاں اس لیے قرار دیا ہے تاکہ عمرو بن حریث کو ابن زیاد کی مدد سے روکے رکھوں یہ معلوم ہے کہ عمرو بن حریث نے جناب مسلم بن عقیل کے خروج کو ناکام بنانے میں کلیدی کردار ادا کیا تھا۔ مختار چاہتا تھا کہ جس طرح بھی ہو عمرو بن حریث کو جنگ میں وارد ہونے سے روکا جائے تاکہ مسلم کا خروج کسی بھی رکاوٹ سے محفوظ رہے۔ ابن زیاد مختار اور عبداللہ بن حارث کے گرفتار کرنے کے درپے تھا اور ان کی گرفتاری کے لیے ایک خاص وقت تک مہلت دے رکھی تھی۔ مسلم کے شکست کھا جانے کے بعد طبری لکھتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ مختار مسلم بن عقیل کے معتمد مددگاروں میں سے تھا اور اپنی پوری طاقت سے قیام کے کامیاب کرنے کے لیے میدان میں اترا تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

مختار کا گرفتار ہو جانا:

ابن زیاد نے اپنے قائم مقام اور نمائندے عمرو بن حریث کو مسجد کوفہ میں علم گاڑنے کا حکم دیا تا کہ لوگ اس کے علم کے نیچے آ کر سر تسلیم خم کر دیں۔ مختار مغرب کے وقت کوفہ شہر میں داخل ہوا رات کی تاریکی نے شہر کے تمام اطراف کو گھیرا ہوا تھا۔ مختار باب الفیل محلہ میں آیا اور بہت زیادہ حیران تھا کہ کس طرح حالات اتنی جلدی دگرگوں ہو گئے ہیں۔ لیکن مختار دیر سے پہنچا تھا اور تمام شہر دشمن کے قبضے میں تھا۔ اور چونکہ مختار ایک معروف اور مشہور آدمی تھا اس کے شہر میں آ جانے کی خبر تمام لوگوں میں بہت سرعت سے پھیل گئی اور جونہی اس کی خبر عمرو بن حریث کو ہوئی تو اس نے فوراً ارادہ کر لیا کہ مختار کے ساتھ رابطہ پیدا کیا جائے۔ مختار کے ساتھ اس کے رابطہ سے پہلے عمرو کی ہانی بن جبیر نامی ایک دوست جو حکومت میں بھی داخل تھا کہ مختار کے ساتھ ملاقات ہو گئی۔ اس نے مختار سے کہا کہ تم کہاں تھے؟ نہ تم اپنے قبیلے میں تھے اور نہ لوگوں میں یعنی ابن زیاد کے مددگاروں میں کیا کرنا چاہتے ہو؟ مختار نے اسے جواب دیا کہ آج رات فکر کروں گا تا کہ اپنے لیے کوئی حتمی فیصلہ کر لوں۔ ہانی بن ابی جبیر ابن زیاد کے معاون اول عمرو بن حریث کے پاس آیا اور مختار کے کوفہ میں آنے کی اسے اطلاع دی عمرو بن حریث نے ہانی کو پیغام دیا کہ میری طرف سے مختار کو کہا جائے کہ اپنے ہوش میں رہنا اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالنا اور سفارش کی کہ مختار ابن زیاد کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھائے مختار کے رشتہ داروں میں سے ایک نام زائدہ بن قدامہ ثقفی کہ جو عمرو بن حریث کی اس گفتگو میں موجود تھا اس نے عمرو بن حریث سے کہا کہ میں ایک شرط پر حاضر ہوں کہ مختار کو تیرے پاس لے آؤں اور وہ یہ کہ مختار امان میں ہو اور اس کی جان کی حفاظت کی ضمانت دی جائے اور اگر کسی طریقے سے ابن زیاد کے پاس مختار کے خلاف کوئی رپورٹ دی جا چکی ہو تو اس سے متعلق تم خود مختار کا دفاع کرو اور مختار ابن زیاد کے ضرر و تکلیف سے محفوظ رہے۔

Presented by Ziaraat.Com

عمرو بن حریث نے اس کے جواب میں کہا کہ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے تم اس کے بارے میں تو مطمئن رہو لیکن اگر مختار کے بارے میں ابن زیاد کے ہاں کوئی خلاف رپورٹ دی گئی ہوئی ہوگی تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں بہت شدت سے اس کا دفاع کروں گا اور بہت بہتر طریقے سے مختار کی شفاعت اور سفارش کروں گا۔

جب عمرو بن حریث کا پیغام جناب مختار کو ملا تو اس نے مصلحت اسی میں دیکھی کہ وہ عمرو بن حریث سے ملاقات کرے لہٰذا اسی رات مختار مسجد میں داخل ہوا اور عمرو بن حریث کے پرچم کے نیچے داخل ہو کر تمام رات وہیں گزاری۔

مختار کا ابن زیاد کے ساتھ آمنا سامنا:

ابن زیاد جناب مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ کو شہید کر دینے اور کوفہ کے شیعوں اور بزرگوں کو گرفتار کر دینے کے بعد کوفہ پر گورنر و فاتح کی حیثیت سے مسلط ہو چکا تھا اس نے اپنی طاقت اور قوت کے اظہار کے لیے اعلان کیا کہ کل عام دربار لگایا جائے گا اور تمام لوگ اس کے دربار میں حاضر ہو کر گورنر سے ملاقات کر سکتے ہیں۔ دربار میں حاضر ہونے والوں میں سے عمرو بن حریث کے کہنے پر جناب مختار تھے۔ جب ابن زیاد کی نگاہ جناب مختار پر پڑی تو گویا اس نے سمجھ لیا کہ اپنے دو بڑے دشمن پر قابو پا لیا ہے۔ مختار سے بہت بلند بارعب آواز میں مخاطب ہوا اور کہا کہ "انت المقبل فی الجموع لنصر ابن عقیل" کیا تم وہی نہیں ہو کہ جو مسلم کی مدد کے لیے لشکر فراہم کر رہے تھے۔ مختار نے کہا کہ بخدا کل تو میں کوفہ میں ہی نہیں تھا میں نے تو کل رات عمرو بن حریث کے پرچم کے نیچے داخل ہو کر بتائی ہے۔ ابن زیاد جو بہت غصہ میں تھا اور مختار کی طرف مسلم بن عقیل کی مدد کرنے کے بارے میں جو اطلاعات اسے دی گئی تھیں۔ اس وجہ سے مختار کے عذر سے بے اعتنا ہوتے ہوئے ایک لکڑی کی چھڑی سے اس کے چہرے پر ماری جس کی وجہ سے اس کی ایک طرف کی آنکھ شدید زخمی ہو گئی اور اس سے خون جاری ہو گیا اور وہ

Presented by Ziaraat.Com

بیکار ہو گئی۔

عمرو بن حریث نے وعدہ کیا تھا کہ مختار سے دفاع کروں گا وہ کھڑا ہوا اور گواہی دی کہ مختار اس واقعے میں یہاں نہیں تھا اور کل رات اس نے میرے یہاں آ کر قیام کیا ہے۔ ابن زیاد تھوڑا سا نرم ہو گیا اور مختار سے کہا کہ اگر عمرو بن حریث تیرے حق میں گواہی نہ دیتا تو میں تیری گردن اڑا دیتا۔

مختار قید میں:

مختار کی آرزو تھی کہ وہ زندہ رہے اور امام حسینؑ کے ساتھ اپنی جان قربان کرے لیکن ظالم اور جابر حکمرانوں نے اسے قید میں ڈال دیا کیونکہ حکومت کو اس سے زیادہ خطرہ تھا لہٰذا ابن زیاد نے اسی مجلس میں حکم دیا کہ اسے قید کر دیا جائے مختار قید میں رہا یہاں تک کہ امام حسینؑ کا کربلا کا واقعہ پیش ہو گیا اور امام حسینؑ شہید کر دیے گئے۔ فلم یزل محبوسا حتی قتل الحسین علیہ السلام۔ جناب مسلمؑ کا خروج کوفے کے لوگوں کی خیانت کی وجہ سے شکست میں تبدیل ہو گیا۔

جناب مسلمؑ آٹھ ذی الحج ۶۰ھ میں شہید کر دیے گئے۔ ان دنوں مختار قید میں تھے شیعوں میں سے بزرگ میثم تمار، عبداللہ بن حارث اور دوسرے بہت زیادہ شیعہ اور محبان اہل بیتؑ بھی قید کیے جا چکے تھے۔ حضرت علیؑ کے باوفا صحابی میثم تمار نے قید خانے میں مختار کو بشارت دی اور کہا: "انک تفلت و تخرج ثائرا بدم الحسین علیہ السلام فتقتل ھذا الجبار الذی نحن فی حبسہ و تطأ بقدمک ھذا جبھتہ و خدیہ" یعنی اے مختار تو قید سے آزاد ہو جائے گا اور امام حسینؑ کے خون کا انتقام لینے کے لیے قیام کرے گا اور اس جابر اور ظالم کو کہ جس کی قید میں ہم ہیں قتل کرے گا اور اپنے پاؤں سے اس کے چہرے اور پیشانی کو روندے گا۔ ابن زیاد کا دل مختار سے نفرت کے ساتھ پر تھا اور قسم اٹھا رکھی تھی کہ اسے حتماً قتل

Presented by Ziaraat.Com

کر دے گا۔

مختار کا ایک رشتہ دار بنام زائدہ بن قدامہ ثقفی اور ایک اور آدمی اسماء بن خارجہ ابن زیاد کے درباری تھے۔ وہ مختار کے پاس قید خانے میں گئے اور کہا کہ خدا سے مت کرنا چاہئے ہوکر لو کیونکہ تیری موت نزدیک ہے اور اپنی زبان پر کنٹرول کرو۔ مختار نے پوری شجاعت سے کہا:

"کذب و الله ابن مرجانه و الله لا قتلنه و لاضعن رجلی علی خده"

بخدا ابن مرجانہ جھوٹ بولتا ہے بخدا میں اسے قتل کروں گا اور اپنا پاؤں اس کے چہرے پہ رکھوں گا۔ اسماء نے تعجب سے مختار کی طرف دیکھا اور کہا کہ ہم نے تیرے بارے میں کئی ایک باتیں سن رکھی تھیں اب تیری زبان سے بھی سن رہے ہیں ہم اب کیا کہہ سکتے ہیں۔ وہ تعجب کی حالت سے وہاں سے اٹھ کر چلے گئے مختار نے زائدہ بن قدامہ ثقفی سے جو ان کے خاص دوستوں میں سے تھا اور مورد اعتماد تھا خواہش کی کہ وہ اس کی مدد کرے اور میرا پیغام جتنا جلدی ہو سکے حجاز میں عبداللہ بن عمر تک پہنچا دے عبداللہ بن عمر جو دوسرے خلیفہ کے فرزند تھے اور مختار کی بہن صفیہ کے شوہر تھے۔ عبداللہ بن عمر اپنے خاص اقدام اور سیاست سے علیحدگی اور حدیث کے راوی ہونے کی وجہ سے اس کی بات کو مانا جاتا تھا اور بالخصوص یزید بھی اس کا بہت زیادہ احترام کیا کرتے تھے۔ مختار کا عبداللہ بن عمر کو پیغام یہ تھا کہ جتنا جلدی ہو سکے ایک خط یزید کے نام لکھے اور یزید حکم دے کہ ابن زیاد مختار کو قید خانے سے رہا کر دے۔

عبداللہ بن عمر کا یزید کے نام خط:

عبداللہ بن عمر نے کھانے کے لیے دستر خوان بچھایا ہوا تھا عبداللہ اور اس کی بیوی کھانا کھانے کے لیے تیار تھے کہ اچانک دروازے پر دستک ہوئی۔

کون ہے؟ میں ہوں عراق سے آیا ہوں۔ کیا کام ہے؟ تھوڑی دیر کے بعد دروازہ کھولا تو آنے والے نے کہا کہ یہ آپ کے لیے ضروری خط ہے۔ خط کس کا خط؟ عبداللہ بن

Presented by Ziaraat.Com

عمر کا چہرہ خط کے پڑھنے سے متغیر ہو گیا اور اضطراب کی حالت میں خط کو بند کر دیا مختار نے خط میں لکھا تھا کہ میں کوفہ میں ابن زیاد کی قید میں ہوں آپ سے چاہتا ہوں کہ بہت جلدی ایک خط یزید کو لکھیں کہ یزید ابن زیاد کو حکم دے کہ وہ مجھے آزاد کر دے۔

مختار کی بہن بہت سخت روئی اور اپنے شوہر سے اصرار کیا کہ سستی نہ کریں اور جتنا جلدی ہو سکتا ہے اس کام کو انجام دیں عبداللہ بن عمر نے اپنے قلبی میلان کے خلاف یزید کو خط لکھا۔ اور جب عبداللہ بن عمر کا خط یزید کو ملا تو یزید نے فوراً ابن زیاد کو لکھا کہ میرے خط کو پڑھتے ہی فوراً مختار کو رہا کر دے اور اسے کوئی ضرر نہ پہنچے۔ والسلام۔ اس جملے نے اپنا کام کر دکھایا۔

مختار موت کی منہ میں:

مختار کافی عرصہ قید خانے میں رہا اور یزید کے ظالم اور جابر حاکم حالات پر مسلط تھے ابن زیاد نے شیعوں پر عرصہ حیات تنگ کر رکھا تھا۔ ابن زیاد نے جو مختار کے بارے میں تحقیق انجام دی ہوئی تھی اس نے حتمی ارادہ کر رکھا تھا کہ مختار کو قتل کر دے۔ ابن زیاد کے ہاں یزید کا خط آیا تو اس نے مختار کو حتمی موت سے نجات دے دی۔ اور ابن زیاد مجبور ہو گیا کہ مختار کو قید سے رہا کر دے اور مختار سے کہا کہ تین دن کے اندر کوفہ سے چلا جائے اور اگر تین دن کے بعد کوفہ میں رہ گیا تو میں تیری گردن اڑا دوں گا۔ مختار نے کوفہ کو ترک کر دینے کا ارادہ کر لیا۔

مختار آزاد:

تاریخ کے مطابق امام حسینؑ کی شہادت کے بعد اور ابن زیاد کے کوفہ پر مسلط ہونے اور اہل بیت پیغمبر کے طرفداروں کو نیست و نابود کر دینے کے بعد ابن زیاد پوری جسارت سے مسجد کوفہ کے منبر پر امیر المومنینؑ اور ان کی اولاد کی توہین کیا کرتا تھا بعض لوگوں کی طرف سے اس پر شدید ردعمل بھی ظاہر ہوا جیسے عبداللہ بن عفیف۔ جس دن مختار کو آزاد کیا گیا اسی دن

Presented by Ziaraat.Com

ابن زیاد مسجد میں آیا ابن زیاد نے اپنی عادت کے مطابق امیر المومنین علیہ السلام اور ان کی اولاد کی اہانت کرنا شروع کر دی اور چونکہ ان سے ایک دن پہلے عبداللہ بن عفیف ابن زیاد پر اعتراض کرنے کی وجہ سے شہید کیے جا چکے تھے کسی کو جرات نہیں ہو رہی تھی کہ ابن زیاد کے بکنے کرنے پر آج کوئی اعتراض کرے۔ تمام مجمع پر سکوت طاری تھا اچانک مختار نے مسجد کے ایک گوشہ ے حصہ سے فریاد بلند کی کہ جس نے ابن زیاد کے دل کو ہلا دیا اور اس تیر کی مانند جو خنجر سے سے آزاد ہو کر چلتے ہوئے کہا سمیہ کے فرزند ابن زیاد تم پر عذاب اور ذلیل ہو اے ابن زیاد کیا تو حضرت علی علیہ السلام و حسین علیہ السلام کی توہین کرتا ہے؟ خدا تیرے منہ کو توڑے گا کیا؟ کیا تو وہ مشہور زنا زادہ نہیں ہے؟ یہ تمام جو تو دے رہا ہے دراصل وہ تیرے اور تیرے آقا یزید کے لیے ہے نہ حضرت علی علیہ السلام اور حسین علیہ السلام اور خاندان پیغمبر کے لیے۔

مختار کی گفتگو اتنی سخت تھی کہ اسی وقت فوراً ابن زیاد منبر سے اپنے محافظوں کے ساتھ مختار پر کود پڑا اور مختار کے چہرے کو زخمی کر دیا۔ اور اگر مختار کی حفاظت کے بارے میں یزید کا خط اسے نہ مل چکا ہوتا تو یقیناً ابن زیاد اسی وقت مختار کے قتل کر دینے کا حکم صادر کر دیتا۔ مختار کو محسوس ہو گیا کہ اب اس کے کوفہ میں رہنے میں مصلحت نہیں ہے۔

مختار قید سے آزاد ہو چکا ہے بہت ہی حیران اور پریشان تھا کیونکہ اسے امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی خبر قید خانے ہی میں مل چکی تھی اور بہت ہی زیادہ بنوامیہ کے ظالم حاکموں کے اس ظلم و ستم سے جو انہوں نے کربلا کے واقعہ میں ڈھائے تھے متاثر ہو چکا تھا۔ اس کی تمنا تھی کہ کاش کربلا میں موجود ہوتا تو امام حسین علیہ السلام کو تنہا نہ چھوڑتا۔ کاش کہ وہ اپنے آپ کو امام حسین علیہ السلام پر فدا کرتا۔ لیکن اب حالت بدل چکی ہے لیکن مختار اپنے اس ہدف اور غرض کے در پے ہے جو اس نے امیر المومنین علیہ السلام اور دوسرے آئمہ اور ان کے اصحاب اور بالخصوص میثم سے سن رکھا تھا کہ وہ قید سے آزاد ہو جائے گا اور کربلا کے شہداء کے خون کا انتقام لے گا۔ سوچتا ہے اب جب کہ قید

Presented by Ziaraat.Com

سے آزاد ہو چکا ہوں اپنی غرض کی تکمیل کے لیے کہاں جاؤں؟ کوفہ؟ کوفہ موجودہ حالات میں امن کی جگہ نہیں رہا۔ شام؟ نہیں وہاں تو بنو امیہ کی حکومت کا مرکز ہے۔ ایران۔ یہ بھی مناسب نہیں ہے مصر اور یمن؟ تو یہ بہت دور ہیں اور اس کی غرض کی تکمیل کے لیے بھی مناسب نہیں ہیں۔ پس اس وقت بہترین جگہ کہاں ہے۔ حجاز؟ ہاں حجاز جو مرکز توحید و وحی ہے اور مرکز صحابہ اور خاندان پیغمبرؐ ہے امام سجادؑ اور اہل بیتؑ کے باقی بچ جانے والے مدینہ میں موجود ہیں اور عبداللہ بن زبیر جو بنو امیہ کا سخت ترین دشمن ہے مکہ کا حاکم ہے لہذا حجاز ہی جانا چاہیے کیونکہ حجاز بنو امیہ کی حکومت کے تسلط سے خارج ہے اور ابن زبیر ان کے مقابلہ میں کھڑا ہوا ہے وہاں جانے میں کوئی حرج نہیں ہو سکتا ہے کہ ابن زبیر کے ساتھ مل کر بنو امیہ کے قلع قمع کرنے میں اس کی مدد کرے اور پھر وہاں جا کر پیغمبر علیہ السلام کے اہل بیتؑ کے ساتھ تجدید ملاقات بھی ہو جائے گی اور پیغمبر علیہ السلام اور اس کے خاندان کے مقبروں کی زیارت بھی ہو جائے گی اور مکہ میں خانہ خدا کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہو جائے گا اور وہاں ابن زبیر سے ملاقات کروں گا اور اس کے سامنے اپنی غرض و غایت بیان کرونگا اور خاص شرائط پر اس کی مدد بھی کر لوں گا کیونکہ ہم دونوں کی غرض ایک ہے۔

حجاز کی طرف:

بالآخر مختار اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ اپنے مقدس ہدف کی تکمیل کے لیے کوئی اور جگہ حجاز سے مناسب تر نہیں ہے ہو سکتا ہے کہ ابن زبیر کو جو اس وقت قدرت رکھتا ہے اپنے ساتھ ملا لوں اور خاندان پیغمبرؐ سے دفاع کرنے کی غرض کو پورا کرلوں۔ لہذا کوفہ سے چلا جانا چاہیے۔

مختار قید سے آزاد ہونے کے تین دن بعد کوفہ سے حجاز کی طرف روانہ ہو گیا اور عراق کو کہ جہاں بہت سال رہ چکا تھا چھوڑا اور اپنے دوستوں سے وداع کیا اور اللہ پر تکیہ کرتے ہوئے مکہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ راستے میں عرب کے ایک بزرگ انسان ابن العرق سے

Presented by Ziaraat.Com

ملاقات ہوئی۔ وہ مختار کو پہچانتا تھا لیکن جب مختار کی ایک آنکھ کو ناقص دیکھا تو بے اختیار کہا: "انا لله و انا الیه راجعون" مختار یہ کیا ہوا ہے؟ کیوں تیری ایک آنکھ علیل اور ناقص ہے؟ مختار نے کہا کچھ نہیں ہے "خبطھا عینی ابن الزانیه بالقضیب" یعنی حرام زادے نے میری آنکھ کو اپنے عصا کے مارنے سے ناقص اور علیل کر دیا ہے۔

اس کے بعد مختار نے حتمی طور سے کہا خدا مجھے قتل کرے اگر میں نے اس کا یہ جواب نہ چکایا۔ اور میں اس کے ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں قطع کرونگا اس کے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے کرونگا۔ پھر ابن العرق کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ اس بات کو یاد رکھنا پھر مختار نے ابن العرق کے ساتھ حجاز اور عبداللہ بن زبیر کے قیام کے حالات کو چھیڑا اور اس دوران کہا کہ حجاز اور ابن زبیر کے حالات اور وضع کیسی ہے؟ ابن العرق نے کہا کہ ابن زبیر فعلاً تو خانہ کعبہ میں پناہ لیے مکہ میں موجود ہے اور مخفیانہ لوگوں سے اپنے لیے بیعت لے رہا ہے اور اگر اس کا کام چل نکلا اور اس کے ارد گرد لوگ اکٹھے ہو گئے تو پھر وہ اپنی دعوت کو برملا ظاہر کر دیگا؟

مختار نے کہا کہ میں حجاز جا رہا ہوں اور ابن زبیر کے پاس بھی جاؤنگا اگر اس نے میری بات کو تسلیم کر لیا اور میرے مشورہ اور نظریات کو اہمیت دی اور میری اطاعت کی تو اس کے کام کو خوب منظم کرونگا اور اس کے دشمن بنو امیہ کو ٹھکانے لگاؤنگا۔ اور اگر اس نے میرے اہم نظریات پر توجہ نہ دی تو پھر بھی کوئی پرواہ نہیں میں تنہا مشکلات پر قابو پا کر اپنی غرض کو پورا کرونگا۔ پھر ابن العرق سے کہا۔ "ان الفتنه قد برقت و رعدت" یعنی فتنہ اور انقلاب کا طوفان برپا ہو چکا ہے اور رعد اور برق شروع کر دی ہے۔ اے ابن العرق جب تو عراق کی سر زمین پر پہنچے اور میرے قیام اور انقلاب برپا کر دینے کی خبر سنے تو لوگوں سے کہنا کہ مختار نے مسلمانوں کی ایک جماعت کیساتھ انقلاب برپا کر دیا ہے اور اس سے اس کی غرض امام مظلوم شہید کربلا سید المسلمین پیغمبر خدا کی بیٹی کے لخت جگر کے خون کا انتقام لینا ہے۔ اس کے بعد پھر

Presented by Ziaraat.Com

تسلی طور سے ابن الفرق کو مخاطب کیا اور کہا کہ خدا کی قسم میں امام حسینؑ کے قاتلوں میں سے اتنے زیادہ قتل کروں گا کہ جن کی تعداد حضرت یحییٰ بن ذکریا کے بدلے قتل کیے جانے والوں کے برابر ہوگی ابن فرق کہتا ہے کہ میں نے مختار کے یہی جملے حجاج بن یوسف کو جو بہت بڑا سفاک تھا اور عبدالملک اموی خلیفہ کی طرف سے کوفہ پر گورنر تھا نقل کیے تو حجاج اس کے نقل سے ہنس پڑا اور کہا کہ مختار بہت اچھی گفتگو کرتا تھا اور موزوں اور منظم اور دل پسند خطبہ کرتا ہے اور اس نے مجھ جیسا ایک مختار کے جملے نقل کیے اور کہا کہ خدا میں اس کی کلام سے کچھ نہیں سمجھ سکا لیکن مختار ہجا دلیر اور بہادر جنگجو انسان ہے۔ (الفضل ما شهدت به الاعداء) یعنی فضیلت وہی ہے کہ جس کی دشمن بھی گواہی دے اور اقرار کرے۔

حجاج مختار کا بہت سخت دشمن تھا اور وہ خود بہت سے جابر ستم گار اور ظالم حاکموں میں سے ایک تھا اور مختار کو گالیاں بھی دیتا تھا لیکن اس موقع پر مجبور ہو گیا کہ مختار کی شخصیت اور فضیلت کا اقرار کرے۔

●●●●●

دوسرا حصہ

﴿مختار اور ابن زبیر﴾

اس سے پہلے کہ ہم مختار کا ابن زبیر کے ساتھ مل کر اس کی حمایت کرنے اور پھر اس کے ناکام ہونے کو بیان کریں ابتدا میں ہم ابن زبیر کی مختصر شخصیت اور اس کے انقلاب اور قیام کی غرض کے بیان سے کرتے ہیں تاکہ اصل مطلب واضح اور روشن ہو جائے کیونکہ ان دونوں کا انقلاب

Presented by Ziaraat.Com

اور قیام ابن زبیر کے تمام امور اس کی حکومت کے دوران اور کیونکہ ان دونوں کے درمیان رابطہ تھا اور پھر ایک دوسرے کے ساتھ زد و خورد کی وجہ سے آپ کی ماہیت زندگی بھی کو صاحب حد تک واضح کرنے کے لیے اس مطلب کا بیان کرنا ضروری ہے۔

عبداللہ بن زبیر کون ہے؟

عبداللہ بن زبیر قریش کے قبیلہ سے تھا۔ اس کی کنیت ابو خبیب یا ابوبکر تھی ان کا نسب عبداللہ بن زبیر بن عوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصی الاسدی ہے۔ مہاجرین سے مدینہ میں پیدا ہونے والا پہلا شخص ہے اور ہجرت کے بیسویں مہینے مدینہ میں متولد ہوا۔ اس کی ماں اسماء بنت ابی بکر پہلے خلیفے کی بیٹی تھی اور اس کی دادی صفیہ پیغمبر ﷺ اور حضرت علیؑ کی پھوپھی تھی۔ اس کا باپ زبیر پیغمبر ﷺ کے صحابی اور آپ کے پھوپھی زاد تھا پیغمبر ﷺ کی وفات کے بعد اور ابوبکر کے سقیفہ میں خلیفہ بنائے جانے کے وقت تک یہ جناب ابوبکر کے مخالفین میں سے تھا۔ اور حضرت علیؑ کے گھر میں جناب ابوبکر کی خلافت پر اعتراض کیا کرتا تھا۔ جب جناب عمر نے اپنے ایک گروہ [illegible] کو ابوبکر کی بیعت کرنے پر مجبور کرنے کی غرض سے ان کے گھر میں داخل ہونا چاہا جناب زبیر ہی تھے جنہوں نے اپنی تلوار نکال کر اس کو روکا تھا۔ جناب عمر نے زبیر [illegible] لیکن جناب ابوبکر کی خلافت اور اس کے بعد جناب عمر کی خلافت کے مستقر اور محکم ہو جانے کے بعد جناب زبیر ان کے ساتھ ہو گیا اور بہت ہی زیادہ ان سے مربوط ہے [illegible] جناب عثمان کے زمانے میں بہت زیادہ دولت اکٹھی کی۔ اہل سنت انہیں پیغمبر ﷺ کا ایک بزرگ صحابی جانتے ہوئے ان کی عزت اور توقیر کرتے ہیں۔ لوگوں کے عثمان کو قتل کر دینے کے بعد اور مہاجرین اور انصار کے حضرت علیؑ کی بیعت کر لینے کے بعد جناب زبیر طلحہ کے ساتھ مل کر حضرت علیؑ کے پاس آئے اور ان کے باوجود کہ انہوں نے حضرت علیؑ کی بیعت کی ہوئی تھی آپ سے

Presented by Ziaraat.Com

اپنے لیے منصب اور عہدے کا مطالبہ کیا اور اپنے سابقہ امتیازات کے محفوظ رکھنے کا بھی مطالبہ کیا لیکن حضرت علیؑ نے ان کے اس طرح کے مطالبات کو قبول نہ کیا۔ یہ دونوں حضرت علیؑ کی عدالت اور اپنے مطالبات قبول نہ کیے جانے اور اپنی سیاست پر صریح اور یقینی طور پر عمل نہ ہونے اور نسلی امتیاز کی سیاست کے قبول نہ کیے جانے کو اچھی طرح جانتے تھے لہذا انہوں نے حضرت علیؑ سے روگردانی کرتے ہوئے اس امید پر کہ وہ حضرت عثمان کے قتل کے بعد مقام خلافت تک پہنچ سکیں لوگوں میں عثمان کے قتل کیے جانے کو خوب اچھالا لیکن ان کی خلافت کی امید حضرت علیؑ کے خلیفہ بننے اور آپ کے حکومت پر مستحکم ہو جانے سے نا امیدی میں تبدیل ہوگئی انہوں نے خون عثمان کے مطالبے کے عنوان سے جناب عائشہ کی رہبری میں حضرت علیؑ سے جنگ لڑنے کا اعلان کر دیا بصرہ میں آ کر جنگ کی آگ کو جمل کے نام سے روشن کر دیا۔ حضرت علیؑ بذات خود اپنے لشکر کے ساتھ ان سے مقابلہ کرنے کے لیے گئے اور بات چیت اور صلح آمیز خیر خواہانہ دعوت دینے کے باوجود جناب عائشہ اور طلحہ اور زبیر کی ضد اور لجاحت کی وجہ سے جنگ ان کے ضرر پر تمام ہوئی طلحہ میدان جنگ میں مارا گیا اور جمل کا لشکر تتر بتر اور ختم ہو گیا اور زبیر بن عوام بھی قتل کر دیا گیا۔

عجیب یہ ہے کہ جنگ سے پہلے زبیر حضرت علیؑ کے بتلانے پر متنبہ ہو گئے تھے اور چاہتے تھے کہ جنگ کرنے سے ہٹ جائے لیکن اپنے ناپاک بیٹے کے کہنے پر پھر حضرت علیؑ کے ساتھ جنگ کرنے پر آمادہ ہو گیا۔

ناخلف بیٹا:

ما زال الزبیر منا اهل البیت حتی نشاء ابنه المشؤم عبدالله

حضرت علیؑ نے ابن زبیر کے بارے میں یہ جملہ فرمایا کہ زبیر ہم اہل بیتؑ میں سے شمار ہوتا رہا یہاں تک کہ اس کا منحوس بیٹا عبداللہ پیدا ہو گیا۔

Presented by Ziaraat.Com

عبداللہ بن زبیر جنگ جمل میں جناب عائشہ کے لشکر کا امام جماعت تھا جب نماز جماعت پڑھانے کی امامت میں جناب زبیر اور طلحہ کے درمیان نزاع پیدا ہو گئی تو جناب عائشہ نے عبداللہ سے کہا کہ لشکر کی امامت تم کراؤ۔

ابن ابی الحدید لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن زبیر کہتا تھا کہ میں خلافت کا اپنے باپ اور طلحہ سے زیادہ حقدار ہوں اور وہ کہتا تھا کہ جناب عثمان کے گھر کے محاصرہ کے زمانے میں جناب عثمان نے خلافت اس کے سپرد کر دی تھی۔ عبداللہ جنگ جمل میں اپنی خالہ جناب عائشہ اور اپنے باپ کے ساتھ حضرت علی علیہ السلام کے خلاف لڑتا رہا۔ جب حضرت علی علیہ السلام کی جنگ جمل میں زبیر سے ملاقات ہوئی اور آپ نے زبیر سے کہا کہ تم میرے خلاف کیوں جنگ کر رہے ہو؟ زبیر نے جواب دیا کہ جناب عثمان کے خون کے مطالبے کے لیے؟ حضرت علی علیہ السلام نے اس سے فرمایا کیا تمہیں یاد نہیں رہا کہ پیغمبرؐ نے تجھے میرے بارے میں کیا فرمایا تھا۔ آپ نے وہ واقعہ بتلایا۔ زبیر نے کہا کہ درست ہے آپ ٹھیک فرما رہے ہیں امام علیہ السلام نے فرمایا کیا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجھے نہیں فرمایا تھا: "انك و الله ستقاتله و انت له ظالم" یعنی اے زبیر بخدا تو علی کے ساتھ عنقریب جنگ کرے گا جب کہ اس حالت میں تو ظالم ہوگا۔

زبیر اچانک متوجہ ہوا اور استغفار کیا اور کہا بخدا اگر یہ واقعہ مجھے یاد ہوتا تو میں بالکل تیرے مقابلے میں نہ آتا لیکن اب کیسے پلٹ جاؤں؟ امام علیہ السلام نے فرمایا پلٹ جانا ننگ اور عار نہیں ہے جہنم کی آگ بہت زیادہ سخت ہے۔ زبیر امام علیہ السلام کے ساتھ جنگ کرنے سے منحرف ہو کر جب لوٹا تو اس کی ملاقات اپنے ناپاک بیٹے عبداللہ سے ہو گئی۔ عبداللہ نے اس کے جنگ سے نکل جانے کو روکا اور کہا کہ "فررت من سيوف بنی عبدالمطلب" یعنی بنی ہاشم کی تلواروں سے ڈر گئے ہو اور بھاگ رہے ہو اور بالآخر عبداللہ اپنے باپ زبیر کو پھر سے لوٹا لایا تاکہ وہ حضرت علی علیہ السلام سے جنگ کرے۔

Presented by Ziaraat.Com

عبداللہ ابن زبیر اپنی خالہ جناب عائشہ سے بہت زیادہ محبت کیا کرتا تھا اور جناب عائشہ کی بھی یہ خواہش تھی کہ ایک دن ایسا آئے کہ عبداللہ خلافت کی مسند پر بیٹھے۔ جناب عائشہ کی خاندان پیغمبر سے مخاصمانہ کیفیت نے عبداللہ کے روح پر گہرا اثر ڈالا ہوا تھا۔ عبداللہ بچپن سے لے کر آخری عمر تک خاندان رسالت سے بغض عناد اور دشمنی رکھتا رہا۔

ابن ابی الحدید لکھتے ہیں کہ عبداللہ کی سب سے بڑی آرزو حکومت اور قدرت تک پہنچنا تھا اور وہ ایسے موقع کی تلاش میں رہتا تھا کہ جس سے اپنی یہ آرزو پوری کر سکے۔ جب معاویہ مر گیا اور عراق کے لوگوں نے بنی امیہ کی حکومت کے چنگل اور تسلط سے نکلنے کی کوشش شروع کی اور حجاز میں اس کے بارے جوش و خروش پیدا ہوا لیکن ایک بے نظیر اور تمام مسلمانوں کے مورد عنایت شخص یعنی امام حسین علیہ السلام کے ہوتے ہوئے ابن زبیر کے لیے خلافت کی زمین ہموار نہ ہو سکی اگرچہ ابن زبیر امام حسین علیہ السلام سے دشمنی اور رقابت رکھتا تھا لیکن یزید کی بیعت نہ کرنے میں امام حسین علیہ السلام کا ہم عقیدہ تھا ابن زبیر نے کبھی بھی یزید کو بعنوان خلیفہ قبول نہ کیا اور خود ایسے موقع کی تلاش میں تھا کہ وہ خود خلافت کا ادعا کر دے سنہ ۶۱ ھ میں امام حسین علیہ السلام نے قیام کر دیا اور شہید ہو گئے اور پورے عالم اسلام میں اعتراض اور حق شناسی اور تحریک کی ایک عظیم موج پیدا ہو گئی لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے عبداللہ بن زبیر اپنے آپ کو زاہد اور عابد ظاہر کرتا تھا اور بے مثال نماز اور روزے رکھتا تھا اس سے اس نے ایک اندازے تک لوگوں کا اپنے بارے میں اعتماد دلا دیا تھا اور ابتداء میں اس نے بھی امام حسین علیہ السلام کے خون کے انتقام لینے کے لیے قیام اور انقلاب کرنے کو ظاہر کیا۔

یزید کے ظلم اور بالخصوص کربلا کے دردناک واقعہ اور مدینہ منورہ میں یزید کے قتل عام کرانے نے لوگوں میں یزید اور بنی امیہ کی حکومت کے خلاف نفرت کی ایک موج پیدا کر دی تھی۔

امام حسین علیہ السلام کے خون کا انتقام لینے کی غرض سے عبداللہ بن زبیر کے لیے بہت سے

Presented by Ziaraat.Com

زمین ہموار کروی عبداللہ اگرچہ سرتا پا خاندان پیغمبرؐ کا دشمن تھا لیکن اس نے ان حالات میں اپنے آپ کو امام حسین علیہ السلام کے خون کا انتقام لینے والا ظاہر کیا اور اس ذریعے سے بہت سے انقلابی حضرات کی توجہ کو کہ جن میں سے جناب مختار تھے اپنی طرف جلب کر لیا۔

جب امام حسین علیہ السلام عراق کی طرف چلے گئے تو ایک دن جناب ابن عباس کی ابن زبیر سے ملاقات ہو گئی ابن عباس نے ابن زبیر کی پشت پر اپنا ہاتھ مارا اور اس کے لیے ایک شعر پڑھا کہ جس کا معنی اس بات کو ظاہر کرتا تھا جو ابن عباس نے ابن زبیر سے کی۔ ابن عباس نے ابن زبیر سے کہا اے زبیر کے فرزند فضاء تیرے لیے خالی ہو گئی ہے اور بہت مناسب موقعہ تیرے ہاتھ آ رہا ہے علامہ ابن نما لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن زبیر یزید کے مرنے سے پہلے لوگوں کو امام حسین علیہ السلام کے خون کے انتقام لینے کے لیے اپنی طرف دعوت دیا کرتا تھا اس حیلے سے لوگوں کو فریب دیا کرتا اور یزید کے ظلم کو بیان کیا کرتا تھا لیکن یزید کے سنہ ۶۴ھ میں ہلاک ہو جانے کے بعد اپنی اس روش سے منحرف ہو گیا کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا وہ اقدام سوائے نعرے اور اشعار کے اور کچھ نہ تھا۔ عبداللہ صرف اپنی حکومت اور ریاست کا خواہاں تھا اور لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ وہ اس مطلب کا مرد میدان نہیں ہے۔

عبداللہ مدینہ سے مکہ آ گیا اور ایک عابد اور زاہد کے عنوان سے وہاں عبادت میں مشغول ہو گیا اور اپنے آپ کو خانہ خدا میں پناہ لینے والے کا لقب یعنی "العائذ ببیت اللہ" قرار دیا لوگوں کو اپنی طرف جلب کرنے کے لیے اور عوام کو فریب دینے کے لیے دنیا کو دنیا کے لیے ترک کر دیا یہاں تک کہ اس کے نماز اور روزے ضرب المثل بن گئے اور جب تک یزید زندہ رہا اس کے ساتھ نہ ملا۔ یزید اپنی حکومت کے آخری ایام میں سنہ ۶۳ھ میں جب مدینہ کا قتل عام کر چکا تو اس نے اپنا لشکر ابن زبیر کی سرکوبی کے لیے مکہ کی طرف روانہ کیا اور حصین بن نمیر یزید کے لشکر کا سردار تھا۔ یزید کا لشکر مکہ شہر میں داخل ہوا اور عبداللہ ابن زبیر اور اس کے لشکر کا مسجد الحرام

Presented by Ziaraat.Com

میں پوری طرح محاصرہ کرلیا۔ عبداللہ اور اس کی فوج نے یزید کی فوج کا مقابلہ کیا۔ ابن زبیر کی کوشش تھی کہ قریش کے معروف اور مشہور لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرے مختلف طریقوں سے ان کو اپنی بیعت کرنے اور مدد دینے کی دعوت دی لیکن اسے اس سے کوئی نتیجہ حاصل نہ ہوا۔ بنی ہاشم کے علاوہ مکہ اور مدینے کے دوسرے بزرگ قریش نے بھی ابن زبیر سے دوری کرلی۔

ابن ابی الحدید لکھتے ہیں کہ ابن زبیر نے بہت زیادہ کوشش کی کہ عبداللہ بن عمر کو اپنا ہمنوا بنالے اور اس سے بیعت لے لے۔ اس غرض کے لیے اس نے صفیہ مختار کی بہن جو عبداللہ بن عمر کی بیوی تھی کے ذریعے بھی کوشش کی تاکہ وہ اپنے شوہر کو عبداللہ ابن زبیر کی بیعت کر لینے پر راضی کرے جب صفیہ نے اپنے شوہر عبداللہ بن عمر کے سامنے اس مطلب کا ذکر کیا تو ابن عمر نے اس پیشکش کے رد کرنے کے ساتھ یہ بھی کہا کہ ابن زبیر ایک ریاست طلب اور دنیا پرست انسان ہے۔ صفیہ نے ابن زبیر کے زیادہ نماز پڑھنے اور عبادت کا ذکر کیا تو عبداللہ بن عمر نے اس کا جواب دیا کہ معاویہ کے وہ طاقتور خچر جو مکہ اور مدینہ میں مال لادکر آیا کرتے ہیں تم نے دیکھے ہیں؟ صفیہ نے کہا کہ ہاں۔ ابن عمر نے کہا کہ ابن زبیر اپنی عبادت اور نماز اور روزے کے ذریعے انہیں کو چاہتا ہے؟

مختار مکہ میں:

مختار جب مکہ میں آئے تو ابن زبیر سے ملاقات کے لیے گئے۔ ابن زبیر نے مختار کا بہت گرمجوشی سے استقبال کیا اور اس کی اچھی طرح پذیرائی کی۔ ابن زبیر ایک سیاسی اور چالاک انسان تھا اس کے لیے مختار کو اپنے طرف جذب کر لینا بہت اہمیت رکھتا تھا کیونکہ ابن زبیر مختار کو جانتا تھا اور یہ بھی جانتا تھا کہ وہ ایک انقلابی انسان ہے اور بنو امیہ کا مخالف اور بہادر اور کارکن انسان ہے لہذا وہ مختار کا اس کے ساتھ ہو جانے کو اپنے لیے فتح اور کامیابی کا زینہ شمار کرتا تھا۔

ابن زبیر نے مختار کے ساتھ بہت زیادہ گرمجوشی کا اظہار کیا اور اس سے عراق کے

Presented by Ziaraat.Com

حالات پوچھے اور کہنے لگا اے ابو اسحاق۔ عراق میں کیا خبر ہے؟ مختار نے کہا۔ لوگ بظاہر تو بنو امیہ کی حکومت کی طرفداری کرتے ہیں لیکن باطن میں بنو امیہ کے دشمن اور مخالف ہیں۔ ابن زبیر نے کہا کہ یہ غلاموں کی کہ جو نمک شناس نہیں ہوتے خصوصیت ہے جب وہ اپنے آقا کو دیکھتے ہیں تو اس کے سامنے فرمانبردار اور مطیع ہوتے ہیں جب آقا ان سے دور ہو جاتے ہیں تو اسے برا بھلا اور اس کی عیب جوئی کرتے ہیں اور اس کے باغی اور طاغی ہو جاتے ہیں۔

مختار عراق کے حالات سے کاملاً آگاہ تھا اور لوگوں کے ضمیر اور فطرت کو جانتا تھا کیونکہ وہاں میں بہت سالوں سے رہ رہا تھا اس نے ابن زبیر سے پیشکش کی کہ وہ وہاں وکالت کرے اور ایک طاقتور اور تجربہ کار گورنر عراق کے لوگوں پر معین کرے۔ لیکن ابن زبیر مختار کو اور عراق کے لوگوں کو جانتا تھا اور یہ بھی جانتا تھا کہ یہ حکومت علوی کے حامی اور محب ہیں تو مختار کی اس پیشکش سے موافقت نہ کی اور اسے رد کر دیا۔

مختار کی ابن زبیر سے موافقت:

مورخین نے مختار کی ابن زبیر کے ساتھ موافقت و اتحاد کی مدت کو بہت تھوڑا لکھا ہے۔ وہ اکثر لکھتے ہیں کہ جب مختار ابن زبیر کے ہاں گیا تو متوجہ ہوا کہ جو کچھ مختار چاہتا ہے وہ ابن زبیر کے ہاں موجود نہیں ہے اور ابن زبیر ایسا آدمی نہیں ہے کہ مختار کے ساتھ ہمکاری کر سکے۔

مختار طائف میں:

مختار کو علم ہو گیا کہ ابن زبیر اسے اپنی غرض کی تکمیل کے لیے کام کرنے کا موقع فراہم نہیں کرے گا لہٰذا مختار اس سے جدا ہو کر شہر طائف کی طرف چلا گیا یہ شہر مختار کے آباؤ اجداد کا اصل وطن تھا۔ مختار ایک سال تک طائف میں اپنے پروگرام کی کے لیے غور و فکر میں رہا۔ مختار طائف میں بھی اپنے ہدف اور غرض کو چھپایا نہیں کرتا تھا اور برملا کہا کرتا تھا کہ میں ظالموں کو نابود کرنے والا ہوں۔ جب یہ خبر ابن زبیر تک پہنچا تو اس نے ناراحت ہو کر کہا کہ کذاب کو اگر دیا

اس پر ہے کہ سرکش اور ظالم ہلاک ہو کر رہیں تو خود مختار بھی انہیں میں سے ایک ہے خدا اسے
قتل کرے کتنا جھوٹا اور متکبر انسان ہے۔

مختار طائف میں رات کو خصوصی محفل منعقد کیا کرتا تھا اور لوگوں کے ساتھ گفتگو کیا کرتا
تھا۔ ایک رات اپنی محفل میں آسمان کی طرف سر بلند کر کے یہ شعر پڑھا ہے کہ جس کا خلاصہ یہ
ہے کہ جس شخص میں کام کرنے کی طاقت موجود ہو اسے اپنی غرض حاصل کرنے کے لیے مقتدر
حکام کرنا چاہیے۔ مختار ان اشعار کے پڑھنے سے سمجھانا چاہتا تھا کہ اس کے سامنے کوئی بہت
بڑی فکر اور غرض اور غایت ہے اور یقیناً وہ صرف انقلاب اور قیام کرنا ہی ہو سکتا تھا۔ شعر پڑھنے کے
بعد اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر کہتا ہے کہ خدا کی قسم کہ یزید مر گیا ہے اس کے کہنے کے
تھوڑے ہی دن بعد خبر آئی کہ یزید مر گیا ہے۔

یزید سنہ ۶۴ھ میں جہنم واصل ہوا اسی سال دوبارہ مختار طائف سے مکہ میں لوٹ آیا
(یہ مطلب کہ جسے ابن اثیر نے نقل کیا ہے دوسرے مورخین کے نقل کرنے کے موافق نہیں ہے
کیونکہ تمام مورخین نے نقل کیا ہے کہ مختار مسجد الحرام کے محاصرہ اور مکہ جنگ کے دنوں میں ابن
زبیر کے ساتھ مکہ میں موجود تھا اور وہیں انہیں یزید کے مرنے کی خبر ملی تھی۔

مکہ لوٹ آنا

مختار ایک سال تک سیاست اور اپنے مقصد کے لیے پروگرام تشکیل دینے اور فکر
کرنے کے بعد دوبارہ مکہ لوٹ آیا۔ اسے آرام نہیں آ تا تھا کیونکہ وہ ایک بہت بڑے مقصد
کے بجا لانے کے در پے تھا اس مقصد کے انجام دینے کے لیے اس کو آرام سے بیٹھنا اور
سیاست سے دور رہنا ممکن نہ تھا لہذا دوبارہ مکہ لوٹ آیا اور ممکن ہے کہ وہ اعمال حج کے بجا لانے
کے لیے مکہ دوبارہ آیا ہو۔

بلاذری لکھتے ہیں کہ مختار طائف میں ایک سال رہنے کے بعد مکہ لوٹ آیا اور مسجد

Presented by Ziaraat.Com

الحرام میں گیا اور ابن زبیر کے کام میں فکر کرتا تھا۔ مختار نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور حجر اسود کے نزدیک دو رکعت نماز پڑھی اور مسجد کے گوشے میں بیٹھ گیا۔ لوگ اس کے ارد گرد جمع ہو گئے اور اس کا احترام اور سلام کرتے تھے۔ عبداللہ بن زبیر کو مختار کے مکہ واپس لوٹ آنے کی خبر ملی تو اس نے اس کے متعلق جستجو کی۔ مختار کے بعض دوستوں نے مختار سے کہا کہ ابن زبیر تیری جستجو میں ہے بہتر ہے کہ آپ اس سے ملاقات کریں۔ مختار نے اس کا جواب دیا کہ میں پچھلے سال ابن کے پاس گیا تھا اور اس کی حمایت کا اعلان کیا تھا لیکن میں نے دیکھا کہ اس کا مقصد درست نہیں ہے اور وہ مجھے قبول نہیں کرتا۔ خدا کی قسم وہ میرا مجھ سے زیادہ محتاج ہے ابن اثیر لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن زبیر مختار کے مکہ آنے سے مطلع ہوا تو مکہ کی عظیم شخصیت آدمی عباس بن سہل ساعدی کو مختار کے پاس بھیجا اور مختار کو دعوت دی کہ وہ ابن زبیر سے ملاقات کرے۔ عباس مختار کے پاس آیا اور احوال پرسی کے بعد یوں کہا کہ اے مختار تیرے جیسی شخصیت کے لیے مناسب نہیں کہ ابن زبیر جیسے آدمی سے دور رہے اور کہا کہ اس وقت قریش کے تمام بزرگ اور انصار اور ثقیف کے تمام لوگ اس کے ساتھ ہیں اور تمام قبائل کے سردار اس کے دیدار کے لیے آئے ہیں اور اس سے بیعت کر لی ہے بہتر ہے کہ آپ بھی اس سے ملو اور میں خود تمہیں اس کے پاس لے چلوں گا۔ مختار نے اس کا جواب دیا کہ میں پچھلے سال ابن زبیر کے پاس گیا تھا اور اس کی مدد کرنے کا اعلان بھی کیا تھا لیکن اس نے مجھ پر اعتماد نہیں کیا اور اپنے مقصد کو مجھ سے چھپائے رکھا۔ عباس نے کہا کہ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ تم نے اس سے کھلے عام ملاقات کی ہو لیکن اب بہتر یہ ہے کہ آج رات ہم دونوں مل کر اس کی ملاقات کے لیے جائیں۔ مختار عباس کے اصرار کرنے پر راضی ہو گئے کہ آج رات اس کے ساتھ خصوصی ملاقات کرے۔

مشروط بیعت:

مختار نے عباس سے کہا کہ اتنا اہم نہیں۔ میں آج رات اس کی ملاقات کو جاؤں گا۔

Presented by Ziaraat.Com

اسی رات عباس مختار کے پاس آئے اور وہ مختار کے ساتھ ابن زبیر کی قیامگاہ پر گئے۔ جب یہ دونوں ابن زبیر کے ہاں گئے تو ابن زبیر کے پاس کوئی اور آدمی موجود نہ تھا۔ ابن زبیر نے جلدی کر کے مختار کو پہلے سلام کیا اور اس سے بغلگیر ہو گیا اور مصافحہ کیا۔ اس کے بعد مختار نے بات شروع کی اور کہا کہ میں اس لیے آیا ہوں کہ تمہاری بیعت کروں لیکن ایک شرط پر۔

ابن زبیر نے کہا کہ کس شرط پر؟ مختار نے کہا کہ اس شرط پر کہ تم کوئی کام میرے مشورے کے بغیر انجام نہ دو گے اور میں تیرا پہلا مشیر اور محرم راز ہونگا اور جب خلافت تم تک پہنچ جائے تو مجھے سب سے بلند عہدہ اور منصب دو گے۔ (پڑھنے والے خوب غور کریں کہ مختار کے شرائط میں اس کی بلند ہمتی اور مقصد کا عالی ہونا اس کی گفتگو سے ظاہر ہوتا ہے مختار چاہتا ہے کہ اپنے لیے قدرت حاصل کر لے تا کہ وہ اس قدرت کے ذریعے جو اس کا مقصد ہے اسے پورا کر سکے) لیکن ابن زبیر نے بہت ہی عیارانہ طریقے سے جواب دیا اور کہا کہ میں تیری بیعت کو کتاب اور سنت پر قبول کرتا ہوں۔ مختار نے کہا کہ یہ کیا جواب ہوا یہ تو ایک کھلا جواب ہے کونسا آدمی کتاب اور سنت کا مخالف ہو سکتا ہے اگر ایک غلام بھی آپ سے بیعت کرنا چاہے تو وہ بھی کتاب اور سنت پر ہی بیعت کرے گا مختار نے اس کے بعد کہا کہ میں تیری بیعت اسی شرط پر کروں گا جو میں نے کہی ہے۔ ابن زبیر نے بغیر کوئی بات کیے اپنے ہاتھ بڑھا دیا اور مختار نے اس کی بیعت کر لی۔ اس لحاظ سے مختار اپنے خاص نظریئے کے تحت اور ابن زبیر اپنے عیارانہ چال پر ایک دوسرے سے مل گئے۔ اس کے بعد یزید کے لشکر نے ابن زبیر کی سرکوبی کے لیے مکہ پر حملہ کر دیا۔ یزید کے لشکر نے مدینہ کا قتل عام کرنے کے بعد مکہ کا محاصرہ کر لیا تھا۔ مسعودی لکھتے ہیں کہ مختار ابن زبیر کے گروہ کے ساتھ ملحق ہو گیا اور اس سے بیعت کر لی اور اسے اپنے حاکم قرار دیتے ہوئے اس کی اطاعت کی لیکن اس شرط پر کہ ابن زبیر اپنے کاموں میں مختار کے مشورے اور صلاح کے بغیر کوئی کام انجام نہیں دے گا اور اس کے مشورے کو رد نہیں کرے گا۔

Presented by Ziaraat.Com

مختار ابن زبیر کے پاس رہے لیکن بہت تھوڑی مدت تک اس کے ساتھ ہمکاری کی۔ یزید کے لشکر نے حصین بن نمیر کی سرداری میں ابن زبیر کو گرفتار کرنے یا قتل کر دینے کے حکم پر مکہ کا محاصرہ کر لیا۔

مختار اور ابن زبیر محاصرے میں:

جب یزید کے لشکر نے حصین بن نمیر کی کمان میں مسجد الحرام کا محاصرہ کر لیا تو مختار نے ابن زبیر سے کہا کہ اٹھو اور اس لشکر کے ساتھ خود بھی جنگ کرو۔ ابن زبیر نے لیت و لعل کیا۔ مختار نے ابن زبیر کے سامنے اس آیت کو پڑھا: "و لا تقاتلوهم عند المسجد الحرام حتی یقاتلوکم فیه فان قاتلوکم فاقتلوهم" یعنی مسجد الحرام میں ان سے جنگ نہ کرو لیکن اگر وہ تم سے جنگ کریں تو تم بھی ان سے جنگ کرو۔ ابن زبیر جنگ میں وارد ہوا۔ ایک مدت تک مختار ابن زبیر کے ساتھ رہا اور یزید کے لشکر کے محاصرے کے زمانے میں مختار ابن زبیر کے ساتھ تھا اور اس جماعت کے ساتھ جو مختار کی کمان میں تھی شام کے لشکر کے ساتھ جنگ کرتا رہا اور اپنی شجاعت کے جوہر دکھلائے اور جنگ کرتے وقت یزید کے لشکر کے سامنے فریاد کرتا تھا اے شامیو! میں مختار بن ابی عبیدہ ہوں اور میں وہی بار بار حملہ کرنے والا غیر فرار ہوں مختار پے در پے حملہ کرتا تھا اور پیٹھ نہیں دکھاتا تھا اور کہتا تھا کہ اے بزدلو اور پست فطرت انسان کے مددگارو میں وہی بے پرواہ صف شکن ہوں۔ مختار نے شام کے لشکر سے بہت عمدہ اور نمایاں جنگ کی۔ مختار کی گونج اور فریاد نے باوجود یکہ مختار اور اس کے مددگار اور عبداللہ بن زبیر اور اس کے لشکر کی تعداد یزید کے لشکر کے مقابلے بہت کم تھی یزید کے نوکروں کے دلوں میں عجیب رعب اور وحشت ڈال رکھی تھی۔ ابن زبیر کے مددگاروں نے مسجد الحرام میں اپنا مورچہ بنا رکھا تھا اور کئی دنوں تک یزید کے لشکر کے ساتھ جنگ کرتے رہے البتہ کچھ خوارج بھی خانہ کعبہ کے دفاع کے عنوان سے یزید کے لشکر کے ساتھ جنگ کرتے رہے یا ابن زبیر کی اطاعت اور

Presented by Ziaraat.Com

حمایت کے عنوان سے پہنچی۔

ابن زبیر کے لشکر کا محاصرہ روز بروز تنگ ہوتا جا رہا تھا کہ اچانک یزید کے مرنے کی خبر آ پہنچی۔ ابن زبیر نے بلند آواز سے کہا کہ تم کس لیے ہمارے ساتھ لڑ رہے ہو؟ تمہارا خلیفہ تو مر گیا ہے۔ اس خبر سے یزید کا لشکر منتشر اور متفرق ہو گیا اور جنگ کرنے سے رک گیا اور شام کی طرف واپس لوٹ گیا۔ ابن زبیر نے حصین بن نمیر کے ساتھ مذاکرات کرنا شروع کر دیئے اور ابن زبیر کو بہت اہمیت حاصل ہو گئی۔ یہ واقعہ ۶۴ھ میں رونما ہوا اس واقعہ کے بعد ابن زبیر نے مختلف شہروں میں اپنے گورنر متعین کر دیئے اور لشکر کے سردار بنا دیئے۔ ابن زبیر حجاز کے بعد عراق ایران یمن شام کے علاوہ تمام اسلامی مملکت پر مسلط ہو گیا۔

مختار ابن زبیر سے جدا ہو گئے:

مختار کے ابن زبیر سے علیحدہ ہو جانے اور کوفہ چلے جانے کے بارے میں دو نظریے سامنے آئے ہیں:

(۱) بعض مورخین نے لکھا ہے کہ مختار نے ابن زبیر کو پیشکش کی کہ عراق کے بارے میں کوئی مصمم ارادہ کرے اور کسی کو کوفہ کا گورنر متعین کر دے۔

مسعودی اور ابن اثیر نے لکھا ہے کہ مختار نے ابن زبیر سے یوں کہا کہ میں ایک ایسی جماعت اور ملت کو جانتا ہوں کہ اگر ان کے لیے کسی عالم مدبر دور اندیش رہبر کو معین کرے تو ان سے ایک بہت بڑا لشکر بنا سکتا ہے کہ جن کے ساتھ شام کے لشکر سے مقابلہ کر سکتے ہو۔ ابن زبیر نے پوچھا کہ وہ کونسی جماعت اور ملت ہے؟ مختار نے کہا وہ کوفہ میں علیؑ کے شیعہ ہیں۔

ابن زبیر نے مختار سے کہا کہ وہ شخص جوان کی رہبری کر سکتا ہے تم ہی ہو سکتے ہو۔ اس گفتگو کے بعد مختار ابن زبیر کے نمائندہ کی حیثیت سے عراق کی طرف روانہ ہوا۔

(۲) دوسرا نظریہ یہ ہے کہ مختار ابن زبیر کے حکم سے کوفہ نہیں گیا۔ اس مطلب کی واضح

Presented by Ziaraat.Com

دلیل یہ ہے کہ ابن زبیر نے عبداللہ بن یزید اور ابراہیم بن عبداللہ کو اپنا نمائندہ بنایا ہوا تھا اور انہیں عراق کا حاکم منتخب کیا ہوا تھا اور وہ کوفہ گئے ہوئے تھے اور اگر تاریخ میں زیادہ وقت اور تحقیق کی جائے تو یہ واضح ہوگا کہ مختار ابن زبیر سے ناراحت اور ناراض ہو کر اس سے جدا ہو گیا تھا اور ابن زبیر نے کسی صورت میں بھی مختار کو عراق کے گورنر بنائے جانے کا حکم نہیں دیا تھا ابن اثیر نے صراحت سے لکھا ہے کہ مختار اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ ابن زبیر اسے فعالیت اور کام کرنے کا موقع نہیں دیتا لہذا اس سے دور ہوتا گیا اور باقاعدہ عراق کے حالات معلوم کرتا رہتا تھا شیعوں میں سے ایک آدمی ہانی بن جبہ وداعی نے مختار کو اطلاع دی کہ کوفہ کے لوگ ابن زبیر کی حکومت سے ناراض ہیں اور ابن زبیر کے بھیجے ہوئے نمائندے کو قبول نہیں کیا ہے اور اس نے تاکید کی کہ اگر کوفہ کے شیعہ ایک دلپسند نمائندہ رکھتے ہوں تو ایک عظیم قدرت کے مالک ہو سکتے ہیں۔

❋❋❋❋❋

تیسرا حصہ

﴿حرکت کا آغاز﴾

مختار ابن زبیر کے ساتھ ہو گیا لیکن جب اسے معلوم ہوا کہ ابن زبیر اچھا انسان نہیں ہے تو وہ اس سے علیحدہ ہو گیا اور کوفہ چلا گیا۔ مختار عراق کے حالات کا بغور مطالعہ کرتا رہتا تھا مختار کو اطلاع دی گئی کہ کوفہ والوں نے عمرو بن حریث کو جو ابن زیاد کے قائم مقام تھا کوفہ سے نکال دیا ہے اور شام کی حکومت سے باغی ہو گئے ہیں اور عامر بن مسعود کی اپنے حاکم کے عنوان

Presented by Ziaraat.Com

ہے بیعت کر لی ہے۔ مختار نے اس خبر کے ملنے سے معلوم کر لیا کہ زمین اچھی طرح ہموار ہوگئی ہے اپنے اطرافیوں سے کہا کہ مجھے ابو اسحاق کہا جاتا ہے میں کوفہ والوں کے کام آسکتا ہوں اور میرے بغیر وہاں کے لیے کوئی اور مناسب نہیں ہے۔ عراق کے لوگ اس وقت اس ریوڑ کے مانند ہیں کہ جس کا کوئی چرواہا نہ ہو اور ان کے لیے چرواہا مجھ سے بہتر کوئی نہیں ہو سکتا۔ مختار اپنے قافلے کے ساتھ عراق روانہ ہو گیا۔

مختار نے عراق جانے سے پہلے اہل بیتؑ پیغمبر سے ملاقات کی اور اپنے مقصد کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ان سے اجازت لینے کی غرض سے جناب محمد بن الحنفیہ سے ملاقات کی۔

عبداللہ بن زبیر کی خاندان پیغمبر سے سخت دشمنی:

شاید مختار کے عبداللہ بن زبیر سے جدا ہونے کی ایک علت عبداللہ بن زبیر کی خاندان پیغمبر سے سخت عداوت اور دشمنی تھی ابن زبیر ابتداء میں تو اس دشمنی کو مخفی رکھتا تھا لیکن جب خلافت اور قدرت اسے حاصل ہوگئی تو پھر اس پرانی دشمنی کو برملا ظاہر کرنے لگا۔

ابن ابی الحدید لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن زبیر اپنے خطبوں میں پیغمبر ﷺ کا اسم مبارک نہیں لیا کرتا تھا۔ لوگوں نے جب اس پر اعتراض کیا تو اس نے ان کے جواب میں کہا کہ میں پیغمبر ﷺ کا نام اس لیے خطبے میں نہیں لیتا کیونکہ پیغمبر ﷺ کا خاندان برا ہے اور جب میں آنحضرت کا نام لونگا تو وہ اپنی گردنیں اونچی کریں گے یعنی فخر کریں گے اور میں نہیں چاہتا کہ ان کو اس فضیلت اور افتخار کا احساس ہو۔

عبداللہ بن زبیر نے ابن عباس سے کہا کہ چالیس سال سے میں نے تمہاری دشمنی کو اپنے دل میں چھپائے رکھا ہے اور جب وہ خلافت اور قدرت پر پہنچا تو اس نے اپنی اس نے اپنی اس دشمنی کو برملا ظاہر کر دیا۔

جب ایک موقع پر عبداللہ بن زبیر پر اعتراض کیا گیا تو پھر اس نے اسی سابقہ جملے کا

Presented by Ziaraat.Com

تکرار کیا اور مزید کہا کہ خدا کی قسم میرا دل ایک لمحہ بھی نہیں چاہتا کہ میں اہل بیت پیغمبر کو خوشحال دیکھوں اور میں نے ان سے جنگ کا ارادہ کیا ہوا ہے کہ اہل بیت پیغمبر کو ایک جگہ اکٹھا کروں اور تمام کو زندہ زندہ آگ میں جلا دوں۔ اس نے اس وقت بہت سخت جملے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اور اہل بیت پیغمبر کے بارے میں کہے بعض مسلمانوں کی طرف سے اس پر اعتراض بھی کیا گیا۔ ابن عباس کو جب اس کے کینہ اور بغض سے بھری ہوئی گفتگو کی خبر ہوئی تو وہ مسجد میں آئے اور منبر پر گئے اور اپنی پر مغز اور موثر کلام سے ابن زبیر کی تردید کی اور اس کا دندان شکن جواب دیا اور اسے ذلیل اور رسوا کیا اور منبر سے نیچے اتر آیا مختار اپنے مقدس ہدف اور غرض یعنی امام حسین علیہ السلام کے خون کا انتقام لینا تھا اور وہ عشق اور محبت جو وہ پیغمبر کے خاندان سے رکھتا تھا کیا ایسا انسان ابن [illegible] اور خبیث انسان سے ہمکاری اور حمایت کر سکتا ہے۔

مختار کی محمد بن حنفیہ سے ملاقات:

مختار کا ایک خاص مقصد تھا ان روایات اور آئمہ علیہم السلام کی بشارت اور خوشخبری اور بالخصوص امیر المومنین علیہ السلام کے پیشگوئی کی بنا پر مختار کو اطمینان تھا کہ وہ امام حسین علیہ السلام کے خون کا انتقام لے گا اور اہل بیت کے انتقام کے لیے قیام اور انقلاب کرے گا۔ یہی خاص مقصد مختار کے مدنظر تھا کہ جس پر وہ چل رہا تھا اور چونکہ امام حسین کے قاتل شام اور عراق اور کوفہ میں جو شیعان علی علیہ السلام اور اہل بیت اور حضرت علی علیہ السلام کے طرفداروں کا مرکز تھا موجود تھے لہذا مختار کو اپنے مقصد کے بجالانے کے لیے بہترین موقع اور فرصت حاصل ہو رہی تھی اسے اس میں دیر بھی نہیں کرنی چاہیے تھی اور چونکہ امام حسین علیہ السلام کے خون کا انتقام لینا جناب محمد بن حنفیہ کے ورثہ سے مربوط تھا اور وہی ولی الدم اور شہداء کربلا کے خون کے وارث تھے لہذا اس نے سوچا کہ اس کے متعلق ان سے مشورہ کیا جائے اور ان سے اپنا وظیفہ شرعی معین کر لیا جائے۔ اسی وجہ سے مختار عراق جانے سے پہلے امیر المومنین علیہ السلام کی اولاد اور اہل بیت پیغمبر کے پاس گیا۔ تاریخ میں لکھا

Presented by Ziaraat.Com

ہے کہ مختار جناب محمد حنفیہ کے پاس آئے اور ان سے اپنی تکلیف معلوم کی امام زین العابدینؑ جو درحقیقت امام حسینؑ اور شہداء کربلا کے خون کے وارث اور مسلمانوں کے امام تھے ان سے مختار کی ملاقات کا ذکر تاریخ میں موجود نہیں ہے۔

اس کے متعلق پہلے تو یہ احتمال دیا جا سکتا ہے کہ ممکن ہے کہ اس طرح کی ملاقات واقع ہوئی ہو اور یہ ان حساس حالات اور موقعیت کے لحاظ سے کہ جس میں امام زین العابدینؑ زندگی کر رہے تھے اور تقیہ اور سیاست وقت کے لحاظ سے پوری طرح مخفی ہوئی ہو اور اس کی کسی کو خبر نہ ہوئی ہو اسی واسطے اسے تاریخوں میں نقل نہ کیا گیا ہو۔

دوسرے یہ احتمال بھی موجود ہے کہ چونکہ امام زین العابدینؑ مدینہ میں موجود تھے اور حالات ایسے تھے کہ مختار نے مکہ سے ہی عراق جانا تھا اور وہ مدینہ نہیں آ سکتا تھا لیکن امیر المومنینؑ کے معزز اور محترم فرزند محمد حنفیہ جو حضرت امام حسینؑ کے عالی مقام کے بھائی اور بنی ہاشم کے خاندان کے قابل احترام اور سفید ریش اور بنی ہاشم کے امامت کے علاوہ کے عظیم بزرگ تھے اور مکہ معظمہ میں موجود تھے ان سے اجازت لینے کو مختار نے امام سجادؑ سے اجازت لینا ہی سمجھا ہو۔ لہذا مختار نے اپنے قیام کے لیے محمد بن حنفیہ سے اجازت لینے کو کافی قرار دیا ہو کیونکہ محمد بن حنفیہ جیسے کہ ان کے حالات میں ذکر کیا جا چکا ہے حجر اسود کی گواہی کے بعد ۶۱ھ میں امام حسینؑ کی شہادت کے بعد امام سجادؑ کی امامت کے قائل اور مطیع تھے اور اہم مسائل میں اپنی طرف سے فتویٰ اور حکم نہیں دیا کرتے تھے لہذا کس طرح ہو سکتا ہے کہ محمد بن حنفیہ نے امام سجادؑ سے پہلے مشورہ کیے بغیر امام سجادؑ کے نظریے کے خلاف اس طرح کے اہم مسئلہ میں اپنی رائے پر اکتفاء کیا ہو بنا بر این یہ احتمال قوی ہے کہ محمد حنفیہ نے امام سجادؑ کے اس نظریے کہ شہداء کربلا کے خون کا انتقام لینا مختار کے لیے درست ہے اور جائز ہے مختار کو ایسا انتقام لینے کی اجازت دے دی ہو اور حکم دیا ہو کہ وہ قیام اور انقلاب برپا کر دے اس سے مہم یہ امر ہے کہ جب

Presented by Ziaraat.Com

مختار نے کوفہ میں قیام برپا کرنے کا آغاز کر دیا تو کوفہ کے بہت سے قریب بزرگ شیعہ افراد حجاز آئے اور محمد بن حنفیہ سے اپنی شرعی تکلیف معلوم کی تو محمد بن حنفیہ نے ان سے کہا کہ "قوموا الی امامی و امامکم علی بن الحسین علیہ السلام" یعنی تم اٹھو اور میرے اور اپنے امام زین العابدین علیہ السلام کے پاس چلو جو کچھ وہ فرمائیں حکم وہی ہوگا چنانچہ انہوں نے امام علیہ السلام سے ملاقات کی اور امام علیہ السلام نے انہیں قیام اور انقلاب کرنے کی اجازت دے دی۔

جب محمد حنفیہ اتنے اہم کام میں بغیر امام علیہ السلام کے خود کوئی حکم نہیں دیتے تو کس طرح ممکن ہے کہ وہ مختار کو قیام کرنے کی ترغیب اور تحریک اپنی طرف سے دے دیں جبکہ یہ اسے معلوم بھی ہو کہ اس قیام میں امام علیہ السلام متوافق نہیں ہیں۔ یہ نظریہ مختار کے قیام کا تاریخ سے استنباط کرنے کے صراحتاً خلاف ہے۔

حکم اور تکلیف معلوم کرنا:

بلاذری لکھتے ہیں کہ مختار کوفہ روانہ ہونے سے پہلے جناب محمد بن حنفیہ کے پاس گئے اور اسے اپنے کام کی اطلاع دی اور کہا کہ میں نے حتمی ارادہ کر لیا کہ آپ کے خون کا انتقام لوں اور آپ کی حمایت اور مدد کروں آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ محمد بن حنفیہ نے اس کا کوئی جواب نہ دیا اور مختار کے اجازت لینے پر ساکت رہے نہ اسے اس کام کا حکم دیا اور نہ ہی اس سے منع کیا لیکن مختار نے جناب محمد حنفیہ کے سکوت کو ان کی رضایت اور اجازت سمجھا اور اپنے آپ سے کہا کہ ان کا ساکت رہنا ہی ان کی اجازت ہے جناب محمد حنفیہ سے خدا حافظی کی اور عراق کی طرف روانہ ہو گئے لیکن یہی مؤرخ ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ محمد حنفیہ نے مختار کے جواب میں اس کی موافقت کی اور کہا کہ جتنا ہو سکے اللہ تعالی سے تقوی اختیار کرنا چاہیے پھر اس کے قیام کے بارے میں فرمایا کہ میں دوست رکھتا ہوں کہ خداوند ہماری مدد کرے اور جن لوگوں نے ہمارا خون بہایا ہے خدا انہیں ہلاک کرے البتہ جنگ کرنے اور خونریزی کا فرمان نہیں دیتا

Presented by Ziaraat.Com

ہوں کیونکہ خدا ہی ہمارا مددگار کافی ہے اور وہی ہمارا حق لے گا اور ہمارے خون کا انتقام لے گا۔

محمد بن الحنفیہ سے اس کلی جواب کو بعض مورخین نے نقل کیا ہے لیکن اس جواب سے ایک قطعی مطلب معلوم ہوتا ہے کہ اہل بیتؑ کی مدد کرنا اور شہداء کے خون کا انتقام لینا آپ چاہتے تھے اور اہل بیتؑ عظام اور محمد بن حنفیہ کی یہی خواہش ان کی پسندیدہ تھی لیکن بعد والا جملہ کہ میں اس کے لیے جنگ اور خونریزی کو پسند نہیں کرتا قابل غور وفکر ہے۔

محمد بن حنفیہ کی کلام اور اہل بیتؑ اور بالخصوص امام سجادؑ کی رضایت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں سے انتقام لینے کو پسند کرتے تھے پس کس طرح معقول ہے کہ محمد بن الحنفیہ یہ تو کہیں کہ میں اپنے بھائی امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں سے انتقام لینے کو پسند کرتا ہوں لیکن اس شرط پر کہ خونریزی اور جنگ واقع نہ ہو کیا یہ آپس میں تناقض نہیں ہے لہذا ہم عقل اور نقل سے یہ نتیجہ لے سکتے ہیں کہ اگر یہ جملہ جناب محمد بن حنفیہ کا ہو بھی تو اسے تقیہ پر محمول کیا جائے گا یا اس میں کوئی سیاست ہوگی کیونکہ امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں سے انتقام لیا جانا بغیر خونریزی کے کیسے ہو سکتا تھا۔

بعض اہلسنت کے راوی کہتے ہیں کہ مختار کا قیام دراصل محمد بن حنفیہ کے فرمان اور حکم سے تھا لیکن مختار کے کام محمد بن حنفیہ کے دستور کے مطابق نہ تھے۔

شعبی سے نقل ہوا ہے کہ اس سے پوچھا گیا کہ کیا مختار کا کام محمد حنفیہ کے فرمان اور حکم سے تھا؟ اس نے کہا کہ ہاں اس کا قیام اور انقلاب محمد بن حنفیہ کی رائے اور نظریہ سے تھا لیکن اس کے اعمال اور کام محمد حنفیہ کے دستور کے مطابق نہ تھے یہ نظریہ اہل سنت کا ہے اور یہ واضح ہے کہ جب امام سجاد علیہ السلام اور محمد بن حنفیہ نے اصل قیام اور انقلاب کی اجازت دے دی ہے اور فرمایا ہے کہ کربلا کے واقعہ کا انتقام لو تو پھر ضروری نہیں ہے کہ انتقام لینے کی جزئیات کا بھی وہی دستور اور حکم دیں مثلاً وہ حکم دیں کہ شمر کو کیسے قتل کرو اور عمر سعد کو کس طرح قتل کرو۔ ایسی

Presented by Ziaraat.Com

چیزیں دستور اور حکم کی محتاج نہیں ہوا کرتیں۔ لہذا ہم دیکھتے ہیں کہ امام سجاد اور اہل بیت پیغمبر مختار کے کاموں سے بہت زیادہ خوشحال تھے اور مختار کے حق میں دعائے خیر کرتے تھے۔ اس چیز کی تائید علاوہ ان کے کربلا کے قاتلوں کے قتل کیے جانے پر خوشی کے اظہار سے ہوتی ہے ایک دن جناب محمد بن حنفیہ نے مختار پر اعتراض کیا کہ کیوں عمر سعد کو جلدی قتل نہیں کرتا اور اسے مہلت دے رکھی ہے اس سے بھی مختار کے کاموں کی تائید ہوتی ہے سب سے زیادہ واضح دلیل کہ امام نے مختار کو اجازت دی تھی یہ ہے کہ محمد بن حنفیہ نے مختار کو صراحت سے قیام کرنے کا حکم دیا تھا اور عراق کے تمام لوگوں کو حکم دیا تھا کہ وہ مختار سے مل جائیں اور بالخصوص ابراہیم اشتر اور اس کے قبیلے کو مختار کے ساتھ مل جانے کا حکم دیا تھا یہ تمام چیزیں اہل بیت عظام اور بالخصوص محمد بن حنفیہ کے مختار کے کاموں کی تائید اور حمایت کو بتلاتے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

ساتویں فصل

قیام سے پہلے کے واقعات

Presented by Ziaraat.Com

پہلا حصہ

مختار کوفہ میں

مختار نے ابن زبیر سے علیحدگی کے بعد اور اہل بیت پیغمبر سے رابطہ پیدا کرنے کے بعد مکہ کو عراق کے قصد سے اپنی اہم غرض کی تکمیل کے لیے چھوڑ دیا اور کوفہ چلے گئے۔

بلاذری نے لکھا ہے کہ مختار ایک قافلہ کے ساتھ کوفہ وارد ہوا اور کوفہ میں داخل ہونے سے پہلے حیرہ کی نہر کے کنارے اترا اور غسل کیا اپنے بالوں کو تیل لگایا اور اپنے آپ کو خوشبو سے معطر کیا اور ایک مناسب اور اچھا لباس پہنا اور سر پر عمامہ باندھا اور تلوار کمر سے باندھی اور اپنی سواری پر سوار ہو کر کوفہ کے شہر میں داخل ہوا۔ پہلے کندہ محلے کی مسجد سکون میں کہ جہاں لوگوں کا اجتماع ہوا کرتا تھا گیا۔ لوگوں نے مختار کا استقبال کیا اور جب ہر گلی اور موڑ پر پہنچتا تھا تو لوگوں پر سلام کرتا تھا اور ان کی احوال پرسی کرتا تھا یہاں تک کہ کندہ قبیلے بنی بداء کے محلے میں پہنچا برابر لوگوں کو فتح اور کامیابی کی خوشخبری دیتا تھا اس کی عبیدہ بن عمر بدی جو شیعوں میں سے ایک بزرگ شخصیت تھی ملاقات ہوگئی اور عبیدہ بن عمر کے بارے میں کہا گیا ہے کہ عبیدہ شیعیت میں سب لوگوں سے زیادہ سخت اور ثابت قدم تھا اور حضرت علیؑ کی محبت میں بہت زیادہ سخت اور شجاع اور بہادر انسان تھا۔

مختار نے اس پر سلام کیا اور کہا اے عبیدہ فتح اور گشائش اور خوشی کی بشارت اور خوشخبری ہو تو ایک ایسے عقیدے پر ہے کہ جس سے گناہ معاف کیے جاتے ہیں اور عیوب

Presented by Ziaraat.Com

چھپائے جاتے ہیں۔ میں تمہیں مصائب کے ختم ہو جانے اور فتح اور کامیابی کی خوشخبری دیتا ہوں۔ مختار کا یہ جملہ ان بہت سی روایات کی طرف اشارہ ہے کہ جس میں آیا ہے کہ علیؑ کی ولایت اور امامت تمام تر عیوب اور گناہوں کے بخشے جانے کا ذریعہ ہوتی ہے۔ ابو عمر عبیدہ نے مختار کے جواب میں خوش ہو کر کہا کہ خدا تمہیں بھی یہ خوشخبری اور بشارت نصیب کرے۔ مختار نے اس سے کہا کہ تم اور مسجد والے مجھ سے ملنا تاریخ کامل نے لکھا ہے کہ مختار نے اس سے کہا کہ آج رات مجھ سے ملنا۔ اس جملے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو عمر عبیدہ کوفہ کے شیعہ علما میں سے تھے اور ان کے پاس مسجد تھی کہ جس میں نماز پڑھاتے تھے اور ان کا قوم اور قبیلہ اور معتقدین زیادہ تھے۔

شیخ طوسی نے ابو عمر جو عبیدہ کی کنیت تھی کے بارے میں لکھا ہے کہ آپ علیؑ کے اصحاب میں سے تھے۔ برقی نے بھی یوں ہی لکھا ہے اور لکھا ہے کہ وہ محدثین میں سے تھے اور آپ سے ایک روایت کامل الزیارات باب ۱۴ حدیث ۵ میں نقل کی گئی ہے۔

ابن حجر نے کتاب تقریب میں کہا ہے کہ عبیدہ ابن عمر سلمانی کہ جو ابو عمرو کوفی کی کنیت تھی آپ بزرگ تابعین میں سے تھے اور پھر لکھتے ہیں کہ آپ ثقہ اور ثابت قدم اور قابل اعتماد تھے۔ قاضی شریح کو جب کوئی مشکل مسئلہ پیش آتا تو ابو عمرو سے پوچھا کرتا تھا۔ ابو عمرو ۶۹ ھ میں انتقال کر گئے۔ جی ہاں! مختار کوفہ کے بزرگ شیعوں میں سے جس کو دیکھا کرتا تھا اس کے اچھی طرح آؤ بھگت کرتا تھا اور اسے ملاقات کرنے کا کہا کرتا تھا۔ اس نے ابو عمرو عبیدہ سے ملاقات کی یہ عبیدہ اور اسماعیل بن کثیر وہ پہلے آدمی تھے کہ جنہوں نے مختار کی بیعت کی اور اس سے اخلاص کا اظہار کیا۔

مختار نے بنی ہند کے طائفہ کے سردار سے جو اسماعیل بن کثیر تھے اور شیعہ تھے سے بھی ملاقات کی اور اسے اپنے گھر آنے کی دعوت دی اور اس سے کہا کہ آج رات آپ اور آپ کا بھائی میری ملاقات کے لیے میرے گھر آئیں میں تمہارے لیے وہ چیز لایا ہوں کہ جسے تم

Presented by Ziaraat.Com

دوست رکھتے ہو۔ مختار ہمدان قبیلہ کے پاس جو کوفہ کا بہت اہم قبیلہ تھا گیا اور انہیں بھی بشارت اور خوشخبری دی اور کہا کہ میں تمہارے لیے وہ چیز لایا ہوں کہ جو تمہیں خوش کرے گی مختار اس کے بعد مسجد کوفہ میں آیا یہ لوگ اس کے ارد گرد جمع ہو گئے۔ مختار وہاں سے اٹھا اور مسجد کے گوشہ میں چلا گیا اور وہاں نماز پڑھنا شروع کر دی۔ نماز جماعت کا وقت آ گیا اس نے ظہر کی نماز لوگوں کو پڑھائی اور ظہر اور عصر کی نماز کے درمیان مستحبی نمازیں پڑھیں اور عصر کی نماز کے بعد اپنے گھر واپس چلا گیا۔

مختار کے کوفہ آ جانے سے شہر کی فضا تبدیل ہو گئی ابھی ۶۵ ھ کا آغاز تھا عراق کے لوگ بہت خوش تھے اور امیدوار تھے لوگوں نے ابن زیاد کے حاکم اور بنو امیہ کو باہر نکال دیا تھا اور کوفہ کے شیعہ ابن زبیر کو معمولی سی اہمیت بھی نہیں دے رہے تھے اور سب کی نگاہیں مختار جیسے انقلابی انسان پر جمی ہوئی تھیں بہت سے وہ لوگ کہ جن کا امام حسین علیہ السلام کے خون میں ہاتھ نہ تھا مختار کے ہمراہ ہو گئے تھے اور ان کو حسینیہ اور حسینان کہا جانے لگا۔

کوفہ کے بزرگوں سے ملاقات:

یزید کے مر جانے اور عمر بن حریث جو ابن زیاد کا قائم مقام تھا کے نکال دینے سے عملی طور پر کوفہ بنو امیہ کے حکومت کے تسلط اور نفوذ سے خارج ہو چکا تھا کوفہ جو فوجی لحاظ سے اہمیت رکھتا تھا اس کی سیاسی فضاء نے شیعوں کی امیدوں کو مختار کی رہبری میں پورا کیا جانا قریب کر دیا تھا ابو عمر عبیدہ کوفہ کے شیعوں میں سے بزرگ شخصیت تھی اور اسماعیل بن کثیر کہ وہ بھی لوگوں کے درمیان بہت زیادہ اہم شمار ہوتے تھے اور اس کے بھائی جو کوفہ کے سرداروں میں شمار ہوتے تھے اور کچھ اور اہم شخصیات رات کے وقت مختار کے دیدار کے لیے اس کے گھر آئے۔ مختار ایک مدت سے عراق کے حالات سے دور تھا ان سے عراق اور بالخصوص کوفہ کے حالات پوچھے۔

Presented by Ziaraat.Com

اہم خبر:

ان لوگوں نے کوفہ کے حالات سے مختار کو آگاہ کیا اور یہ اہم خبر اسے دی کہ کوفہ کے شیعوں کے سرداروں نے سلیمان بن صرد خزاعی کی رہبری میں ارادہ کر لیا ہے کہ بنو امیہ کی حکومت کے خلاف جنگ کریں اب جبکہ ہم آپ سے بات چیت کر رہے ہیں سلیمان بن صرد کوفہ کی مسجد میں خطاب کر رہے ہیں۔ مختار نے اس کی بابت کچھ نہ کہا ان کی گفتگو کے بعد مختار ان کی طرف متوجہ ہوئے جب سب کے سب شیعہ تھے اور حمد اور ثناء کے بعد یوں خطاب کیا۔

ان المهدی ابن الوصی بعثنی الیکم امینا و وزیرا و منتجبا و امیرا امرنی بقتل الملحدین و الطلب بدم اهل بیته و الدفع عن الضعفاء فکونوا اول خلق اللّٰہ اجابة

یعنی مہدی جو وصی کا فرزند ہے اور پیغمبر کا جانشین ہے مجھے امین اور وزیر اور حاکم بنا کر تمہارے پاس بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں ان کو کہ جنہوں نے امام حسینؑ کے قتل کرنے کو جائز قرار دیا تھا اور ملحدین کو قتل کروں اور اہل بیتؑ کے خون کا انتقام لوں اور کمزوروں کا دفاع کروں لہذا تم پہلا وہ گروہ بنو جو مجھے اس کے بارے میں اثبات میں جواب دے۔ انہوں نے بہت جوش اور خروش سے مختار کی گفتگو کو سنا اور اس جلسے میں مخفی طور پر مختار کو اہل بیتؑ کا نمائندہ جان کر اس سے بیعت کر لی۔

ابن کثیر لکھتے ہیں کہ کوفہ کے لوگوں نے مختار کا گرمجوشی سے استقبال کیا اور مختار لوگوں کو محمد بن الحنفیہ کی رہبری اور اہل بیتؑ عظام کی حمایت اور مدد کرنے کی دعوت دیتا تھا اور کہتا تھا کہ میں اہل بیتؑ عظام کے شعار اور ان کی سیرت کو زندہ کرنے اور شہداء کربلا کے خون کا انتقام لینے کے لیے تمہارے پاس آیا ہوں اور جب لوگوں نے ان سے خواہش کی کہ وہ اپنے وظیفہ اور ماموریت کو بیان کریں تو اس نے کہا کہ میں ولی امر اور معدن فضل اور وصی مرتضیٰ اور امام مہدی علیہ السلام کی طرف سے تمہارے ہاں آیا ہوں اور میری ماموریت کے انجام دینے میں دردوں

Presented by Ziaraat.Com

کی شفاء اور گرہ کو کھولنا اور دشمنوں کا قتل کرنا ہے اور انجام کار اللہ کی نعمت اور رحمت سے سرشار اور فائز ہونا ہے اکثر شیعوں نے توابین کے سلیمان بن صرد خزاعی کی رہبری میں دل لگاؤ لگا رکھا تھا اور اس کے ارد گرد جمع ہو چکے تھے۔ مختار نے شیعوں کے اس گروہ سے ملاقات کی اور ان سے کہا کہ سلیمان بن صرد بوڑھا آدمی ہے وہ جنگ کے رموز اور کاموں کا ماہر نہیں ہے وہ تمہیں ایسی جنگ میں ٹھونسنا چاہتا ہے کہ جس میں تم بھی قتل ہو جاؤ گے اور وہ بھی قتل ہو جائے گا لیکن میں ایک ایسا کام کرنا چاہتا ہوں کہ جو دنیا کی تاریخ میں ضرب المثل بن جائے اور میں اس حکم کو بجالاؤں گا کہ جس کا مجھے تمہارے امام اور ولی امر نے اس کا حکم دیا ہے میں چاہتا ہوں کہ تمہارے دشمنوں پر عرصہ حیات تنگ کر کے تمام کے تمام کو تہہ تیغ کر دوں اور تمہارے دلوں کو ٹھنڈا کروں لہٰذا تمہیں میرا ساتھ دینا چاہیے اور میرے فرمان کی اطاعت کرنی چاہیے۔

ان شیعوں نے مختار کے ساتھ عہد اور پیان باندھا کہ وہ اس کی مدد کریں گے اور لوگوں نے گروہ در گروہ مختار کے ساتھ ملنا شروع کر دیا تھا اور اسے لائق اور بزرگ حاکم اور کمانڈر تسلیم کرنا شروع کر دیا لیکن اکثر بزرگ اور پاک اور پابند شیعہ توابین کے گروہ میں سلیمان بن صرد کی رہبری میں داخل تھے اور اس سے کنارہ کشی پر حاضر نہ تھے اور مختار کو سلیمان بن صرد کے برابر نہیں جانتے تھے سلیمان بن صرد کا وجود مختار کے لیے ایک مشکل مسئلہ بنا ہوا تھا اور مختار پر سلیمان بن صرد کا وجود گراں ہو رہا تھا۔

مختار کے خلاف سازش:

مختار مخفی طور پر لوگوں کو اپنے قیام اور انقلاب کی دعوت دیتا تھا اور انہیں انقلاب برپا کرنے کے لیے آمادہ کر رہا تھا اور ادھر توابین کا لشکر بھی جنگ کرنے کی غرض سے حرکت کرنے کے لیے آمادہ ہو چکا تھا عمر بن سعد جو کربلا کے واقعہ میں یزید کے لشکر کا سردار اور نمبر ایک جنایت کار اور ظالم تھا اور شمر بن ذی الجوشن امام حسینؑ کا قاتل اور یزید کے پیادہ لشکر کا کربلا

Presented by Ziaraat.Com

میں سردار تھا اور شبث بن ربعی معروف ظالم اور جنایت کار اور زید بن حارثہ یہ سب کے سب کربلا کے واقعہ میں دخیل تھے ابن زبیر کے گورنر کے پاس جو کوفہ میں موجود تھا گئے اور اس سے کہا کہ مختار کا خطرہ تمہارے لیے سلیمان بن صرد کے خطرے سے زیادہ ہے سلیمان تو تمہارے دشمن شام کی حکومت سے جنگ کرنا چاہتا ہے لیکن مختار چاہتا ہے کہ تمہارے شہر کوفہ پر چڑھائی کر دے لہٰذا سب سے پہلے اس کا اعتماد حاصل کرو اور چالاکی سے اسے قید کر دو تاکہ لوگوں کی زندگی درست چل سکے اور تم سلیمان بن صرد کے لشکر سے خوف مت کرو ان کا ارادہ ہے کہ شام کے لشکر سے جا کر جنگ کریں لیکن کوفہ کے لوگوں سے گرچہ یہ کربلا کے واقعہ میں دخیل تھے سروکار نہیں رکھتے لیکن سب سے زیادہ خطرہ مختار سے ہے کیونکہ اس کا ارادہ ہے کہ تمام ان لوگوں کو جو کربلا کے واقعہ میں شریک تھے تہ تیغ کر دے اور ان لوگوں کا خواہ کوفہ کے ہوں یا شام اور دوسری جگہ کے ہوں جو بھی امام حسین علیہ السلام کی جنگ میں کوئی کردار رکھتے تھے تمام کا قلع قمع کر دے انہوں نے ابن زبیر کے گورنر کو پیشکش کی کہ جب تک مختار کی تحریک اپنے اوج تک نہ پہنچے اسے گرفتار کر کے قتل کر دو اور تم توابین اور سلیمان بن صرد سے کوئی سروکار نہ رکھو۔ ابن زبیر کی طرف سے ابراہیم بن محمد جو نماز جمعہ اور کوفہ میں امور دینی کا مسئول تھا اور دوسرے انتظامی امور کا حاکم تھا مختار کی اس تمام سرشت سے کہ جو انہیں معلوم تھی اور پھر اس کے مقام سے جو اس نے کوفہ میں حاصل کر رکھا تھا سب پریشان اور نگران تھے اور لوگوں کے مختار کی طرف چلے جانے کی جو خبریں انہیں مل رہی تھیں ان سب کو اور زیادہ مضطرب اور پریشان کر رکھا تھا لہٰذا ابن زبیر کے گورنر نے اس پیشکش کو قبول کرتے ہوئے مختار کے گرفتار کرنے کا کام شروع کر دیا۔

مختار دوسری دفعہ قید خانے میں:

ابن زبیر کے حکام نے ضد انقلاب کے حامیوں کے ساتھ ایک مناسب وقت میں مختار کے گھر پر دھاوا بول دیا اور اسے گرفتار کر کے کوفہ کے حاکم ابراہیم بن محمد کے پاس لے

Presented by Ziaraat.Com

آ ئے مختار نے بلند آواز سے کہا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے مختار تم میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ ابراہیم بن محمد نے حکم دیا کہ اس کے بازوں کو اچھی طرح باندھ دو اور اسے ننگے پاؤں قید خانے لے جاؤ لیکن عبداللہ بن یزید جو ابراہیم کو وزر کا معاون تھا اور نماز جمعہ کا شہر میں امام تھا اس نے کہا کہ ایسا کرنا صحیح نہیں ہے جو شخص ہمارے ساتھ جنگ میں وارد نہیں ہوا ہم اس کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کریں گے۔ ہم نے تو اسے بدگمانی پر گرفتار کیا ہے ابراہیم کو وزر کو عبداللہ کی یہ بات نا گوار گزری اور اس سے کہا کہ اس کام سے کوئی ربط نہیں ہے اور فضول مت کرو۔ اس کے بعد مختار کی طرف متوجہ ہوا اور اس سے کہا کہ یہ اطلاعات جو تمہاری ہمیں مل رہی ہیں یہ کیا ہیں؟ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ تم کوفہ میں کیا کرنا چاہتے ہو؟ مختار نے آرام اور سکون سے اسے جواب دیا کہ جو خبریں آپ کو مل رہی ہیں یا دی جا رہی ہیں یہ سب جھوٹی اور من گھڑت ہیں اور میں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرے اور تیرے باپ کی طرح دغا باز بنوں۔ مختار کے اس جواب نے ابراہیم بن محمد کو غضبناک کر دیا اور فریاد بلند کی کہ اسے قید خانے لے جاؤ۔ مختار کو طوق اور زنجیر سے جو باندھا ہوا تھا اسی حالت میں قید کر دیا گیا گرچہ بعض نے لکھا کہ طوق اور زنجیر اس سے اتار لیے گئے تھے اور اسے تنہائی کی قید میں رکھا گیا۔

قید خانے میں مختار کی گفتگو:

مختار ایک شیر کی مانند قید خانہ کے پنجرے میں دن گزار رہا تھا لیکن مختار پر اس سختی اور دلسوز مظالم نے اس کے ارادے اور صحیح غرض پر معمولی اثر بھی نہیں کیا ہوا تھا۔ اس نے زندان میں مقفیٰ اور مسجع اشعار کی مانند یوں جوش آور کلام کی۔

اما و رب البحار و النخیل و الاشجار و المهامه و القفار و الملائکة الابرار و المصطفین الاخیار لاقتلن کل جبار و شفیت غلیل صدور المومنین و ادرکت ثار النبیین لم یکبر علی زوال الدنیا و لم احفل بالموت اتی۔

Presented by Ziaraat.Com

قسم اس خدا کی جو سمندروں اور باغات اور سبزہ اور درختوں اور بیابان اور ملائکہ اور نیک اور برگزیدہ لوگوں کا خالق ہے میں ہر سرکش اور ظالم کو قتل کروں گا اور اس کام کے ذریعے غمزدہ مؤمنین کے دلوں کو خوشحال کروں گا اور پیغمبروں کے خون کا انتقام لوں گا اور یہ کام ہو کر رہے گا اور دنیا کا زوال اور اتار اور چڑھاؤ اور موت اسے نہیں روک سکتے۔ مختار توابین کے اقدام کے وقت ابن زبیر کی قید میں تھا۔

واقعاً یہ کیا راز ہے کہ مختار امام حسین علیہ السلام کے قیام کے وقت آرزومند تھا کہ امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ہو لیکن وہ قید میں تھا اور پھر توابین کے قیام اور جنگ کرنے کے وقت بھی قید میں ہو؟

مختار کے ساتھ باقیماندہ توابین کا مل جانا:

توابین کی سلیمان بن صرد کی رہبری میں جنگ کرنے کے وقت مختار قید میں تھا اور قید خانے میں ہی اسے ان کے قیام کرنے کی خبر ملی۔ توابین کے قیام نے بنو امیہ کے لشکر پر ہولناک ضربات وارد کیں اور آخری سانس تک ان سے جنگ کرتے رہے اور اکثر توابین شہید ہو گئے اور سلیمان جو توابین کے لشکر کا سردار تھا خود بھی شہید ہو گیا اور جو بچ گئے تھے وہ کوفہ واپس لوٹ آئے اور ان کا حتمی ارادہ تھا کہ وہ امام حسین علیہ السلام کے خون کا انتقام لیں گے۔ مختار نے اپنے ایک قابل اعتماد آدمی سیحان بن عمرو کے ذریعے ایک خط لکھا جو اسے توابین کے باقی ماندہ سرداروں تک پہنچا دے اس نے حکومت کے آدمیوں کے خوف سے کہ کہیں یہ خط پکڑا نہ جائے اسے اپنی ٹوپی میں چھپا کر رفاعہ بن شداد اور دوسرے سرداروں کے پاس پہنچا دیا جن کو یہ خط لکھا گیا تھا وہ تمام کے تمام توابین کے باقی ماندہ اور مختار کے قابل اعتماد افراد تھے کہ جن میں سے بعض کے یہ نام ہیں:

(۱) رفاعہ بن شداد (۲) مثنیٰ بن مخرمہ بن عبدی

Presented by Ziaraat.Com

(۳) سعد بن حذیفہ (۴) یزید بن انس (۵) احمر بن شمیط احمسی

(۶) عبداللہ بن شداد بجلی (۷) عبداللہ بن کامل

مختار کے خط کا مضمون:

حمد اور ثنا الٰہی کے بعد۔ خداوند عالم نے تمہاری ظالموں کے ساتھ مخالفت اور ان سے جنگ کرنے کی وجہ سے تم کو بہت بڑا اجر اور ثواب عطا کر دیا ہے اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دیا ہے اور اطمینان رکھو کہ جو تم نے مال اور جان اس راستے میں دیا ہے اور جو قدم بھی اس کے لیے اٹھایا ہے اس کی وجہ سے خداوند عالم نے تمہارے معنوی درجات کو زیادہ بلند کر دیا ہے اور خداوند عالم نے تمہارے نیک اعمال کو بہت زیادہ اجر کہ جسے سوائے خدا کے اور کوئی نہیں جانتا تمہارے نامہ اعمال میں درج کر دیا ہے۔ آپ خوشحال ہونگے اگر میں خدا کے اذن سے قید سے آزاد ہو گیا تو تمہارے دشمنوں کو جہاں بھی ہونگے تہہ تیغ کر کے نابود کر دونگا اپنے خط کو اس جملے کے ساتھ ختم کیا۔ خداوند اس کے لیے گرہ کشائی کرے کہ جو تم سے تقرب حاصل کرے اور ہدایت پائے اور سوائے گناہ گاروں اور منکرین کے کسی کو اپنے سے دور نہ کرے۔ تم ہدایت یافتوں پر سلام ہو۔

مختار کے لیے پیغام:

جب توابین نے مختار کے خط سے اس کے ارادے کو بھانپ لیا تو ایک شخص کو کہ جس کا نام عبداللہ بن کامل تھا ایک مخفی پیغام دے کر مختار سے قید خانے میں ملاقات کرنے کے لیے روانہ کیا ان کا پیغام یہ تھا ہماری طرف سے مختار کو کہہ دے کہ ہمیں آپ کا خط مل گیا ہے انشاء اللہ جس طرح کہ تیرا ارادہ ہے ہم اس کے لیے حاضر ہیں اور اگر تو مصلحت دیکھتا ہے تو ہم قید خانے پر دھاوا کر کے تجھے وہاں سے آزاد کرا لیں۔

جس طرح بھی ہوا عبداللہ بن کامل مختار سے قید خانے میں ملاقات کرنے پر کامیاب

Presented by Ziaraat.Com

ہو گیا اور توابین کا پیغام مختار کو پہنچایا۔ جب مختار کو علم ہو گیا کہ شیعہ اس کی مدد کرنے پر کمر بستہ ہیں تو اس نے سوچا کہ انقلاب برپا کرنے کے لیے زمین ہموار ہو چکی ہے اس سے وہ بہت خوش ہوا لیکن قید خانے پر دھاوے کر دینے میں مصلحت نہ دیکھی اور ان سرداروں کے پیغام کے جواب میں عبداللہ سے کہا کہ انہیں جا کر کہہ دو کہ یہ کام تم نہ کرو میں انہیں دنوں میں آزاد ہو جاؤں گا۔

مختار کا قید خانے سے آزاد ہو جانا:

شیر پنجرے سے آزاد ہو گیا۔ مختار کا ایک غلام بنام زربیا تھا مختار نے اسے مخفی طریقے سے اپنے بہنوئی عبداللہ بن عمر کو جو دوسرے خلیفے کے فرزند تھے کے پاس بھیجا اور اسے پیغام دیا اور اسے لکھا کہ میں بے گناہ قید کر دیا گیا ہوں حکومت کے کارندے بغیر کسی ثبوت کے میرے بارے میں بدظن ہوئے ہیں خدا تم پر رحمت فرمائے اگر تم سے ہو سکتا ہے تو آپ ایک کام کریں کہ ایک خط محبت آمیز ان دو ظالم حاکموں یعنی عبداللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمد طلحہ جو عبداللہ بن زبیر کی طرف سے کوفہ پر حاکم ہیں کو لکھیں شاید خداوند عالم تمہارے لطف اور تمہاری شخصیت اور موقعیت سے مجھے ان کے ہاتھ سے خلاصی عنایت کر دے۔ والسلام علیک۔

یہ وضاحت ضروری ہے کہ عبداللہ بن عمر ایک گوشہ نشین اور ہر ایک کے ساتھ بنا کر رکھنے والا آدمی تھا اور چونکہ اپنے زمانے کی حکومتوں کی سیاست سے کنارا کش رہتا تھا اور پھر ایک خلیفہ کا فرزند ہونے کی وجہ سے خلافت سے اپنے آپ کو دور کر رکھا تھا اور پھر اس پر ایک محدث اور عالم کا عنوان بھی دیا جاتا تھا لہٰذا اس کی بات ہر ایک کے ہاں سنی جاتی تھی اور اسے احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور پھر اس کی بیوی صفیہ جو مختار کی بہن تھی اس کی وجہ سے اس سے رشتہ داری بھی موجود تھی۔

عبداللہ بن عمر کا مختار کی آزادی کے لیے خط:

مختار کے خط پہنچنے کے بعد عبداللہ بن عمر نے فوراً ایک خط ابن زبیر کے گورنر اور

Presented by Ziaraat.Com

حاکموں کو اس مضمون کے ساتھ لکھا کہ تم میری رشتہ داری مختار کے ساتھ اچھی طرح جانتے ہو اور آپ سے جو میری سابقہ دوستی اور ربط ہے اسے بھی جانتے ہو میں تمہیں اس حق کی جو میرا تم پر ہے قسم دیتا ہوں کہ میرے خط کے تمہارے پاس پہنچنے کے بعد فوراً مختار کو قید سے آزاد کر دو۔ تم پر خدا کی رحمت اور سلام ہو۔ عبداللہ بن عمر کا خط مؤثر ہوا جس کے نتیجے میں مختار سے ضمانت اور عہد اور پیمان لے کر اسے قید سے آزاد کر دیا گیا۔

آزادی کے لیے ضمانت:

حکومت کوفہ کے حاکم ایک طرف تو عبداللہ بن عمر کے خط اور سفارش کی وجہ سے مجبور تھے کہ مختار کو آزاد کر دیں دوسری طرف مختار کے نظریات اور اس کی روحی کیفیت اور غیرت اور اہل بیتؑ عظام سے اس کی بہت زیادہ وابستگی کی وجہ سے اس کے آزاد کر دینے سے خوف زدہ تھے لہٰذا انہوں نے اپنے کام کو مضبوط کرنے کے لیے مختار سے بڑے آدمیوں کی ضمانت لینے اور کافی شرائط اور عہد و پیمان لینے کے بعد اس کو آزاد کرنے پر رضامند ہوئے۔ جب مختار سے ضمانت کا مطالبہ کیا گیا تو کوفہ کے ایک بہت بڑے سرداروں کا گروہ اس ضمانت کے لیے حاضر ہو گیا لیکن حارث بن یزید نے ابن زبیر کے نمائندہ عبداللہ بن یزید سے کہا کہ ان کی ضمانت سے تو کیا چاہتا ہے؟ صرف قوم کے بزرگوں میں سے دس آدمیوں کی ضمانت لے لے اور باقیوں سے صرف نظر کر لے۔ عبداللہ نے اس کی بات مان لی اور صرف دس آدمی مختار کے ضامن ہو گئے لیکن اس نے پھر بھی اس پر اکتفا نہیں کی بلکہ عبداللہ بن یزید اور ابراہیم بن عبداللہ نے جو حکومت کے حاکم تھے مختار سے اس طرح کا عہد اور وعدہ لیا کہ مختار کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور عالم غیب اور شہود اور رحمٰن اور رحیم کی قسم دلوائی کہ مختار کوئی شورش اور ان کے لیے کوئی مسئلہ کھڑا نہیں کرے گا اور جب تک حکومت ان کے ہاتھوں میں ہے شورش اور قیام کو اپنے سر میں پرورش نہیں دے گا اور اگر اس طرح کیا اور اپنی اس قسم کو توڑا اور عہد شکنی کی تو ایک ہزار اونٹ

Presented by Ziaraat.Com

خانہ کعبہ کے لیے جا کر قربانی کرے گا اور اس کے تمام غلام اور بیویاں اس کی ملکیت سے خارج ہو جائیں گے۔ اس طرح کی قسم اور ضمانت دینے کے بعد مختار کی جیتے کے بعد قید سے آزاد ہو گیا اور اپنے گھر واپس لوٹ آیا۔

تعہد اور قیام:

حمید بن مسلم کہتے ہیں کہ مختار کے قید سے آزاد ہو جانے کے بعد میں نے اس سے سنا کہ وہ کہہ رہا تھا خدا انہیں ہلاک کرے یہ کتنے احمق ہیں کہ وہ گمان کرتے ہیں کہ میں ان کے تھوپے ہوئے عہد اور پیمان پر عمل کروں گا؟ میں نے جو ان کے سامنے قسم اٹھائی تھی اس میں میں نے یوں قصد کیا تھا کہ اگر میں اس سے بہتر کام جس کا انہوں نے مجھ سے عہد لیا ہے دیکھا تو اسے علی الاعلان بجا لاؤں گا اور قسم کا کفارہ ادا کروں گا اور یہ یقینی اور مسلم ہے کہ ان کے خلاف انقلاب برپا کرنا میرے عہد اور قسم سے بہت زیادہ بہتر اور اہم ہے میں اس قسم کا کفارہ دوں گا اور ہزار اونٹوں کی قربانی کرنا اس انقلاب کے مقابلے میں میرے لیے کوئی مشکل کام نہیں ہے اتنی تعداد میں اونٹوں کی قربانی کر دینا میرے لیے اپنے حصے تھوکنے کے برابر بلکہ اس سے آسان تر ہے مگر ہزار اونٹوں کی کتنی قیمت ہے؟ کہ میں اس سے ڈروں۔ رہا غلاموں کا آزاد کر دینا تو میں دوست رکھتا ہوں کہ اگر میں اپنے ہدف اور مطلب کے حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤں تو میں اپنے پاس ہرگز کوئی بھی غلام نہیں رکھوں گا میں غلاموں کو کیا کروں گا؟

ملاقات کے لیے آنا اور جانا:

حمید بن مسلم کہتے ہیں کہ مختار قید خانے سے گھر آ گیا اور جب شیعوں اور اس کے دوستوں کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس کی ملاقات کے لیے انہوں نے آنا جانا شروع کر دیا اور خفیہ جلسوں میں قیام اور انقلاب برپا کرنے میں گفتگو ہوتی تھی تمام لوگوں نے مختار کی رہبری پر خوشی

Presented by Ziaraat.Com

اور رضایت کا اظہار کیا۔

مختار کے قریبی دوست:

جب مختار قید میں تھا تو اس کا مخفی طریقے سے باہر کے دوستوں سے رابطہ قائم تھا اور اس کے پانچ آدمی کہ جن پر اسے کامل اطمینان تھا اور وہ اس کے مخلص ترین دوست تھے مختار ان کے ذریعے سے اپنے ہدف اور پروگرام اور نقشے کو اپنے قابل اعتماد دوستوں اور شیعوں تک پہنچاتے رہتے تھے اور وہ شیعوں سے مختار کی رہبری کے لیے مخفی طریقے سے بیعت لیا کرتے تھے۔ وہ پانچ آدمی یہ تھے:

(۱) سائب بن مالک اشعری۔ عراق کے شیعوں میں سے ایک بہت بڑے سردار تھے۔

(۲) یزید بن انس۔ جو انقلاب میں بہترین لائق کمانڈر اور جرنیل بنا اور اپنے آخری سانس تک انقلاب اور مختار کے قیام کی حمایت کی۔

(۳) احمر بن شمیط۔ (یہ بھی انقلاب کے کمانڈر اور جرنیل بنے)

(۴) رفاعہ بن شداد فتیانی۔ آپ شیعوں کے سردار اور توابین کے انقلاب میں کمانڈر تھے۔

(۵) عبداللہ بن شداد بجلی۔ یہ بھی شیعوں کے سردار اور توابین کے انقلاب میں کمانڈر تھے۔

ان حضرات نے بہت ہی زیادہ کوشش کر کے انقلاب کے مقدمات فراہم کیے بالخصوص لوگوں کو اپنے ساتھ ملانے میں بہت زیادہ سرگرمی دکھائی۔ لہذا جب مختار قید سے آزاد ہوا تو انقلاب کے اہم کام پہلے ہی سے پایہ تکمیل تک پہنچے ہوئے تھے اور انہوں نے انقلاب کے نقشے کو مرتب کیا اور لڑنے والے گروہوں کی صف بندی کی اور قیام اور انقلاب کے تمام مقدمات حاضر اور آمادہ تھے مختار کے ساتھ ملنے والوں اور دوستوں اور انقلابیوں کی بہت زیادہ تعداد موجود ہو گئی تھی۔

Presented by Ziaraat.Com

دوسرا حصہ

﴿کوفہ کے سیاسی حالات میں تبدیلی﴾

یزید کے ۶۴ھ میں مرجانے کے بعد عبداللہ بن زبیر نے باقاعدہ طور پر اپنے آپ کو خلیفۃ المسلمین قرار دے دیا اور حجاز، عراق، یمن، ایران کو اپنے تسلط میں لے لیا۔ عبداللہ بن زبیر نے کوفہ کے گورنر اور اس کے معاون اور مشیر ابراہیم بن محمد کو کوفہ سے تبدیل کر دیا۔ عبداللہ بن مطیع کو جو عبداللہ بن زبیر کے خالص دوستوں میں سے تھا کوفہ کا باقاعدہ طور پر گورنر معین کر دیا۔

عبدالرحمٰن بن حارث کہتے ہیں کہ ابن زبیر نے عبداللہ بن مطیع کو جو نبی عدل قبیلے سے تھا اسے حارث بن عبداللہ کے ساتھ اپنے پاس بلایا اور باقاعدہ طور پر ابن مطیع کو کوفہ کا گورنر بنائے جانے کا حکم دیا اور حارث بن عبداللہ کو بصرہ کا گورنر بنا دیا۔ یہ دونوں اپنے گورنری کے مرکز کی طرف روانہ ہو گئے بحیر حمیری جو ایک عالم دین اور نجومی تھے نے ان دونوں سے کہا کہ آج رات نہ جانا کیونکہ یہ ساعت حرکت کرنے کے لیے اچھی نہیں ہے کیونکہ آج رات چاند ناطح برج میں ہے۔ حارث نے تو اس کی بات پر عمل کر لیا اور اس نے دوسرے دن بصرہ کی طرف حرکت کی (اور بعد میں انقلاب اور دگرگون حالات سے محفوظ رہا) لیکن ابن مطیع نے غرور میں آ کر اس کا جواب دیا کہ کیا ہم سوائے جنگ اور لڑائی کے کسی اور چیز کے لیے جا رہا ہیں؟ راوی کہتا کہ بخدا ابن مطیع کو بہت زیادہ صدمہ پہنچا اور مصیبت میں گرفتار ہوا۔

Presented by Ziaraat.Com

کوفہ کا نیا گورنر:

مختار کا قید سے آزاد ہو جانا اور عراق کے لوگوں اور بالخصوص کوفہ کے شیعوں کی تحریک نے شام کی عبدالملک بن مروان کے زیر تسلط حکومت اور حجاز کی زیر تسلط ابن زبیر کی حکومت کو سخت پریشانی اور اضطراب میں مبتلا کر رکھا تھا۔ ابن زبیر نے ابن مطیع جیسے جہاندیدہ سیاستمدار کو کوفہ کا گورنر بنا کر کوفہ روانہ کیا۔ ابن مطیع نیا گورنر جمعرات پچیس رمضان ۶۵ھ کو کوفہ وارد ہوا اس نے پہلے گورنر عبداللہ بن یزید سے کہا کہ اگر تیرا دل چاہے تو تمہیں کوفہ میں میرے ساتھ رہو اور میں تیرا پورا احترام کروں گا اور اگر چاہو تو امیر المومنین عبداللہ بن زبیر کے پاس چلے جاؤ کہ وہ بھی یقیناً تیری قدر شناسی کریں گے۔ لیکن پہلے گورنر کا معاون ابراہیم بن محمد جو بیت المال کا خزانہ دار تھا وہ کوفہ سے حجاز چلے گئے اور مدینہ میں جا کر رہ گیا اور جب وہ ابن زبیر کی ملاقات کے لیے گیا اور ابن زبیر نے اس سے خراج اور مالیات کے کم ہونے کا سوال کیا تو ابراہیم نے اسے جواب دیا کہ کوفہ میں فتنہ و فساد تھا کہ جس کی وجہ سے مالیات کم وصول ہوئے۔ ابن زبیر نے اس کا عذر سن لیا اور اسے کچھ نہ کہا۔

کوفہ کے نئے گورنر نے خود نماز جماعت پڑھانی شروع کی اور مالیات کا شعبہ اپنے پاس رکھا۔ اس نے ایاس بن مضارب کو شہری پولیس کا اعلیٰ افسر منتخب کر دیا اور اسے سفارش کی کہ لوگوں سے خوش خلقی سے پیش آئے لیکن اگر کسی شخص کو مشکوک پائے تو اسے فوراً گرفتار کر لے۔

نئے گورنر کا خطبہ:

عبداللہ حارث ازدی کہتے ہیں کہ میں مسجد میں تھا ابن زبیر کا نیا گورنر ابن مطیع مسجد میں آیا اور منبر پر گیا اور حمد اور ثناء کے بعد یوں کہا کہ عبداللہ بن زبیر امیر المومنین نے مجھے تمہارے شہر اور سرحدوں کے لیے گورنر بنایا ہے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تم سے خراج اور

Presented by Ziaraat.Com

مالیات وصول کروں اور یہاں سے جو زائد خراج بچ جائے اسے تمہارے نظریے اور رضایت سے اور دوسرے خلیفے عمر بن الخطاب کی سفارش اور طریقے اور جناب عثمان تیسرے خلیفہ کی سیرت کے مطابق اسے مرکز میں روانہ کردوں۔ خدا سے ڈرو اور زمانے کے حالات سے مقابلہ کرو اور آپس میں اختلاف نہ کرو ذلیل اور پست اور بے مغز لوگوں کے سامنے ڈٹ جاؤ اور اگر ایسا نہ کیا تو پھر اس کی ذمہ داری خود تم پر ہو گی پھر اپنے آپ کو ملامت کرنا اور مجھے ملامت نہ کرنا۔ ابن مطیع نے اپنے خطبے میں لوگوں کو ہر طرح کی تحریک اور مخالفت کے اظہار کرنے سے ڈرایا دھمکایا اور کہا قسم خدا کہ جس کے دل میں نافرمانی اور مخالفت کی فکر ہوئی تو میں اسے سخت سزا دونگا اور منحرف اور مشکوک افراد کو گرفتار کرلونگا۔

نئے گورنر پر اعتراض:

جب گورنر کی تقریر یہاں پر پہنچی تو سایب بن مالک اشعری جو شیعوں کے سرکردہ فرد اور صاحب قدرت بانفوذ غیرتمند انسان تھے اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ ابن زبیر کا یہ حکم کہ خراج اور بیت المال کا زائد مال ہماری رضایت اور نظرے سے اسے بھیجا جائے گا تو میں آپ کے سامنے کھلم کھلا اعلان کرتا ہوں کہ ہم اس پر راضی نہیں ہیں زائد مال کی اجازت دے دیں کہ وہ ہمارے شہر سے باہر بھیجا جائے بلکہ وہ مال ہمارے درمیان ہی تقسیم ہونا چاہیے اور ہم سوائے حضرت علیؑ کی سیرت اور روش کہ جس نے زندگی کے آخری لحات تک ہمارے ساتھ عدالت کے ساتھ رفتار کی تھی کسی اور سیرت اور قانون کو قبول نہیں کریں گے۔ اس کا کیا مطلب ہے کہ آپ ہمارے مال میں جناب عثمان کے طریقے اور روش پر عمل کریں؟ کیونکہ ان کا طریقہ اور روش ظلم اور حق کشی اور تفریق اور تبعیض کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ گرچہ جناب عمر کی روش تھوڑی بہت نرم تھی لیکن ہمیں ان کی روش اور طریقے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

کوفہ کے بزرگوں میں یزید بن انس سایب کی تائید کے لیے کھڑے ہوئے اور ان

Presented by Ziaraat.Com

کی گفتگو کی مکمل تائید کی اور کہا کہ ہمارے نظریہ وہی ہے جو سائیب بن مالک نے بیان کیا ہے جناب گورنر صاحب ذرا نرم ہوئے اور کہا کہ کوئی حرج نہیں جس طرح تم پسند کرتے ہو میں اسی پر تمہارے ساتھ عمل کرونگا۔

مختار کے خلاف سازش:

کوفہ شہر کا پولیس افسر ایاس بن مضارب ابن مطیع گورنر کے پاس گیا اور کہا کہ میں سائیب بن مالک سے جو مختار کا خاص الخاص دوست اور مختار کے طرفداروں کا سردار ہے اس سے خائف اور مشکوک ہوں اور پھر خود میں مختار سے بھی مطمئن نہیں ہوں جب تک وقت ہاتھ سے نہیں نکلتا آپ اس کی اجازت دیں کہ سائیب اور مختار کو گرفتار کر لیا جائے آپ یوں کر سکتے ہیں کہ اسے دارالامارہ میں دعوت دیں اور پہلے سے تیار شدہ نقشہ کے ماتحت اسے گرفتار کر لیا جائے۔ میرے جاسوسوں نے مجھے خبر دی ہے کہ مختار انقلاب برپا کرنے پر آمادہ ہو چکا ہے۔ گورنر نے کہا کہ بہت اچھا گورنر نے اپنے دو نزدیکی آدمی زائد بن قدامہ اور حسین بن عبداللہ برہمی کو مختار کے پاس روانہ کیا کہ وہ اسے یہاں تک لانے کے لیے جائیں اور گورنر کی طرف سے دعوت دیں۔ ابن مطیع گورنر کے یہ دو آدمی مختار کے پاس آئے اور اسے گورنر کا پیغام پہنچایا۔ مختار نے فوراً گورنر سے ملاقات کرنے کی موافقت کی اور کہا کہ میرا لباس لے آؤ اور میرے گھوڑے پر زین رکھو مختار جانے کے لیے آمادہ ہو گیا۔

سازش ناکام ہوگئی:

جب مختار ان دو آدمیوں کے ساتھ گورنر کے پاس جانا چاہتا تھا اس کے گھر سے نکلنے سے پہلے زائد نے جو گورنر کا حکم لے آیا تھا نے یہ آیت پڑھی: ”و اذ یمکر بك الذین کفروا یشبو تك او یقتلو ك او یخرجوك و یمکرون بك و الله خیر الماکرین“ یہ آیت

Presented by Ziaraat.Com

پیغمبر علیہ السلام کے بارے میں جب کفار نے آپ کو مکہ میں قتل کرنا چاہا وارد ہوئی ہے کہ جس کا معنی یہ ہے کہ کافروں نے تیرے خلاف سازش کی تا کہ تمہیں گرفتار کرلیں یا قتل کردیں یا تجھے مکہ سے باہر نکال دیں وہ بھی مکر کرتے اور اللہ ان کے مکر کا جواب دیتا ہے اور اللہ بہترین مکرو فریب کا ناکام کرنے والا ہے۔ مختار اس آیت کے پڑھنے سے مطلب سمجھ گیا۔

گورنر کے بھیجے ہوئے اس آدمی کے ایسا کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دل سے مختار کا دوست اور چاہنے والا شیعہ تھا اور پاکیزہ نفس تھا اس کے علاوہ اس کا تعلق ثقیف قبیلے سے تھا اور مختار کے چچا زادوں میں شمار ہوتا تھا۔ جب مختار کو اصل مطلب معلوم ہو گیا تو وہ واپس لوٹ کر کمرے میں بیٹھ گیا اور اپنے آپ کو بیمار ہونا ظاہر کیا اور اپنا لباس کمرے کے کونے میں ڈال دیا اور لرزنا شروع کر دیا اور کہا کہ میں بیمار ہوں گویا کہ مجھے بخار ہو گیا ہے اور میرا جسم لرز رہا ہے اور پھر عبدالقری بن سہل کے اشعار پڑھنے لگا اور ان اشعار کا خلاصہ یہ ہے جو لوگ اپنی جگہ کو چھوڑ دیں اور با آرام ہو جائیں تو کسی کو اس سے فکر مند نہ ہونا چاہیے اس کے بعد ان دو آدمیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ تم چلے جاؤ اور گورنر کو میری حالت کے بارے میں جا کر اطلاع دے دو۔

زائد نے کہا۔ بہت اچھا۔ مختار نے دوسرے آدمی کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے ہمدانی بھائی! تم بھی میری طرف سے گورنر سے جا کر معذرت کر دینا۔ حسین نے سوچا کہ اگر مختارؒ اس کا دلپسند جواب نہ دوں تو ہوسکتا ہے کہ وہ آئندہ قدرت منداور حاکم ہو جائے اور پھر میری خوب درگت بنادے گا میں نے بھی اپنے سر کو بعنوان اطاعت ہلا دیا اور کہا بہت خوب۔ میں بھی گورنر کے سامنے تمہارا عذر بیان کر دوں گا اور آپ جو پیغام چاہتے ہیں انہیں پہنچا دونگا۔ یہ دونوں آدمی خالی ہاتھ وہاں سے لوٹ آئے اور گورنر کے پاس گئے۔ دوسرے آدمی حسین کہتا ہے کہ میں نے راستے میں اپنے دوست زائدہ سے کہا کہ جب تم نے آیت پڑھی تھی تو میں آپ کا

Presented by Ziaraat.Com

مطلب سمجھ گیا تھا کہ تو چاہتا تھا کہ مختار کو اصل مطلب سے آگاہ کر دے اور جو شعر مختار نے پڑھے تھے اس نے تیرا مطلب سمجھ لیا تھا اس لیے وہ گورنر کے پاس نہیں آئے لیکن زائدہ نے اپنے اس دوست کی بات سے انکار کر دیا اور کہا کہ میرا اس آیت کے پڑھنے سے کوئی خاص مقصد نہ تھا تم بلاوجہ اس طرح کا فکر کر رہے ہو۔ میں نے کہا کہ آپ بلاوجہ اس سے انکار نہ کریں اور قسم بھی نہ اٹھائیں تم مطمئن رہو کہ میں گورنر کو کوئی تمہارے اور مختار کے خلاف شکایت اور بری خبر نہیں دوں گا لیکن میں سمجھ گیا ہوں کہ تو دل سے مختار کو چاہتا ہے اور اپنے چچازاد کو دوست رکھتا ہے۔

خلاصہ یہ دونوں گورنر کے پاس گئے اور مختار کے نہ آنے کی وجہ بتلائی اور اسے بتلا دیا کہ مختار بیمار ہے اور آپ کے ہاں آنے سے معذرت کر رہا تھا۔ گورنر بیچارے نے ہمارے کہنے کو صحیح تسلیم کر لیا اور اس کے بعد اس کے بعد کوئی آدمی نہ بھیجا اور اس کا پیچھا کرنا چھوڑ دیا۔

*****

تیسرا حصہ

انقلاب کے لیے دعوت

مختار شیعوں کے ساتھ برابر رابطہ برقرار کر رہے تھے۔ توابین کے انقلاب کے شکست کھا جانے کے بعد مختار لوگوں کو انقلاب کی دعوت دے رہے تھے لیکن یہ سب کچھ مخفی طور پر تھا۔ مختار نے قید سے آزاد ہو جانے کے بعد فوج اکٹھی کرنے اور لوگوں سے انقلاب کے لیے بیعت لینے میں بہت زیادہ کوشش شروع کر دی۔ انہوں نے انقلاب کے باقاعدہ اعلان کرنے

Presented by Ziaraat.Com

سے پہلے اٹھارہ ہزار شیعوں سے مخفی طور سے عہد و پیمان باندھ لیا تھا اور انہوں نے اس کی مخفی طور پر بیعت بھی کر لی تھی۔ مختار اپنے آدمیوں کو قبائل کے سرداروں اور شیعوں اور با اعتماد آدمیوں کی طرف روانہ کیا کرتے تھے اور وہ اپنے قبیلوں کو دعوت دیتے تھے اور مختلف جلسے تشکیل دے کر قیام اور انقلاب کے مقدمات فراہم کرتے تھے مختار کا ارادہ تھا کہ سنہ ۶۶ ھ کی ابتداء ماہ محرم میں انقلاب برپا کر دے۔

مثنی بن مخربہ کا انقلاب کی حمایت:

طبری لکھتے ہیں کہ سنہ ۶۶ ھ میں مثنی بن مخربہ نے بصرہ میں لوگوں کو مختار کی بیعت کرنے کی دعوت دی۔ مثنی بصرہ کے مخلص شیعوں اور اہل بیتؑ کے دوستداروں میں سے ایک سردار تھا۔ اس نے بصرہ میں امیر المومنینؑ کی مدد کے لیے بصرہ کے لوگوں کو دعوت دی تھی اور جب معاویہ نے اپنے دوستوں میں سے ابن حضرمی کو بصرہ بھیجا تھا تو اسی مثنی نے اسے پیغام دیا تھا کہ وہ بصرہ سے چلا جائے ورنہ تلوار کے زور سے اسے بصرہ سے باہر نکال دونگا اور یہ بھی کہا تھا کہ یہ ممکن نہیں کہ میں پیغمبر کے چچا زاد کی مدد نہ کروں اور معاویہ جیسے طاغی اور باغی کے جماعت اور گروہ میں داخل ہو جاؤں خدا کی قسم میں علی علیہ السلام سے کبھی جدا نہیں ہونگا مثنی نے توابین کے انقلاب میں بھی بہت زیادہ مدد کی۔ جب سلیمان بن صرد کی رہبری میں توابین نے امام حسینؑ کے خون کے انتقام لینے کے لیے قیام کیا اور لوگوں کو اس کی دعوت دی تو مثنی نے بصرہ کے لوگوں کی طرف سے اس طرح کا توابین کے رہبر کو خط لکھا۔ بحمد اللہ ہم شیعہ تمہارے ارادے کے بارے میں وفادار اور ہمفکر ہیں اور بہت جلدی ہم تیری مدد کے لیے پہنچ جائیں گے اور خط کے آخر میں چند اشعار بھی لکھے۔ مثنی نے اپنے وعدے پر عمل کیا اور تین سو جنگجو آدمیوں کے ساتھ توابین کی مدد کے لیے چل پڑا لیکن کچھ دیر سے پہنچا اور یہ اس وقت پہنچا جب سلیمان بن صرد شہید ہو چکا تھا بلکہ اکثر توابین بھی شہید ہو چکے تھے۔ مثنی اور اس کا لشکر کوفہ آ گیا جب کہ مختار اس وقت قید میں تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

مثنی نے مخفی طور سے مختار کے ساتھ رابطہ برقرار رکھا اور اس کی بیعت اور مدد کرنے کا اعلان کیا۔ اور کہا کہ جب بھی مختار قیام کرے گا میں اپنی پوری طاقت سے اس کی مدد کروں گا۔

مثنی نے بعض شیعہ سرداروں کے ساتھ کوفہ میں مختار کے خط کا جواب دیا اور اس میں انہوں نے اپنی وفاداری اور مدد کرنے کا اعلان کیا۔

بصرہ میں بیعت:

مختار نے مثنی کو کہا کہ تم اپنی شخصیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بصرہ کے لوگوں کو انقلاب کی دعوت دو اور ان سے میری بیعت لو۔ مختار کا مخفی فرمان مثنی کے نام یوں تھا۔

تم اپنے وطن بصرہ کی طرف جاؤ اور لوگوں کو دعوت دو لیکن بہت احتیاط اور مخفی طریقے سے مثنی بصرہ کی طرف لوٹ گیا اور لوگوں کو انقلاب اور شہداء کربلا کے خون کے انتقام لینے کی دعوت دی۔ اور اس کے قبیلے کے بہت سے شیعہ اس کے ساتھ ہو گئے اور بصرہ کی ایک جماعت نے مخفی طریقے سے مختار کی بیعت کر لی۔

کوفہ کی طرف روانگی:

مختار کے کوفہ پر مسلط ہو جانے اور ابن مطیع ابن زبیر کے گورنر کے کوفہ سے بھاگ جانے کے بعد مثنی نے علی الاعلان مختار کی حمایت کا اعلان کر دیا اور بصرہ کی مسجد میں تقریر کی۔ اس کے قبیلے اور دوسرے لوگ اس کے ہمراہ ہوئے اور مختار کی مدد کے لیے کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ مثنی اپنے لشکر کے ساتھ الرزق شہر پہنچا اور وہاں پر پڑاؤ ڈالا اور وہاں سے کافی خوراک مہیا کی اور کئی اونٹ ذبح کیے۔

مثنی کی جنگ ابن زبیر کے حاکم سے:

مثنی اور اس کے لشکر نے بصرہ کے نزدیک پڑاؤ ڈالا ہوا تھا اور کوفہ کی طرف روانگی کا

Presented by Ziaraat.Com

قصد کیا ہوا تھا۔ مصعب ابن زبیر کے نمائندے قباع کی طرف سے ایک فوج عباد بن حصین اور قیس بن ہیثم کی سرکردگی میں کوفہ سے چل پڑی تھی اور ایک شورزار منطقہ سے گزاری اور مثنی کی فوج کے نزدیک آ کر پڑاؤ ڈال دیا تھا۔ شہر کے لوگوں نے اپنے گھروں کے دروازے ان کے سامنے بند کر لیے اور کوئی شخص بھی عباد کی مدد کے لیے نہ نکلا یہاں تک کہ کوئی ایسا شخص بھی باہر موجود نہ تھا کہ جس سے وہ کوئی سوال کر سکے عباس نے فریاد بلند کی کیا بنی تمیم میں سے کوئی بھی یہاں نہیں ہے؟

حنفیہ الاعور نامی ایک مرد نے کہا۔ اے امیر! یہاں وراد نامی آدمی جو عبد شمس قبیلے سے ہے اس کا گھر ہے عباد نے کہا کہ تم جاؤ۔ اور اس کا دروازہ کھٹکھٹاؤ اور دیکھو کہ کون گھر میں ہے۔

وہ گیا اور دق الباب کیا۔ ورآد نے اپنے گھر کا دروازہ کھولا جب عباد نے اسے دیکھا تو اس پر فریاد کرنی شروع کر دی اور اسے برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ فلاں فلاں تم یہاں ہو اور میرے پاس نہیں آتے ہو وراد نے کہا کہ میں قربان جاؤں میں نہیں سمجھ سکا کہ آپ کا کیا مطلب ہے؟ اور میں کیا کام کروں؟ عباد نے کہا کہ جلدی کرو اور اپنا اسلحہ اٹھاؤ اور سوار ہو جاؤ۔ وراد نے اپنا اسلحہ لیا اور سوار ہو گیا اور عباس اور اس کے لشکر کے پاس آ کھڑا ہوا اور وہیں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ مثنی اور اس کی فوج جو کوفہ جا رہی تھی وہاں پہنچ گئی۔ وراد نے کہا کہ تم قیس کی فوج کے ساتھ ٹھہرے رہو تا کہ میں یہاں سے جاؤں اور پھر واپس لوٹ آؤں۔ عباس نے اپنی فوج کے ساتھ حرکت کی اور ذباحان۔ کے راستے سے اپنے آپ کو کلاء کی جگہ پہنچا دیا اور وہاں سے الرزق شہر میں آ گئے۔ الرزق شہر کہ جہاں بیت المال رکھا جاتا تھا اس کے چار دروازے تھے ایک دروازہ مسجد کی طرف اور ایک دروازہ سمساران کے بازار کی طرف جو چھوٹا تھا کھلتا تھا۔ عباد اور کچھ فوج وہاں آ کر ٹھہر گئے اور ایک زینہ لائے کہ جسے الرزق شہر کی دیوار کے ساتھ لگا دیا اور چھت پر چڑھ گیا اور تقریباً تین ہزار آدمی اس کے ساتھ الرزق شہر کی چھت پر چڑھ گئے عباد

Presented by Ziaraat.Com

نے ان لوگوں سے کہا کہ تم یہیں رہنا اور جب تکبیر کی آواز سنو تو تم بھی بلند آواز سے تکبیر کہنا۔
عباد کچھ فوج کے ساتھ وہاں سے اتر کر اور ورداو اور قیس اور اس کی فوج کی طرف جو وہاں موجود تھی لوٹ آیا اور ورداو سے کہا کہ تم مثنی کی فوج پر حملہ کر دو۔ ورداو اور اس کی فوج نے جو اس کے تحت فرمان تھی نے مثنی پر حملہ کر دیا اور ان کے درمیان بہت سخت جنگ ہوئی اور مثنی کے مددگاروں میں سے چالیس آدمی شہید ہو گئے اور اس کی دشمن فوج کے بھی بہت سے آدمی ہلاک ہو گئے۔ عباس اور اس کے آدمیوں کی تکبیر کی آواز بلند ہوئی اور جو لوگ شہر کی چھت پر تھے انہوں نے بھی تکبیر کی آواز بلند کی۔ الرزق شہر میں جو بھی تھے سب فرار ہو گئے۔

مثنی اور اس کی فوج نے جب اپنے پیچھے سے تکبیر کی آواز سنی تو اسے بہت سخت وحشت ہوئی اور وہ متفرق اور پراگندہ ہو گئے۔ عباد نے جب دیکھا کہ مثنی کی فوج نے شکست کھا لی ہے اور وہاں سے چلے گئے ہیں تو اس نے اپنی فوج سے کہا کہ ان کا پیچھا نہ کیا جائے اس طرح سے الرزق شہر بھر سے ابن زبیر کے حاکموں کے زیر تسلط آ گیا اور عباد کی فوج بصرہ کی طرف قباع کے پاس پہنچ گئی۔

مثنی کی شکست:

زیاد بن عمرو عتکی کہ جو مثنی کا حامی اور ہمفکر تھا جب اس نے مثنی کی جنگ ابن زبیر کی فوج سے قباع کی سرکردگی کی خبر سنی تو فوراً گھوڑے پر سوار ہوا اور بصرہ کی مسجد میں وارد ہوا اس وقت قباع منبر پر بیٹھا ہوا تھا اس نے فریاد بلند کی اور کہا کہ اے قباع اپنی فوج کو ہمارے بھائیوں کے مقابلے سے واپس بلاؤ ورنہ ہم بھی آپ کی فوج سے جنگ کریں گے۔ قباع نے احنف بن قیس بصرہ کے لوگوں میں سے سفید ریش اور پہلے امیر المومنینؑ کے یار باوفا تھے اور عمرو بن عبدالرحمٰن کو طلب کیا اور انہیں حکم دیا کہ بصرہ کے لوگوں میں اصلاح کریں اور جنگ کرنے سے روکیں۔ احنف اور عبدالرحمٰن عبدشمس قبیلے کے پاس آئے اور احنف نے فریاد بلند کی۔

Presented by Ziaraat.Com

اے بکر اور ازد کے لوگو! کیا تم ابن زبیر کی بیعت میں نہیں ہو؟ تمام نے جواب دیا کہ۔ ہاں۔ لیکن ہم بھائیوں سے جنگ کرنے پر حاضر نہیں ہونگے اور نہ انہیں تمہارے سپرد کریں گے۔ احنف نے کہا کہ ہمیں ان سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ وہ آزاد ہیں جہاں چاہیں جاسکتے ہیں لیکن اس شہر اور اس کے بسنے والوں کو آسودہ کر دیں اور یہاں پر فتنہ برپا نہ کریں۔ زیاد اور مالک بن مسمع مثنیٰ کے پاس گئے کہ جنہوں نے دوبارہ اپنے اطراف میں لشکر اکٹھا کر لیا تھا اور کہا کہ بخدا ہم آپ کے ہم عقیدہ نہیں ہیں اور مختار کے مخالف ہیں لیکن ہم نے نہیں چاہا کہ تمہیں ختم کر دیا جائے لہذا تم واپس کوفہ چلے جاؤ کہ جو تمہارا مرکز ہے۔ جب مثنیٰ نے دیکھا کہ اس کی دعوت زیادہ موثر نہیں ہے تو ان کی اس بات کو تسلیم کر لیا اور اپنے افراد کے ساتھ کوفہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ احنف ناراحتی کے ساتھ بصرہ کی طرف لوٹ آیا اور کہا کرتا تھا کہ میں نے کبھی اپنی سوچ میں خطا نہیں کی مگر آج کے دن کہ جس میں میں نے مثنیٰ اور ان کی ہمراہوں اور ازد اور بکر کے قبیلے کو چھوڑ دیا ہے۔ عباد اور قیس قباع کے پاس چلے گئے اور مثنیٰ اپنے دوستوں کے ساتھ مختار کی طرف روانہ ہو گیا۔

مثنیٰ مختار کے پاس:

مثنیٰ اپنے باقی ماندہ اصحاب کے ساتھ کوفہ آ گئے بصرہ کے لوگوں کی مخالفت اور لڑائی کا حال مختار کو سنایا اور کہا کہ میری زیاد بن عمرو اور مالک بن مسمع نے مخالفت نہیں کی اور میری روانگی کی ممانعت نہیں کی۔ مختار نے اس بات کے سننے سے اندازہ لگایا کہ بصرہ کے ان دو سرداروں کا میری حمایت کرنا ممکن ہے لہذا اس مضمون کا خط ان دونوں کے نام لکھا۔

اما بعد کہ سنئے اور اطاعت کیجیے تم دنیا سے جو چاہو گے وہ میں تمہیں دونگا اور تمہارے لیے بہشت کا بھی ضامن ہوں خط کے پہنچنے کے بعد مالک نے زیاد کی طرف ہنستے ہوئے متوجہ ہو کر کہا کہ ابو اسحاق مختار تو بہت سخاوت کر کے دونوں دنیا اور آخرت ہمیں بخشنا چاہتے ہیں زیاد

Presented by Ziaraat.Com

نے مزاح میں کہا۔ اے ابو غسان! میں تو ادھار میں جنگ نہیں کرونگا جس نے بھی ہمیں پیسے دیئے اس کی مدد میں شمشیر زنی کرونگا۔

مختار کا ایک اور خط:

مختار نے احنف بن قیس کو بھی یوں خط لکھا۔ کہ یہ خط احنف بن قیس اور اس کے دوستوں اور مریدوں کی طرف بھیجا جاتا ہے۔ کہ تم تو صلح میں ہو لیکن افسوس ہے معز قبیلے کے احنف بن قیس پر کہ وہ خود تو جہنم میں یوں جانا چاہتا ہے کہ جسے نجات نہیں دی جاسکتی۔ میں تقدیر کو تو نہیں جانتا لیکن میں نے سنا ہے کہ تو نے مجھے کذاب کہا ہے۔ اور یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں پیغمبروں کی طرف بھی ایسی نسبت دی جاچکی ہے میں ان سے تو بہتر نہیں ہوں۔

شعبی لکھتے ہیں کہ میں بصرہ گیا احنف بن قیس کو مسجد میں دیکھا کہ لوگ اس کے اطراف میں جمع ہیں۔ میں نے ان پر سلام کیا۔ احنف نے مجھ سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ میں نے کہا کہ میں کوفہ کا ایک آدمی ہوں۔ اس نے کہا کہ تم وہی ہمارے غلام تو ہو کہ جنہیں ہم نے آزاد کرایا ہے۔

میں نے کہا کہ کیسے؟ اس نے کہا کہ تم مختار کے غلام تھے کہ جنہیں ہم نے اس سے آزاد کرایا ہے میں نے کہا کہ جانتے ہو کہ ہمدانی بوڑھے شاعر نے تمہارے اور ہمارے بارے میں کیا کہا ہے۔ اس کے بعد شعبی نے اس کے اشعار احنف کو سنائے کہ جن کا خلاصہ یہ ہے۔

اگر اس پر تم فخر کرتے ہو تو تمہیں یاد ہوگا کہ ہم نے تمہارے ساتھ جنگ جمل میں کیا کیا تھا۔ ہم نے تمہارے سفید ریش بوڑھوں کو جب کہ انہوں نے خضاب لگا رکھا تھا اور رعنا جوانوں کو جو اپنی زرہ میں فخریہ انداز میں چلتے تھے آدھے دن میں ذبح کر دیا تھا۔ ہم نے تمہیں معاف کر دیا تھا لیکن تم نے اسے بھلا دیا اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کا کفران کیا ہے اور اس کے مقابلے میں تم نے مختار کے دوستوں کو جو تمہارے قبیلے کے ہم پلہ نہ تھے قتل کر دیا۔ احنف ان اشعار کے

Presented by Ziaraat.Com

سننے سے بہت زیادہ غضبناک ہوا اور فریاد کی کہ اے غلام وہ خط لے آ؟ غلام نے وہ خط لے کر احنف کے سامنے رکھا۔ احنف نے خط پڑھا کہ جس میں یہ لکھا تھا کہ یہ خط مختار بن ابی عبیدہ ثقفی کی طرف سے احنف بن قیس کو لکھا جا رہا ہے کہ افسوس معزز قبیلے کے ہاتھوں الخ۔ احنف نے شعبی سے پوچھا کہ یہ خط تمہاری طرف سے ہے یا ہماری طرف سے۔ ان دونوں کے درمیان رد و بحث ہوئی اور وہ جلسہ ختم ہو گیا۔

جس طرح مختار چاہتا تھا بصرہ کے لوگوں نے اس کی مدد نہ کی اور بصرہ انقلاب کی مخالفت میں تبدیل ہو گیا اور ان کا مرکز بن گیا۔ کوفہ کے اشراف کوفہ سے فرار کر کے بصرہ میں مصعب بن زبیر کے گرد جمع ہو کر مصعب کو ابھارنے لگے کہ وہ مختار کے ساتھ جنگ کرے جس کی تفصیل بعد میں بیان ہو گی۔

کوفہ کے سرداروں کا خفیہ جلسہ:

عبدالرحمٰن ابن شریح مختار کے خاص معتمدین سے صاحب نفوذ اور محترم شخصیت تھی وہ مختار کے قیام اور بیعت کے سلسلے میں سعد بن ابی اسعد کے گھر جو بزرگ شیعوں سے تھے گئے۔ اتفاق سے وہاں کوفہ کے سرداروں میں سے بعض حضرات اس نام کے موجود تھے۔ (۱) سعید بن منقذ ثوری۔ (۲) اسود بن جراد کندی۔ (۳) قدامہ مالک جشمی۔ عبدالرحمٰن ان کے وہاں موجود ہونے سے بہت خوش ہو گیا اور پھر حمد اور ثنا کے بعد اس طرح کہا کہ مختار قیام اور انقلاب برپا کرنا چاہتا ہے اور ہمیں اپنی مدد کے لیے دعوت دی ہے ہم نے اس کی بیعت کر لی ہے اور اس کی رائے کی موافقت کا وعدہ دیا ہے لیکن اس کا ہمیں علم نہیں کہ وہ واقعا محمد بن الحنفیہ کی طرف سے قیام کرنے پر مامور کیا گیا ہے یا اس نے اپنی طرف سے اس طرح کا منصوبہ بنا رکھا ہے؟

میں آپ کے سامنے یہ تجویز کرتا ہوں کہ اس مطلب کے واضح ہونے کے لیے ہم خود جناب محمد بن الحنفیہ کے پاس جائیں اور اصل واقعہ ان سے معلوم کریں اگر انہوں نے مختار

Presented by Ziaraat.Com

کی اس قیام کرنے میں تصدیق کر دی اور اجازت دے دی تو پھر ہمیں مختار کے ساتھ مل جانا چاہیے اور اس کی ہمراہی کرنی چاہیے اور گر اس نے اس کا انکار کر دیا اور ہمیں مختار کی مدد کرنے سے روک دیا تو پھر ہماری تکلیف واضح ہو جائے گی اور ہم اس سے کنارہ کشی کر لیں گے۔ آخر میں کہا کہ بخدا یہ درست نہیں ہوگا کہ ہم اپنے دنیاوی کام کو اخروی کام پر ترجیح دیں۔ ان تمام موجود افراد نے عبدالرحمٰن کی اس تجویز کی تصدیق کر دی اور کہا کہ خدا تمھیں ہدایت یافتہ بنائے آپ نے بہت اچھی تجویز پیش کی ہے خدا آپ کو توفیق عنایت کرے اگر تم حاضر ہو تو ہم مدینہ حضرت محمد بن الحنفیہ کے پاس جانے کے لیے حاضر ہیں۔

رہبر انقلاب کے نمایندہ سے ملاقات:

ان حضرات نے جانے کا ایک خاص وقت معین کیا اور مدینہ کے طرف روانہ ہو گئے اور اپنے اس سفر کا رئیس عبدالرحمٰن بن شریح کو قرار دیا۔ جب وہ محمد بن الحنفیہ کے پاس ان سے ملاقات کرنے کے لیے گئے تو جناب محمد بن الحنفیہ نے ان کا گرمجوشی سے استقبال کیا اور احوال پرسی کی عراق کے حالات کی خبر دینے کے بعد ان کے سامنے اسود بن جراد نے اصل مطلب پیش کیا اور کہا کہ ہماری آپ سے ملاقات کے شرف حاصل کرنے کی اصل غرض ایک اہم مطلب ہے۔ جناب محمد بن الحنفیہ نے اس سے پوچھا کہ کیا وہ مخفی ہے یا ظاہر؟ اس نے کہا کہ وہ مخفی ہے۔ آپ نے کہا کہ ذرا صبر کرو آپ تھوڑی دیر کے لیے اندر گئے اور ایک خاص کمرے میں بیٹھ کر ہمیں وہاں بلایا یہ مجلس بالکل محرمانہ اور مخفی تھی اس وقت آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اب تم اپنا مطلب بیان کرو۔ عبدالرحمٰن نے جو سفید ریش اور اس وفد کے رئیس تھے گفتگو کرنے کی ابتداء کی اور حمد اور ثناء کے بعد کہا کہ آپ ایسا خاندان ہیں کہ جسے خداوند عالم نے بہت بڑی فضیلت اور بزرگواری عنایت فرمائی ہے اور آپ کی پیغمبر ﷺ سے نسبت کی وجہ سے خدا نے تمھیں معتبر قرار دیا ہے اور تمہارا امت پر بہت بڑا حق قرار دیا ہے کہ

Presented by Ziaraat.Com

جو شخص بھی اس حق کے ادا کرنے سے گریز کرے گا وہ خطا کار اور تہی دست ہوگا۔ تمہارا خاندان امام حسینؑ کی شہادت سے بہت زیادہ مصیبت زدہ ہے اور یہ مصیبت صرف تمہارے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ تمام امت اس مصیبت سے بے بہرہ نہیں ہے۔ اس کے بعد اس نے یہ اضافہ کیا کہ مختار بن ابی عبید یہ ثقفی ہمارے پاس آیا تھا اور کہا کہ وہ آپ کی طرف سے حکم دیا گیا ہے اور مامور ہے اور اس نے ہمیں کتاب اور سنت اور اہل بیتؑ کے خون کا انتقام لینے اور مظلوموں کے دفاع کرنے کی دعوت دی ہے ہم نے بھی اس کی اس مطلب پر بیعت کر لی ہے اس کی مدد کرنے کا وعدہ کیا ہے اگر آپ ہمیں حکم دیتے ہیں کہ ہم اس کی اطاعت کریں تو ہم اس کی اطاعت کریں گے اور اگر آپ ہمیں اس کی اجازت نہیں دیتے تو ہم اس سے کنارہ کشی کریں گے۔ والسلام۔ اس کے بعد وہاں موجود ہر ایک نے عبدالرحمٰن کی گفتگو کی تائید کی اور اسی طرح کی بات کی۔

محمد بن الحنفیہ کی کلام:

جناب محمد بن الحنفیہ نے اس کے بعد گفتگو شروع کی اور حمد اور ثناء کے بعد فرمایا کہ جو کچھ تم نے ہماری فضیلت کے بارے کہا ہے وہ تو ایک فضل ہے جو اللہ جسے چاہتا ہے عنایت فرما دیتا ہے اور اللہ ہی بڑی فضیلت کا مالک ہے ہمارا امام حسینؑ کی مصیبت میں مبتلا ہونا تو یہ ایک عہد اور میثاق تھا اور ایک واقعہ تھا جو تقدیر قلم سے لکھا جا چکا تھا اور ایک مقدر امر تھا اور ایک شہادت اور کرامت تھی کہ خداوند عالم نے اس سے ہمیں منتخب کیا ہے اور اسی کی وجہ سے ایک جماعت خدا کے ہاں بلند مرتبے تک پہنچی ہے اور ایک جماعت کی منزلت خدا کے ہاں ساقط اور گر گئی ہے۔ "و کان امر اللہ مفعولا و کان قدرا مقدورا" اللہ کا امر ہو کر رہنے والا ہے اور مقدرات الٰہی معین کیے جا چکے ہیں۔ لیکن جو اصل مطلب تم نے بیان کیا ہے کہ کسی نے تمہیں ہمارے خون کے انتقام لینے کے لیے دعوت دی ہے تو خدا میں دوست رکھتا ہوں کہ خداوند عالم ہمارے دشمن

Presented by Ziaraat.Com

سے بدلا لے اور ہماری اس میں مدد کرے خواہ اپنی مخلوق کے کسی فرد سے ہی کیوں نہ ہو۔ یہ میری رائے اور نظریہ ہے میں تمہارے اور اپنے لیے خدا سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔ والسلام۔

امام سجادؑ کا قیام کے لیے اذن:

علامہ مجلسی نے جعفر بن نما اور اس نے اپنے باپ سے یوں روایت نقل کی ہے کہ وفد کے وفد کے اصلی مطلب۔ کے اظہار کے بعد محمد بن الحنفیہ نے گفتگو کی جو ابھی نقل ہوئی اور آخر میں آپ نے فرمایا کہ ہمارے خون کا انتقام لینا تو پھر تم میرے ساتھ آؤ اور چلیں تمہارے اور میرے امام علی بن الحسینؑ کے پاس اور ان سے اس کے بارے میں اپنی تکلیف اور حکم معلوم کریں چنانچہ وہ گروہ جناب محمد بن الحنفیہ کے ہمراہ امام زین العابدینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جب وہ حضرت کے پاس گئے تو جناب محمد بن الحنفیہ نے امام علیہ السلام کو وہ مطلب بتلایا کہ جس کے لیے یہ گروہ آیا تھا اور آپ سے اس کے متعلق حکم معلوم کرنا چاہا ہے۔ امام علیہ السلام نے محمد بن الحنفیہ کے جواب میں یوں فرمایا: "یا عم لو ان عبد ازنجیا تعصب لنا اهل البیت لوجب علی الناس موازرته و قد ولیتک هذا الامر فاصنع ما شئت" یعنی اگر کوئی زنجبار کا غلام بھی ہم اہل بیتؑ کی حمایت کے لیے قیام کرے تو لوگوں پر اس کی حمایت اور مدد کرنا واجب ہے۔ اور میں تمہیں اس کام کے لیے اپنا نمایندہ بناتا ہوں تم جو بھی مصلحت دیکھو اسے بجالاؤ۔ چنانچہ وہ حضرات امام علیہ السلام کی خدمت سے باہر نکلے تو وہ کہہ رہے تھے کہ امام زین العابدینؑ اور محمد حنفیہ نے ہمیں قیام کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ شیعوں کے سرداراپنا مطلب حاصل کیے مطمئن ہو کر امام علیہ السلام سے رخصت لے کر کوفہ روانہ ہو گئے۔

ایک ضروری وضاحت:

محمد بن الحنفیہ کے اس جملے سے کہ "چلو جائیں تمہارے اور میرے امام کے پاس"۔

Presented by Ziaraat.Com

اس سے اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ جناب حنفیہ اپنے آپ کو زین العابدینؑ کا خالص مطیع جانتا تھا اور آپ کی امامت کا قائل اور معتقد تھا۔ یہ جملہ آپ کے راسخ العقیدہ ہونے کو بتلاتا ہے اور پھر انہوں نے عملی طور سے بھی ثابت کر دیا کہ وہ اتنے بڑے اہم مسئلے اور مطلب میں اپنا کوئی فتویٰ نہیں دینا چاہتے۔ تھے اور جانتے تھے کہ اس اہم مسئلہ کو حقیقی خون حسینؑ کے وارث اور امام اور اولی الامر سے ہی حل کرایا جائے اور امام ہی ہیں جو اس مسئلہ کو بیان کرنے کا حق رکھتے ہیں لہذا جناب حنفیہ ان حضرات کو امام علیہ السلام کے پاس لے گئے اور امام علیہ السلام نے ہی قیام کرنے کی اجازت دی اور خود محمد بن الحنفیہ کو اپنا مکمل با اختیار نمایندہ قرار دے دیا۔ لہذا یہ یقین ہو گیا کہ مختار کا انقلاب اور قیام امام زین العابدینؑ کی اجازت اور اذن سے تھا۔ آیت اللہ الخوئی نے بھی فرمایا ہے کہ بعض روایات سے واضح ہوتا ہے کہ مختار کا انقلاب اور اقدام امام زین العابدینؑ کی خصوصی اجازت سے تھا۔

عبدالرحمن بن شریح نے کہا ہے کہ جب ہمیں امام زین العابدینؑ اور محمد بن الحنفیہ نے قیام کے بارے میں مثبت جواب دے دیا اور ہم اس سے مطمئن ہو گئے تو ہم نے کہا کہ ہمیں امام زین العابدینؑ اور محمد بن الحنفیہ نے اجازت دے دی ہے اور انہوں نے فرمایا ہے کہ ہم دوست رکھتے ہیں کہ خدا اپنے بندوں میں سے کسی ایک کے وسیلے سے ہمارے خون کا انتقام ہمارے دشمنوں سے لے لے اور اگر امام علیہ السلام راضی نہ ہوتے تو ہمیں انقلاب سے منع کر دیتے۔ ہم کوفہ واپس لوٹ آئے اور شیعوں میں سے جن پر اعتماد تھا انہیں صورتحال بتلائی اور وہ منتظر تھے کہ ہم مدینہ سے واپس لوٹ آئیں اور انقلاب کے بارے میں کوئی حتمی فیصلہ کریں اور ان کا ارادہ یہی تھا کہ مختار کی اس کے قیام میں مدد کریں مختار ہمارے مدینہ کی طرف سفر کرنے کی غرض سے باخبر ہو چکا تھا اور اسے ڈر تھا کہ ہم کوئی ایسی خبر نہ لے آئیں کہ جس سے شیعوں میں اختلاف پیدا ہو جائے اور شیعہ اس سے کنارہ کشی کر لیں۔ مختار کو اس گروہ نے کہ

Presented by Ziaraat.Com

جنہیں اس نے قیام کی دعوت دی ہوئی تھی کہا تھا کہ ہم منتظر ہیں تا کہ کوئی باوثوق خبر جس کی صحت پر ہمیں اعتماد ہو۔ مدینہ سے آ جائے اور جب تک مدینہ گئے ہوئے لوگ لوٹ کر نہیں آتے ہم آپ کی بیعت کرنے پر حاضر نہیں ہیں۔ مختار لوگوں کے نظریے کو اپنے ساتھ ملانے کے لیے ان لوگوں کے کام کی یوں تعریف کرتا تھا کہ بعض لوگوں کو میرے انقلاب کے بارے میں شک ہے اور وہ متحیر اور نا امید ہیں اگر تو انہیں اس طرح کا عندیہ ملا تو وہ میرے ساتھ مل جائیں گے اور اگر وہ اس مطلب کے حاصل کرنے پر کامیاب نہ ہو سکے کہ جس کی وہ حقیقت حال کے واضح کرنے میں گئے ہوئے ہیں تو پھر وہ مجھ سے متفرق ہو جائیں گے لیکن یہ لوگ لوگوں کی نگاہوں میں گر جائیں گے اور نا امیدی اور یاس میں جا گریں گے۔ مختار کی حیرانگی درست تھی کیونکہ اس کا محمد بن الحنفیہ کے ساتھ رابطہ خفیہ تھا۔ مختار اور محمد بن الحنفیہ نہیں چاہتے تھے کہ انقلاب کے اعلان سے پہلے اس کی کسی کو خبر مل جائے اور ان کا یہ راز فاش ہو جائے۔ مختار یہ احتمال دیتا تھا کہ جو گروہ مدینہ محمد بن الحنفیہ سے اپنی تکلیف معلوم کرنے گیا ہوا ہے ہو سکتا ہے کہ محمد بن الحنفیہ ان پر اعتماد نہ کریں اور تقیہ کی وجہ سے مختار کے کام کی شاید تائید نہ کریں اور اگر وہ اسی طرح کی حالت سے واپس لوٹ آئے تو مختار کے کام میں گڑبڑ اور خلل واقع ہو سکتا ہے کہ جس سے شکست کھا جانے کا زیادہ احتمال ہے۔

اچھی خبر:

جو لوگ مدینہ گئے تھے ایک مہینے سے کچھ زیادہ مدت کے بعد واپس کوفہ لوٹ آئے اور کوفہ میں پہنچنے کے بعد اپنے گھر جانے سے پہلے مختار کے گھر گئے۔ مختار نے ان سے ان کی احوال پرسی کے بعد پوچھا کہ کیا خبر ہے؟ گویا تم میرے کام میں شک میں پڑے ہوئے تھے اور امتحان اور فتنہ میں گر گئے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ "بشارت ہو" ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم تیرا ساتھ دیں۔ مختار اس کے سننے سے بہت زیادہ خوشحال ہو چکا تھا فوراً کہا۔ "اللہ اکبر" مجھے ابو

Presented by Ziaraat.Com

اسحاق کہا جاتا ہے۔ اٹھو اور انقلاب کے لیے کام کرنا شروع کر دو اور شیعوں کو انقلاب برپا کرنے کے لیے آمادہ کرو۔

چوتھا حصہ

﴿ابراہیم اشتر کا کردار﴾

جب شیعوں پر واضح ہو گیا کہ مختار کو انقلاب برپا کرنے کا اہل بیتؑ نے حکم دے دیا ہے اور محمد بن الحنفیہ نے مختار کو باقاعدہ طور پر انقلاب کرنے کا حکم دے دیا ہے' وہ سب مطمئن ہو گئے اور لوگوں کو مختار سے ملانے کا انتظام کیا اور مختار کی اطاعت اور پیروی کو ضروری جان کر انقلاب کے لیے آمادہ ہو گئے۔

شیعوں کے اجتماع میں مختار کی تقریر:

مختار بذات خود اس مجمع میں گیا کہ جہاں شیعہ جمع تھے اور اپنے سے ہر طرح کے اتہامات کو دور کرنے اور اپنے طریقے کے درست ہونے کو ان کے سامنے بیان کیا اور وہاں یوں کہا۔ شیعوں کا ایک گروہ میرے کام کے صحیح ہونے کو معلوم کرنے کے لیے مدینہ گیا ہے اور نجیب اور مرتضی اور رہبر ہدایت اور بہترین فرزند جناب محمد بن الحنفیہ سے ملاقات کی اور ان سے براہ راست مطلب کو پوچھا اور میرے اقدام کے بارے میں سوال کیا انہوں نے ان کے سوال کے جواب میں فرمایا ہے کہ مختار میرا اور زیر اور مددگار اور میرا دوست ہے جو میری طرف سے تمہاری طرف روانہ کیا گیا ہے اور تمہیں حکم دیا ہے کہ اس کے احکام کو قبول کرو اور اہل بیت

Presented by Ziaraat.Com

علیہم السلام کے قتل کرنے والوں سے جنگ کرنے میں اس کی مدد کرو اور اہل بیتؑ کے خون کے انتقام لینے میں اس کی ہمراہی کرو۔

مختار کی اس گفتگو کے بعد عبدالرحمٰن بن شریح اپنے وفد کی نمائیدگی کرتے ہوئے ان کے سامنے کھڑے ہوئے اور حمد وثناء الٰہی کے بعد فرمایا۔ اے شیعوں کا گروہ ہم چاہتے تھے کہ مختار کا اندام ہمارے اور تمہارے لیے واضح اور روشن ہو جائے ہم اس غرض کے ماتحت مدینہ گئے اور جناب محمد بن الحنفیہ کے ساتھ ملاقات کی اور مختار کے قیام کے بارے میں ان سے سوال کیا انہوں نے ہمارے جواب میں ہمیں حکم دیا ہے کہ مختار کی اطاعت اور حمایت کریں اور اس کے مددگار بنیں اور اس کی دعوت کو قبول کریں۔ ہم نے اطمینان اور سکون اور دلی رجحان کے ساتھ کہ جس میں ذرہ بھر شک اور تردد نہیں ہے اپنے طریقے اور راستے کو معین اور مشخص کر لیا ہے اور بصیرت اور آگاہی سے اس کی دعوت کو قبول کر لیا ہے تا کہ مختار ہمیں اہل بیتؑ کے دشمنوں سے میدان جنگ میں وارد کرے۔ اے وہ حضرات جو اس جلسہ میں موجود ہو تم ان کو جو یہاں موجود نہیں ہیں یہ مطلب پہنچا دو اور انہیں لڑائی کے لیے آمادہ کرو۔

جب عبدالرحمٰن نے اپنی گفتگو ختم کی اور بیٹھ گئے تو اس جلسہ میں بیٹھے ہوئے حضرات متفرق ہو گئے اور تمام ہم فکر اور ہم گفتگو تھے اور اس کے بعد شیعہ متحد ہو گئے اور مدد کرنے کا اعلان کر دیا۔

عبدالرحمٰن کا اپنی گفتگو میں امام زین العابدین علیہ السلام کا نام نہ لینا اور صرف محمد بن الحنفیہ کے نام پر اکتفاء کرنا شاید اس وجہ سے ہو کہ خود امام علیہ السلام نہ چاہتے ہوں کہ آپ کا ظاہری طور پر اس انقلاب میں نام لیا جائے شاید یہ ایک سیاست اور تقیہ پر مبنی ہو اور یہ بھی احتمال موجود ہے کہ اس مطلب کو امام علیہ السلام نے بزرگ شیعوں تک پہلے پہنچایا ہوا ہو اور پھر امام علیہ السلام نے اس انقلاب کی رہبری جناب محمد بن الحنفیہ کے سپرد کر کے انہیں اپنا مکمل با اختیار نمایندہ بنایا ہو اور اتنا ہی ان لوگوں کے لیے کافی تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

ابراہیم کا میدان میں آنا:

بہت سے بزرگ اور نامور شیعہ مختار کے ساتھ امام حسینؑ کے خون کے انتقام لینے میں شریک تھے۔ اور انہوں نے بہت عمدہ کارنامے انجام دیئے ہیں لیکن جتنا کام ابراہیم فرزند مالک اشتر جو امیر المومنین کا طاقتور بازو تھا نے انجام دیا ہے اس کا دوسرے مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ابراہیم کی کارکردگی عادلترین اور موثر ترین سامنے آتی ہے کہ جس کی تفصیل بیان ہوگی یقیناً اگر ابراہیم جیسے نامور انسان کا ساتھ مختار کو حاصل نہ ہوتا تو معلوم نہیں کہ انقلاب فتح اور کامیابی تک پہنچ سکتا یا نہ کیونکہ اکثر بزرگ شیعہ انقلاب کی کامیابی میں ابراہیم کے ایک بہت بڑے مقام کے قائل ہیں اور اس کا انقلاب میں کردار کسی ایک سے بھی پوشیدہ اور مخفی نہیں ہے۔

علامہ سید محسن امین لکھتے ہیں کہ ابراہیم ایک بہادر باشہامت اور صف شکن اور رئیس انسان تھا وہ عالی طبع اور بلند ہمت رکھتا تھا حق کا طرفدار اور فصیح کلام اور شعر گوئی کی طبیعت بھی رکھتا تھا خاندان عصمت اور طہار کا دوست اور عقیدت مند تھا جس طرح اس کا باپ مالک اشتر اس طرح کی خصوصیت اور امتیازات پر فائز تھا اس کا تقاضا اور حق یہی تھا کہ اس کے فرزند کو بھی انہیں عادات کا مجسمہ ہونا چاہیے وہ بزرگی شجاعت سخاوت اور ایمان اور اہل بیتؑ سے اخلاص میں عراق کے لوگوں سے سب سے برتر انسان تھا۔

مراۃ الجنان میں لکھا ہے کہ ابراہیم اپنے قبیلے نخع کا بے مثال سردار اور آقا تھا۔ علامہ مجلسی نے بحار میں ابن نما سے ابراہیم کے بارے میں یوں نقل کیا ہے۔ ابراہیم جس پر اللہ کا درود و سلام ہو شہامت اور بزرگی اور شجاعت میں مشعل بردار اور رئیس کاروان تھا۔ وہ سر سے پاؤں تک اہل بیتؑ کا محبّ اور دلباختہ اور ان کا پرچمدار تھا۔

بلاذری نے لکھا ہے ابراہیم ایک ابھرتا ہوا بہادر انسان تھا۔ ابراہیم باوجودیکہ کم سن تھا صفین کی جنگ میں اپنے باپ مالک اشتر کے ساتھ مل کر امیر المومنینؑ کے پہلو میں نمایاں

Presented by Ziaraat.Com

کارنامے انجام دیئے تھے۔ مختار اور کوفہ کے تمام شیعوں کی نگاہیں ابراہیم اشتر پر لگی ہوئی تھیں اور مطمئن تھے کہ اگر ابراہیم یہ بہادر اور مبارز اور عظیم الشان انسان اپنی اس شخصیت اور حیثیت سے جو وہ رکھتا ہے انقلاب برپا کرنے میں مل جائے تو انقلاب کی کامیابی اور فتح یقینی ہو جائے گی۔ اس لیے شیعہ اپنی پوری کوشش سے ابراہیم کو انقلاب میں لے آئے۔

ابراہیم کو انقلاب میں شرکت کرنے کی دعوت:

ابراہیم کی بلند و بالا فکر اور جنگ کے امور میں اس کی بہادری اور مہارت ایک طرف اور دوسرے طرف اس کی اہل بیتؑ عظام سے شدید محبت اور خلوص اور دوسری برجستہ صفات جو اس میں موجود تھیں کی وجہ سے ابراہیم عراق کے تمام شیعوں کے لیے امید کا مرکز اور اس کی کمانڈرشپ اور طاقتور ساتھ کو وہ اپنے لیے اہم شمار کرتے تھے لہٰذا شیعوں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ جناب ابراہیم سے ملاقات کریں اور انہیں انقلاب کی دعوت دیں۔

عامر شعبی کہتے ہیں کہ میں اور میرے باپ پہلے شخص تھے کہ جو انقلاب کے ساتھ ملے تھے۔ (یہ معلوم رہے کہ شعبی عامر کے باپ شعبی فقیہہ کے نام سے مشہور ہیں اور آپ عراق کے بزرگ فقہاء سے تھے جو مختار کے انقلاب کے ساتھ ملے تھے)

جب انقلاب کے مقدمات فراہم ہو چکے تھے اور اس کا اعلان کیا جانا نزدیک تھا تو انہیں چند حضرات نے جو مدینہ میں امام علیہ السلام کی ملاقات کے لیے گئے تھے اور محمد حنفیہ سے مشہور کیا تھا مختار سے ملاقات کی اور اسے ایک اہم پیش نہاد کی۔ انہوں نے اپنی پیشکش کو یوں بیان کیا کہ کوفہ کے تمام سردار اور بزرگ قیام کرنے اور ابن زبیر کے گورنر ابن مطیع سے جنگ کرنے پر ہم آواز اور متفق ہیں لیکن اگر ابراہیم جیسا مرد جو مالک اشتر کا فرزند ہے ہمارے ساتھ مل جائے تو پھر کامیابی کی بہت زیادہ امید کی جا سکتی ہے اگر ابراہیم ہمارے ساتھ مل جائے تو پھر مخالفین کی کوئی حیثیت اور پرواہ نہیں ہوگی کیونکہ ابراہیم ایک بہادر اور شریف اور بزرگوار خوش

Presented by Ziaraat.Com

فکر اور دور اندیش انسان ہے اس کے علاوہ اس کا ایک قوت والا بہت زیادہ قبیلہ بھی موجود ہے مختار نے ان کی اس پیشکش کا گرمجوشی سے استقبال کیا اور کہا بہت اچھا۔ آپ جائیں اور ابراہیم سے ملاقات کریں اور اس سے کہہ دیں کہ ہماری غرض امام حسین علیہ السلام کے خون کے انتقام لینے کے سوال اور کچھ نہیں ہے اور ان سے کہہ دیں کہ ہمیں اہل بیتؑ کی طرف سے انقلاب کرنے کی اجازت اور اذن بھی موجود ہے۔

شعبی کہتے ہیں کہ وہ حضرات وہاں سے اٹھے اور سیدھے ابراہیم کے گھر کی طرف روانہ ہو گئے میں اور میرا باپ بھی ان کے ہمراہ تھے۔ ابراہیم کے گھر آنے کے بعد یزید بن انس نے ان سے کہا کہ ہمارا تمہارے پاس آنا ایک اہم غرض کے تحت ہوا ہے کہ جس کی ہم آپ کو دعوت دیں اور اسے تمہارے سامنے رکھیں اگر تو آپ نے ہماری پیشکش کو قبول کر لیا تو اس میں تمہاری خیر اور اچھائی ہے اور اگر آپ نے اسے قبول نہ کیا تو ہم نے آپ پر حجت تمام کر دی ہوگی اور اصل مطلب کو پہنچا دیا ہوگا اور اپنی خیر خواہی کو ادا کر دیا ہوگا آپ سے خواہشمند ہیں کہ اس واقعہ کو مخفی اور محرمانہ رکھیں۔

ابراہیم کا جواب:

جب ان حضرات نے اپنی دعوت کو بیان کیا اور ابراہیم سے چاہا کہ اس مطلب کو مخفی رکھیں تو ابراہیم نے کہنا شروع کیا کہ پہلے تو میرے جیسا انسان جاسوسی اور شکایت کے انجام سے کوئی خوف اور ڈر نہیں رکھتا میں ایک درباری اور حکومت کا آدمی نہیں ہوں کہ آپ کو مجھ سے کسی قسم کا خوف اور ہراس ہو اور پھر دشمن بھی معمولی ہے جو صرف چند ایک بے مغز اور پست اور کمزور انسان ہیں کہ جن سے کسی قسم کا خوف نہیں ہے۔ یزید بن انس نے مختار کی بات کو کاٹتے ہوئے کہا کہ ہماری آپ کو انقلاب کی دعوت اور اس کا ساتھ دینا کوئی معمولی چیز نہیں ہے بلکہ تمام بزرگ اور سردار شیعہ اس پر ہم فکر اور ہم عقیدہ ہیں اور اس انقلاب اور دعوت کی بنیاد حکم خدا

Presented by Ziaraat.Com

اور سنت پیغمبر علیہ السلام کا جاری کرنا اور اہل بیتؑ کے خون کا ان سے انتقام لینا ہے کہ جنہوں نے امام حسین علیہ السلام کے خون بہانے کو حلال اور جائز قرار دیا تھا اور ان کے ساتھ مظلوم اور ضعیف طبقے کا دفاع کرنا ہے یزید بن انس کی اس گفتگو کے بعد احمد بن شمیط نے گفتگو شروع کی اور کہا کہ میں آپ کی خیر خواہی چاہتا ہوں اور آپ کے دوستوں میں سے ہوں۔ خداوند عالم میرے باپ مالک اشتر پر رحمت نازل کرے۔ وہ ہم سے جدا ہو گئے وہ ایک بزرگوار انسان تھے اور اگر تم بھی اللہ تعالی کے حق کی رعایت کرو تو اپنے باپ کے جانشین ہو جاؤ گے ہم آپ کو ایک ایسے مطلب کی دعوت دے رہے ہیں کہ اگر آپ اس کو قبول کرلیں تو باپ والی عظمت لوگوں کے دلوں میں پیدا کرو گے اور درحقیقت اس عظمت اور عزت اور جلال کو جو چلی گئی ہے اسے دوبارہ زندہ جاوید کرو گے تمہارے جیسا انسان تھوڑی سی کوشش اور سعی سے اس مقام اور مرتبے تک پہنچ سکتا ہے کہ جس پر آپ کے بزرگ فخر کرتے ہیں اور پھر اس سے کوئی بلند مرتبہ کا مقام اور نہیں ہے۔ اس کے بعد ان حضرات میں سے ہر ایک نے اس بارے میں گفتگو کی اور ان تمام کی کوشش تھی کہ ابراہیم اس انقلاب میں داخل ہو جائے۔

ایک شرط پر حاضر ہونا:

ابراہیم نے اس گروہ کے جواب میں کہا کہ میں تمہارے قیام اور امام حسین علیہ السلام کے خون کے انتقام لینے کی دعوت کو ایک شرط پر قبول کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ کونسی شرط پر؟ اس شرط پر کہ جنگ کی کمان اور سرداری کا عہدہ میرے سپرد کیا جائے۔ انہوں نے اس سے کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ تم کمان اور رہبری کی لیاقت رکھتے ہو لیکن پھر مختار کی کیا حیثیت ہوگی جب کہ اسے امام اور اس کے نائب سے قیام کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور ان کی طرف سے قیام کی رہبری مختار کے سپرد کی گئی ہے اور انہوں نے ہمیں بھی حکم دیا کہ ہم مختار کی اطاعت کریں۔ اس وقت ابراہیم چپ ہو گئے اور کوئی بات نہ کی اور جلسہ اسی پر ختم ہو گیا۔ اس کے بعد ہم مختار

Presented by Ziaraat.Com

کے پاس گئے اور اپنی گفتگو کا خلاصہ ابراہیم سے بیان کیا۔

مختار کی ابراہیم سے ملاقات:

شعبی نے کہا کہ اس گفتگو کو تین دن گزر چکے تھے مختار نے قوم کے بڑوں میں سے دس آدمیوں کو بلایا ان میں میرے باپ بھی تھے مختار ان کو ساتھ لے کر خود آگے چل رہے تھے اور ہمیں اپنے ساتھ لے کر گلی گلی اور میدان سے گزرتے جا رہے تھے اور ہمیں کچھ معلوم نہ تھا کہ اس کا جانا کدھر اور کس مقصد کے لیے ہے آخر میں مختار ابراہیم کے گھر کے سامنے آ کھڑا ہوا اور دروازہ کھٹکھٹایا اور اندر جانے کی اجازت طلب کی۔ اندر سے کہا گیا کہ تشریف لایئے ہم ابراہیم کے گھر میں گئے۔ ابراہیم نے ہمارا گرمجوشی سے استقبال کیا اور ہمارے لیے تکیے ڈالے اور ہم سب وہاں بیٹھ گئے ابراہیم نے مختار کا سب سے زیادہ احترام کیا اور اس کے لیے خاص مسند بچھائی اور اس پر مختار بیٹھ گئے۔

محمد بن حنفیہ کا خط ابراہیم کے سامنے:

معمولی کے تعارف اور آؤ بھگت کے بعد مختار نے ابراہیم کو مخاطب کیا اور حمد اور ثناء کے بعد یوں کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور یکتائی کی گواہی دیتا ہوں اور پیغمبر آخر الزمانؐ پر درود و سلام بھیجتا ہوں میں محمد ابن حنفیہ جو مہدی اور امیر المومنین کے فرزند ہیں اور اس وقت روئے زمین پر لوگوں سے بہترین انسان ہیں اور اس کے فرزند ہیں جو نبی علیہ السلام کے بعد روئے زمین پر بہترین انسان تھے ان کی طرف سے ایک خط آپ کے نام لایا ہوں کہ جس میں اس نے آپ سے چاہا ہے کہ آپ ہماری مدد کریں اور ہمارے ساتھ ہو جائیں اگر تو آپ نے قبول کر لیا تو آپ نے حق کی طرف رجوع کر لیا اور اگر آپ نے اسے قبول نہ کیا تو یہ خط آپ کے لیے حجت کو تمام کر دے گا اور ہو سکتا ہے کہ خداوند عالم محمد بن الحنفیہ مہدی اور اس کے دوستوں کو آپ سے بے نیاز کر دے شعبی کہتے ہیں کہ مختار نے پہلے سے خط مجھے دے رکھا تھا اور جب مختار

Presented by Ziaraat.Com

کی گفتگو ختم ہوئی تو مختار نے میری طرف رخ کیا اور کہا کہ وہ خط ابراہیم کو دے دو۔ میں نے وہ خط ابراہیم کو دیا۔ ابراہیم نے کہا کہ چراغ لے آؤ خط کی مہر کو توڑا اور اس خط کو پڑھنا شروع کر دیا۔

خط کا مضمون:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محمد مہدی کی طرف سے ابراہیم مالک اشتر کے فرزند کے نام!

اس خدا کی تعریف کہ جس کے بغیر کوئی اور خدا نہیں ہے۔ میں نے مختار کو اپنا وزیر اور امین منتخب کیا ہے جو میرے نزدیک پسندیدہ انسان ہے میں نے اسے تیرے پاس بھیجا ہے اور اسے حکم دیا ہے کہ وہ ہمارے دشمنوں کے ساتھ جنگ کرے اور میرے خاندان کے خون کا انتقام لے تم اور تیرے قبیلے کے وہ افراد جو تیرے پیروکار ہیں اس کیساتھ مل جاؤ اور انقلاب اور قیام کرو اگر تم نے میری مدد کی اور میری دعوت کو قبول کیا اور میرے وزیر کی مدد کی تو تو نے میرے نزدیک ایک بڑی فضیلت کو حاصل کر لیا تمام لشکر سوار اور دوسرے لڑنے والوں کی کمان اور سرداری تیرے ذمہ ہے اور جو شہر تم فتح کرو گے کوفہ سے لے کر شام تک وہ تیرے فرمان کے ماتحت ہوگا اس کا میں تم سے قسم اور عہد کر رہا ہوں اگر تم نے اقدام کیا تو خداوند عالم کے ہاں بہت بڑا اجر حاصل کرو گے اور اگر تم میرے ہمراہ نہ ہوئے تو سخت ہلاکت میں جا گرو گے کہ جس سے رہائی نہیں پاسکو گے۔ والسلام۔

ابراہیم نے خط کو بند کیا اور تھوڑا سا غور اور فکر کرنے لگا اور اپنے چہرے کو کہ جس سے اس خط کے صحیح ہونے میں تردد ظاہر ہو رہا تھا بلند کیا اور کہا کہ میں ہمیشہ جناب محمد بن حنفیہ سے خط و کتابت کرتا رہا ہوں اور اکثر اپنا نام محمد بن علی لکھا کرتے تھے لیکن یہ خط اس طرح نہیں ہے۔ (گویا مہدی کے لفظ کا اپنے نام کے ساتھ اضافہ ابراہیم کے لیے تازہ مطلب رکھتا تھا۔) اسی واسطے خط کے بارے میں شک کر رہا تھا کہ آیا محمد بن حنفیہ کی طرف سے ہے بھی یا نہ۔ مختار نے اسے کہا کہ پہلے ویسے ہی لکھتے تھے جیسے تم کہہ رہے ہو لیکن اب حالات بدل چکے ہیں اور

Presented by Ziaraat.Com

زمانے میں فرق ہو گیا ہے کہ جس کی وجہ سے انہوں نے ایسے لکھا ہے۔

ابراہیم کا مختار سے بیعت کرنا:

ابراہیم نے مختار سے کہا کہ مجھے کیا معلوم کہ یہ خط محمد بن الحنفیہ نے مجھے لکھا ہے یا نہ؟ شعبی کہتے ہیں کہ اس وقت یزید بن انس اور احمد بن شمیط اور عبداللہ بن کامل ان سب نے سوائے میرے اور میرے والد کے گواہی دی کہ یہ خط محمد بن الحنفیہ کی طرف سے ہے اور اس میں کوئی تردید اور شک نہیں ہے ان کی گواہی کے بعد ابراہیم مطمئن ہو گیا اور اچانک اپنی جگہ سے اٹھا اور مختار کو اپنی مسند پر لا کر بٹھا دیا اور کہا کہ آپ اپنا ہاتھ بڑھایئے تاکہ میں آپ کی بیعت کروں۔ مختار نے اپنا ہاتھ بڑھا دیا اور ابراہیم نے مختار کی بیعت کر لی۔ اس کے بعد ابراہیم نے آواز دی کہ میوے اور شربت لے آؤ۔ اور اس سے عمدہ پذیرائی کی اور مہمان نوازی کی۔ شعبی کہتے ہیں کہ اس کے بعد ہم گھر سے باہر آئے اور ابراہیم بھی مختار کے ساتھ انہیں گھر تک پہنچانے کے لیے ان کے گھر تک آئے ہم جب مختار کے گھر سے واپس پلٹے تو ابراہیم نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ شعبی تم میرے ساتھ آؤ۔ میں ابراہیم کے ساتھ دوبارہ اس کے گھر گیا۔ ابراہیم نے میری طرف رخ کیا اور کہا اے شعبی مجھے بہت اچھی طرح یاد ہے کہ جب ان سب نے اس خط کے بارے میں گواہی دی تھی تو تم اور تیرے والد نے گواہی نہیں دی اور چپ رہے؟ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے واقعہ کے مطابق گواہی دی ہے؟ شعبی نے کہا کہ آپ نے ان کی گواہی کو سنا۔ جنہوں نے گواہی دی ہے وہ شیعوں میں سے بزرگ قاری اور مشائخ اور عربوں کے سردار ہیں میں مطمئن ہوں کہ وہ بغیر حق کے گواہی نہیں دیتے۔

شعبی کہتے ہیں کہ میں نے گرچہ ابراہیم کو اس طرح کا جواب تو دے دیا لیکن بخدا میں بھی ان کی گواہی پر بدگمان تھا لیکن میں بہت زیادہ چاہتا تھا کہ ابراہیم اس انقلاب میں شریک ہو، تاکہ انقلاب کامیاب ہو جائے میں نے اسی وجہ سے ابراہیم کے سامنے اس طرح

Presented by Ziaraat.Com

قطعی طور سے ان حضرات کی گواہی کی تائید کی۔ اس وقت ابراہیم نے مجھے کہا کہ ان سب کا نام لکھ دو کیونکہ ان میں سے بعض کو میں نہیں پہچانتا۔ اس کے بعد ابراہیم نے قلم اور دوات لانے کا حکم دیا اور اس طرح کا ایک خط لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ ایک مطلب ہے کہ جس کی سایب بن مالک اور یزید بن انس اسدی اور احمد بن شمیط اور مالک بن عمرو اور پھر ان سب کے نام لکھے کہ جنہوں نے اس جلسہ میں گواہی دی تھی اور لکھا کہ ان سب نے گواہی دی ہے کہ جناب محمد بن الحنفیہ نے ابراہیم بن اشتر کو خط لکھا ہے اور اسے حکم دیا کہ وہ منحرفین اور ان سے کہ جنہوں نے امام حسینؑ کا خون بہایا ہے انتقام لینے کے لئے جنگ کرنے میں مختار کے ساتھ شریک ہو جائے اور اس کی اس میں مدد کرے اور شرحبیل بن عبداللہ اور ابو عامر شعبی فقیہ اور عبداللہ بن عبدالرحمن نخعی اور عامر بن شراحیل شعبی نے ان گواہی دینے والوں کی گواہی کی تائید کی ہے۔ شعبی کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم سے کہا کہ خدا تم پر رحمت نازل کرے یہ آپ کس لیے کر رہے ہیں ابراہیم نے کہا چھوڑ دو اس کے لکھ کر رکھنے میں کوئی ضرر نہیں ہے۔

قیام سے پہلے بڑی کامیابی:

شاید مختار اور اس کے دوستوں کے لیے قیام سے پہلے سب سے بڑی کامیابی ان سے ایک بہادر بے مثل ابراہیم جیسے انسان کامل جانا تھا۔ مختار کی ابراہیم سے ملاقات اور رہبر انقلاب کے نمائندے محمد بن الحنفیہ کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب محمد بن الحنفیہ ابراہیم کو بہت زیادہ اہم شمار کرتے تھے اسی لیے اسے بالخصوص ایک خط لکھا اور اسے مختار کے ساتھ مدد اور نصرت کرنے کے لیے دعوت دی اور خط کے مضمون سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ محمد بن الحنفیہ اور خود مختار ابراہیم کے مل جانے کو بہت زیادہ اہمیت دیتے تھے اور بہت زیادہ اس کے مل جانے کی تاکید کی تھی۔ یہی مطلب ایک مستقل دلیل ہے کہ ابراہیم کی شخصیت ان کے ہاں بہت ممتاز

Presented by Ziaraat.Com

تھی اور وہ شیعوں کے درمیان ایک خاص عالی مقام اور رتبہ رکھتے تھے۔ مختار نے ابراہیم جیسے انسان کے ساتھ ہو جانے سے ایک بہت عمدہ اور اچھی قوت اور طاقت پیدا کر لی اور ایک واضح اور روشن چہرہ اس کی فوج کا کمانڈر اور سردار بن گیا۔

قیام کے شروع کی تاریخ:

شعبی نے کہا کہ ابراہیم نے مختار کی ملاقات کے بعد اپنے قبیلے اور قوم اور دوستوں کو جمع کیا اور ان کے سامنے سارا واقعہ اور مطلب بیان کیا اور اس کے بعد ابراہیم کا مختار کے پاس آنا جانا شروع ہو گیا۔

یحیی ابن عیسی الازدی کہتے ہیں کہ حمید بن مسلم ازدی کی ابراہیم سے دوستی تھی اور ان کے ہاں اس کا آنا جانا تھا وہ ابراہیم اور مختار کے جلسوں اور مجلس میں شریک ہوا کرتا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ابراہیم کا مختار کے ہاں آنا جانا اتنا زیادہ ہو گیا کہ ہر رات اول سے لے کر آخر تک ابراہیم مختار کے ہاں رہنے لگا اور ان کی گفتگو آخر شب تک ہونے لگی اور وہ قیام اور انقلاب کے نقشے کو مرتب کرنے میں مشغول رہتے تھے اور بالآخر بہت سوچ اور بچار کے بعد انہوں نے حتمی ارادہ کر لیا کہ ۱۴ ربیع الاول ۶۶ھ میں انقلاب کی ابتداء کر دیں ابراہیم نے خفیہ طور پر اور اندرون خانہ نقشے مختار کے گھر میں بیٹھ کر مرتب کیے تا کہ وہ مختار کے قیام میں اس کی مدد کر سکے۔ اسی دوران ابن مطیع کی حکومت کے جاسوسوں کی طرف سے مختار کے قریب الوقوع انقلاب کے خطرے کی اسے اطلاع دی گئی۔ ابن مطیع گورنر نے اپنے جاسوسوں کو کوفہ کے اطراف میں پھیلا دیا کہ وہ مختار کے انقلاب کو ناکام کر دیں لیکن اس کے اس طرح کے اقدام نے سوائے اس کے کہ قیام کو دو دن پہلے برپا کر دیا۔ اور کوئی نتیجہ حاصل نہ کر سکا یعنی انقلاب بدھ ۱۲ ربیع الاول ۶۶ھ کو برپا کر دیا گیا۔

Presented by Ziaraat.Com

آٹھویں فصل

انقلاب اور قیام

Presented by Ziaraat.Com

پانچواں حصہ

﴿کوفہ میں جنگ﴾

انقلاب کا اعلان:

پہلے سے کئی ایک جلسوں میں مختار اور ابراہیم کے مشورے سے انقلاب کے مقامات اور اس کے اعلان کی تاریخ مقرر ہو چکی تھی اور تمام شیعہ آمادگی کی حالت میں اس تاریخ کے منتظر تھے مغرب کا وقت تھا ابراہیم اشتر جو انقلاب میں دوسرے درجہ پر شمار ہوتا تھا مختار کی رائے کے مطابق باقاعدہ اعلان کی غرض سے مسجد کے منارے پر گیا اور اذان دی۔ اس کے بعد شیعوں نے مغرب کی نماز اس کی اقتداء میں ادا کی۔

انقلابیوں کا طاقت کا مظاہرہ:

نماز کے بعد ابراہیم نے حکم دیا کہ ایک گروہ اس کے ساتھ اس کے پیچھے چلتا ہوا آئے تا کہ مختار کے گھر جائیں چنانچہ وہ گروہ مسلح ہو کر جو جنگ کے لیے آمادہ تھا ابراہیم کے ساتھ ہولیا اور ابراہیم نے مختار کے گھر کی طرف حرکت کرنا شروع کر دی۔ ایاس بن مضارب جو کوفہ کی پولیس کا افسر تھا اس نے جلدی میں اپنے آپ کو ابن مطیع گورنر کے پاس پہنچایا اور اسے خطرے سے آگاہ کیا اور کہا کہ مختار بہت جلدی انقلاب برپا کر دے گا گویا قیام کا اعلان ہو چکا ہے اور قیام کے متعلق مختلف قسم کی اطلاعات موجب بنیں کہ حکومت نے شہر پر اپنا پوری طرح سے تسلط قائم کر لیا۔ اور مختار کی سب سے زیادہ کوشش یہ تھی کہ سب سے پہلے وہ کوفہ پر اپنا اقتدار

Presented by Ziaraat.Com

مستحکم کرے اور کوفہ کو قیام انقلاب کے مخالفین سے پاک وصاف کرنے کے بعد شام کی حکومت سے نبرد آزما ہو اور روار د جنگ ہو۔

فوجی حکومت کا اعلان:

مختار کی طرف سے قیام کے لیے معین شدہ تاریخ سے دو دن پہلے یعنی سوموار بارہ ربیع الاول ۶۶ھ کو کوفہ شہر میں فوجی حکومت قائم کر دی گئی اور کوفہ شہر کی حالت کا چہرہ دگرگوں ہو چکا تھا۔ ایاس بن مضارب نے اپنی فوج کو شہر میں لا کر گورنر کی طرف سے گویا فوجی حکومت کے قائم ہو جانے کا اعلان کر دیا۔ ایاس نے جو پولیس کا بڑا افسر تھا اپنی پولیس کو لا کر شہر کے مرکز میں متعین کر دیا۔ ایاس اور اس کے بیٹے راشد بھی پولیس کا افسر تھا نے کچھ نفری کناسہ کی طرف روانہ کر دی اور کچھ اور نفری بازار پر معین کر دی پھر اپنی کارکردگی کی گورنر کو اطلاع دی اور اسے پیشکش کی کہ شہر کے تمام اہم مراکز کو اس محلے کے سرداروں کی کمان میں مسلح آدمیوں کے ذریعے اپنے تسلط میں قرار دے۔ گورنر بذات خود امن برقرار رکھنے اور ہر طرح کی شورش کو روکنے کے لیے میدان میں وارد ہو گیا اور اپنے مسلح آدمیوں کو حساس مقامات پر معین کر دیا۔

(۱) گورنر نے عبدالرحمٰن بن سعید کی کمان میں فوج کے ایک دستے کو سبیع نامی حساس میدان کی طرف روانہ کر دیا اور اسے سفارش کی اپنے قبیلے پر اپنا اثر برقرار رکھے اور ان سے مطمئن ہو جانے کے بعد شہر کے حساس مقام کی حفاظت کرے تاکہ وہاں کوئی حادثہ رونما نہ ہو ورنہ اس سے اس کی اپنی بدقسمتی ظاہر ہو جائے گی۔

(۲) کعب بن کعب خثعمی کی کمان میں بشر نامی میدان پر کنٹرول برقرار رکھنے کے لیے اسے اس کی طرف روانہ کر دیا۔

(۳) سالم نامی میدان کا کنٹرول شمر بن ذی الجوشن کی کمان میں اس کے سپرد کر دیا۔

(۴) عبدالرحمٰن بن مخنف کو ایک گروہ دے کر صائدین نامی میدان کی طرف روانہ کر دیا۔

Presented by Ziaraat.Com

(۵) ابو حوشب اور اس کی فوج کو مراد نامی میدان کی حفاظت پر مامور کیا اور اسے تاکید کی کہ اپنے قبیلے اور اپنے کنٹرول کے علاقے کی حفاظت کرے۔

(۶) شبث بن ربعی کو کوفہ شہر کے باہر شورہ زار نامی جگہ پر فوج کے ساتھ بھیج دیا تاکہ وہ ہنگامی صورتحال میں ان کی باہر سے مدد کر سکے اور اسے سفارش کی کہ جب انقلاب برپا کرنے والوں کی آواز سنے تو پھر وہ ان کی طرف حرکت کرے۔

خلاصہ سوموار کو کوفہ شہر فوجی حکومت کے کنٹرول میں دے دیا گیا اور شہر کے تمام حساس مقامات اور مراکز فوج کے کنٹرول میں آ گئے۔

مختار کے گھر کی طرف:

جناب ابراہیم مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد ایک مسلح گروہ کے ساتھ مختار کے دیدار کی غرض سے مختار کے گھر کی طرف روانہ ہوا اسے شہر میں فوجی حکومت کے قائم ہو جانے کا علم ہو چکا تھا اور جانتا تھا کہ میدان اور شہر کے حساس مقامات فوج کے کنٹرول میں آ چکے ہیں۔

حمید بن مسلم کہتے ہیں کہ منگل کی رات ہم نے ابراہیم کے ساتھ مختار کے گھر جانے کے لیے حرکت کی اور جب ہم عمرو بن حریث کے گھر کے نزدیک پہنچے اور ہم سب سوار تھے اور اپنی قباؤں کے نیچے زرہیں پہن رکھی تھیں ہماری تعداد تقریباً ڈیڑھ سو آدمیوں کے قریب تھی اور اپنی تلواریں کندھوں پر لٹکا رکھی تھیں اور ہم سب مسلح تھے اور صرف ہمارے پاس تلواریں ہی تھیں اس کے علاوہ کوئی اور اسلحہ نہ تھا ہم سعید بن قیس کے مکان سے بھی گزر گئے یہاں تک کہ اسامہ کے گھر کے سامنے پہنچ گئے ہم نے ابراہیم سے کہا کہ کسی امن کے راستے سے گزرنا چاہیے اور خالد بن عرفطہ کے مکان سے عبور کرتے محلہ بجلیہ سے ہو کر جائیں تاکہ مختار کے گھر پہنچ جائیں۔ ابراہیم چونکہ بہادر نڈر انسان تھا اس نے ہماری اس پیشکش کو رد کر دیا اور کسی فوج سے مڈبھیڑ ہو جانے سے نہیں ڈرتا تھا۔ اس نے کہا بخدا میں دار الامارہ کے پہلو سے ہوتا ہوا بازار سے گزرونگا

Presented by Ziaraat.Com

تاکہ دشمن ہمیں دیکھ کر مرعوب ہو جائے اور میں اسے مرعوب کروں اور یہ بتلا دوں کہ میں دشمن کو کسی شمار قطار میں نہیں لاتا ہوں۔

بالآخر ہم نے باب الفیل کا رخ کیا اور ہمارا گزر بالکل دشمن کے لشکر کے قلب سے ہو کر بنتا تھا۔ ہم عمرو بن حریث کے گھر سے گزرے کہ اچانک پولیس کا ایک افسر اپنے مسلح آدمیوں کے ساتھ ہمارے سامنے ظاہر ہوا اور اس نے ہمارے راستے کو روک دیا۔

پہلی مٹھ بھیڑ:

پولیس کے افسر نے آواز دی کہ تم کو ہو اور کیا کرتے ہو؟ ابراہیم نے بڑے آرام اور سکون سے جواب دیا کہ میں ابراہیم مالک اشتر کا فرزند ہوں۔ افسر کہنے لگا کہ یہ مسلح لوگ کون ہیں جو تیرے ساتھ جا رہے ہیں؟ اور ان کا تیرے ساتھ کیا مقصد ہے؟ پھر کہا کہ بخدا تمہاری حالت مشکوک نظر آتی ہے اور مجھے بتلایا گیا کہ تم ہر رات یہاں سے گزرتے ہو۔ میں تمہیں یہاں سے گزرنے کی اجازت نہیں دے سکتا تو ابھی سے اپنے آپ کو گرفتار سمجھ۔ فورا میرے ساتھ چل تاکہ میں تجھے گورنر اور امیر کے پاس لے چلوں وہ جو کچھ تیرے بارے میں حکم دے گا اس پر عمل کیا جائے گا۔ غیرت مند اور بزرگوار ابراہیم کو ایک دم غصہ آیا اور پولیس کے افسر سر فریاد بلند کر کے کہا کہ اے بے پدر! یہاں سے ہٹ جا۔ پولیس کے افسر نے جواب دیا ایسا نہیں ہو سکتا۔

حمید بن مسلم جو اس واقعہ کو آنکھوں سے دیکھ رہا تھا کہتا ہے کہ میں نے دیکھا ابو قطن نامی ایک مرد اس پولیس افسر کے پیچھے کھڑا تھا اور غالبا وہ اس کا محافظ تھا اور لوگ اس کا خاص احترام کر رہے تھے اور اس کی ابراہیم سے پہلے سے دوستی تھی۔ ابراہیم نے اسے آواز دی اور کہا کہ ابو قطن! آگے آ! وہ آگے آیا اس کے ہاتھ میں ایک لمبا سا نیزہ تھا۔ ابو قطن نے گمان کیا کہ ابراہیم نے اسے آگے آنے کا اس لیے کہا ہے تاکہ میں اس معاملہ میں وساطت کروں اور اپنی بزرگی سفید ڈاڑھی ہونے کی وجہ سے اس پولیس والے کو راضی کروں کہ وہ ابراہیم کو جانے سے

Presented by Ziaraat.Com

نہ روکے لیکن اس نے دیکھا کہ ابراہیم نے جلدی میں ہاتھ بڑھایا اور نیزہ اس کے ہاتھ سے چھین لیا نیزے کو دیکھا اور کہا کہ بہت عمدہ لمبا نیزہ ہے اچانک نیزے کو بلند کیا اور ٹھیک پولیس افسر مضارب کی گردن پر مار دیا۔ پولیس افسر نے ذرا بھر حرکت کرنے کی کوشش کی تو ابراہیم نے نیزے پر زور دیا اور وہ زمین پر گر گیا ابراہیم نے اپنے ایک ساتھی کو حکم دیا کہ اس کا سر بدن سے جدا کر دو اس نے فوراً ابراہیم کے حکم پر عمل کیا اور اس کا سر جدا کر دیا۔ اس پولیس افسر کے ساتھ جو مسلح افراد تھے اس حالت کے دیکھنے سے وہاں سے بھاگ گئے اور ہر ایک کسی نہ کسی ایک طرف چھپ گیا وہ اس کے بعد ابن مطیع گورنر کی پاس گئے اور اسے اس واقعہ کی اطلاع دی ابن مطیع نے جب اس صورتحال کو یقینی دیکھا تو اس نے پولیس افسر کے بیٹے کو باپ کی جگہ معین کر دیا کہ جس کا نام راشد تھا راشد کی پہلی ڈیوٹی بازار کی حفاظت کرنا تھی اور وہ اس نے سوید بن عبدالرحمٰن مقری کے سپرد کر دی۔

جب دشمن کے افراد نے ابراہیم کی دلیری اور مردانگی کو دیکھا تو وہ ابراہیم کے راستے سے ہٹ گئے اور ہم ابراہیم کے ساتھ مختار کے گھر پہنچ گئے۔ یہ واقعہ بدھ کی رات کو واقع ہوا۔ ''ہمیں جلدی کرنا چاہیے'' ابراہیم جناب مختار کے پاس گئے اور کہا کہ مقرر یہ تھا کہ کل رات انقلاب برپا کریں لیکن آج رات جو واقعہ رونما ہوا ہے اس کا لحاظ کرتے ہوئے ہمیں آج رات ہی انقلاب برپا کر دینا چاہیے اور اپنے دشمن کو مہلت نہ دیں تا کہ وہ زیادہ ہوشیار ہو جائے۔ مختار نے یہ بات سن کر حیرانگی میں پوچھا مگر کیا ہوا؟ ابراہیم نے کہا کہ ایاس بن مضارب پولیس کے افسر نے ہمارے آنے کے وقت ہمارا راستہ روکا اس کا ارادہ تھا کہ مجھے گرفتار کرے میں نے اسے قتل کر دیا ہے اور یہ اس کا سر ہے جو میں یہاں لے آیا ہوں۔ مختار ابراہیم کی روحی کیفیت سے اچھی طرح آشنا تھا خوشحالی میں اسے کہا کہ خدا تجھے خیر کی بشارت دے یہ بہت اچھی فال ہے یہ ہماری فتح کی پہلی نشانی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

انقلاب برپا کرنے والے سارے سردار اور رؤساء بالخصوص ابراہیم جناب مختار کے گھر جمع ہو گئے اور پولیس افسر کا واقعہ سبب بنا کہ ابراہیم کی چیلنج پر کہ آج رات ہی انقلاب برپا کر دیا جائے اسی رات انقلاب کا رسمی طور سے اعلان کر دیا گیا اور انقلابیوں نے شہر کے حساس مقامات پر تسلط حاصل کر لیا۔

*****

دوسرا حصہ

«قیام کی ابتدائی اغراض»

انقلاب کے لیے سب سے اہم کام یہ تھا کہ کوفہ پر قبضہ کیا جائے اور ابن زبیر کی حکومت کو ختم کر کے کوفہ کو ان تمام افراد سے پاک اور صاف کیا جائے جو انقلاب کے مخالف ہیں اور ان تین رکاوٹوں کو جو انقلاب کے سامنے موجود ہیں انہیں دور کیا جائے۔

(۱) حکومت جو ابن زبیر کے ہاتھ میں ہے اور اس کا نمائندہ ابن مطیع جو کوفہ پر حاکم ہے سب سے پہلے اس حکومت کو ختم کیا جائے اور گورنر کو یا گرفتار کر لیا جائے یا وہ کوفہ سے بھاگ جائے۔

(۲) کوفہ شہر کو ان داخلی مخالفوں سے پاک کیا جائے جو سب سے پہلے انقلاب کی ناکامی کا موجب ہو سکتے ہیں اور وہ کوفہ کے وہ رؤساء اور سردار تھے جو براہ راست اور بلا واسطہ یا بالواسطہ کربلا کے واقعہ میں شریک تھے اور چونکہ یہ لوگ شہری تھے قوم اور قبیلہ بھی رکھتے تھے اور وہ نفاق جو ان میں پایا جاتا تھا سب سے زیادہ انقلاب کے لیے خطرناک تھا لہذا ابن زبیر کی حکومت کو سرنگوں کرنے کے بعد بلا فاصلہ انہیں ختم کیا جائے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۳) انقلاب کے مقابلے میں جو خطرہ شام کی حکومت سے تھا اور اس کا انقلاب کے بارے میں جو ردعمل سامنے آنے والا تھا وہ بھی انقلاب کے لیے بہت زیادہ خطرناک تھا کیونکہ بنوامیہ کی حکومت کا مرکز شام تھا اور شام کی حکومت ہی بلاواسطہ کربلا کے واقعہ کی ذمہ دار تھی وہ کبھی بھی اس پر ساکت نہ رہتی کہ عراق کا حساس اور اہم علاقہ اس کے ہاتھ سے نکل جائے۔ انقلاب کے اکثر مخالف شام میں رہتے تھے اور ان میں سے اکثر کے پاس حکومتی منصب اور عہدے تھے جیسے عبیداللہ بن زیاد جو عراق پر شمال مغرب کی طرف سے حملہ کرنے کے لیے پر تول رہا تھا اور عبیداللہ نے اپنے لیے پہلے سے عراق کی گورنری کا شام کی حکومت سے پروانہ بھی لے رکھا تھا۔ انقلاب کے سامنے اس کے لشکر سے جنگ کرنا بھی انقلاب کے اغراض میں شامل تھا اور ہر وقت خطرہ تھا کہ کہیں شام کی تازہ دم فوج سے جنگ نہ کرنا پڑ جائے۔ مختار اور ابراہیم نے متعدد جلسوں میں انقلاب کے کامیاب ہو جانے یا شکست کھا جانے کے اسباب پر مشورہ کیا ہوا تھا اور اس کیلئے تجاویز مرتب کر رکھی تھیں۔ اپنی طاقت کا اندازہ اور عراق کے شیعوں کو ساتھ ملانے اور انہیں انقلاب کے حامی بنانے میں انہوں نے جناب محمد بن الحنفیہ کہ جو امام سجادؑ کی نمائندگی رکھتے تھے سے براہ راست انقلاب کا آغاز ہوگا اس کے بارے میں دشمن کے ردعمل کے بارے میں خوب سوچ بچار کی ضرورت تھی لہٰذا انقلاب ان تین مراحل میں خلاصہ ہوتا ہے:

(۱) کوفہ شہر کو ابن زبیر کے تسلط سے آزاد کرنا اور اس پر انقلابیوں کی حکومت قائم کرنا۔

(۲) داخلی دشمن جو انقلاب کے مخالف تھے انہیں نابود اور ختم کر دینا۔

(۳) شام کی حکومت سے جنگ کرنے کے لیے بہت زیادہ فوج اور طاقت فراہم کرنا۔

قیام کا پہلا مرحلہ:

کوفہ میں ابن زبیر کے گورنر کی طرف سے فوجی حکومت قائم کرنے اور کوفہ میں پولیس

Presented by Ziaraat.Com

اشتر کے قتل ہو جانے کے بعد انقلاب کے برپا کرنے میں تاخیر کرنا مصلحت نہ تھی کیونکہ کوفہ کامل طور سے فوج کے کنٹرول میں تھا اور کوفہ میں طاقت دو حصوں میں تقسیم ہو چکی تھی۔

(۱) ایک طاقت فوج کے وہ افراد جو کہ انقلاب کے مخالف تھے اور وہی حکومتی طاقت اور فوج تھی

(۲) دوسرے انقلاب کے حامی مسلح افراد تھے جو شہر کی اکثریت پر مشتمل تھے جو پہلے سے ہی مختار کے حکم کے ماتحت ابراہیم اشتر کی کمان اور سربراہی میں تھے۔

اب وقت آ چکا تھا کہ انقلاب کے حامی مسلح افراد دشمن کے عکس العمل سے پہلے ہی انقلاب برپا کر دیں اور دشمن کو اپنے اقدام کے سامنے قرار دیں لہذا ایک خاص نعرے اور اشعار سے انقلاب کے رہبر سے انقلاب برپا کرنے کا حکم صادر ہو گیا۔

قیام کا حکم:

مختار نے باقاعدہ طور پر قیام کرنے کا حکم دے دیا اور اپنے ہر ایک آدمی کے ذمہ مختلف ڈیوٹیاں اور ذمہ داریاں سپرد کریں۔ سعید نامی ایک نامور بہادر کو حکم دیا کہ سعید اٹھو اور مشعل جلا کر مسلمانوں کو قیام برپا ہو جانے سے آگاہ کر دو۔ اس کے بعد عبداللہ بن سداد کو حکم دیا کہ تم اٹھو اور یہ مخصوص نعرہ یا منصور امت یعنی ”کامیاب ہونے والو“ لگاؤ۔ شہر کے گلی کوچوں میں بلند کرو ”یا منصور امت“ اس نعرہ کو پہلی دفعہ مسلمانوں نے جنگ بدر کی جنگ میں لگایا اور روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہؐ کے اصحاب نے بدر کی جنگ میں یہی نعرہ اپنایا تھا اس کے بعد انقلابیوں نے انقلاب کے بعد اسے اپنا باقاعدہ نعرہ بنالیا زید بن علیؑ نے بھی اپنے لیے یہی نعرہ اپنا لیا اور اسی نعرہ کو محمد نفس زکیہ مدینہ کے قیام میں اور ابراہیم شہید باخمری نے بصرہ میں اپنایا تھا۔

جزری لکھتے ہیں کہ اس نعرہ میں دشمن کی موت کا امر ہے اور اس سے نیک فال حاصل کرنا مراد ہوتی ہے مختار نے ان دو کے بعد سفیان بن لیلی اور قدامہ بن مالک کو حکم دیا کہ تم اپنا نعرہ اور شعار لوگوں میں یوں قرار دو ”یا لثارات الحسین“ یعنی ”اے امام حسینؑ کے خون کا

Presented by Ziaraat.Com

انتقام لینے والو!" شیعوں کے نعرہ میں سے یہ بھی ایک مشہور نعرہ تھا کہ جسے توابین نے کربلا کے واقعہ کے بعد اپنے قیام میں لگایا۔ ان کے بعد مختار اور دوسرے انقلابیوں نے بنوامیہ کی حکومت کے خلاف اسے اپنا لیا۔ اس نعرہ نے شیعوں اور بہت زیادہ غمگین دلوں میں بہت زیادہ جوش اور ولولہ پیدا کر دیا اور یہ نعرہ ان کے خون کو جوش میں لاتا تھا اور دلوں کو تڑپا دیتا تھا اور آنکھوں سے آنسو بہا دیتا تھا اور دشمن کو بہت زیادہ مرعوب اور خوف زدہ کر دیتا تھا۔ مختار کے قیام میں اس نعرہ کا اثر دشمن کے سر پر پڑنے والی تلوار سے زیادہ ہوتا تھا۔

فوج کو منظم کرنا:

جناب ابراہیم نے مختار سے کہا کہ دشمن کی فوج تمام راستوں اور میدانوں میں مستقر ہو چکی ہے اور لوگوں کو ہم سے مل جانے سے رکاوٹ بنی ہوئی ہے لہذا مناسب یہ ہے کہ میں اپنے قبیلے کے پاس جاؤں اور جنہوں نے میری بیعت کی ہوئی ہے اکٹھا کر کے لے آؤں اور ان کے ساتھ شہر سے گزر کروں دشمن کو خوفزدہ کروں اور ہم سے مل جانے کے لیے لوگوں کے لیے راستے کھول دوں اور اسے سفارش کی یہ فوج کا دستہ جو تیرے پاس موجود ہے اسے اپنے سے متفرق نہ ہونے دینا اور انہیں اپنے پاس ہی روکے رکھنا اور اگر دشمن نے تم پر حملہ کر دیا تو تمہارے پاس اس سے مقابلہ کرنے کے لیے کافی آدمی موجود ہونے چاہیں میں فوراً بلا فاصلہ اپنے گروہ کے ساتھ تمہارے پاس لوٹ آؤں گا۔ مختار نے جواب دیا بہت جلدی جا اور جلدی واپس لوٹ آنا مختار نے ابراہیم کو سفارش کی کہ خبردار رہنا گورنر ابن مطیع سے روبرو نہ ہونا اور حتی الامکان اس سے لڑنے سے احتراز کرنا اور میری اس سفارش کی مکمل رعایت کرنا البتہ اگر انہوں نے تیرا راستہ روکا اور لڑنا شروع کیا تو پھر تم بھی اس سے لڑنا۔

ابراہیم ایک گروہ کو جو اس کے ساتھ تھا لے کر اپنے لیے فوج کے اکٹھے کرنے کی غرض سے اپنے قبیلے کے پاس جانے کے لیے چل پڑا۔ رات کا وقت تھا گھوڑوں کی ٹاپوں کی

Presented by Ziaraat.Com

آواز اور ان کی بھن بھناہٹ اطراف میں پھیل چکی تھی۔ ابراہیم نے اس راستے سے کہ جہاں دشمن کی تعداد کم ہونے کا احتمال تھا چلنا شروع کردیا اور اپنے قبیلے کے محلے کی طرف بڑھ رہا تھا اور اگر اتفاق سے کسی مسلح دشمن سے آمنا سامنا ہو جاتا تھا تو بہت خیال رکھ رہا تھا کہ ان سے نہ لڑے اس طرح چلتے ہوئے ابراہیم سکون نامی مسجد تک آ پہنچا۔

حکومت کی فوج سے آمنا سامنا:

سکون مسجد کے نزدیک دشمن کے چند مسلح افراد ابراہیم کے سامنے نمودار ہوئے اور وہ زحر بن قیس جعفی کا ایک دستہ تھا اور وہ بہت جلدی سے ابراہیم کے پاس آ گئے معلوم ایسا ہوتا تھا کہ اس دستہ کا کوئی سربراہ نہ تھا۔ ابراہیم نے اپنے ساتھیوں کو ان پر حملہ کر دینے کا حکم دے دیا اور حملے میں بہت جلدی شکست کھا کر بھاگ گئے اور پراگندہ ہو گئے۔ ابراہیم نے پوچھا کہ کیا ان کا کوئی سربراہ نہ تھا؟ ساتھیوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ ابراہیم نے ان پر حملہ کر دیا اور اس حملہ میں ابراہیم یہ نعرہ اور جملہ کہہ رہا تھا۔ خدایا! تو جانتا ہے کہ ہم تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کی وجہ سے غضبناک ہوئے ہیں اور ان کی مدد کے لیے کھڑے ہوئے ہیں۔ خدایا! ہمیں دشموں پر فتح اور کامیابی عنایت فرما یہ دونوں آپس میں دست و گریبان تھے کہ دشمن کا گروہ بھاگنے لگا اس وقت ابراہیم سے کہا گیا کہ ان کا سربراہ زحر بن قیس تھا۔ ابراہیم نے کہا کہ ان کے لیے اتنا کافی ہے ان کا پیچھا نہ کرو اور پھر ابراہیم اپنے محلے کی طرف روانہ ہو گیا۔

مختار نے لڑائی کا لباس پہنا:

لوگوں کے دلوں پر جوش اور ہیجانی کیفیت طاری ہے کوفہ کا شہر جوش مار رہا تھا۔ شہر کے حالات کامل طور سے غیر معمولی تھے ہر جگہ کھچاؤ اور تلاطم دیکھا جا رہا تھا۔ کوفہ نے اژدہام کا اکٹھے ہونے کو کئی دفعہ دیکھا ہے یہ شہر اپنے آپ میں کئی واقعات اور حوادث کی یاد رکھتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

کوفہ میں امیر المومنینؑ کے خطبات اور آپ کا یہاں سے لشکر لے کر معاویہ جیسے انسان سے جنگ کرنا۔ امام حسنؑ کا یہاں سے لشکر لے کر معاویہ کے ساتھ جنگ کرنے کو جانا۔ امیر المومنینؑ کی شہادت کے دن کوفہ میں گریہ و بکاء کے نالے وغیرہ اپنے دامن میں لیے ہوئے ہے۔ یہ شہر مسلم بن عقیل کے آنے سے جوش و خروش کا گواہ ہے۔ مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ کی شہادت کو اس نے دیکھا ہے امام حسینؑ کے خاندان کی عصمت مآب مستورات کی قید کو دیکھا تھا اور ابھی تک زینب کبریٰ کے ہلا دینے والے خطبات اس شہر میں لوگوں کے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ اس شہر نے توابین کے قیام اور ان کی امام حسینؑ کے راستے میں جان نثاری اور قتل و غارت کو دیکھا ہے اور پھر اسی شہر نے بنو امیہ کے حکام کے عیش و نوش اور یزید کے قتل عام کرانے کو بھی ملاحظہ کیا ہے لیکن اب یہی شہر پھر ایک دفعہ امام حسینؑ کے خون کے انتقام لینے اور اس کے لیے یالثارات الحسین کے نعرے سے گونج رہا ہے اور عجیب طرح کا جوش و خروش اس شہر پر چھایا ہوا ہے مختار نے جنگ کا لباس زیب تن کر لیا ہے اور اسلحہ ہاتھ میں لے لیا ہے اور یہ اشعار اپنے لب مبارک سے پڑھ رہا ہے۔

یعنی سفید چہرہ نیک صورت خوش اندام جانتا ہے۔ کل کی جنگ میں صف شکن اور غالب آنے والا ہوں اور کمزور و ناتواں اور بے تدبیر اور شکست کھانے والا نہیں ہوں۔

درست ہے کہ مختار کا مصمم آہنی ارادہ دوسرے واقعات کے رونما کرنے کو ظاہر کر رہا ہے تمام جگہوں پر حسینؑ کا نام ہے اور ہر جگہ آپ کی مظلومیت کا ذکر ہو رہا ہے۔ اور ہر جگہ ان مظالم کا ذکر ہو رہا ہے کہ جو امام حسینؑ پر ڈھائے گئے تھے۔

ایک عظیم بہادر ابراہیم جیسا انسان فوج کی کمان اور سربراہی ہاتھ میں لیے ہوئے مختار کے ساتھ ہے اور یہ امام سجادؑ اور محمد بن الحنفیہ کے فرمان اور حکم کے تحت اہل بیت کے مظلوم خاندان کے خون کے انتقام لینے کے لیے کھڑے ہوئے ہیں۔ تمام شیعہ خوش اور خرم انقلاب

Presented by Ziaraat.Com

جنگ کے لیے مصمم ارادہ کر کے آمادہ ہو چکے ہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام کے محب دار اور دوستوں نے قیام کر دیا ہے اور گویا امام زین العابدین علیہ السلام کی دعا اور نائب کبریٰ اور امام حسین علیہ السلام کی داغدیدہ اولاد کا گریہ اور بکاء نالہ اور آہ وزاری نے اپنا اثر ظاہر کرنا شروع کر دیا ہے۔ بالآخر اللہ کا کیا ہوا وعدہ آپہنچا کہ "سیعلمون الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون" یعنی بہت جلد وہ لوگ کہ جنہوں نے ظلم کیا جان لیں گے کہ کس طرح وہ نیست و نابود ہو جائیں گے۔

قاسم صف بحری کا اعلان:

ہر طرف سے لوگ انقلابیوں سے ملنے لگے عبداللہ بن حرقی جو عراق کے بہت نمایاں افراد سے تھا اپنے قبیلے اور طرفداروں کے جتھہ انقلاب میں داخل ہو گیا اور اپنے راستے سے آتے وقت دشمن کے افراد سے جو شہر میں موجود تھے مقابلہ ہو گیا دشمن کو انہوں نے بھگا دیا اور اپنے لیے راستہ صاف کر دیا اور دشمن کے دستوں نے اپنی پناہ گاہ میں جا کر پناہ لی دشمن کو سب سے زیادہ خوف جناب ابراہیم سے تھا شبث بن ربعی جو منافق اور کفر کا سرخیل تھا ابن مطیع گورنر کی ملاقات کے لیے گیا اور اسے انقلابیوں سے جنگ کرنے کی تشویق دلائی۔ جب نوبت یہاں تک پہنچ گئی تو مختار نے جنگ کرنے کے لیے چل پڑنے کا حکم صادر کر دیا اور ایک مناسب جگہ پر اپنی فوج کا مرکز قرار دے دیا۔ انقلابیوں کے لوگ گروہ در گروہ ابراہیم اور مختار کے ساتھ دیر ہند زاید وجاع کے نزدیک سبخہ نامی منطقہ میں متمرکز ہو گئے۔

ابو عثمان نہدی کا ملنا:

ابو عثمان کوفہ کے اطراف میں موجود قبائل کا سردار تھا وہ اپنے افراد کیساتھ شہر میں داخل ہو گیا اور اس کا "یا منصور امت او یا لثارات الحسین" کا نعرہ بلند تھا وہ لوگوں اور

Presented by Ziaraat.Com

مختلف گروہوں کو انقلاب سے مل جانے کی دعوت دیتا تھا اور فریاد کرتا تھا اے نجات پانے والے لوگو! آل محمدؐ کے امین نے قیام کر دیا ہے اور وہ اس وقت دیر ہند میں اپنا لشکر جمع کر چکا ہے اس نے مجھے تمہارے پاس بھیجا تا کہ میں تمہیں بشارت دوں جاؤ اور اس کے ساتھ ملحق ہو جاؤ خدا تم پر رحمت نازل کرے۔ بہت زیادہ جمعیت چل پڑی اور مسلح مرد بالخصوص غلام اور موالی اور شیعہ جو اس وقت ضعیف اور دوسروں کے زیر دست تھے آج بڑے غرور اور عزت کے احساس سے سرشار گروہ در گروہ مختار سے ملنے لگے۔

سرخ فوج:

اسلام کے ظہور سے پہلے عراق ایران حکومت کے زیر تسلط تھا اور عراق کے اکثر لوگ ایرانی تھے۔ جب حضرت علیؑ نے اسلامی حکومت کا مرکز حجاز سے کوفہ منتقل کیا تو عراق کے اکثر لوگ جو ایرانی تھے اور فارسی زبان بولتے تھے حضرت علیؑ کے علاقمند اور پیروکار ہو گئے حضرت علیؑ کے عراق کے شیعہ زیادہ تر ایرانی تھے اور اکثر خاندان پیغمبرؐ کے محب اور دوستدار تھے اور علوی حکومت کے طرفدار تھے مختار کے مددگاروں میں زیادہ غیر عرب ایرانی تھے کہ جس کی وجہ سے اسے سرخ فوج کہا جاتا تھا۔ ان کو اس نام کے دیئے جانے کا سبب یہ تھا کہ ایرانی قوم جو عراق میں ساکن تھی ان کا چہرہ سرخ اور سفید تھا اس کے برعکس اکثر عرب سیاہ چہرہ یا گندم گون تھے۔ کوفہ میں رہنے والے ایرانیوں کو "احامرۃ" یعنی سرخ کہا جاتا تھا۔

اسلام کے مشہور مورخ میر سید علی نے لکھا ہے کہ کربلا میں امام حسینؑ کے قتل ہو جانے نے تمام اسلامی نقاط میں تاسف اور بے چینی پھیلا دی ہوئی تھی لیکن ایرانیوں میں خاص ہیجان برپا کر دیا تھا اکثر مورخین نے لکھا ہے کہ عراق میں رہنے والے ایرانیوں کی مختار کے قیام کے ساتھ وابستگی دوسرے قبائل اور لوگوں کی نسبت زیادہ تھی۔ ہم نے اس کی علت کو قیام کے علل کے باب میں بیان کیا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

جوش دلانے والے اشعار:

جعفر بن نما اس باب میں لکھتے ہیں کہ میں نے جب یہ اشعار لکھے تو مجھے افسوس تھا کہ زمانے نے مجھے موخر کر دیا ہے اور میں اس وقت نہیں تھا ورنہ میں امام حسینؑ کے اصحاب میں ہوتا اور ان کی مدد کرتا یا مختار کے زمانے میں اس کے گروہ میں ہوتا۔ وہ اشعار جو انہوں نے کہے ہیں یہ ہیں:

ولما دعا المختار للثار اقبلت
كتائب من اشياع آل محمد
قد لبسوا فوق الدروع قلوبهم
وخاضوا بحار الموت في كل مشهد
هم نصروا سبط النبي ورهطه
ودانوا باخذ الثار من كل ملحد
ففازوا بجنات النعيم وطيبها وذلك خير من لجين و
عسجد ولو انني يوم الهياج لدى الوغى
لاعملت حد المشرفي المهند
فوا اسفا اذ لم اكن من حماته
فاقتل فيهم كل باغ ومعتد

یعنی:

(۱) جب مختار نے امام حسینؑ کے خون کے انتقام لینے کی دعوت دی تو آل محمد ﷺ کے شیعہ کے گروہ در گروہ اس سے مل رہے تھے۔

(۲) انہوں نے اپنے دلوں کو زرہ کے اوپر پہن رکھا تھا اور اپنے آپ کو جنگ کے میدان میں۔

Presented by Ziaraat.Com

موت کے دریا میں ڈال رہے تھے۔

(۳) وہ پیغمبر ﷺ کے نواسے اور آپ کے خاندان کی مدد کے لیے کھڑے ہوئے اور ہر طور سے انتقام لینے کے ذریعے خاندان پیغمبر کا قرب حاصل کر رہے تھے۔

(۴) اس کام سے وہ بہشت اور اس کی نعمتوں تک پہنچے اور یہ سونے اور چاندی سے زیادہ قیمتی ہے۔

(۵) اگر میں انتقام لینے کی جنگ میں ہوتا تو ہندی تلوار کی دھار کی تیزی کو دکھلاتا۔

(۶) مجھے افسوس ہے کہ میں اس دن نہیں تھا کہ ہر کشوں اور تجاوز گروں کو نابود کر دیتا۔

انقلابیوں کی فوج دریا کی موج کی طرح مختار کی چھاؤنی کی طرف حرکت کر رہی تھی فوج کے سالار اور سردار اپنے افراد کے ساتھ مختار اور ابراہیم کے حملہ کر دینے کے حکم کے منتظر تھے۔ والبی اور حمید بن مسلم اور نعمان بن منذر جو معرکہ جنگ کو دیکھ رہے تھے نے کہا ہم اس رات مختار کے پہلو میں موجود تھے بخدا ابھی صبح کی سفیدی ظاہر نہیں ہوئی تھی کہ مختار نے اپنی تمام فوج کو منظم اور مرتب کر لیا تھا۔

انقلاب کی صبح:

صبح کی سفیدی ظاہر ہوئی۔ انقلابیوں نے عبادت کی فضاء میں حرکت کی مختار قیام کے رہبر آگے چلنے لگے بندگان خدا اور رات کے عبادت گزار اور دن کے شیروں نے اس بہادر اور اہل بیتؑ عظام کے عاشق اور جگر سوختہ دشمنان آل رسولؐ کے انتقام لینے والے کی امامت میں نماز ایک خاص شکوہ و جلال سے ادا کی۔ کتنی عجیب فضاء تھی شیعہ عزت اور غرور کا احساس کر رہے تھے اور اس دفعہ امید لیے ہوئے تھے کہ اس عار اور ننگ کو جوان پر امام حسینؑ کی مدد نہ کرنے کی وجہ سے لاحق ہوا تھا کوفہ کے دامن سے دھو ڈالیں گے اور اس سرزمین کو علیؑ کے دشمن اور امام حسینؑ کے قاتلوں سے پاک اور صاف کر دیں گے اور کتنا ہی اچھا با عظمت یہ کام

Presented by Ziaraat.Com

مختار کی رہبری اور ابراہیم جیسے شجاع انسان کی سربراہی میں انجام دیں گے۔ صبح کی نماز ادا کی گئی اس نماز کا مشاہدہ کرنے والے حمید بن مسلم اور وعالبی اور نعمان بن ابی جعدہ نے کہا کہ ہم مختار کی امامت میں صبح کی نماز بجا لائے اس نے پہلی رکعت میں سورہ "والنازعات" اور دوسری رکعت میں سورہ "عبس" خوبصورت اور دلنشین لہجہ میں پڑھی بخدا ہم نے کسی جماعت کرانے والے کو اس سے زیادہ فصیح اور خوش آواز میں نماز پڑھاتے نہیں دیکھا تھا۔

دشمن کا عکس العمل:

حصیرہ بن عبداللہ نے کہا ہے کہ کوفہ کے گورنر ابن مطیع نے حکم دیا کہ منادی ندا دے تاکہ لوگ مسجد میں جمع ہو جائیں۔ پولیس کے افسر راشد بن ایاس سے کہا کہ جاؤ اور اس کا شہر میں اعلان کرو اور لوگوں کو پہنچا دو کہ تمام مسجد میں جمع ہو جائیں۔ راشد نے بلند آواز میں فریاد کی کوفہ والو جان لو کہ جو شخص مسجد میں نہ آیا اس کا خون مباح ہو گا۔ شہر کے ضد انقلاب اور دوسرے لوگ جو تعداد میں بہت زیادہ تھے بغیر امتیاز کے مسجد کی طرف دوڑ پڑے۔ جب مسجد لوگوں سے پر ہو گئی تو ابن مطیع نے قبائل کے سرداروں کو حکم دیا کہ ہر ایک اپنے گروہوں کی سربراہی کرے اور ابن زبیر کی حکومت کے وفاداروں کو اکٹھا کر کے ان کی نگرانی کرے۔ کچھ لوگ تو صرف اہل بیت پیغمبر (ع) کی دشمنی کی وجہ سے مختار کے مقابلے میں آ گئے۔ ابن مطیع کا چیڑاسی بلند آواز سے فریاد کر رہا تھا اور لوگوں کو کوفہ کے گورنر سے مسجد میں اکٹھے ہو جانے اور آ ملنے کی دعوت دے رہا تھا۔

کوفہ کے منافق رؤساء اور سردار اپنے اپنے قبیلوں کے ساتھ گروہ در گروہ ابن مطیع کے اردگرد مسجد کے اندر اور قصر کے اطراف اور مسجد میں جمع ہو گئے۔ ابن مطیع نے مختار کے انقلاب سے مقابلہ کرنے کے لیے اہل بیت کے دشمنوں سے مدد طلب کی اور اپنے لشکر کے اکثر سردار اور سالار انہی کو معین کیا جو کربلا کے واقعہ کے ذمہ دار تھے اور وہ بھی بہت ہی زور شور سے

Presented by Ziaraat.Com

لوگوں کو مختار کے ساتھ مقابلہ کرنے پر برانگیختہ کر رہے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر مختار اور اس کے لشکر نے تسلط پیدا کر لیا تو انقلاب کی تلوار پہلے ان کی گردن پر چلے گی اور ان کی زندگی تیرہ و تار کر دی جائے گی ابن مطیع نے ان کے اس احساس اور موقعیت سے فائدہ اٹھایا اور اپنی فوج اور طاقت کو امام علیہ السلام کے انہیں قاتلوں سے جو اپنے آپ کو کوفے کے روساء اور اشراف جانتے تھے منظم اور مرتب کیا۔

(۱) شبث بن ربعی یہ جنایتکار اور کثیف انسان عاشورہ میں اپنے قبیلے کے ساتھ ایک خاص منصب رکھتا تھا اس کی کمان میں ۴۰۰۰ چار ہزار انسان تھے۔

(۲) راشد بن ایاس یہ آل سیف و زبیر کا بہت سخت دشمن تھا اس کے ساتھ بھی ۴۰۰۰ چار ہزار آدمی تھے۔

(۳) شداد بن ابجر کربلا کے قاتلین میں سے تھا اس کے ساتھ تین ہزار ۳۰۰۰ آدمی تھے۔

(۴) عکرمہ بن ربعی کے ساتھ تین ہزار آدمی تھے۔

(۵) عبدالرحمن بن سوید یہ بھی کربلا کا جنایتکار تھا اس کے ساتھ تین ہزار کی نفری تھی اس طرح سے دشمن کی فوج کی تعداد بیس ہزار تک ہوگئی اور ان کے علاوہ دوسرے لوگ بھی گروہ در گروہ جنگ کرنے کے لیے حاضر اور آمادہ ہوگئے کوفہ شہر کی حالت دگرگون ہو چکی تھی۔

ہر جگہ مسلح آدمی نظر آرہے تھے۔ شہر پوری طرح فوجی حکومت کے اختیار میں آچکا تھا۔ اور انقلاب کی فوجیں اور ان کے دشمن ضد انقلاب ایک دوسرے کے سامنے صف آرائی کر رہی تھیں شہر کی اس حالت نے حکومت کو مجبور کر دیا تھا کہ مختار کے شہر کے حساس مقامات پر تسلط حاصل کرنے سے پہلے جنگ شروع کر کے اس کے انقلاب کو ناکام بنا دے۔

طبری لکھتے ہیں کہ ابن مطیع کوفے کے گورنر نے اپنی فوج کو منظم کر کے جنگ کرنے کے لیے تیار کر لیا تھا۔ اس نے شبث ابن ربعی کو تین ہزار اور راشد بن ایاس کوفہ کی پولیس کے افسر کو

Presented by Ziaraat.Com

چار ہزار فوج دے کر انقلابیوں کے مرکز کی طرف روانہ کر دیا۔ مختار کے ایک مخلص دوست ابو سعید صیقل نے کہا ہے کہ جب مختار صبح کی نماز پڑھ چکا اور اس کا لشکر کامل طور سے جنگ کرنے کے لیے حاضر باش اور آمادہ ہو گیا اچانک بنی سلیم کے محلے سے بریدکے گوچے تک ھیاھو کا شور وغل سنائی دینے لگا مختار نے کہا کہ کون حاضر ہے جو نزدیک جا کر اس سروصدا کی ہمارے لیے خبر لے آئے۔

ابو صیقل نے کہا کہ میں قربان جاؤں حاضر ہوں۔ مختار نے کہا بہت اچھا۔ اپنے ہتھیار زمین پر رکھ دو اور تماشہ دیکھنے کی حالت میں ان کے درمیان جاؤ اور جتنا جلدی ہو سکے وہاں کی ہمارے لیے خبر لے آ۔ ابو صیقل کہتے ہیں کہ میں وہاں گیا سب سے زیادہ لوگ مسجد میں جمع تھے اور ان کا موذن اذان دے رہا تھا اور شبث بن ربعی اپنی کثیر فوج کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے آمادہ تھا اس کی سوار فوج کا کمانڈر شیبان بن حریث تھا اور خود شبث پیادہ فوج کا کمان دار تھا۔ فوج کی تعداد بہت زیادہ دکھائی دے رہی تھی۔ نماز کی اقامت کہی گئی اور شبث بن ربعی نے خود جماعت کرائی اس نے پہلی رکعت میں سورہ "اذا زلزلت الارض" پڑھی میں نے اس سے نیک فال لی اور اپنے دل میں کہا کہ خدا سے امید رکھتا ہوں کہ تم متزلزل ہو گے۔

اس نے دوسری رکعت میں سورہ "والعادیات" پڑھی اور نماز کو جلدی میں ختم کر دیا۔

شبث کے بعض لوگوں نے کہا کہ تم نے کتنی جلدی میں نماز پڑھی ہے بہت اچھا ہوتا کہ تم کوئی طویل سورہ پڑھتے شبث نے لوگوں کی طرف منہ کیا اور فریاد کی کہ دیلمان کی قوم نے تم پر ہجوم کر دیا ہے اور تم کہتے ہو کہ میں کوئی سورہ بقرہ یا آل عمران پڑھتا۔ اس کی فوج کی نفری تین ہزار کے قریب تھی ابو صیقل کہتے ہیں کہ میں جلدی سے مختار کے پاس واپس لوٹ آیا اور اپنی ماموریت کی اسے اطلاع دی میں جب مختار کے پاس آیا تو سعد بن منقذ حنفی جو شیعوں کی قیمتی شخصیت تھی اور مختار کے دوستوں میں سے تھے مختار کے ساتھ مراد محلے سے آ ملے۔ یہ ان لوگوں

Presented by Ziaraat.Com

میں سے تھے کہ جنہوں نے پہلے سے مختار کی بیعت کی ہوئی تھی اور راستے کے غیر محفوظ ہونے کی وجہ سے مختار کے پاس نہیں آ سکے تھے۔ یہ راستے میں مراد محلے میں راشد بن ایاس کی کمان میں دشمن کی فوج سے روبرو ہوئے تو اسے ٹھہرنے کا حکم دیا گیا لیکن اس نے اس کی پرواہ نہ کی اور اپنی سواری کو دوڑا کر مختار سے آملا۔

میں نے مختار کو شبث کی فوج کی اطلاع کر دی۔

انقلابی فوج کا دشمن کی طرف حرکت کرنا:

جب مختار کو دشمن کی فوج سے آگاہی ہوگئی تو آپ نے جناب ابراہیم اشتر کو نو سو پیادہ فوج اور نعیم بن ہبیرہ کو نو سو آدمی کہ جن میں سے تین سو سوار فوج اور چھ سو پیادہ تھے دے کر دشمن کی فوج کے گروہ پر جو راشد بن ایاس کی سرکردگی میں چار ہزار آدمی حملہ کرنے کے لیے آمادہ تھے روانہ کر دیا۔

اور ان کے جانے سے پہلے مختار نے انہیں کہا کہ جاؤ اور دشمن کا مقابلہ کرو اور جب دشمن کے سامنے جاؤ تو پہلے اس کی پیادہ فوج پر حملہ کرنا اور متوجہ رہنا کہ دشمن کے تیراندازوں کے سامنے ان کا نشانہ نہ بننا کیونکہ دشمن کی فوج تم سے زیادہ ہے اور پھر تاکید کی کہ تم اپنے مرکز کی طرف پلٹ کر نہ آنا جب تک فتح نہ کر لو یا کہ سارے مارے نہ جاؤ۔

جیسے کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے دشمن نے دو جگہوں پر اپنی فوج کو مستقر کیا ہوا تھا ایک جگہ تو راشد بن ایاس کی کمان میں چار ہزار آدمی حملہ کرنے کے لیے آمادہ تھے ان کے مقابلے کے لیے ابراہیم اشتر اور نعیم بن ہبیرہ اٹھارہ سو سوار اور پیادہ کے ساتھ گئے۔

اور دوسری جانب دشمن کی چار ہزار فوج شبث کی کمان میں موجود تھی اس کے مقابلے کے لیے مختار نے یزید بن انس کو جو شیعوں کی ایک بہادر شخصیت تھی نو سو فوجیوں کے ساتھ روانہ کیا شبث نے شہر کے وسط میں مسجد کے پہلو میں اپنی فوج کو مستقر کر رکھا تھا یزید بن انس اس

Presented by Ziaraat.Com

سے لڑنے کے لیے اس کی طرف روانہ ہوا۔ ابوسعید صیقل نے کہا کہ میں نعیم بن ہبیرہ کی فوج میں تھا۔ سعد بن سعد جو ایک ہمارا برجستہ اور بزرگ انسان تھا وہ بھی میرے ساتھ اسی فوج میں تھا۔ ہم شبیب کی فوج سے لڑے اور ہمارے درمیان بہت سخت لڑائی ہوئی نعیم نے سوار فوج کی کمان سعد بن سعد کے سپرد کی اور خود اس نے پیادہ فوج کی کمان سنبھال لی۔ میدان اور گلی کوچہ میں بہت سخت لڑائی ہوئی ہم نے دشمن پر اس طرح حملہ کیا کہ وہ متفرق اور منتشر ہو گئے اور ڈر کے مارے گھروں میں جا پناہ لی لیکن میں نے دیکھا کہ شبیب فریاد کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ اے فوجیو تم کتنے برے سوار ہو کہ غلاموں کے گروہ سے بھاگ رہے ہو اس نے اس طرح اپنے متفرق آدمیوں کو دوبارہ اکٹھا کر لیا اور ہم پر بہت سخت حملہ کر دیا اس دفعہ ہم نے اس سے بہت زیادہ نقصان اٹھایا۔

سپہ سالار کا قتل اور ایک قیدی:

ہمارے سپہ سالار نے بہت سخت پامردی سے لڑائی لڑی لیکن وہ شہید ہو گئے سعد اور خلید جو ایک آزاد شدہ غلام تھا اور میں اسیر ہو گئے۔ ہم تینوں کو شبیب کے پاس لے گئے جونہی شبیب کی نگاہ خلید پر پڑی تو اس پر فریاد کی اور کہا اے اس غیر ختنہ شدہ عورت کے بیٹے تو بازار میں مچھلی فروشی کو چھوڑ کر انقلابی ہو گیا ہے؟ یہ تیرے مالک کو سزا ہے کہ اس نے تجھے آزاد کر دیا تھا اور اب تم اس پر تلوار چلا رہے ہو پھر اس نے حکم دیا کہ اس کی گردن اڑا دو۔ اس کی گردن اڑا دی گئی اور وہ شہادت کے درجہ پر فائز ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے سعد بن سعد کی طرف نگاہ کی اور اسے پہچان لیا اور کہا بہت ہی اچھا حنفی بھائی؟ اور کہا افسوس تم پر تم نے سبائیوں (یعنی شیعوں) سے کیا دیکھا کہ ان کے ہمراہ ہو گئے ہو؟ خدا تیری فکر کا برا کرے اور پھر کہا کہ اسے چھوڑ دو۔ ابو سعید کہتے ہیں کہ میں اس کی روش کو سمجھ گیا کہ وہ غلاموں اور غیر عرب کو تو فوراً قتل کر دیتا ہے اور عربوں کو قتل نہیں کرتا تھا اگر اسے معلوم ہو جائے کہ میں بھی آزاد شدہ غلام ہوں تو وہ مجھے بھی

Presented by Ziaraat.Com

فوراً قتل کر دے گا اور پھر میرا حساب بھی صاف ہو جائے گا میں نے اپنے آپ کو دھوکہ نہیں دیا اور پریشان نہیں ہوا۔ اس نے میرے سامنے فریاد کی کہ تم کون ہو؟ میں نے کہا کہ بنی تمیم سے۔ اس نے کہا عرب ہو یا آزاد شدہ؟ میں نے کہا کہ میں عرب ہوں اور زیاد بن خصفہ کے قبیلے سے ہوں۔ گویا وہ میرے اس جواب سے خوش ہو گیا اور کہا بہت اچھا بہت اچھا تو نے ایک معتبر قبیلے کی بات کی ہے۔ جاؤ اپنے قبیلے کی طرف میں نے اس طرح تھی موت سے نجات حاصل کر لی اس کے بعد میں مختار کی فوج کی طرف جو اکثر ایرانی تھے واپس پلٹ آیا کیونکہ مجھے ان سے محبت تھی اس کے بعد میں مختار کے پاس گیا اور دل میں کہا کہ یہ انصاف نہیں ہو گا کہ میں اپنے دوستوں کو چھوڑ دوں اور ان کی مدد نہ کروں بلکہ ان کے بعد زندگی کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ میں اپنی فوج کے ساتھ جاملا اور میں نے دیکھا کہ سعد مجھ سے بھی پہلے وہاں پہنچ چکا ہے۔

ہمارے سپہ سالار کے قتل ہو جانے کی خبر مختار اور اس کے دوستوں کو مل چکی تھی۔ نعیم کی شہادت وہ نقصان اور کاری ضرب تھی جو ہماری فوج پر لگ چکی تھی اس نے مختار کو بہت زیادہ متاثر کیا۔ میں مختار کے پاس گیا اور اسے اپنے قید ہونے اور آزاد ہونے کی روئداد سنائی۔ مختار نے کہا۔ بہت اچھا۔ ابھی ان باتوں کا وقت نہیں ہے۔ ابوسعید کہتے ہیں کہ شبث بن ربعی اپنی فوج کے ساتھ مختار کی فوج کے نزدیک پہنچ چکا تھا مختار اور یزید بن انس جو انقلاب کے برجستہ اور نمایاں کمان دار اور سپہ سالار تھے دشمن کے محاصرے کے خطرے میں تھے لحام کوچہ سے یزید بن حارث دو ہزار فوج کے ساتھ مختار کی فوج کے مرکز کے نزدیک آ چکا تھا۔ مختار نے اپنی سوار فوج کے کمان یزید بن انس کے سپرد کی ہوئی تھی اور وہ خود پیادہ فوج کے ساتھ دفاع کے لیے آمادہ تھا۔

سپہ سالار کا حملے سے پہلے خطبہ:

مختار کے ایک دوست کعب بن والبی نے کہا ہے کہ شبث کی فوج نے ہم پر دو دفعہ حملہ کیا اور ہم نے ہر ایک دفعہ اس کا خوب مقابلہ کیا ہمارے سپہ سالار یزید بن انس نے فریاد بلند

Presented by Ziaraat.Com

کی اے شیعوں! کا گروہ جب تم اپنے گھروں میں تھے اور دشمن کی اطاعت کرتے تھے تب وہ تمہیں صرف تمہارے عقیدے اور نظریے اور اہل بیت عظام کی محبت اور دوستی کی وجہ سے قتل کیا کرتے تھے اور کھجوروں کے درخت پر پھانسی دیا کرتے تھے کیا تم گمان کرتے ہو کہ یہ دشمن اگر آج تم پر غلبہ حاصل کرے اور فتح مند ہو جائے تو پھر تمہارے ساتھ کیا سلوک کرے گا؟ خدا کی قسم تم میں سے کسی کو زندہ نہیں چھوڑے گا اور تم سب کو ہاتھ باندھ کر اس کی گردن اڑا دے گا اور تمہاری عورتوں اور اولاد اور اموال پر بری طرح تجاوز کرے گا۔ لہذا سوائے خلوص اور صبر اور مقاومت اور پائیداری اور دشمن کے سر پر ضرب کاری لگانے کے نجات حاصل نہیں کر سکتے ہو جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ اور حملہ کرنے کے لیے آمادہ ہو جاؤ اور جب تم دیکھو کہ میں پرچم کو دو دفعہ حرکت دوں تو یہ حملہ کرنے کی علامت ہوگی اور تم حملہ کر دینا۔ والبی نے کہا کہ ہم سب آمادہ ہو گئے اور تیر اندازوں نے اپنے زانوں زمین پر رکھ لیے اور سپہ سالار کے حکم کے منتظر تھے۔

فضل بن خدیج نے کہا ہے کہ ابراہیم اشتر اپنی فوج کو لے کر دشمن کی اہم فوج جو چار ہزار آدمیوں پر مشتمل تھی اور اس کا سپہ سالار کوفہ شہر کا پولیس افسر راشد بن ایاس تھا کی طرف حرکت کرنے لگا اور ہمارا ان سے مراد محلے میں آمنا سامنا ہو گیا۔ ابراہیم شجاع اور جوانمرد کی نگاہ جب دشمن کی فوج پر پڑی اور بظاہر وہ تین گناہ ہماری فوج سے زیادہ تھے تو ابراہیم نے فریاد بلند کی اے میرے جانثارو دشمن کی کثرت سے ہراساں اور خوف زدہ نہ ہونا کیونکہ تمہارا ایک آدمی ان کے دس آدمیوں سے مقابلہ کر سکتا ہے اور پھر اس آیت کے پڑھنے سے اپنی فوج کے مورال کو بلند کیا ''کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ و اللہ مع الصابرین'' یعنی بسا اوقات چھوٹا گروہ بڑے گروہ پر اللہ کے اذن سے غلبہ حاصل کر لیتا ہے اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

کامیاب حملہ اور دشمن کے سپہ سالار کا قتل:

ابراہیم نے خزیمہ بن نصر کو جو ایک مخلص شیعہ فداکار اور انقلاب کا لائق اور قابل افسر

Presented by Ziaraat.Com

تھا حکم دیا اور کہا اے خزیمہ تو اپنے سواروں سے دشمن کو روکے رکھو پھر ابراہیم نے خود اپنی پیادہ فوج دشمن کی طرف بڑھادی۔ ابراہیم نے اپنے علمدار مزاحم بن طفیل سے کہا کہ پرچم کو آگے لے چلو لیکن ایک ایک قدم آگے بڑھو۔

اچانک ابراہیم نے اپنی فوج کے ساتھ اور خزیمہ نے اپنی سوار فوج کے ساتھ مل کر دشمن کے قلب لشکر پر حملہ کر دیا بہت سخت لڑائی ہوئی اور تلواروں کے پڑتے وقت چک چک کی آوازیں اور ادھر سے یامنصور امت کے نعروں کی صدا کوفہ کی فضا میں گونج رہی تھی۔ ابراہیم ایک دلیر انسان کی طرح ہر طرف سے دشمن پر حملہ کر رہا تھا اور دشمن کو سنبھلنے نہیں دے رہا تھا کہ اچانک خزیمہ جیسے رشید افسر کی تکبیر کی آواز بلند ہوئی تھوڑا ٹھہرے کہ دیکھیں کہ کیا پیش آیا ہے دیکھا کہ خزیمہ فریاد کر رہا تھا اللہ اکبر میں نے دشمن کے سپہ سالار کو قتل کر دیا ہے مبارک ہو۔ مبارک ہو۔ اس طرح دشمن کا قوی سپہ سالار اور پولیس کا افسر قتل ہو گیا۔

اس کی باقی ماندہ فوج تتر بتر ہوگئی اور وہاں سے بھاگ کر چھپ گئی۔ یہ تاریخ ساز کامیابی تھی بالخصوص دشمن کی کاری ضربات سے جو انقلابیوں پر دشمن کے لشکر سے شبث کی سر براہی میں وارد ہوئیں تھیں یہ اس کا جواب تھا اس کامیابی اور فتح نے انقلابیوں کے دلوں سے خوف اور ہراس کو دور کر دیا اور کامیابی کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے۔ دشمن کی فوج کی شکست اور ان کے سپہ سالار کے قتل ہو جانے کے بعد ابراہیم کی فوج معمولی نقصانات اٹھانے کے بعد سرفراز اور موفق ہو کر اور باقی ماندہ دشمن کو تار و مار کرنے کے بعد مختار کی فوج کے مرکز کی طرف واپس لوٹ آئی۔ ابراہیم نے اپنے دوستوں سے ایک آدمی نعمان بن ابی جعدہ کو مختار کے پاس روانہ کیا اور کہا کہ جلدی جا کر مختار کو فتح کی خوشخبری دو۔ نعمان بہت ہی جلدی میں فوج کے مرکز میں پہنچا اور راشد کے ہلاک ہو جانے اور دشمن کے قوی محاذ کے شکست کھا جانے کی مختار کو اطلاع دی ایک دفعہ تکبیر کی آواز نے تمام فضاء کو گھیر لیا اور حالات پوری طرح انقلاب

Presented by Ziaraat.Com

کے ٹکڑے میں بدل گئے کوفہ کا گورنر ابن مطیع بہت سخت مرعوب ہو گیا لیکن اپنی پوری قوت سے مقاومت کر رہا تھا اس دفعہ اپنے زرخرید مزدور حسان بن ثابت عبسی کو دو ہزار تازہ دم فوج دے کر انقلابیوں کی فوج کے مقابلے کے لیے روانہ کر دیا۔ اس کو سفارش کی گئی تھی کہ ابراہیم کی فوج کو ایک طرف اور ایرانیوں کی فوج کو جو جنگ کرنے کے لیے آمادہ ہو چکی تھی دوسری طرف فاصلہ قرار دیدے اور ان کو آپس میں بانٹ دے اور ان کو آپس میں نہ ملنے دے انقلابیوں کی عمدہ فوج ایرانیوں کی تھی۔

ابراہیم اشتر نے اپنے فوجی افسر خزیمہ کو حکم دیا کہ اپنے سواروں کی مدد سے حسان بن ثابت کو روکو اور خود ابراہیم نے اپنی پیادہ فوج سے اس کی طرف حرکت کی۔ فضل جو اس وقعہ کو اپنے آنکھوں سے دیکھ رہا تھا کہتا ہے کہ بخدا قبل اس کے کہ ہم ان پر دھاوا بول دیں اور اپنے اسلحہ کو استعمال کریں دشمن نے شکست کھائی تھی حسان جو دشمن فوج کا سپہ سالار تھا اپنی تھوڑی سی نفری کے ساتھ پیچھے ہٹ گیا۔ خزیمہ بن نصر نے اس پر حملہ کر دیا اور جب اسے پہچان لیا تو اس پر فریاد کی اے حسان بخدا اگر تیرے درمیان میری رشتہ داری نہ ہوتی تو تم دیکھ لیتے کہ میں تیرے قتل کرنے میں تامل نہ کرتا جلدی کر اور بھاگ جاؤ۔ اسی زد و خورد میں حسان کا گھوڑا بدکا اور اسے زمین پر پٹخ دیا حسان نے اپنے اوپر نفرین کی اور کہہ رہا تھا کہ تیری زندگی سیاہ اور تیرہ تاریک ہو۔ اسی دوران خزیمہ کی فوج نے اس پر حملہ کر دیا تھوڑی دیر تک تو وہ اپنی تلوار سے اپنا دفاع کرتا رہا۔ خزیمہ نے آواز دی کہ اے ابوعبداللہ میں حاضر ہوں کہ تجھے امان دے دوں۔ اپنے آپ کو مارے جانے میں نہ ڈال۔ حسان نے جب دیکھا کہ ان سے مقابلہ بے فائدہ ہے اپنی نجات کے لیے خزیمہ کے ہاں امان حاصل کر لی۔ اور اپنے آپ کو خزیمہ کے سپرد کر دیا۔ خزیمہ نے اپنے سپاہیوں کو اس سے ہٹا دیا۔ ابراہیم اشتر نے حسان کو خزیمہ کے پاس دیکھا تو خزیمہ نے کہا یہ سپہ سالار میرے چچا کی اولاد ہے میں نے اسے پناہ دے دی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

ابراہیم نے اپنی بزرگواری ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ بہت اچھا تو نے اچھا کام کیا ہے۔
اس وقت خزیمہ کو اپنا گھوڑا دیا اور کہا کہ یہاں سے نکل جاؤ اور اپنے قبیلہ کے پاس چلے جاؤ شبث اور اس کی فوج نے پہلے حملے میں کہ جن کی تعداد تین ہزار نفری تھی انقلابیوں کو باوجودیکہ خود بھی تلفات دیئے سخت نقصان پہنچایا کہ جس کی وجہ سے نعیم کا لشکر متفرق ہو گیا اور خود نعیم بھی شہید ہو گیا۔ شبث نے مختار کی طرف تھوڑی بہت پیشقدمی کر لی۔ مختار نے اپنے ایک لائق افسر یزید بن انس کو ایک گروہ کے ساتھ اس کے مقابلے کے لیے روانہ کیا لیکن شبث پھر بھی پیشقدمی کر رہا تھا۔ مختار نے تھوڑی اور مدد اس کے لیے روانہ کر دی۔

محاصرہ تنگ ہو رہا تھا:

مختار اور یزید بن انس کا لشکر بہت زیادہ مقابلہ کر رہا تھا کہ اچانک دوسری جانب سے دشمن کے ایک اور دستہ نے یزید بن حارث کی کمان میں محاصرے کو مختار اور یزید بن انس پر زیادہ تنگ کر دیا۔ حالات بہت سخت ہو رہی تھی اور اگر خداوند عالم کا لطف نہ ہوتا اور ابراہیم وہاں نہ پہنچ جاتا تو انقلاب کے شکست کھا جانے کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا لیکن ابراہیم اشتر اپنی فوج کے ساتھ وہاں پہنچ گیا۔

دشمن کی شکست اور پیچھے ہٹنا:

ابراہیم اشتر کے وہاں پہنچ جانے سے پانسا پلٹ گیا اور انقلابی بہت سخت مقابلہ کر رہے تھے اور اپنی ناامیدی کو روحی طاقت میں بدل دیا۔ ابراہیم نے خزیمہ سے کہا کہ تم یزید بن حارث کے لشکر کے سامنے جاؤ اور اسے الجھائے رکھو اور میں شبث کے لشکر کے سامنے جاتا ہوں۔ ابراہیم نے اپنی فوج کے ساتھ شبث پر ہجوم کر دیا۔ حارث بن کعب کہتے ہیں کہ جب ابراہیم اور اس کا لشکر پہنچا تو دشمن بہت وحشت زدہ ہو گیا اور آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے لگا اور جب

Presented by Ziaraat.Com

ابراہیم نے ان پر حملہ کیا تو یزید بن انس نے بھی دوسری طرف سے ان پر حملہ کر دیا تو دشمن گوسفند کے ریوڑ کی طرح چھپ گئے اور اپنے گھروں کو فرار کر گئے۔ دوسری جانب خزیمہ کا لشکر یزید بن حارث کی فوج کا سپہ سالار تھا اس نے اپنے ایک دستہ کو جو ماہر تیر انداز تھے بلند جگہوں اور چھتوں اور گلیوں میں معین کر دیا تا کہ وہ مختار تک مدد پہنچنے کو روک دیں لیکن مختار برابر اپنی فوج سے دشمن کا تعاقب کر رہا تھا اس نے تمام دشمن کو شورزار کے علاقے سے ہٹا کر پاک اور صاف کر دیا۔

دشمن کا دوبارہ منظم ہو جانا:

شورزار کا علاقہ اور کوفہ کے اکثر محلے دشمن کی فوج سے پاک اور صاف ہو گئے تھے اور وہ شکست کھا جانے کے بعد دارالعمارہ کی طرف عقب نشینی کر گئے اسی دوران پولیس کے بڑے افسر راشد بن ایاس اپنے باپ کے قتل کے بعد خود بھی قتل ہو گیا تھا اس حالت اور کیفیت سے گورنر بہت زیادہ ناراحت اور پریشان ہو گیا۔ عمرو بن حجاج جو کوفہ کا ایک اور پلید چہرہ تھا اور امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں میں سے تھا اسی زد و خوردکی حالت میں اس نے فوج کے ایک دستے کی سپہ سالاری سنبھال لی اور گورنر کے پاس آیا اور اسے تسلی دی اور کہا کہ تم پریشان نہ ہو اور اپنے کام میں سستی مت کرو اٹھو اور لوگوں کے درمیان جاؤ اور دوبارہ لوگوں کو مختار کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے اکٹھا کرو اور آخری سانس تک ان سے جنگ کرو کیونکہ انقلابیوں کی تعداد ہم سے کمتر ہے اور ہم ان سے زیادہ ہیں اور شہر کے اکثر لوگ بھی تیرے ساتھ ہیں خدا اس مختار باغی اور اس کے تھوڑے سے گروہ کو کہ جنہوں نے لوگوں کے خلاف قیام اور جنگ برقرار کر رکھی ہے ذلیل اور نابود کر دے گا۔ اس نے گورنر کو جوش دلانے کے لیے کہا کہ میں ان میں سے پہلا ایک ہوں جو ان کے ساتھ جنگ کرنے جاؤں گا تو ایک دستہ میری فرمانروائی میں قرار دے دے پھر دوسرے گروہ کو میری مدد کے لیے روانہ کر دینا۔ گورنر نے جو شکست کھا چکا تھا تھوڑا بہت عمرو بن حجاج کی گفتگو سے سنبھالا اور اس کے کہنے پر قصر سے باہر نکالا اور انقلابیوں کی مخالف فوج میں

Presented by Ziaraat.Com

سنے جو دارالامارہ کے باہر جمع ہو چکی تھی حاضر ہوا اور مختصر سخن رانی کی اور حمد اور ثناء کے بعد کہا اے کوفہ والو۔ مجھے بہت حیرت ہوئی ہے کہ ایک معمولی سے گروہ کے مقابلے جو تم سے کئی مرتبہ تھوڑے ہیں حملہ کرو اور اپنی عزت اور ناموس سے دفاع کرو اور اپنے شہر کو ان سے محفوظ رکھنے کے لیے جنگ کرو اور ان کا مال غنیمت حاصل کرو۔ اس کے بعد گورنر نے ڈراتے دھمکاتے اور لالچ دلاتے ہوئے یوں کہا۔ کہ اگر تم نے حملہ اور جنگ نہ کی تو یقیناً تم غنیمت سے محروم کر دئے جاؤ گے اور مجھے اطلاع دی گئی ہے کہ تمہارے پانچ ہزار آزاد کردہ غلام ان انقلابیوں میں ہیں کہ جن کا کوئی سپہ سالار نہیں ہے یہ غلام اپنے ہاتھ قدرت لے لیں گے اور تمہیں ذلیل اور بد بخت کر دیں گے اور تمہارے دین کو ختم کر دیں گے اور یہ بہت بڑا خطرہ ہے۔ (یہ واضح رہے کہ مختار کی اکثر فوج اور دوستدار اور غریب اور کمزوروں اور غلاموں سے تشکیل پاتی تھی۔)

دارالامارہ کی طرف حرکت:

فاتح مختار نے اپنی فوج کو شورزار علاقے سے شہر میں داخل ہو جانے کا حکم دیا اور شہر کے کنارے کے محلے مزینہ اور احمس اور بارق سے عبور کر کے میدان میں جو مسجد کے سامنے تھا ان محلوں میں جا کر متمرکز ہو گیا وہاں کے گھر متفرق اور پراگندے تھے۔ مختار نے حکم دیا کہ فوجیوں کے لیے پانی لے آئیں اور انہیں پانی لا کر سیراب کر دیا جائے لیکن خود مختار نے پانی نہیں پیا۔ لوگوں نے گمان کیا کہ وہ روزے سے ہیں مختار کے دوستوں میں سے احمد بن خدیج کہتے ہیں کہ میں نے مختار کے معاون عبداللہ کامل سے کہا کہ کیا تو سمجھتا ہے کہ امیر روزے سے ہے عبداللہ نے کہا کہ ہاں۔ میں نے کہا وہ اگر آج کے دن روزہ نہ رکھتا تو بہتر ہوتا۔ عبداللہ نے کہا کہ خود مختار اپنی تکلیف ہم سے بہتر سمجھتا ہے۔ میں نے کہا کہ تم ٹھیک کہتے ہو میں اس طرح کی بات کرنے پر اللہ تعالیٰ سے طلب مغفرت کرتا ہوں مختار نے اس جگہ کا ملاحظہ کرتے ہوئے اپنے اطرافیوں سے کہا کہ یہ جگہ ہمارے جنگ کرنے والوں کے لیے بہتر ہے گویا مختار کا ارادہ

Presented by Ziaraat.Com

تھا کہ اپنے فوجیوں کو یہاں آرام کرنے کے لیے ٹھہرا دے لیکن ابراہیم اشتر نے مختار کی بات کو کاٹتے ہوئے کہا ایسا نہیں ہو سکتا۔ یہاں ہمیں نہیں ٹھہرنا چاہیے کیونکہ شکست کھا جانے والے دشمن پر خوف اور حیرانگی چھائی ہوئی ہے لہذا یہاں ٹھہر جانے میں مصلحت نہیں ہے۔

آپ یہاں سے کوچ کرنے کا حکم دیں لہذا دار الامارہ پر قبضہ کرنے اور انہیں تتر بتر کر دینے کا بہترین وقت بھی ہے وہ موجودہ حالت میں ہمارا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ مختار نے ابراہیم کے مشورے کو پسند کیا اور بلند آواز سے اپنی لڑنے والی فوج کو خطاب کیا اور کہا کہ بوڑھے اور بیمار ہو گئے ہیں اور زخمی یہیں رہ جائیں اور جو خوراک وغیرہ زیادہ ہے اسے بھی یہیں رکھ دیا جائے اور تمام تازہ دم اور جوان فوجی حرکت کرنے کے لیے آمادہ ہو جائیں۔

مختار کی فوج حرکت کرنے کے لیے آمادہ کھڑی تھی مختار نے ابوعثمان نہدی کو باقی رہ جانے والے افراد اور مال و متاع اور سامان پر متعین کر کے وہیں رہ جانے کا حکم دیا۔ ابراہیم اپنی فوج کے ساتھ آگے آگے چلنے لگا اور باقی تمام فوج منظم ہو کر مختار کے ہمراہ ابراہیم کے پیچھے شہر کے مرکز دار الامارہ پر قبضہ کرنے اور باقی ماندہ دشمن کو تباہ کرنے کے لیے چل پڑی۔ مختار کی فوج کے چل پڑنے کی گورنر کو اطلاع دی گئی اس نے فوراً ایک منظم فوج گروہ در گروہ مختار کی فوج سے مقابلے کرنے کے لیے روانہ کر دی۔

عمر بن حجاج کثیف اور پلید انسان جو کربلا میں عمر بن سعد کی طرف سے نہر فرات کی حفاظت پر مامور کیا گیا تھا دو ہزار آدمی لے کر ثوریاں محلے سے گزرتا ہوا مختار کی فوج سے لڑنے کے لیے چل پڑا۔ مختار نے بلا فاصلہ ابراہیم اشتر کو کہ جس کی فوج مختار کے آگے چل رہی تھی پیغام بھیجا کہ اس گروہ کے گرد چکر لگا کر گزرے اور اس سے جنگ نہ کرے اور وہ اپنے مقصد کی طرف پیش قدمی کرتا جائے مختار کا لشکر دوسری طرف شہر کے مرکز کی طرف پیشقدمی کر رہا تھا۔ مختار نے اپنے معاون یزید بن انس کو عمرو بن حجاج کی دو ہزار نفری فوج کو سرکوب کرنے کے

Presented by Ziaraat.Com

لیے روانہ کر دیا۔

مختار اپنے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت اپنے لشکر کے ساتھ ابراہیم کی فوج کے پیچھے جا رہا تھا۔ ابراہیم اور مختار کی فوج مصلای خالد بن عبداللہ نامی میدان میں آپس میں مل گئی۔ تھوڑی دیر وہاں ٹھہرے مختار نے ابراہیم کو حکم دیا کہ وہ شہر کے مرکز کی طرف چل پڑے اور بازار کی طرف شہر کے مرکز میں داخل ہو جائے۔ ابراہیم نے ابن محرز نامی کوچے سے بازار کی جانب حرکت کرنے شروع کی۔ کوفہ کے گورنر نے فوج کا ایک دوسرا دستہ دو ہزار نفر پر مشتمل عاشورہ کے معروف جنایتکار اور امام حسینؑ کے قاتل شمر بن ذی الجوشن کی سربراہی میں مختار کے مقابلے کے لیے روانہ کر دیا۔ مختار نے فوراً اپنے ایک دوست سعید بن منقذ ہمدانی نامی کو ایک مسلح گروہ دے کر شمر بن ذی الجوشن کے مقابلے کے لیے روانہ کر دیا اور اسے تاکید کی کہ اس کے سامنے ہونے کے بعد جنگ کرنا شروع کر دے اور اس کے بعد پھر ابراہیم کو پیغام بھیجا کہ اس دوسرے گروہ کے گرد چکر لگا کر گزرے اور ان سے لڑائی نہ کرے اور شہر کے وسط کی طرف پیشقدمی کو جاری رکھے ابراہیم نے اپنی فوج کے ساتھ شبث کے محلے تک پیشقدمی جاری رکھی۔

کوفہ کے گورنر نے فوج کے ایک تیسرے دستہ کو جو پانچ ہزار نفر پر مشتمل تھا جو دارالامارہ کے اردگرد اس کی حفاظت پر مامور تھا نوفل بن مساحق نامی کی سرکردگی میں چل پڑنے کا حکم دیا اور خود بھی بذات خود اس دستہ کے ساتھ دارالامارہ سے باہر نکل آیا اور بازار کے مقابل میدان میں مستقر ہو گیا اور شبث بن ربعی کو جو کربلا میں جنایتکاروں اور منافقوں کا سردار تھا ایک مسلح دستہ دے کر دارالامارہ میں معین کر دیا اور دارالامارہ کی حفاظت اس کے سپرد کر دی۔

حصیر بن عبداللہ نے کہا ہے کہ ابراہیم کی فوج تمام فوج سے پہلے دشمن کی فوج کی صفوں کے سامنے پہنچ گئی اور جب دشمن کے سامنے کھڑے ہوئے تو ابراہیم نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ سب پیادہ ہو جاؤ تمام فوج پیادہ ہو گئی اس کے بعد حکم دیا کہ اپنے گھوڑوں کو ایک دوسرے

Presented by Ziaraat.Com

سے نزدیک کرلو اور اپنی تلواروں کو نیام سے نکال لو اور دشمن پر حملہ کردو اور ان سے معمولی خوف اور ہراز نہ کرو۔ کیونکہ یہ تمام پست ترین اور بے وقعت ترین انسان تمہارے مقابلے میں صف آراء ہیں اور یہ شبث کا دستہ اور عقبہ بن نہاس کی رشتہ دار اور اشعث کا کثیف خاندان اور یزید بن حارث کا قبیلہ اور دوسرے قبائل اور کوفہ کا خاندان ہے پھر تاکید کرتے ہوئے آواز دی بخدا جب یہ تمہاری تلواروں کی مار کو چکھیں گے تو گورنر کی مدد کرنے سے ہاتھ اٹھا لیں گے اور اس بزغالہ کی طرح جو بھیڑیے سے بھاگتا ہے تمہارے سامنے بھاگیں گے اور متفرق ہو جائیں گے۔

حصیر کہتے ہیں میں ابراہیم کی فوج کی عالیترین ہمت کو دیکھ رہا تھا اور دیکھ رہا تھا کہ انہوں نے کس طرح اپنے گھوڑوں کو ایک دوسرے سے نزدیک کیا ہوا ہے اور حملہ کرنے کے لیے آمادہ کھڑے ہیں۔ میدان جنگ کا نامور بہادر انسان ابراہیم نے اپنے بدن پر زرہ پہن رکھی تھی اپنی قباء کو اس پر ڈال رکھا تھا اور سرخ کمر بند اپنی کمر میں باندھا ہوا تھا کہ جس کے کنارے پر کڑھائی کی ہوئی تھی اپنی قباء کے دامن کو اپنی کمر پر ڈال کر اپنے کمر بند کے نیچے مضبوط باندھا ہوا تھا اور اپنی فوج کو بلند آواز دیتے ہوئے فریاد کی۔ میری پھوپھی اور ماموں تم پر فدا ہوں دشمن پر حملہ کردو۔

حصیر کہتے ہیں خدا کی قسم انہوں نے ایک فداکارانہ حملہ کیا اور دشمن کو مہلت نہ دی اور اس طرح گورنر کی فوج کو شکست دی کہ چھوٹی چھوٹی گلیوں اور کوچوں میں بھاگ کر گھروں میں پناہ لے رہے تھے۔ اور خوف کے مارے جو جمعیت دوڑ رہی تھی وہ ایک دوسرے پر گرنے کی وجہ سے راستے بند کر چکے تھے۔ ابراہیم اشتر دشمن فوج کے جرنیل ابن مساحق کے نزدیک پہنچا اور اس کے گھوڑے کی لگام کو پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے تلوار کو بلند کیا تو وہ سخت دہشت زدہ ہو گیا اور التماس کرنے لگا اور کہا اے اشتر کے بیٹے بخدا تو میری جان کے در پے کیوں ہے اور میری جان سے کیا چاہتا ہے؟ کیا مجھ سے کسی خون کا مطالبہ رکھتا ہے یا میری تجھ سے پہلے کوئی دشمنی تھی؟

Presented by Ziaraat.Com

ابراہیم اشتر اس جوانمردنے اپنی جوانمردی دکھاتے ہوئے اس کے گھوڑے کی لگام کو چھوڑ دیا اور تلوار نیچے کر لی اور اس سے ہٹ گیا اور اسے کہا کہ یہ واقعہ یاد رکھنا اور اسے فراموش نہ کرنا۔ ابن مساحق اس کے بعد اس سرنوشت کو اور ابراہیم کی بزرگواری کو اچھائی سے یاد کیا کرتا تھا۔

گورنر ہاؤس کا محاصرہ:

حمیرہ جو اس جنگ کا عینی گواہ تھا کہتا ہے دشمن کی فوج کے شکست کھا جانے اور تتر بتر ہو جانے کے بعد ابراہیم بازار میں داخل ہو گیا اور کوفہ کی بڑی مسجد تک جو کوفہ کے مرکز میں تھی پہنچ گیا اور ابن زبیر کا بد بخت گورنر ابن مطیع اور اس کا باقی ماندہ لشکر دارالامارہ میں پناہ گزین جا ہوا۔ مختار اور ابراہیم کی فوج اور دوسرے انقلابی دستے میدان اور مسجد اور بازار میں قبضہ کر کے تین دن تک دارالامارہ کا محاصرہ کیے رکھے۔

نصر بن صالح نے جو اس جنگ کا عینی گواہ ہے کہا ہے کہ کوفہ کے گورنر اور جو اس کے طرفدار تین دن تک قصر میں محاصرے میں تھے ان کی خوراک صرف آٹا تھا ان کے ساتھ انقلاب کے مخالف اور منافقین کے سردار اور شہر کے بزرگ بھی موجود تھے صرف عمرو بن حریث نے جو انقلاب کے مخالفین کا سرخیل تھا اپنے گھر میں پناہ لے رکھی تھی اور محاصرے سے بچ نکلا تھا حالت کے دگرگوں ہونے اور ڈر کے مارے شہر سے بھاگ گیا اور کوفہ کے اطراف بیابان میں جا کر پناہ لی۔

نصر کہتے ہیں کہ مختار اپنی فوج کے ساتھ شہر کے بازار والی جانب مستقر ہو گیا اور قصر کے محاصرے کی ذمہ داری ابراہیم اشتر اور یزید بن انس اور احمر بن شمیط جو مختار کے خاص معاون تھے کے سپرد کر دی۔ ابراہیم اشتر کی ڈیوٹی دارالامارہ اور قصر کے اصلی دروازے کی جو مسجد کے نزدیک تھا اس پر تھی اور یزید بن انس قصر کی دوسری جانب جو بنی حذیفہ محلے وارلزومین کی جانب تھی اس پر معین تھا اور قصر کے ایک اور طرف جو عمارہ محلے کے نزدیک اور ابوموسیٰ کے گھر

Presented by Ziaraat.Com

کی طرف سے تھا اس کی آخر میں مجھ پر حفاظت کر رہا تھا۔ محاصرہ بالکل کامل تھا مختار آپ کے مخالف گورنر کو تسلی دیتے تھے لیکن ہر روز حالت خطرناک اور ان کے ضرر پر تمام ہو رہی تھی اور انہیں یقینی خطرہ سامنے نظر آ رہا تھا۔ شبث بن ربعی جو دور اور کربلا کے واقعہ کا جنایتکار کھڑا ہوا اور گورنر سے خطاب کیا خدا امیر کو اس کی اصلاح سے سرفراز فرمائے کہ آپ اپنے اور ان لوگوں کے لیے جو آپ کے ساتھ محاصرہ میں ہیں کوئی فکر کیجیے۔ بخدا ہم سے نہ اپنے اور نہ تیرے بارے کوئی کام انجام نہیں پا سکتا اور ہم اس کے لیے کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ ابن مطیع فلک زدہ نے عاجزانہ زبان سے کہا کہ بتاؤ میں کیا کروں اور اب تمہاری تکلیف کیا ہے؟ شبث نے کہا کہ صحیح فکر اور درست مشورہ یہ ہے کہ تم اپنے اور ہمارے لیے مختار سے امان طلب کرو تا کہ ہم اس محاصرہ سے نجات پائیں اور باہر نکلیں اور آپ اپنے آپ کو اور ہمیں قتل کے سپرد نہ کرو ابن مطیع نے اس کے جواب میں کہا کہ بخدا کہ میں ذلت اور پستی ظاہر کرنے کو پسند نہیں کرتا اور جب تک عبداللہ بن زبیر امیر المومنین حجاز اور بصرہ پر قابض ہے میں مختار سے امان طلب نہیں کروں گا شبث نے کہا کہ اس صورت میں تم تنہا جیسے بھی ہو یہاں سے فرار کر جاؤ اور ایسی جگہ چلے جاؤ کہ جہاں تجھے تلاش نہ کیا جا سکے اور اپنے لواحقین میں کسی کے گھر میں پناہ لے لو ہو سکتا ہے کہ تم اپنے آپ کو اپنے خلیفہ ابن زبیر تک پہنچا دو۔

ابن مطیع نے جو بہت زیادہ مضطرب اور خوف زدہ تھا اسماء بن خارجہ اور عبدالرحمٰن بن مخنف اور عبدالرحمٰن بن سعید جو تمام کوفہ کے اشراف میں شمار ہوتے تھے سے کہا کہ تمہارا اس بارے میں کیا مشورہ ہے؟ اور تم شبث کے مشورہ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ ان تمام نے ابن مطیع کو مشورہ دیا کہ وہ رات کے وقت زنانہ لباس پہن کر بھاگ جائے۔ ابن مطیع نے کہا کہ جب تم سب کا یہ مشورہ ہے تو پھر رات ہو لینے دو تا کہ میں رات میں باہر نکل جاؤں قصر کے محاصرہ کے دوران کوئی خاص واقعہ پیش نہیں آیا صرف ایک معمولی سا واقعہ ہوا کہ جس میں ایک

Presented by Ziaraat.Com

مخالف قصر میں شدید زخمی ہو گیا۔

ابو مخلس لیثی نے کہا کہ قصر کے محاصرے کے دوران ایک آدمی بنام عبداللہ لیثی رات کے وقت قصر کی چھت پر چڑھا اور وہاں سے مختار کے انصار کو نارو اکلمات کہنے لگا مختار کے وفاداروں میں سے مالک بن عمرو نہدی نامی ایک شخص نے تیر کمان میں لگا کر اسے مارا اور وہ تیر سیدھا اس بیہودہ گو اور جنگ کرنے والے کے گلے میں جا لگا اور اسے زمین پر گرا دیا اگرچہ مرا تو نہ لیکن بہت زیادہ زخمی ہو گیا۔ وہ کہتا ہے کہ مالک نے تیر پھینکتے وقت اس مرد سے کہا کہ یہ مالک کا تیر آ رہا ہے اور اس کی یہی سزا ہے جو تو اس طرح کی بدگوئی کر رہا ہے۔

گورنر کا زنانہ لباس میں ذلت آمیز فرار:

حسان بن فائدہ جو کوفہ کا سر خیل منافق تھا اور قصر میں محاصرہ میں موجود رہا نے کہا ہے کہ جب تیسری رات قصر کے محاصرے میں گزر گئی تو ابن مطیع گورنر نے جو شکست کھا چکا تھا ہمیں اپنے ارد گرد جمع کیا اور تقریر کی اس نے حمد و ثناء الٰہی اور پیغمبر علیہ السلام پر درود بھیجنے کے بعد کہا کہ اس تمام مخالف گروہ کو میں پہچانتا ہوں اور سوائے ایک دو آدمیوں کے باقی تمام کے تمام بے عقل اور پست اور اوباش اور بے سرو پا انسان ہیں تم کوفہ کے بزرگ اور نمایاں شخصیات تمام کے تمام ہمارے ساتھ تھے اور فرمانبردار مطیع اور دشمن سے جنگ کرتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کی قضا نے اس طرح فیصلہ کیا ہے میں نے ارادہ کر لیا کہ یہاں سے چلا جاؤں۔

شبث جنابیت کا سردار اٹھا اور گورنر کی گفتگو کے درمیان چاپلوسی کرتے ہوئے کہنے لگا کہ آپ اچھے حاکم تھے خدا آپ کو اس کی نیک جزا دے۔ بخدا تم نے ہمارے اموال سے ہاتھ کھینچا ہوا تھا ہمارے بزرگوں اور اشراف کا احترام کیا کرتا تھا اور اپنے خلیفہ ابن زبیر کے خیر خواہ تھے آپ نے اپنے وظیفہ کو اچھی طرح انجام دیا خدا کی قسم کہ میرا دل نہیں چاہتا کہ میں آپ کی اجازت کے بغیر تجھ سے جدا ہوں۔ گورنر نے شبث کے جواب میں کہا خدا تجھے نیک جزاء

Presented by Ziaraat.com

حمایت کرے۔ تم آزاد ہو جو شخص جہاں جانا چاہتا ہے چلا جائے۔

آخر کار ابن مطیع اپنے منافقین اور اندھے دل مددگاروں سے ذلت آمیز طریقہ سے رخصت ہوا اور رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے رومیان کے دروازے سے جو دارالامارہ کا ایک حفاظتی دروازہ تھا زنانہ لباس پہنا کر انقلابیوں کی نگاہ سے دور اپنے آپ کو محاصرے سے نجات دلائی اور ابوموسیٰ کے گھر چلا گیا۔ اور ہمیشہ کے لیے کوفہ اور قصر سے رخصت ہو گیا۔

کئی دنوں سے دارالامارہ کا محاصرہ ہے اور گورنر اس ذلت آمیز طریقے سے فرار کو قرار پر ترجیح دے کر رخصت ہو چکا ہے۔ قصر اور دارالامارہ میں محصور لوگوں نے جو اکثر منافقین کے سردار اور کوفہ کے اشراف شمار ہوتے تھے اور کربلا کے واقعہ میں شریک ہو چکے تھے اس کے سوا اور کوئی صورت نہ دیکھی کہ وہ سرنگوں ہو جائیں اور مختار سے امان طلب کریں۔ دوسرے دن کی صبح کو انہوں نے دارالامارہ کا دروازہ کھولا اور ابراہیم نے اپنی عظمت و متانت سے کہا کہ میں نے تمہیں امان دے دی ہے اس طرح سے دشمن کا آخری مورچہ دارالامارہ اور قصر انقلابیوں کے ہاتھ میں آ گیا۔ محاصرہ میں موجود لوگ گروہ در گروہ قصر سے باہر نکلنے لگے اور سو فیصد انقلاب کے ساتھ ملحق ہو گئے اور مختار کی بیعت کر لی۔ مختار اور اس کے انصار نے اپنی صحیح فکر اور شدید مقاومت سے انقلاب کے پہلے اہم مرحلے کو جو کوفہ جیسے حساس شہر پر قبضہ کرنا تھا بڑی کامیابی سے اور موفقیت سے حاصل کر لیا۔ عراق کا کوفہ شہر شہر انقلاب کے مرکز میں تبدیل ہو گیا اس ذریعے سے مختار کی انقلابی حکومت اہل بیتؑ کے نظریہ کے مطابق ان کی اجازت اور اذن سے کوفہ میں تشکیل پا گئی۔

Presented by Ziaraat.Com

ناویں فصل

قیام اور انقلاب کی کامیابی

Presented by Ziaraat.Com

پہلا حصہ

﴿کوفہ شہر پر قبضہ﴾

کوفہ کا دارالامارہ انقلابیوں کے قبضے میں:

موسیٰ بن عامر جہنی کہتے ہیں: محاصرے میں موجود لوگوں کے قصر سے نکل جانے کے بعد انقلاب کا فاتح مختار قصر میں فاتحانہ انداز سے داخل ہوا اور رات کو وہیں قصر میں رہا۔ دوسرے دن صبح تمام قبائل کے سردار اور بزرگ اور کوفہ کے لوگ مسجد میں اور قصر کے اردگرد جمع ہو گئے مختار نے نماز کے ادا کرنے اور انقلاب کی کامیابی کے باضابطہ اعلان کرنے اور مسجد میں تقریر کے لیے اپنے آپ کو تیار کیا۔ شاید وہ دن جمعہ تھا مختار نے بذات خود نماز کی امامت کرائی اور دو بہترین خطبے پڑھے مختار نے ان دو خطبوں میں قیام و انقلاب کی اصلی غرض کو وضاحت سے بیان کیا ان دونوں خطبوں کی لب لباب ایک جملہ میں خلاصہ ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کوفہ والو! مجھے اہل بیت عظام کی طرف سے مامور کیا گیا ہے تاکہ میں امام حسین علیہ السلام اور شہداء کربلا کے خون آلود کفن کا انتقام لوں اور میں اپنی پوری طاقت اور قوت سے جتنا زیادہ ہو سکے گا اس غرض کو پایہ تکمیل تک پہنچاؤں گا۔ ان دونوں خطبوں کا ترجمہ بیان کیا جاتا ہے۔

مختار کی کوفہ میں بہت ہی شجاعانہ اہم تقریر

پہلا خطبہ:

اس خدا کی تعریف کہ جس نے اپنے ولی کو فتح اور دشمن کو شکست کا حتمی اور قطعی وعدہ

Presented by Ziaraat.Com

دیا ہے۔ جنھوں نے حق کو قبول نہیں کیا وہ برباد ہوئے ہیں اور نقصان اٹھایا۔ لوگو! ہمارے سامنے غرض واضح اور مشخص ہے اور علم بلند ہوا کہ جس میں ہمارے لیے پیغام ہے اور پیغام یہ ہے کہ اس فتح کے علم کو برقرار رکھیں اور اس کا دامن نہ چھوڑیں اور اپنی غرض کی سخت حفاظت کریں اور اسے نہ چھوڑیں۔ ہم نے یہ پیغام قبول کر لیا ہے اور فرمان اور حکم کو حاصل کر لیا ہے اب ہم میں اور بہت سے لوگ زن و مرد سرکش دشمن اور بے گناہ لوگ کہ جنھوں نے حق کی رعایت کی تھی مارے گئے ہیں۔

ان لوگوں پر ننگ و عار اور اللہ کی رحمت سے دوری ہے جو سرکشی اور ظلام حق ناشناس اور دروغ گو اور خدا سے بے خبر ہیں۔ اے خدا کے بندو ہدایت کی طرف جلدی کرو اور ہم سے مل جاؤ اور خدا کے دشمنوں سے جنگ کرو اور آل محمدؐ کے مظلوموں کا دفاع کرو۔ میں نے یہی مسئولیت اپنے سر لی ہے اور اسے قبول کر لیا ہے اور میں پیغمبرؐ خدا کے فرزند کے خون کا انتقام لینے والا ہوں۔ اس خدا کی قسم کہ جس نے بادلوں کو پیدا کیا ہے اور جس کا عذاب سخت ہے میں ابن شہاب ظالم کذاب اور جنایتکار اور بے دین کی لاش قبر سے باہر نکالوں گا اور اس گروہ کو جو خدا کے نافرمان ہیں نابود کر دوں گا اور عرب کی سرزمین کو ان کے وجود کی پلیدی سے پاک کر دوں گا۔ اے لوگو! خالق جہاں کی قسم میں ظالموں کے اعوان و انصار اور باقی ماندہ عہد شکن لوگوں کو تہہ تیغ کروں گا۔ (بظاہر جس ابن شہاب پر اپنے اس خطبے میں حملہ کیا ہے وہ شہاب بن کثیر بن شہاب ابن حصین حارثی مراد ہے۔ یہ ظالم بنو امیہ کے سرسخت حامیوں اور مددگاروں میں سے تھے اور جناب مسلم بن عقیلؑ کے خروج اور قیام کے وقت اس نے لوگوں کو بہت زیادہ ڈرا دھمکا کر جناب مسلم سے جدا کر دیا تھا اور اس میں بہت زیادہ کردار ادا کیا تھا یہ عبید اللہ بن زیاد ظالم کا مشیر خاص تھا اس نے اپنی پوری قوت سے امام حسین علیہ السلام اور مسلم بن عقیل کو بدنام کیا تھا اور کوفہ کے لوگوں کو جناب مسلم بن عقیل کی مدد کرنے سے روکا تھا۔ جناب مسلم بن عقیل کی شہادت کے

Presented by Ziaraat.Com

بعد یہ بد بخت ابن زیاد کے لشکر کے ساتھ کربلا میں امام حسین علیہ السلام سے جنگ کرنے کے لیے آیا تھا۔ کوفہ کے شیعہ اس سے بہت زیادہ نالاں اور ان کا دل اس سے بھرا ہوا تھا اور ان کی خواہش تھی کہ اس سے انتقام لیا جائے لیکن کربلا کے واقعہ کے بعد خداوند عالم نے اسے زیادہ مہلت نہ دی اور جلدی مر گیا۔ مختار نے اپنے اس خطبے میں اسے کفر اور نفاق کا سرخیل قرار دیا اور کہا ہے کہ میں اس کا جسم قبر سے نکالوں گا اور اس کے مردہ جسم سے انتقام لوں گا)

مختار کی تقریر سے انقلابیوں کے اہل بیتؑ کے دشمنوں کے بارے میں نظریات کامل طور پر واضح نظر آتے ہیں جب اہل بیتؑ کے دشمن کے جسم سے انتقام لینے کا ارادہ موجود ہے تو پھر جو دشمن زندہ موجود ہیں ان سے انتقام لیے جانے کا ارادہ خود بخود معلوم ہو جاتا ہے اور ان کا حساب صاف نظر آ رہا ہے۔

تاریخ طبری میں اس جملہ کا اضافہ اس خطبے میں موجود ہے کہ" الا فادخلوا ایھا الناس فبایعوا بیعه الھدی فدر و الذی جعل السماء سقفا مکفوفا و الارض فجاجا سبلا ما بایعتم بعد بیعته علی بن ابی طالب اھدی منھا" یعنی لوگو! انقلاب سے ملو اور ہدایت کی بیعت کرو اس ذات کی قسم کہ جس نے آسمان کو چھت قرار دیا ہے اور زمین میں درے اور راستے بنائے ہیں حضرت علی بن ابی طالب کی بیعت کے بعد اس سے زیادہ ہدایت یافتہ تم نے بیعت نہیں کی ہوگی۔

دوسرا خطبہ:

مختار پہلے پر شور خطبے کے بعد تھوڑا سا منبر پر بیٹھ گیا اور پھر دوسرے خطبے کے لیے کھڑا ہوا اور کہا اس خدا کی قسم کہ جس نے مجھے بصیر اور دانا قرار دیا ہے اور اپنے کام میں میرے دل کو روشن اور واضح کر دیا ہے۔ میں دشمنان اہل بیتؑ کے گھروں کو جلا کر راکھ کر دوں گا اور ان کی قبروں کو کھود دوں گا اور دلوں کو ٹھنڈا کر دوں گا بہت ہی قریب ہر ایک ظالم اور کافر ملعون دغا باز کو اس

Presented by Ziaraat.Com

کے اعمال کی سزا دوں گا۔ کعبہ جیسے محترم خدا کی قسم اور نون اور قلم کی قسم کہ وہ پرچم جو کوفہ سے لہرایا ہے اسے بہت جلدی احد پہاڑ جو حجاز میں ہے لے کر ذی سلم سرزمین تک عرب اور غیر عرب میں لہرایا جائے گا اور بنی تمیم قبیلے کے زیادہ لوگوں کو پکڑوں گا۔

مختار کے ان دو خطبوں سے جو اس نے بیان کیے ہیں ظاہر ہوتا ہے کہ اس دن جمعہ تھا اور یہ خطبے جمعہ کے عنوان سے بیان کیے گئے تھے۔ لیکن تاریخ سے اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔

بیعت کی تقریب:

کوفہ کے دارالامارہ کے فتح ہونے اور ابن زبیر کے گورنر کے کوفہ سے فرار کے بعد کوفہ کا شہر کامل طور پر انقلابیوں کے قبضے میں ہو گیا۔ عراق کے اس بڑے مرکز نے انقلابیوں کے ایک طاقتور مرکز کی حیثیت حاصل کر لی۔ مختار شہر کی جامع مسجد میں تقریر اور دو خطبوں کے بیان کرنے کے بعد منبر سے اترا اور منبر کے قریب بیٹھ گیا اور اس سے بیعت کرنے کا باقاعدہ اعلان کیا گیا۔ لوگوں نے گروہ در گروہ اسلام کے اس بزرگ انسان کا جو شیعوں کے پائمال کیے گئے حقوق کا دفاع کرنے والا اور شہداء کے خون کا انتقام لینے والا تھا کی اہل بیتؑ کے نمائندے کی حیثیت سے بیعت کی۔

موسیٰ بن عامر نے کہا کہ کوفہ کے قبائل کے بزرگ آتے تھے مختار اپنا ہاتھ آگے کرتا تھا اور لوگ اس پر بیعت کرتے تھے اور مختار ان سے یوں کہتا تھا کہ مجھ سے اللہ کی کتاب اور سنت پیغمبر علیہ السلام اور اہل بیتؑ کے خون کے انتقام لینے اور انقلاب کے مخالف سے جنگ کرنے اور مستضعفین کا دفاع کرنے اور ہر اس سے جنگ کرنے پر بیعت کرو جو ہم سے جنگ کرے اور ہر اس سے صلح کرے جو بیعت کے وفادار رہیں جب کوئی کہہ دیتا کہ ہاں تو پھر مختار اس سے بیعت کرتا تھا۔ لوگ فوج در فوج کتاب خدا اور سنت پیغمبر اور امام حسین علیہ السلام کے خون کے انتقام

Presented by Ziaraat.Com

لینے اور مستضعفین کے دفاع کی بنیاد پر بیعت کرنے لگے۔

منذر اور اس کے بیٹے کا قتل ہو جانا:

ابو اشعر جو مختار کے ساتھ لوگوں کے بیعت کرنے کے وقت موجود تھے کہتے ہیں کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ منذر بن حسان جو کوفہ کے سرداروں اور ضبہ قبیلے کا رئیس تھا مختار کے پاس آیا اور امیر کے عنوان سے اس پر سلام کیا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس سے خدا حافظ کر کے قصر سے باہر نکلا اسی اثناء میں سعید بن منقذ ثوری کی سرکردگی میں شیعوں کا ایک گروہ قصر کے خارج ہونے والے دروازے پر کھڑا ہوا تھا جب منذر کو انہوں نے قصر سے نکلتے دیکھا اور منذر کے ساتھ اس کا فرزند حیان بھی تھا۔ جب شیعوں کے ایک آدمی کی نگاہ اس پر اور اس کے بیٹے پر پڑی تو اس نے فریاد کی کہ بخدا یہ ان ظالموں اور جابروں کا سردار جا رہا ہے اس کی اس فریاد پر اس گروہ نے ان دونوں پر حملہ کر دیا سعید بن منذر جو اس گروہ کا سردار تھا آواز دے رہا تھا کہ اسے قتل نہ کرو اور جلدی نہ کرو بلکہ دیکھو کہ اس کے بارے میں تمہارے امیر مختار کی کیا رائے ہے؟ لیکن اس کی آواز پر کسی نے کان نہ دھرا اور منذر اور اس کے فرزند کو قتل کر دیا۔ اس واقعہ کی مختار کو اطلاع ملی تو مختار نے اس واقعہ پر افسوس کیا اور اس کے چہرے سے اس کے آثار دیکھے جا سکتے تھے۔

مختار کی بزرگی:

کوفہ کے آزاد ہو جانے اور اس پر کامل تسلط اور لوگوں کے بیعت کر لینے کی تقریب کے بعد مختار نے لوگوں کو اپنی طرف جذب کرنے اور انقلاب سے ملانے کی کوشش شروع کر دی۔ لوگوں کے ساتھ اخلاق اور اچھے سلوک کرنے میں بہت زیادہ کوشش کرنے لگا۔ ابو اشعر نے کہا ہے کہ بیعت کی تقریب ختم ہو جانے کے بعد اس کے ایک اچھے دوست اور مشیر عبداللہ

Presented by Ziaraat.Com

بن کامل نے مختار کو اطلاع دی کہ ابن مطیع کوفہ سے باہر نہیں گیا اور کوفہ میں ابوموسیٰ اشعری کے مکان میں موجود ہے۔ مختار نے یہ خبر سنی ان سنی کر دی اور عبداللہ بن کامل کو کوئی جواب نہ دیا۔ عبداللہ نے تین دفعہ اس خبر کا تکرار کیا لیکن پھر بھی مختار نے بے اعتنائی ظاہر کی۔ عبداللہ نے معلوم کر لیا کہ مختار ابن مطیع کے بارے میں کوئی بات سننے پر حاضر نہیں ہے اور شاید اس کی وجہ مختار کی اس کے ساتھ سابقہ دوستی اور روابط ہیں۔ مختار نے اسی دن عصر کے وقت ایک لاکھ درہم مخفی طور سے ابن زبیر کے اس شکست خوردہ گورنر ابن مطیع کے پاس بھیجے اور اسے پیغام بھجوایا کہ یہ مال میں نے تجھے راستے میں خرچ کرنے کے لیے روانہ کیا ہے اور تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ مجھے یہ معلوم ہے کہ تم کہاں چھپے ہوئے ہو میں نے یہ احتمال دیا ہے کہ شاید تیرے پاس مال اور راستے کا خرچ نہ ہو لہذا میں نے یہ مبلغ تیرے لیے بھیجا ہے تا کہ تو اسے راستے میں خرچ کر سکے۔ یہ واقعہ مختار کے ایک عظیم بزرگوار انسان ہونے کی نشاندہی کرتا ہے کہ جو اپنے جانی دشمن کے ساتھ ایسا سلوک کر رہا ہے۔

مجاہدین اور لوگ میں بیت المال تقسیم کرنا:

جب مختار پوری طرح سے کوفہ پر مسلط ہو چکا اور اپنی حکومت کا باضابطہ اعلان کر دیا تو سب سے پہلے اس نے لوگوں کو دلجوئی مجاہدین اور انقلابیوں کو جزاء دینے کا کام شروع کر دیا۔

کوفہ کے بیت المال کے خزانے سے جو مبلغ مختار کے قبضے میں آیا وہ تقریباً ۹۰۰۰۰۰۰ دینار یا درہم تھے اس مال سے ہر ایک مجاہد اور انقلابی پر جو انقلاب کے ابتداء سے اس کے ساتھ تھے اور ان کی تعداد تین ہزار آٹھ سونفری تھی پانچ سو درہم دیئے اور جو لوگ کوفہ کے فتح ہو جانے اور دارالامارہ کے محاصرے کے بعد انقلابیوں سے آملے تھے اور ان کی تعداد تقریب چھ ہزار تھی ہر ایک کو دو سو درہم عطا کیے۔

Presented by Ziaraat.Com

مختار کا لوگوں سے سلوک:

تاریخ گواہی دیتی ہے کہ مختار ان لوگوں کے برعکس جو مغرور فاتح کامیابی کے بعد انجام دیتے ہیں اس نے لوگوں سے کمال بزرگواری اور احترام اور منکسر المزاجی کے ساتھ سلوک کرنا شروع کیا اور لوگوں پر احسان اور محبت سے پیش آتا تھا بالخصوص کمزور اور ضعفاء سے جو در حقیقت مختار کی عمدہ طاقتور فوج تھی اور قبائل کے سرداروں اور اشراف سے ان کی حیثیت کے مطابق بزرگواری سے پیش آتا تھا اور انہیں اپنے کاموں میں شریک قرار دیتا تھا اور اپنے کاموں میں لوگوں سے مشورہ کیا کرتا تھا اور اپنے آپ کو مطلق العنان انسان اور مستبد قرار نہیں دیتا تھا۔

طبری لکھتا ہے کہ مختار نے لوگوں کو حسن سلوک اور عدل و انصاف اور حسن سیرت کی امید دلائی اور اس پر عمل کیا۔ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ انقلاب اور مختار کی حکومت کے اصلی عناصر اور پایہ گزار ایرانی شیعہ اور موالی اور تیسرے طبقے کے محروم لوگ تھے اور کوفہ کے اشراف اور سردار کہ جن میں سے اکثر کا سابقہ کردار برا تھا اور انہوں نے اہل بیتؑ پر ظلم ڈھائے ہوئے تھے اور ظالموں کے مددگار تھے وہ مختار کے ڈر اور اپنی منافقت سے اس کے ساتھ ہو گئے تھے لیکن پھر بھی مختار نے کوشش کی کہ انہیں اپنی طرف جذب کرے اور ان کا ان کی حیثیت کے مطابق احترام کرے۔ اسی لحاظ سے مختار کے اطراف اور حاشیہ برادروں میں ایسے سردار اور اشراف دیکھے جا رہے تھے کہ جن میں سے اکثر ابن الوقت تھے اور وہ چڑھتے سورج کی پوجا کرنے والے تھے یہی لوگ جب ابن زیاد کوفہ پر مسلط تھا اس کے حاشیہ نشین اور مقرب تھے اور جب عبداللہ بن زبیر نے کوفہ پر تسلط حاصل کر لیا تو یہی لوگ اس کے پہلو میں دیکھے جا رہے تھے اور دیکھا گیا ہے کہ ان لوگوں کی مختار سے دوستی اور رفاقت اور ہمکاری بھی زیادہ مدت تک نہیں چل سکتی اور مخفی طور سے انقلاب کے مخالفین سے متحد ہو گئے اور مختار کے خلاف سازش شروع کر دی کیونکہ وہ لوگ محروم طبقے کی حکومت کو برداشت نہیں کر سکتے تھے اور اپنے آپ کو اشراف

Presented by Ziaraat.Com

عرب شمار کرتے تھے وہ کیسے عرب موالی اور غریب اور فقراء کو اپنے برابر اور مساوی برداشت کر سکتے تھے۔ (اس مطلب کی طرف بعد میں اشارہ کیا جائے گا)

انقلاب کی کامیابی کے اوائل میں یہی اشراف اور سردار لوگ ایک دن مختار کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور مختار کی ان کے ساتھ مجلس گرم تھی مختار ان سے گفتگو میں مشغول تھا وہی انقلابی موالی اور فقراء شیعہ بھی اسی مجلس میں موجود تھے ان شیعوں میں سے ایک نے مختار کی پولیس کے افسر اور مشیر ابو عمرہ سے آہستہ سے کہا کہ دیکھا کہ مختار عربوں سے تو گفتگو کر رہا ہے اور ہماری طرف توجہ نہیں کرتا گویا انقلابیوں کے لیے اس طرح کا منظر ان پر گراں گزر رہا تھا مختار ابو عمرہ سے اس سرگوشی کی طرف متوجہ ہو گیا ابو عمرہ کو بلایا اور اس سے آہستہ سے پوچھا کہ یہ شیعہ کیا کہہ رہے تھے؟ میں نے دیکھا کہ وہ آہستہ سے تم سے کوئی بات کر رہے تھے؟ ابو عمرہ نے آہستہ سے مختار کے کان میں کہا کہ وہ عربوں کے سرداروں کے ساتھ تیرے گرم جوشی کے اظہار اور ان کی طرف بے اعتنائی کی وجہ سے رنجیدہ خاطر ہوئے ہیں مختار نے ابو عمرہ سے کہا کہ ان سے جا کر کہہ دو کہ اس سے ناراحت نہ ہوں میں تم سے ہوں اور تم مجھ سے ہو۔ اس کے بعد تھوڑی دیر کے لیے ساکت ہو گیا اور یہ آیت پڑھی "ان من المجرمین منتقمون" یعنی ہم ظالموں سے انتقام لیں گے ابو اشعر کہتے ہیں کہ جب یہ جملہ موالی اور شیعوں نے سنا تو وہ ایک دوسرے کو بشارت دیتے تھے اور کہتے تھے کہ بہت جلدی ان کا حساب پاک کر دے گا۔

ابن ہمام کے اشعار:

عبداللہ بن ہمام عراق کے مشہور شعراء سے تھا اور وہ عثمان اور اس کے بعد بنوامیہ کی حکومت کا طرفدار تھا اور شیعوں سے عناد اور دشمنی رکھتا تھا اگرچہ اس نے حجر بن عدی کے واقعہ میں اس کی تائید کی تھی اس نے مختار کے انقلاب سے پہلے سن رکھا تھا کہ ابو عمرہ عثمان کی بدگوئی کرتا ہے اور اسے عثمان کی بدگوئی کی وجہ سے اس نے اس کو کوڑے بھی مارے تھے۔ جب

Presented by Ziaraat.Com

شیعوں اور امام حسین علیہ السلام کے خون کے انتقام لینے والوں کا انقلاب کامیاب ہو گیا اور کوفہ میں مختار کی خاص پولیس گارڈ کا ابو عمرہ رئیس قرار دیا گیا تو ابن ہمام وحشت زدہ ہو گیا اور اپنے گھر چھپ گیا عبداللہ بن شداد جو مختار کا خاص دوست اور مشیر تھا اس کی وساطت سے ابن ہمام کو امان دی گئی اور وہ اپنی چھپنے کی جگہ سے باہر نکلا اور مختار کے پاس حاضر ہوا اور سلام اور مبارکبادی کے عنوان سے ایک قصیدہ مختار کی عظمت اور انقلاب کی کامیابی کے بارے میں پڑھا کہ جس میں اس نے ان نظریات سے جو اس کے انقلاب سے پہلے تھے توبہ کا اظہار کیا اور مختار اور انقلابیوں کی اس میں حمایت ظاہر کی۔ اسی ابن ہمام کے ابن مطیع کی مدح اور بیعت کے مراسم میں بھی اشعار موجود ہیں۔ خلاصہ ابن ہمام عثمانی مذہب اور ابن الوقت اور باطن میں شیعہ اور اہل بیتؑ عظام کا دشمن تھا۔ ابن ہمام کے اشعار کا ترجمہ:

(۱) اس رات کہ جس میں مختار کے انقلاب کا اعلان ہوا ان کا نعرہ تھا کہ کہاں ہو امام حسین علیہ السلام کے خون کے انتقام لینے والو۔ ہر طرف سے انقلاب کے لیے گروہ اور ہمدان قبیلے کی فوج آملی۔

(۲) مذحج قبیلے کا امیر اور رئیس اشتر اپنے گروہ کی کمان کرتے ہوا انقلاب سے آملا۔

(۳) اسد قبیلے کا شیر یزید بن انس اس کی مدد کو آیا اور اس کے ساتھ اس کے جوان اور مددگار تھے شیبان قبیلے کے نیک لوگ نعیم کے ساتھ انقلاب کے اردگرد جمع ہو گئے۔

(۴) ابن شمیط نے اپنے قبیلے کو قیام کی حمایت کرنے اور اس سے مل جانے کی تحریک کی۔

(۵) قیس اور نہد اور ھوازن کے قبائل مختار کی مدد کو آئے۔

یہ اشعار ایک تاریخی سند ہے کہ کوفے کے قبائل اور جنگجوں نے مختار کے انقلاب کے حق پر ہونے کا خیر مقدم کیا اس کے بعد یہ شاعر مختار کے بعض دوستوں اور جنگ کرنے والوں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

اور پھر کچھ محمد بن حنفیہ رہبر انقلاب کی مدح میں شعر کہتا ہے اور آخر میں کہتا ہے کہ حق

Presented by Ziaraat.Com

حق وار کو مل گیا ہے اور انقلاب کی رہبری کو بنی ہاشم کی ایک ذات نے اپنے عہدے پر لیا ہوا ہے اور اس کی رہنمائی کی ہے اور ہم سب اس کے مطیع اور فرمانبردار ہیں۔

جب ابن ہمام کے اشعار ختم ہوئے تو مختار ان لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے جو اس مجلس میں موجود تھے اور کہا کہ شاعر نے تمہارے لیے بہت عمدہ شعر کہے ہیں اور تمہاری عزت اور حمایت کی ہے تم سے اس کا صلہ دو مختار اس کے بعد اٹھا اور اندر چلا گیا اور کہا کہ تم یہاں بیٹھے رہنا میں ابھی واپس آتا ہوں۔

اس وقت عبداللہ بن شداد جشمی نے جو عراق کے شیعوں کا سردار اور مختار کا وفادار یار تھا ابن ہمام سے کہا کہ تیرے لیے ایک گھوڑا اور قیمتی جبہ میرے پاس ہے۔ قیس بن طہفہ نہدی نے بھی اسی طرح کا ابن ہمام کو وعدہ دیا یعنی ایک گھوڑا اور ایک قیمتی ردا۔ اس وقت قیس نے یزید بن انس سے کہا کہ تم ابن ہمام کو کیا دو گے؟ یزید نے کہا کہ اگر اس نے یہ اشعار خدا کے لیے کہے ہیں تو خدا کے پاس اس سے بہتر موجود ہے اور اگر اس نے مال دنیا کے طمع اور انعام کے لیے کہے ہیں تو میرے مال میں کوئی ایسی چیز موجود نہیں ہے جو اس کے کام آئے اور درحقیقت میرے پاس سوائے مختصر مال کے جو میں نے اپنے انقلابی بھائیوں کو دے دیا ہے اور کوئی چیز نہیں ہے۔

مجلس کے حاضرین اور ابن ہمام شاعر کے درمیان نزاع:

اس وقت مختار کے باوفا یار احمر بن شمیط نے یزید بن انس کی گفتگو کی تائید کی اور ابن ہمام سے کہا کہ اگر تم نے یہ اشعار خدا کے لیے کہے ہیں تو اس کا اجر و انعام خدا سے طلب کرو اور اگر دنیا کے مال متاع اور مخلوق کو خوش کرنے کے لیے کہے ہیں تو پھر بہتر یہ ہے کہ بیابان کا پتھر اپنے منہ میں ڈال لے بخدا جو شخص بھی خدا کے علاوہ کسی کے لیے کوئی کام کرے تو اسے کوئی چیز نہیں ملے گی۔ ابن ہمام ان باتوں کے سننے کی توقع نہیں رکھتا تھا اس نے ابن شمیط کے بارے

Presented by Ziaraat.Com

میں جسارت کی۔ یزید بن انس اس کی اس جسارت اور بے ادبی سے سخت ناراحت ہوا اور اپنا کوڑا بلند کر کے ابن ہمام کو مارنا چاہا اور کہا اے فاسق بے دین اس طرح کی گفتگو کرتے ہو اور ابن شمیط کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ تلوار سے اسے سزا دو۔ ابن شمیط نے تلوار بلند کی اور ابن ہمام پر حملہ کر دیا مجلس میں موجود لوگوں نے ابن ہمام کو ہلاک ہونے سے نجات دلائی ابراہیم اشتر قوت مند مختار کا بازو اس حالت اور جھگڑے سے ناراحت ہوا اور اٹھا اور ابن شمیط کے ہاتھ سے تلوار کھینچی اور اس کے پیچھے پھینک دی اور ابن شمیط سے کہا کہ یہ میری امان میں ہے میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں یہ اہل بیتؑ کے ماننے والا اور شیعوں کا طرفدار ہے اور ہمارے ساتھ ہم فکر اور ہم عقیدہ ہیں اس نے آپ کی عظمت بیان کی ہے اگر تم اسے انعام نہیں دے سکتے اور اس کی تشویق نہیں کر سکتے تو اس کو بے آبرو کیوں کرتے ہو اور اس کا خون کیوں بہاتے ہو۔ مذحج قبیلہ جو ابراہیم اشتر کے ماتحت تھا انہوں نے ابن ہمام کو اپنے درمیان لے لیا اور کہا کہ ابراہیم نے اسے پناہ دی ہے لہٰذا کوئی بھی اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

جب یہ شور اور غل مختار کے کانوں پر پڑا تو وہ اس مجلس میں آ گیا سب لوگ کھڑے ہو گئے مختار نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ۔ تمام اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے۔ جب سکون اور آرام ہو گیا تو مختار نے حاضرین کی طرف متوجہ ہو کر نرم لہجے میں خصوصی کے ساتھ کہا کہ اگر آپ کو اچھی بات کہی گئی ہے تو آپ اس کو قبول کریں اور اگر اس کے جبران پر قدرت رکھتے ہو تو اس کا جبران کرو اور اس کا انعام دو اور اگر انعام نہیں دے سکتے تو اپنی بزرگواری کا اظہار کرو پھر فصاحت آمیز جملے کہے اور کہا: "واتقوا لسان الشاعر فان شره حاضر و قوله فاجر و سعيه بائر و هو بكم غدا غادر" یعنی شاعر کی زبان سے ڈرو کیونکہ اس کا شر اس کے ہمراہ ہے اور اس کی بات جھوٹی اور اس کی کوشش ویرانی ہے وہ کل تم سے مکر اور دھوکا کرے گا۔ مختار کے دوستوں نے کہا کہ اگر وہ اس طرح سے ہے تو آپ اجازت دیں کہ ہم اسے قتل کر دیں مختار نے

Presented by Ziaraat.Com

کہا کہ نہیں ہم نے اسے امان دی ہوئی ہے اور تمہارے بھائی ابراہیم نے اسے پناہ دی ہے مختار کی اس گفتگو سے یہ نزاع ختم ہو گئی اور مجلس میں آرام آ گیا۔

ابراہیم اشتر کا انعام:

اس وقت ابراہیم اٹھا اور ابن ہمام کو اپنے ہمراہ اپنے گھر لے گیا اور اسے ایک گھوڑا اور قیمتی رداء اور ایک ہزار درہم بطور انعام کے دیئے شاعر جیب بھر کر واپس لوٹا لیکن مختار کے دوستوں سے سخت ناراض اور رنجیدہ تھا اور ان کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ میں تمہاری پناہ نہیں چاہتا اور پھر ان سے دوری اختیار کر لی ابن ہمام کی اس گفتگو سے ہوازن کا قبیلہ بہت ناراحت ہوا اور مسجد میں اجتماع کیا دوسری دفعہ پھر وہی نزاع ہونے لگی تھی مختار نے انہیں پیغام بھیجا کہ اس سے تعرض نہ کریں اور آرام کریں۔ ابن ہمام ابراہیم اشتر کا ممنون ہوا اور چند ایک اشعار اس کی مدح میں کہے کہ جن میں اس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔

عبداللہ بن شداد ابن ہمام کے دوسرے اشعار سے ناراحت ہوا۔ مختار نے اسے اور ابن شمیط اور یزید بن انس کو نصیحت کی کہ ابن ہمام سے انتقام لینے کے درپے نہ ہوں اور شاعر کا گناہ اسے معاف کر دیں انہوں نے مختار کی اس نصیحت کو قبول کر لیا۔

ابن ہمام کے دوسرے اشعار:

یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ ابن ہمام نے ایک قصیدہ مختار کی مدح اور اس کی کامیابی میں بھی کہا ہے کہ جس سے مختار اور اس کے دوستوں کی بہادری اور ابن مطیع کی ذلت آمیز شکست کا اظہار ہوتا ہے۔

*****

Presented by Ziaraat.Com

دوسرا حصہ

حکومت اور انقلاب کے ارکان کی تشکیل

جب مختار پوری طرح کوفہ پر مسلط ہو گیا تو سب سے اہم عہدے اپنے ان آدمیوں کو کہ جن سے وہ مطمئن تھا اور انقلاب میں اس کے یار و فاتحے عطا کیے۔ اس زمانے میں کوفہ شہر ایک اہم مرکز تھا اور اس پر تسلط گویا عراق کے تمام اطراف عرب پر کہ جنوب ایران بھی اس میں شامل تھا سمجھا جاتا تھا۔ انقلابیوں کی حکومت کے کوفہ میں مستقر ہونے کے بعد مختار نے اپنے گورنر اور فوج کے سپہ سالار اپنے زیر تسلط علاقے پر متعین کرنے شروع کیے۔

(۱) اپنی مخصوص پولیس گارڈ کا رئیس ابو عمرہ کیسانی کو جو موالی میں سے تھا معین کیا۔ مختار نے ابتداء میں شہر کی سطح پر اپنی پولیس کو منظم کیا۔ ابو عمرہ مختار کا خاص مشیر تھا وہ ایک بہادر اور مدبر اور انقلابی انسان بھی تھا اس کی وجہ کوفہ شہر کا حساس ہونا تھا کیونکہ انقلاب کے سب سے زیادہ مخالف اور امام حسین علیہ السلام کے قاتل اور بنو امیہ حکومت کے طرفدار کوفہ میں ہی موجود تھے اس چیز کی ضرورت تھی کہ کوفہ میں ابو عمرہ جیسے پکے انقلابی انسان کو پولیس کا رئیس معین کیا جائے۔ ابو عمرہ کے انقلاب کے مخالفین کو نیست و نابود کرنے کی کہانی لوگوں میں عام ہو گئی۔

(۲) مختار نے تمام مسلح فوج کی کمان اور سپہ سالاری ابراہیم بن اشتر کے سپرد کر دی مختار کا ایسا کرنا واقعاً بہترین اور عالی ترین انتخاب تھا اور یہ انتخاب ابراہیم کی شجاعت اور اقتدار اور قوت اور ایمان اور نافذ الرائے ہونا عراق میں اس کے مسلح قبیلے کے رکھنے کی وجہ سے بہت کارآمد ثابت ہوا۔

Presented by Ziaraat.Com

(۳) مختار نے تمام پولیس کا افسر عبداللہ بن کامل شاکری کو قرار دیا۔ عبداللہ شیعوں میں سے نمایاں اور مخلص شیعہ تھا اور مختار کا باوفا یار اور اہل بیت علیہم السلام کا طرف دار اور قوی اور دور اندیش انسان تھا۔

مختار کے گورنر اور سالار:

(۱) عبداللہ بن حارث نخعی ارمنیہ کے گورنر ہوئے۔

طبری نے لکھا ہے کہ مختار کے مقبوضہ علاقے میں پہلا جھنڈا جو بلند کیا گیا وہ عبداللہ بن حارث کا جھنڈا تھا۔ آپ مالک اشتر کے بھائی اور ابراہیم اشتر کے چچا تھے در حقیقت آپ پہلے گورنر تھے جو مختار کی طرف سے ایک وسیع علاقے ارمنیہ میں معین کیے گئے تھے۔

ارمنیہ کا وسیع علاقہ شمالی عراق کے وسیع علاقے پر مشتمل تھا۔ شہروں کے بارے میں لکھی گئی کتابوں میں اس طرح ذکر کیا گیا ہے۔

حموی نے معجم البلدان میں لکھا ہے۔ کہ ارمنیہ ایک وسیع منطقے کا نام ہے جو شمال کی طرف تھا۔ اور بظاہر شمال عراق اور ایران اور ترکیہ کے جنوب سے لے کر جنوب روس تک پھیلا ہوا تھا۔

عبداللہ بھی اپنے بھائی مالک کی طرح ایک عظیم الشان بہادر نخعی اور اہل بیتؑ کا سخت محب انسان تھا۔

(۲) محمد بن عمیر اذربائیجان کے گورنر بنائے گئے۔ محمد بن عمیر بن عطارد ایک قبیلہ دارم کی جو عراق کے قبائل میں سے ایک معروف و مشہور شخصیت تھی اور آپ کا نام ہمیشہ بزرگی سے یاد کیا جاتا تھا۔

ابن الحدید نے لکھا ہے کہ ایک دن عبدالملک مروان اموی خلیفہ کی مجلس میں دارم قبیلے کے بارے میں گفتگو شروع ہوگئی تو وہاں بیٹھے ایک آدمی نے عبدالملک سے کہا کہ اے امیر

Presented by Ziaraat.Com

المومنین۔ بنی دارم قبیلے کے شہرت ایک وجہ یہ ہے کہ اس قبیلے کے آدمی زیادہ اولاد والے ہوا کرتے تھے اور ان کی تعداد کے زیادہ ہونے کی وجہ سے اس قبیلے کا نام باقی رہ گیا ہے۔

عبدالملک جو خود بھی انسان شناس اور نسب شناس تھا کہنے لگا۔ تم کیا کہہ رہے ہو؟ اس قبیلے کی شہرت اس کے اولاد اور نسل کے زیادہ ہونے کی وجہ سے نہیں ہے۔ کیا لقیط بن زرارہ اور قعقاع بن عبد اور محمد بن عمیر اس قبیلے سے نہ تھے؟ باوجودیکہ یہ بے اولاد تھے اور اپنے پیچھے کوئی نسل نہیں چھوڑی لیکن ان کی عربوں میں بہت زیادہ شہرت موجود ہے۔ بخدا عرب ان تینوں کو کبھی نہیں بھلا سکتے۔

یہ بیان کیا جانا ضروری ہے کہ محمد بن عمیر عراق کے شیعوں میں سے معروف و مشہور انسان تھے اور دارم قبیلے کی عظیم شخصیت تھے۔ مختار نے اسے آذربائیجان جیسے وسیع علاقے کا گورنر بنایا تھا آذربائیجان عراق کے شمال اور ایران کے شمال غربی حصہ پر مشتمل تھا۔ یہ انسان کوفہ کے اشراف اور انقلاب کے مخالفین کی شورش میں مخالفین سے جا ملا تھا۔

(۳) عبدالرحمن بن سعید بن قیس کو موصل کا گورنر بنایا گیا۔

عبدالرحمن کا باپ سعید بن قیس حضرت علیؑ کے ساتھ صفین کی جنگ میں ایک عالی رتبہ سالار اور عربوں کا نامور جنگجو شمار ہوتا تھا۔ مالک اشتر کے بعد حضرت علیؑ کے اصحاب میں کوئی بھی اس کی عظمت کو نہیں پہنچ سکتا تھا۔ اس نے صفین کی جنگ میں اپنے کمالات کا بہترین مظاہرہ کیا تھا اس کے فرزند عبدالرحمن نے باوجودیکہ ابھی جوان تھا مردانہ وار حضرت علیؑ کی معاویہ کے ساتھ جنگ میں اپنے باپ کے ساتھ مل کر امیر المومنینؑ کی مدد کی تھی۔

سعید ہمدان کے قبیلے کا عظیم سردار تھا حضرت علیؑ نے ہمدان قبیلے کی تمام فوج کی صفین کی جنگ میں کمان اس کے سپرد کر دی تھی جب حکمیت کے معاملے میں امیر المومنین کے یاروں میں اختلاف رونما ہوا تو سعید امام علیہ السلام کی خدمت حاضر ہوا اور کہا کہ ہم اور ہمدان

Presented by Ziaraat.Com

قبیلے کے تمام افراد آپکے حکم کے تابع ہیں آپ جو بھی حکم دیں گے ہم اسے دل و جان سے بجا لائیں گے۔ مختار کے انقلاب میں عبدالرحمٰن نے اپنے باپ کی جگہ لے لی تھی ہمدان قبیلہ عراق میں حضرت علی علیہ السلام کے شیعوں میں سے شمار ہوتا تھا ان کا سردار اور رئیس عبدالرحمٰن موصل کے علاقہ کا گورنر بنایا گیا۔ لیکن اس کی حضرت مختار کے ساتھ وفاداری زیادہ دیر تک نہ چل سکی اور عبدالرحمٰن کوفہ کے اشراف کی شورش میں انقلاب کے مخالفوں کے ساتھ مل گیا اور مختار کے ساتھ جنگ کی اور اس میں ہلاک ہو گیا۔

محمد بن اشعث جو کربلا کے واقعہ میں ایک مشہور جنایتکار اور امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں میں سے ایک تھا ابن زبیر کی طرف سے موصل کا گورنر تھا مختار کے انقلاب کے کامیاب ہو جانے اور ابن زبیر کے حاکموں کو عراق سے نکال دیئے جانے کے بعد جب عبدالرحمٰن گورنر کی حیثیت سے موصل میں داخل ہوا تو محمد بن اشعث نے جان لیا کہ اب اس کے موصل میں رہ جانے کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور وہ مختار کے لشکر کے ساتھ مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا مجبوراً وہ موصل سے بھاگ گیا اور تکریت نامی جگہ پر جا کر پناہ لی اور وہاں انقلاب کے مخالفین کے ساتھ مل کر انقلاب کے خلاف سازش کرنا شروع کر دی اور منتظر رہا کہ حالات کس کروٹ بیٹھتے ہیں۔ وہ کافی مدت موصل میں رہا اور فرصت طلبی طبیعت اور چالاکی سے کام لینا شروع کیا اور جان گیا کہ مختار فی الحال عراق پر فتح پا چکا ہے اسی بنا پر اس نے اپنا ایک توبہ نامہ مختار کے پاس بھیجا اور اس کی بیعت کر لی اور اپنے قبیلے کے ساتھ کوفہ میں واپس آ گیا۔ مختار کے خلاف سازش میں جب اسے تلاش کرنا شروع کیا گیا تو وہ کوفہ سے بھاگ کر بصرہ آ گیا اور مصعب بن زبیر کے ساتھ مل گیا۔ مختار کی مصعب سے جنگ میں وہ قتل ہو گیا اور اپنے جنایتکارانہ افعال کی سزا اسے مل گئی (اس کی تفصیل بعد میں آئے گی)

(۴) اسحاق بن مسعود آپ کو مختار کی طرف سے مدائن اور جوخی کا گورنر معین کیا گیا

Presented by Ziaraat.Com

مدائن مدینہ کی جمع ہے یہ سات شہروں پر جو عراق کے شمال میں واقع تھے مشتمل تھا مدائن ساسانی بادشاہوں کا دارالخلافہ تھا اور انہوں نے ہی اس کی بنیاد رکھی تھی یہ شہر سنہ ۱۶ھ میں مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہوا اس شہر کے اکثر لوگ شیعہ تھے جناب سلمان فارسی حضرت عمر کی طرف سے اس شہر کے گورنر معین ہوئے تھے سلمان فارسی کی قبر بھی اسی شہر میں ہے اور ابھی تک موجود ہے۔ اس شہر کے اکثر لوگ فارسی زبان میں بات چیت کرتے تھے۔

(۵) قدامہ بن ابی عیسیٰ نصری بہقباد بالا کے علاقہ کا گورنر معین کیا گیا۔

معجم البلدان میں آیا ہے کہ بہقباد تین وسیع علاقے کہ جس میں بغداد بھی آ جاتا تھا پر مشتمل تھا دریائے فرات کے پانی سے وہ علاقے سیراب ہوتے تھے ان علاقوں کا بانی بہقباد ابن فیروز تھا جو نوشیروان ساسانی بادشاہ کا باپ تھا۔ بہقباد تین علاقوں میں تقسیم ہوتا تھا۔

(۱) بہقباد بالا (۲) بہقباد میانی (۳) بہقباد پائین

بہقباد بالا: کے یہ علاقے تھے خطرنیہ، نہرین، عین التمر، فلوجہ بالا اور پائین اور بابل بہقباد میانہ۔ کے یہ مناطق تھے سورا، بروسما، جبہ، بداہ، نہر ملک، بہقباد پائین کے یہ مناطق تھا کوفہ، فرات، بادقلی، سلیحین، حیرہ، تستر، ھرمزدجر۔

(۶) محمد بن کعب بن قرظہ آپ کو بہقباد میانی کا گورنر بنایا گیا۔

آپ کی وفات سنہ ۱۰۸ھ میں ہوئی آپ شیعوں کے بزرگوں میں سے تھے آپ اہل علم نمایاں راویوں میں سے تھے اور آپ تابعین کا مشہور چہرہ تھے۔

آپ سے احادیث کی کتابوں میں احادیث نقل کی گئی ہیں:۔ آپ سے ابن اثیر اور ابن ابی الحدید نے بھی نقل کیا ہے۔

(۷) حبیب بن منقذ ثوری آپ کو بہقباد پائین کا گورنر بنایا گیا۔

(۸) سعید بن حذیفہ بن یمان انہیں حلوان کا گورنر معین کیا گیا۔

Presented by Ziaraat.Com

معجم البلدان میں لکھا ہے:

حلوان عراق کے اہم شہروں میں سے ایک شہر ہے کوفہ اور بصرہ اور واسط اور بغداد اور سامرہ کے بعد عراق کا بہت بڑا شہر ہے۔ وہاں پہاڑی علاقہ بھی ہے کہ جس کی آب وہوا سرد ہے سنہ ۱۹ھ میں مسلمانوں کے قبضے میں آیا۔ حلوان کی دو کھجوروں کا قصہ بلدان کی کتابوں میں مشہور ہے۔

سعد بن حذیفہ بن یمان مدائن کے بزرگ اور سردار شیعوں میں سے تھے۔ مدائن کے تمام شیعوں نے توابین کے انقلاب کی حمایت کی تھی سعد نے سلیمان کے خط کے جواب میں لکھا تھا کہ ہم آپ کے قیام کے ساتھ ملنے چل پڑنے کے لیے آمادہ ہیں۔ لیکن جب سعد کی فوج سلیمان کی مدد کے لیے توابین کے ساتھ ملنے کے لیے چل پڑی تو بہت دیر ہو چکی تھی انہیں راستے میں سلیمان بن صرد کے شہید ہو جانے کی خبر ملی سعد مجبوراً کوفہ آ گیا اور مختار کے بارے میں تلاش شروع کی اور کوفہ کے سرداروں میں سے بعض نے مختار کو پیغام بھجوایا کہ ہم حاضر ہیں کہ تمہیں قید خانے سے آزاد کرلیں اور اور انقلاب برپا کر دیں۔ مختار نے انقلاب کی کامیابی کے بعد سعد بن حذیفہ کو جو مختار کا قریبی مشیر تھا حلوان کا گورنر بنا دیا۔

طبری نے لکھا ہے کہ سعد کے زیر نگرانی فوج کا ایک ہزار آدمیوں کا ایک گروہ اس کے ہمراہ تھا اور وہ انہیں کو لے کر اپنے گورنر ہاؤس گے۔ مختار نے اس کے لیے ماہانہ ایک ہزار درہم انقلابیوں کے کاموں اور مجاہدین کی تنخواہ کے لیے مقرر کیے اور سعد کو سفارش کی کہ جب حلوان پہنچے تو پہلے بدمعاش کردوں اور ڈاکوں اور تخریب کاروں کو سرکوب کرے اور پورا امن بالخصوص راستوں پر قائم کرے اور اس کے علاوہ اس نے عراق کے شمال کے تمام علاقے کے حاکموں کو حکم دیا کہ وہ حلوان کے گورنر سعد بن حذیفہ کے ماتحت ہو کر کام کریں اور تمام مراکز کے مالیات سعد بن حذیفہ کو بھیجیں۔

Presented by Ziaraat.Com

مختار کی قضاوت:

مسلم بن عبداللہ ضبانی نے کہا ہے کہ مختار جب عراق پر مسلط ہو چکا تو قضاوت کا منصب خود اس نے سنبھال لیا اور اسے بڑے تحمل اور سکون کے ساتھ لوگوں میں انجام دیا۔ ہر روز صبح سے لے کر مغرب تک قضاوت کی خصوصی جگہ پر بیٹھتے تھے اور جھگڑے کرنے والوں اور دوسرے رجوع کرنے والوں کے درمیان قضاوت کیا کرتے تھے اور حکم صادر کرتے تھے۔ لیکن جب انقلاب کے کام بہت زیادہ ہو گئے اور اسے قضاوت کے لیے وقت نہیں ملتا تھا تو ایک دن اپنے دوستوں سے کہا لہٰذا میں نے کام زیادہ ہونے کی وجہ سے ارادہ کیا ہے کہ عراق کے مشہور قاضی شریح کو قضاوت کا عہدہ سپرد کر دوں مختار اس بارے میں اپنے مشیروں سے مشورہ کرنے کے لیے بیٹھا۔

مختار کا قاضی:

مختار نے اپنے مشیروں سے چاہا کہ کسی شخص کو قاضی بنائے جانے کے لیے اسے بتائیں لیکن مختار کا اپنا نظریہ شریح کو قضاوت کے لیے معین کر دینا تھا لیکن شریح ڈر گیا اور اس نے اپنے آپ کو بیمار ہونا ظاہر کیا اور یہ بہانہ بنایا۔ مختار کے مشیروں نے شریح کے قاضی بنائے جانے سے اسے روکا اور کہا کہ وہ عثمانی ہے اور اس نے حجر بن عدی کے خلاف بغاوت کی گواہی دی تھی اور اس نے ہانی بن عروہ کا اس کے قبیلے کے نام پیغام نہیں پہنچایا تھا اور اسے حضرت علیؑ نے قضاوت سے معزول کر دیا تھا۔ وہ عثمان کے ماننے والا ہے اس کی زندگی سیاہ اور تاریک ہے بعض نے کہا کہ شریح کو اس گفتگو کی خبر ہو گئی تو اس نے اپنے آپ کو بیمار ظاہر کر دیا۔

مختار نے عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کو قاضی معین کرنا چاہا تو اس نے بھی معذرت کر لی اور کہا کہ میں بیمار ہوں قضاوت نہیں کر سکتا اس کے بعد مختار نے عبداللہ بن مالک طائی کو کوفہ کا

Presented by Ziaraat.Com

قاضی معین کر دیا۔

یہ معلوم رہے کہ سب سے پہلے جناب عمر بن الخطاب نے شریح کو کوفہ پر قاضی معین کیا تھا۔ شریح تقریباً ساٹھ سال تک قضاوت کے منصب پر عمر اور عثمان اور علی علیہ السلام کے زمانے اور پھر بنو امیہ کی خلافت تک فائز رہا اور تقریباً سو سال عمر پائی۔

شریح یزید کی حکومت میں ابن زیاد کوفہ کے گورنر کے حکم سے کوفہ پر قاضی بنایا گیا اور مختار کی شہادت کے بعد ابن زبیر کے حکم سے پھر کوفہ کا قاضی بنایا گیا اور عبدالملک بن مروان کی خلافت کے زمانے میں بھی مروانی خلیفہ کا کوفہ پر قاضی تھا کئی سال تک قضاوت کے منصب پر متمکن رہا اور سنہ ۷۹ ھ میں حجاج کی حکمرانی کے زمانے میں حجاج کو اس نے استعفیٰ دے دیا تو حجاج نے اس کا استعفیٰ منظور کر لیا۔

قاضی شریح کا شہر بدر کیا جانا:

عراق کے بزرگ عالم اعمش نے ابراہیم تیمی سے نقل کیا ہے کہ اس نے کہا کہ ایک دن امیر المؤمنین علیہ السلام شریح قاضی پر جب اس نے ایک غلط قضاوت کی تھی غصے ہوئے اور اسے خطاب کر کے کہا کہ بخدا میں تمہیں مانقیا کی طرف تبعید کر دونگا تا کہ وہاں جا کر یہودیوں کے درمیان قضاوت کرے راوی کہتا ہے کہ یہ واقعہ گزر گیا اور بہت زمانہ اس پر بیت گیا یہاں تک کہ مختار نے کوفہ پر تسلط حاصل کر لیا مختار نے شریح کو بلوایا اور کہا کہ فلاں دن امیر المؤمنین علیہ السلام نے تجھے کیا کہا تھا؟

شریح نے کہا کہ یوں کہا تھا اور پھر اسی مطلب کو دھرایا۔ مختار نے کہا بخدا میں تجھے آرام کرنے کی مہلت نہیں دونگا اور تجھے دو مہینے کے لیے مانقیا کی طرف تبعید کروں گا اور پھر حکم دیا کہا اسے مانقیا بھیج دیا جائے اور وہاں جا کر یہودیوں کے درمیان قضاوت کرے۔

Presented by Ziaraat.Com

کیا شریح قاضی نے امام حسین علیہ السلام کے قتل کا فتوی دیا تھا؟

ایک مطلب ہے کہ جسے منابر اور مجالس میں عام کہا جاتا ہے اور مشہور ہے اور وہ یہ ہے کہ شریح قاضی نے امام حسین علیہ السلام کے قتل کا فتوی دیا تھا اگر یہ مطلب درست ہو تو پھر مختار نے کیسے اس طرح کے انسان کو کوفہ میں اپنا قاضی مقرر کرنا چاہا؟ کیا یہ درست اور معقول ہے کہ مختار جو امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں اور جو بھی کربلا کے واقعہ میں کسی طرح شریک ہوا انتقام لینے کے لیے خروج کرے یہاں تک کہ اگر امام حسین علیہ السلام کے قتل پر اہل بیتؑ کے ایک دشمن نے خوشی کے طور پر نذر کی تھی اور اس نے گوشت تقسیم کیا تھا تو مختار نے حکم دیا تھا کہ جس گھر میں وہ گوشت گیا ہے اسے خراب کر دیا جائے کس طرح ممکن ہے کہ شریح قاضی جو مدت تک عراق میں قاضی رہا اور امام حسین علیہ السلام کے قتل کا فتوی دے اور اس کی مختار کو خبر بھی نہ ہوئی ہو یا اس نے اسے نظر انداز کر دیا ہو اور اس کو اس کی سزا نہ دے بلکہ اسے اپنی طرف سے قاضی بنائے جانے کی پیشکش کرے آیا ایسا ہو سکتا ہے؟ جواب۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ شریح قاضی بدکردار جہان دیدہ دنیا پرست اور ظالم حکومتوں کا حامی اور مددگار تھا اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ وہ امیر المومنین علیہ السلام کے شیعوں سے دشمنی اور عناد رکھتا تھا کیونکہ اس نے حجر بن عدی کے خلاف گواہی میں دستخط کر دیئے تھے اور ہانی بن عروہ کے بارے میں بھی خیانت کی تھی قاضی شریح کے ایک درباری اور حکومتی ہونے میں تو کوئی شک ہی نہیں ہو سکتا لیکن اس نے امام حسین علیہ السلام کے قتل میں دخالت کی ہے یا قتل کا فتوی دیا ہے اس کی بارے میں معمولی سا مدرک اور دلیل موجود نہیں ہے۔ یہاں آیت اللہ شہید قاضی طباطبائی کے نظریہ کو اس بارے میں نقل کیے جانے میں کوئی حرج نہیں ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے تبریز میں ایک رات مسجد شعبان میں منبر پر کئی ایک مطالب اجتماعی امور کے بارے میں اور دینی اور اعتقاداتی مطالب بیان کرنے کے بعد اظہار کیا کہ اگر کسی اہل علم اور متفکر کے پاس اس مطلب کا مدرک اور دلیل موجود ہو یا کسی کتاب میں

Presented by Ziaraat.Com

لکھا ہو جو منبروں پر اظہار کیا جاتا ہے اور مجالس پڑھنے والوں کا زبان زدعام ہے اور لوگوں میں مشہور ہے کہ قاضی شریح نے امام حسینؑ کے واجب القتل کا فتوی دیا تھا تو وہ اس کی مجھے اطلاع دیں میں اس کا شکریہ ادا کروں گا لیکن کسی نے مجھے زندگی بھر اس کی اطلاع نہ دی۔

(اس کتاب کے مؤلف نے بھی معتبر مدارک اور قاضی شریح کے حالات میں جو کتابیں مورد اعتماد موجود ہیں رجوع کیا لیکن کسی جگہ بھی اس کا معمولی اثر موجود نہیں پایا)

شاید یہ نسبت اس کی طرف اس وجہ سے دی گئی کہ وہ شیعوں سے عناد اور دشمنی رکھتا تھا اور ظالم اور غاصب حکومتوں کا طرفدار تھا اسی بنا پر مختار نے بھی عدالت کے تقاضے کے ماتحت اور حضرت علیؑ کے ارادے کو عملی جامہ پہنانے کی نیت سے اسے کوفہ سے در بدر کر دیا تھا کہ کیونکہ حضرت علیؑ اسے شہید ہو جانے کی وجہ سے شہر بدر نہیں کر سکے تھے۔

مختار کی پولیس کا افسر:

بعض نے لکھا ہے کہ مختار کیسان کے لقب سے اس لیے مشہور ہو گیا تھا کہ اسے امیر المومنین علیہ السلام کے ایک محب اور صحابی جو کیسان نام رکھتا تھا بہت زیادہ محبت تھی اور اس کا ارادتمند تھا رجال کشی نے لکھا ہے: "حمله علی الطلب بدم الحسین علیه السلام و دله علی قتله و کان صاحب سره و الغالب علی امره" یعنی یہی کیسان وہ شخص تھا کہ جس نے مختار کو قیام اور امام حسینؑ کے خون کا انتقام لینے کے لیے تشویق دلائی یہ مختار کا محرم راز اور قیام کا پلان بنا کر دینے والا تھا۔ اس کا مختار کے قیام میں بہت یادہ دخل تھا اور امام علیہ السلام کے قاتلوں کے گرفتار کرنے اور انہیں سزا دلوانے میں بہت زیادہ کردار تھا اور یہی مختار کی پولیس کا بڑا افسر تھا۔ اس نے امام حسینؑ کے قاتلوں اور جو بھی کربلا کے واقعہ میں دخیل تھا ان پر زندگی کو تنگ کر دیا تھا جہاں بھی کسی جنایت کار کا نشان پاتا تھا عقاب کی طرح اس کے سر پر جا پڑتا اور اسے قتل کر دیتا اور اگر ان میں سے کوئی گھر سے فرار کر گیا ہوتا تو اس کے گھر کو ویران اور خراب کر

Presented by Ziaraat.Com

دیتا اور جو کچھ گھر میں ہوتا اسے تباہ و برباد کر دیتا تھا کوفے میں جتنے گھر مختار کے تسلط کے زمانے میں خراب کیے گئے تھے سب اسی کیسان نے خراب کیے تھے۔

جنایتکار اور ظالم اس سے اتنے ڈرتے تھے کہ کیسان قتل اور ویران کرنے اور وحشت زدہ بنانے کا نمونہ اور ضرب المثل بن گیا۔ کوفے کے لوگ جن کا گھر خراب ہو جاتا یا فقر میں مبتلا ہو جاتا تو کہا کرتے تھے کہ اس گھر میں ابو عمر کیسان داخل ہوا ہوگا۔ شاعر نے بھی اس کے بارے میں یہ شعر کہا ہے۔

ابلیس بما فیه خیر من ابی عمرة

یغویک و یطغیک و لا یعطیک کسرة

یعنی شیطان سب برائیوں کے باوجود ابو عمرہ سے بہتر ہے کہ وہ تجھے فریب دیتا ہے اور تجاوز کرتا ہے اور تجھے معمولی چیز بھی نہیں دیتا۔

❁❁❁❁❁

تیسرا حصہ

﴿مختار کے سامنے تین محاذ﴾

(۱) ایک محاذ تو بنو امیہ کی شام میں حکومت تھی۔ شام کی حکومت بہت قوی اور فوج کی تعداد کے لحاظ سے بہت زیادہ قوی تھی اور اس کی فوج کا سپہ سالار ابن زیاد تھا یہ محاذ اہم تھا۔

(۲) دوسرا محاذ عبداللہ بن زبیر کا کہ جس کی رہبری اس کا بھائی مصعب ابن زبیر کر رہا تھا۔

(۳) تیسرا محاذ خود کوفہ میں انقلاب کے مخالفین کا کہ جس کی رہبری امام حسینؑ کے قاتل

Presented by Ziaraat.Com

کر رہے تھے جیسے عمر بن سعد شمر، خولی، سنان ابن انس بعثہ اور دوسرے منافق۔ اس داخلی محاذ کا خطرہ ان دو سے بھی زیادہ تھا۔

• مختار کا نظریہ یہ تھا کہ عراق پر تسلط حاصل کرنے اور کوفہ میں اپنی حکومت کے برقرار کرنے کے بعد پہلے کربلا کے واقعہ کو وجود میں لانے والوں کو نیست و نابود کرے اس کے بعد اپنے اصلی دشمن اور شام کے مرکز بنوامیہ کی شام میں حکومت سے نبرد آزما ہو۔ لہذا مختار نے چاہا ابن مطیع ابن زبیر کے گورنر کے شکست کھا جانے اور اپنے کوفہ پر تسلط حاصل کرنے کے بعد کوفہ کو جو اس کی حکومت کا مرکز تھا پاک اور صاف کر دے تا کہ وہ ادھر سے بے فکر ہو جائے اور پھر شام کی حکومت سے جنگ کرنے کے لیے اپنی فوج کو روانہ کرے۔ لیکن کربلا کے واقعہ کو وجود لانے والوں نے جو سب کے سب کوفہ میں موجود تھے حالات کو غنیمت شمار کرتے ہوئے مختار کے خلاف سازشیں شروع کر دیں کہ جس کی وجہ سے مختار مجبور ہو گیا کہ وہ بہت جلد انقلاب کے مخالفین اور امام حسینؑ کے قاتلوں کا قلع قمع کر دے اور یہی اس کے انقلاب کا اصلی مقصد اور جزو انقلاب تھا۔ (اب ہم اصل واقعہ کا ذکر کرتے ہیں) تمام مسلمان مورخین نے لکھا ہے کہ ۶۶ھ میں مختار نے امام حسینؑ کے قاتلوں اور واقعہ کربلا کے وجود میں لانے والوں پر حملہ کر دیا اور تمام کا حساب پاک کر دیا۔ یعنی مختار کوفہ میں موجود امام حسینؑ کے قاتلوں اور ان کے پیروکاروں پر کود پڑا اور جن کو پکڑ سکا انہیں قتل کر دیا اور کچھ کوفہ سے بھاگ گئے کہ جنہیں مختار نہ پکڑ سکا۔

طبری اور ابن اثیر وغیرہ مورخین نے لکھا ہے کہ مختار کا امام حسینؑ کے کوفہ میں موجود قاتلوں پر کود پڑنے اور مختار کے داخلی جنگ کرنے کا سبب یہ ہوا کہ مروان بن الحکم اس اموی بوڑھے نے یزید کے مرنے اور اس کے بیٹے کے خلافت سے علیحدگی کے بعد شام میں خود کو مسلمانوں کا خلیفہ بنا لیا اور شام کے بڑوں نے اس کی بیعت کر لی اس نے شام میں اپنی خلافت کے مضبوط کرنے کے بعد اپنی خلافت اور بنوامیہ کی حکومت کے مخالفین سے روبرو ہونے اور

Presented by Ziaraat.Com

جنگ کرنے کا ارادہ کرلیا تھا لہذا اس نے ایک لشکر حجاز کی طرف ابن زبیر کو کہ جس نے اپنے آپ کو مسلمانوں کا خلیفہ بنا رکھا تھا سرکوب کرنے کے لیے روانہ کر دیا اور ایک لشکر کوفہ میں انقلاب کے رہبر مختار اور ابراہیم اشتر کو زیر کرنے کے لیے تشکیل دیا۔ یہ دونوں لشکر اس نے ایک کا سردار اور فرمانده حبیش بن دلجہ قینی تھا کہ جسے حجاز روانہ کیا گیا اور دوسرا لشکر عبید اللہ بن زیاد کی کمان اور سرداری میں عراق کی طرف روانہ کر دیا۔ (ابن زیاد اس سے پہلے توابین سے جنگ کر چکا تھا کہ جس کی طرف پہلے اشارہ کیا جا چکا ہے)

مروان نے ابن زیاد کو حکم دیا کہ جب عراق پر مسلط ہو جائے اور کوفہ پر قبضہ کرلے تو تم ہی کوفہ میں عراق کے حاکم اور گورنر ہو گے۔ اور کوفہ پر قبضے کے بعد تین دن تک تمہارے لیے اور تمہارے لشکر کے لیے کوفہ والوں کا جان و مال اور ناموس حلال ہو گا جو چاہو کرو۔ لیکن ابن زیاد ابن زبیر کے گورنر سے جزیرہ کے علاقہ میں ایک سال تک جنگ کرنے کی وجہ سے وہ عراق پر حملہ نہ کر سکا۔

مروان کا مر جانا اور عبدالملک کا خلیفہ ہو جانا:

۶۶ھ میں مروان تھوڑے دن خلافت کرنے کے بعد مر گیا اور اس کا بیٹا خلافت کے عنوان سے اپنے باپ کی جگہ بیٹھ گیا عبدالملک کا بھی سب سے زیادہ مقصد ان دو اہم علاقوں حجاز اور عراق پر قبضہ کرنا تھا لہذا اس نے اپنے باپ کے پلان کے مطابق عمل کرنا شروع کیا اور ابن زیاد کو دوبارہ عراق پر قبضہ کرنے کے لیے حکم دیا اور تاکید کی کہ عراق کا معاملہ صاف کرے اور خود ہی وہاں پر حکومت کرے اور بہت زیادہ زور دیا کہ اپنے کام کو مضبوطی اور طاقت سے انجام دے۔ ابن زیاد جزیرہ کے علاقہ پر ابن زبیر کے گورنر کے مقابلہ میں قبضہ نہ کر سکا مجبور ہو کر اپنا رخ موصل کی طرف کر دیا۔ اس زمانے میں موصل پر مختار کی طرف سے عبدالرحمن بن سعید حکومت کر رہا تھا۔ عبدالرحمن نے ابن زیاد کے لشکر کے موصل کے علاقے میں داخل ہو

Presented by Ziaraat.Com

جانے کی مختار کو خبر دی عبدالرحمٰن نے وقتی طور سے موصل کا علاقہ خالی کر دیا اور خود تکریت کے علاقے میں جا کر مستقر ہو گیا۔

عبدالرحمٰن کا خط مختار کے نام:

اما بعد! عبیداللہ بن زیاد موصل میں داخل ہو چکا ہے اور اپنی فوج یہاں پر مستقر کر دی ہے میں موصل سے تکریت کی طرف چلا گیا ہوں تا کہ آپ کا حکم مجھے ملے۔ والسلام۔

مختار نے اسے فوراً جواب دیا اور لکھا کہ تمہارا خط مجھے مل گیا اور میں اس کے مضمون سے مطلع ہوا ہوں۔ آپ نے اچھا کیا کہ تکریت چلے گئے ہو آپ وہیں رہیں اور وہاں سے نہ ہٹیں یہاں تک کہ میرا حکم تجھے پہنچے۔ والسلام۔

مختار کا پروگرام تو یہ تھا کہ سب سے پہلے کربلا کے واقعہ میں جو لوگ امام حسینؑ کے خون بہانے میں شریک تھے اور ان سے مختار کو اپنے انقلاب سے بھی زیادہ خطرہ تھا انہیں اپنے راستے سے ہٹا دے لیکن شام کے لشکر کا عراق کی طرف حرکت کرنے کی وجہ سے مختار کا ارادہ بدل گیا اور پہلے شام کے لشکر پر حملہ کرنے کے لیے روانہ ہو گیا۔

انقلابی لشکر کی روانگی:

مختار نے فوراً یزید بن انس کو بلوایا اور اس سے کہا کہ عالم جاہل کی طرح اور حق باطل کی طرح نہیں ہوتا میں تجھے خبر دیتا ہوں کہ جس میں میں نے جھوٹ نہیں بولا ہوگا اور جھٹلایا بھی نہیں جاؤنگا اور یہ خبر درست ہے ہم مومن خوش بخت ہیں اور فاتح مسلمان ہیں اور تم اے یزید بن انس لشکر کا سپہ سالار ہو کہ جس کی لشکر اطاعت کرتا ہے ان کا اختیار تیرے قوی بازو میں ہے تو ان کو زیتون کی سرزمین اور سرسبز مناطق اور جاری چشموں کی طرف لے جا اور موصل کی طرف حرکت کر اور سرحد کے نزدیک ترین منطقہ میں جا کر مستقر ہو جا اور بے فکر رہ میں تمہاری مدد کے

Presented by Ziaraat.Com

لیے مرتب فوج بھیجتا رہونگا۔ یزید نے اپنے پورے شوق اور دلی رغبت سے اس اہم ڈیوٹی اور عہدے کو قبول کرلیا اس نے مطمئن اور سکون کے انداز میں مختار سے کہا کہ میں تین ہزار جنگی مرد سے زیادہ فوج نہیں چاہتا اور ان کا میں خود ہی انتخاب کرونگا۔ مجھے ایسی فوج کی آزادی دے دے اور اگر اس کے علاوہ کسی فوج مدد کی مجھے ضرورت ہوئی تو میں آپ کو خود لکھوں گا۔

مختار یزید کی اس طرح کی روحی طاقت سے بہت خوش ہوا اور کہا کہ اٹھ اور خدا کا نام لے کر اس طرح کی فوج کا انتخاب کر کہ جسے تو پسند کرتا ہے۔ یزید بن انس نے اپنا کام شروع کر دیا اور تین ہزار عمدہ اور بہترین جنگجو اور شہادت کے متمنی افراد کا انتخاب کیا اور ہر گروہ اور دستے کے کمان دار اور سالار اس طرح ترتیب دیئے نعمان بن ازدی کو مدینہ کے طائفہ کے گروہ پر معین کیا۔ عاصم بن قیس ہمدانی کو تمیم اور ہمدان پر اور ورقا بن عازب اسدی کو مزحج اور اسد قبیلے پر اور سعد بن ابی سعد حنفی کو ربیعہ اور کندہ قبیلے پر منصوب کیا۔

یہ معلوم ہونا چاہیے کہ یہ اشخاص عراق کے نمایاں افراد تھے اور جن قبائل کا انتخاب کیا گیا تھا وہ تمام شیعہ اور مخلص اور اہل بیتؑ کے بہت زیادہ حب دار تھے۔ یہ رضا کارانہ فوج مختار اور کوفہ کے شیعوں کے باقاعدہ رخصت کرنے کے بعد اپنی ماموریت کے نقطے کے طرف روانہ ہوگئی۔ مختار نے بذات خود انہیں کافی فاصلہ دیر ابوموسیٰ تک جا کر خدا حافظی کی اور رخصت کرتے وقت مختار نے یزید بن انس کو چند نصیحتیں کیں اور کہا۔ کہ جب تم دشمن کے سامنے جاؤ تو فوراً ان پر حملہ کر دینا اور انہیں مہلت نہ دینا اور وقت کو اپنے ہاتھ سے نہ جانے دینا اور مجھے مرتب اپنے کاموں سے خبر دیتے رہنا اور اگر مدد کے لیے فوج کی ضرورت ہو تو مجھے فوراً لکھنا اور اگر تجھے مدد کی ضرورت نہ بھی ہوئی تب بھی میں تیری مدد کے لیے فوج روانہ کرتا رہونگا کیونکہ لڑنے والی فوج کی ہمت افزائی کے لیے ایسا کرنا اچھا ہوتا ہے اور لڑنے والوں پر اس کا مثبت اثر ہوتا ہے اور دشمن کو زیادہ مرعوب کر دیتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

دعا کریں کہ شہید ہو جاؤں

پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ یزید بن انس مختار کا باوفا دوست مخلص اور فداکار اور بہادر انسان تھا اور اہل بیت علیہم السلام کی محبت میں غرق اور ان کے راستے میں شہید ہو جانے کو اپنے لیے بزرگ ترین سعادت سمجھتا تھا جب یہ ابن زیادہ کے ساتھ جنگ کرنے جا رہا تھا تو اس نے مختار سے یوں کہا کہ مجھے مدد دینے کے لیے تقویتی فوج بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے صرف میرے لیے دعا کرنا تیری دعا ہی میرے لیے کافی ہے۔ جب لوگ اس کو اور اس کی فوج کو رخصت کرنے کے لیے گئے تو لوگوں نے اس کے لیے اس طرح کی دعا کی "صحبك الله و امدك و ایدك "یعنی خدا تیرے ساتھ ہو اور فتح اور کامیابی تجھے نصیب ہو اور خدا تیری مدد کرے۔ یزید بن انس نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا "سلو الله لي الشهادته" تم اللہ تعالی سے میرے شہید ہو جانے کی دعا کرو۔

اس نے خداوند عالم کے عشق اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کی اہل بیتؑ کی محبت سے پر دل سے کہا بخدا جب میں دشمن کے روبرو ہونگا اور اگر فتح مجھے حاصل نہ ہوئی تب بھی اپنی شہادت کو اپنے ہاتھ سے نہیں جانے دونگا انشاء اللہ۔ یہ دلیر انسان تین ہزار کا جنگجو لشکر اپنی کمان میں لے کر شہادت کی تمنا کے ساتھ موصل کی سرزمین کی طرف روانہ ہو گیا جہاں ابن زیاد نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ ڈالا ہوا تھا۔

مختار کا خط:

مختار نے اسی سپہ سالار کے توسط سے اپنے موصل کے گورنر عبدالرحمٰن بن سعید کو ایک خط لکھا کہ یزید بن انس کو آزادی دینا تا کہ وہ اپنی ماموریت پر عمل کر سکے۔ والسلام۔ انقلاب کا یہ رضا کارانہ لشکر روانہ ہو گیا اور پہلی رات سوار نامی علاقے میں بسر کی دوسری صبح کو روانہ ہو گئے

Presented by Ziaraat.Com

اور مدائن میں وارد ہو گئے۔ لشکر نے یزید بن انس سے تیز رفتاری کی شکایت کی اس نے ان کی خواہش پر ایک اور رات مدائن میں انہیں آرام کرنے کے لیے ٹھہرنے دیا اس کے بعد جوخی نامے علاقے سے گزرتے ہوئے اور اذنات کے راستے موصل پہنچ گئے۔ اور بنات نامی ٹیلے کے نزدیک لشکر کو مستقر کر دیا۔

دشمن کو خبر مل گئی:

ابن زیاد کو انقلابی فوج کے چل پڑنے کی خبر مل گئی اور ان کے ٹھہر جانے کی جگہ سے بھی مطلع ہو گیا اس نے ایک جاسوس کو اس کی فوج کی تعداد اور حالات معلوم کرنے کے لیے روانہ کر دیا۔ ابن زیادہ کو اطلاع دی گئی کہ انقلابیوں کی جنگجو فوج کی تعداد تین ہزار کوفہ کے لوگوں پر مشتمل ہے۔ ابن زیاد نے غرور آمیز انداز میں کہا کہ یہ تو کچھ بھی نہیں ہیں میں ان کے ہر ایک ہزار کے مقابلے میں دو ہزار آدمی بھیجونگا۔ اس کے بعد اپنے دو دوست ربیعہ بن مخارق اور عبداللہ بن حملہ خثعمی کو بلوایا اور ان میں سے ہر ایک کو تین ہزار فوج دی سب سے پہلے ربیعہ کو حکم دیا کہ وہ اپنے تین ہزار آدمی لے کر چل پڑے اس کے ایک دن بعد عبداللہ بن حملہ کو تین ہزار آدمیوں کے ساتھ انقلابیوں سے مقابلہ کرنے کے لیے روانہ کر دیا اور انہیں حکم دیا کہ ان میں سے جو پہلے ان کے مقابلہ میں پہنچ جائے وہ سالار ہوگا اور دوسرا اس کی اطاعت کرے ربیعہ اپنے لشکر کے ساتھ پہلے پہنچ گیا اور اسی بنات نامی ٹیلے کے پہلو میں جا کر اپنی فوج ٹھہرالی۔

فرماندہ کی بیماری:

متاسفانہ انقلابیوں کی فوج کا سردار اور سالار اس خطرناک موقع پر بیمار پڑ گیا اور شاید اس کی بیماری کا سبب اس کا تیز سفر کرنا اور راستے میں آرام نہ کرنا تھا۔

ابو صیقل کہتا ہے ہمارا سردار اور سالار جب خچر پر سوار ہو کر لشکر کا معائنہ کرنے نکلا تو وہ

Presented by Ziaraat.Com

بیمار نظر آ رہا تھا اور اسے دو آدمیوں نے دائیں اور بائیں سے پکڑ رکھا تھا اور اس کا خیال رکھے ہوئے تھے۔ اس نے اپنی فوج کی پریڈ دیکھی اور جب کسی دستے کے آخری نقطہ تک پہنچتا تو ٹھہر جاتا اور بلند ایمانی طاقت سے انہیں آواز دیتا: ''یا شرطہ اللہ اصبرو توجروا و صابروا عدوکم تظفروا قاتلوا اولیاء الشیطن ان کید الشیطن کان ضعیفا'' یعنی اے خدائی فوج صبر کرو تمہیں اجر دیا جائے گا۔ دشمن کے مقابلے میں پامردی اور استقامت کرو تا کہ فتح حاصل کرو۔ شیطان کے لشکر سے لڑو اور جان لو کہ شیطان کا مکر کمزور اور سست ہوتا ہے۔ اس کے بعد کہا کہ اگر میں مارا گیا تو تمہارا سپہ سالار ورقاء بن عازب ہوگا اور اگر وہ بھی مارا گیا تو پھر تمہارا سپہ سالار عبداللہ بن ضمرہ عزری ہوگا اور اگر وہ بھی مارا جائے تو پھر تمہارا سپہ سالار سعد بن ابی سعد حنفی ہوگا۔ ابوصیقل کہتے ہیں کہ بخدا میں اس کے ساتھ تھا میں اس کی مرض کی شدت سے اس کے چہرے پر موت کے آثار دیکھ رہا تھا۔

جنگی تیاری:

ابوصیقل نے کہا ہے کہ ہمارے بیمار سپہ سالار یزید بن انس نے اپنی فوج کو منظم کیا اور عبداللہ بن حمزہ کو لشکر کے میمنہ پر معین کیا اور سعد بن ابی سعد کو لشکر کے میسرہ پر معین کیا ورقاء بن عازب کو سوار فوج کی کمان دی اور خود اپنے گھوڑے سے اترا اور تخت پر بیٹھ گیا اور پیادہ فوج کی کمان اپنے ذمے لی۔

فوج کو منظم کرنے اور کامل حملہ کی تیاری کے بعد حکم دیا کہ کھلے میدان میں دشمن سے جنگ شروع کر دو اور مجھے پیادہ فوج کے ساتھ آگے لڑنے کے لیے روانہ کر دو اس کے بعد تم اگر چاہو تو اپنے اپنے سپہ سالار کی اطاعت کر دو اور لڑائی شروع کر دو اور اگر لڑنے پر حاضر نہ ہو تو پھر فرار کر جاؤ۔ صیقل جو اس لڑائی کا عینی گواہ ہے کہتے ہیں کہ لڑائی شروع ہوگئی لڑائی کی ابتداء عرفہ ۶۶ھ میں ہوئی۔ فوج کا چیف کمانڈر اور سپہ سالار جو بیمار تھا بہت مشکل سے تخت پر بیٹھا رہا کبھی

Presented by Ziaraat.Com

کہتا تھا کہ اس طرف بیٹھوں یا اس طرف بیٹھنا بہتر ہے اور کبھی اسے اتنا شدید درد ہوتا تھا کہ اپنا سر تھوڑی دیر کے لیے تخت پر رکھ دیتا تھا اور تھوڑا سا آرام کر لیتا تھا اور پھر اپنا سر اٹھاتا اور اسی حالت میں لڑائی لڑنے کی نگرانی کرتا تھا اس کی فوج اس کے حکم کے تحت دشمن سے لڑ رہی تھی اور یہ لڑائی اس دن سورج نکلنے سے پہلے رات کی سفیدی میں ہو رہی تھی۔

ابو صیقل کہتے ہیں کہ دشمن کے میسرہ کی فوج ہماری میمنہ کی فوج سے لڑ رہی تھی اور ان کے درمیان بہت سخت جنگ ہو رہی تھی۔ ہماری میسرہ کی فوج نے دشمن کی میمنہ فوج پر حملہ کر دیا اور انہیں پیچھے دھکیل دیا۔ ورقاء بن عازب نے جو پیادہ فوج کا سپہ سالار تھا پوری بہادری سے دشمن کے لشکر کے قلب پر حملہ کر دیا اور دشمن نے شکست اٹھائی اور بھاگ نکلا اور ابھی سورج نہیں نکلا تھا کہ دشمن کی فوج تتر بتر ہو گئی اور ہم نے ان کے سپہ سالار کے مرکز پر قبضہ کر لیا اور ان کی چھاونی کو حاصل کر لیا۔

دشمن کے سپہ سالار کا قتل:

موسیٰ بن عمر نے کہا ہے کہ شام کی فوج تتر بتر ہو گئی تھی میں اپنی شام کی فوج کے سپہ سالار کے قریب پہنچا لوگ اس سے متفرق ہو چکے تھے اور وہ پیادہ ہو چکا تھا اور فریاد کر رہا تھا اے اطاعت کرنے والو اور بات قبول کرنے والو میری طرف آؤ میں تمہارا سپہ سالار ابن مخارق ہوں۔ موسیٰ کہتا ہے کہ اسی دوران جب کہ میں کم سال تھا اپنے سپہ سالار کے ڈر کے مارے اس کے پاس کھڑا ہو گیا اچانک شیعوں کے دو آدمی عبداللہ بن ورقاء اسدی اور عبداللہ بن حمزہ عذری نے ہمارے سپہ سالار پر حملہ کر دیا اور اسے قتل کر دیا۔

دشمن کی فوج کی حالت:

شام کی فوج کے سپہ سالار ابن مخارق نے اپنے قتل ہونے سے پہلے اور فوج کی

Presented by Ziaraat.Com

شکست کھا جانے کے بعد اپنی فوج کو دوبارہ منظم کر لیا تھا۔

عمرو بن مالک ضبی نے کہا ہے کہ میں جوان تھا اور اپنے چچا کے ساتھ ابن المخارق کی فوج میں تھا جب ہم کوفیوں کے آمنے سامنے ہوئے ابن المخارق نے اپنی فوج کو بہت اچھی طرح منظم کیا ہوا تھا اس نے اپنی فوج کے میمنہ کو اپنے بھتیجے کے سپرد کیا ہوا تھا اور میسرہ کو عبدربہ سلمی کے سپرد کیا ہوا تھا۔ اور خود سوار فوج کے ہمراہ لشکر کے سامنے کھڑا ہوا اور بلند آواز سے کہا۔ شامیو! تم ان غلاموں کے آمنے سامنے ہو کہ جن کو تم نے آزاد کیا تھا یہ اپنے آقاؤں سے بھاگے ہوئے ہیں تمہاری جنگ ایک ایسے گروہ سے ہے کہ جنہوں نے اسلام کو چھوڑ دیا ہے اور دین سے خارج ہو چکے ہیں یہ آزاد اور بے پرواہ لوگ ہیں ان کا کوئی نگاہ بان نہیں ہے یہ عربی زبان نہیں بولتے۔ عمرو کہتا ہے خدا کی قسم میں نے اپنے لشکر کے سپہ سالار کی باتوں پر یقین کر لیا تھا۔ ہم ان سے لڑ پڑے میں نے جنگ کی گرما گرمی میں دیکھا کہ عراق کی فوج کا ایک آدمی اپنی تلوار لے کر شام کے فوج پر ٹوٹ پڑا۔ اور اس طرح کا شعر پڑھنے لگا۔ کہ ہم حکمیت کے حامیوں سے بیزار ہیں اور یہ مذہب ہماری نگاہ میں باطل ہے۔ اس وقت ہماری جنگ انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔ عراق کے شیعوں نے ہمیں شکست دے دی اور ہم فرار ہو گئے اور ظہر کے وقت تک ہم تتر بتر ہو چکے تھے ہمارا کمانڈر اور سپہ سالار ابن مخارق قتل ہو چکا تھا اور ہماری چھاؤنی عراقیوں کے قبضے میں آ چکی تھی۔

دشمن کی فوج کا دوبارہ منظم ہو جانا:

ابن مخارق کی تین ہزار فوج کی شکست کے بعد اور مختار کی فوج کے فتح پا لینے کے بعد عراق کی فوج کے سپہ سالار یزید بن انس نے ہماری شکست خوردہ فوج کو پیچھے دھکیل دیا۔ اسی اثناء میں ابن زیاد کی فوج کا تین ہزار آدمی پر مشتمل دوسرا دستہ عبداللہ بن حملہ کی سرکردگی میں آ پہنچا ابن مخارق کی بھاگی ہوئی فوج کو وہ دوبارہ لوٹا لایا اور پھر انہیں منظم کر کے انقلابی فوج کے

Presented by Ziaraat.Com

سامنے مقابلہ کرنے کے لیے سامنے آ گیا اور اسی بنات نامی ٹیلے کے پہلو میں آ کر پڑاؤ ڈال دیا دشمن کی فوج کے سردار عبداللہ نے رات کو اپنی فوج کو آرام کرایا اور صبح کی نماز کے بعد اپنی فوج کو ترتیب دے کر منظم کیا اور میمنہ پر زید بن خزیمہ کو اور ابن قیصر محامی کو لشکر کے میسرہ پر معین کیا اور خود سوار اور پیادہ فوج کی کمان سنبھال کر عراقی فوج کے سامنے آ گیا اور اس دن عید قربان ۶۶ھ کا دن تھا۔

جنگ کا طبل بجایا اور دونوں لشکروں میں ایک خاص اہتمام سے جنگ شروع ہو گئی دشمن کی فوج کا ایک آدمی عمرو کہتا ہے کہ اس دن بھی ہم نے بہت بری طرح عراقیوں سے شکست کھائی اور رسوا اور ذلیل ہو کر بھاگے اور ہم نے بہت زیادہ نقصان اٹھایا اس دفعہ بھی ہماری چھاؤنی شیعوں کے قبضے میں آ گئی اور شام کی باقی ماندہ فوج بھاگ کھڑی ہوئی اور اپنے آپ کو ابن زیادہ کے لشکر تک پہنچایا اور تمام واقعہ ابن زیادہ سے بیان کیا گیا دشمن کی چھ ہزار فوج نے شیعوں کی تین ہزار مومن فوج سے شکست کھائی اور ان کے دو سردار اور سپہ سالار بھی قتل ہو چکے تھے اور ان کی فوج بہت زیادہ تعداد بھی ہلاک ہو چکی تھی۔ موسیٰ بن عامر نے کہا ہے کہ عبداللہ بن حملہ جو دوسرے تین ہزار دستے کا سپہ سالار تھا وہ بھی عبداللہ بن قراد کے ہاتھوں قتل ہو گیا اور شام کی فوج کو شکست اٹھانا پڑی۔

اسی حالت میں شیعوں کے سردار اور سپہ سالار یزید بن انس کی بیماری شدید ہو گئی اور وہ جان کنی کے عالم میں پہنچ گئے۔ دشمن کے تین آدمی گرفتار کیے ہوئے یزید بن انس کے سامنے پیش کیے گئے یزید بات کرنے کی طاقت کھو چکا تھا اپنے ہاتھ کے اشارہ سے اپنی انگلی اپنے گلے پر رکھی کہ ان کی گردن اڑا دو چنانچہ ان تمام کو قتل کر دیا گیا۔ مختار کی فوج کی جنگ یزید بن انس کی سپہ سالاری میں ابن زیاد کی فوج سے عرفہ کے دن ۶۶ھ میں واقع ہوئی اور عید کے دن شام کی فوج کے شکست کھا جانے سے ختم ہو گئی۔

Presented by Ziaraat.Com

سپہ سالار کی موت:

مختار کی فوج کا بہادر اور نامور سپہ سالار یزید بن انس اپنی بیماری کی شدت سے ابن زیاد کی فوج پر فتح حاصل کرنے کے تیسرے دن اللہ سے جا ملا اور وفات پا گیا اور اپنے مقدس دفاع اور اہل بیتؑ کی محبت اور اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہوئے اپنی جان خالق جان کے سپرد کر دی۔ (اس کی پاک روح پر خدا کی رحمت نازل ہو)

یزید بن انس مختار کی فوج کے سپہ سالار ہے جس نے اپنی ذمہ داری کو اچھی طرح نبھایا اور انجام دیا تھا اور دشمن کے لشکر کو جو اس سے دوگنا تھا درس عبرت تھا اور اپنی جان اپنے ہدف پر قربان کر گیا تھا اس کی نماز جنازہ اس کے جانشین ورقاء نے پڑھائی اور اسے اسی جنگ کے میدان میں دفن کر دیا گیا۔ اس کی موت نے فتح کی خوشی کی شیرینی کو جو اس کی شہادت طلب فوج میں موجود ہوئی تھی تلخی میں بدل دیا اور ایک غم واندوہ اور حسرت اور اشکبار آنکھوں سے انہوں نے اس کے بدن کو خاک کے سپرد کر دیا۔ کفن و دفن کے مراسم کے ادا کرنے کے بعد نئے سپہ سالار نے فوج سے خطاب کیا اور کہا کہ مجھے قابل اعتماد ذریعے سے اطلاع دی گئی ہے کہ عبید اللہ بن زیاد کے لیے بنوامیہ کے خلیفہ کی طرف سے اسی ہزار فوج ہمارے مقابلہ کے لیے روانہ ہو چکی ہے اب ہمیں اپنی تین ہزار فوج کے ساتھ اتنی بڑی فوج سے جنگ کرنی چاہیے یا اسی کامیابی اور فتح پر اکتفا کر کے واپس مختار کے پاس لوٹ جانا چاہیے تا کہ دیکھیں کہ وہ کیا حکم دیتے ہیں۔ ورقاء کی گفتگو نے فوج کے درمیان چہ میگوئیاں شروع کر دیں اور ان میں سے اکثر کا خیال واپس لوٹ جانے کا تھا تا کہ اپنی پوزیشن بہتر بنا کر دشمن سے جنگ کریں۔

سپہ سالاروں کا مشورہ:

نئے سپہ سالار نے فوج کے سرداروں اور سپہ سالاروں کو مشورہ کرنے کے لیے اکٹھا کیا اور حالات کو ان کے سامنے بیان کیا اور اس بارے میں ان کی رائے معلوم کی اور کہا کہ

Presented by Ziaraat.Com

تمہاری کیا رائے ہے اور یہ خیال نہ کرنا کہ میں تمہارا سپہ سالار اور حاکم ہوں نہ بلکہ میں بھی تم میں سے ایک فرد ہوں میری رائے اور فکر تمہاری رائے اور فکر سے بہتر اور بالاتر نہیں ہے تم بتلاؤ کہ ہم کیا فیصلہ کریں؟ ابن زیاد ایک عظیم لشکر کے ساتھ ہماری طرف چل پڑا ہے اور اس منظم لشکر کی اپنے ساز و سامان کے ساتھ ہم سے لڑنے کے سوا کوئی اور غرض نہیں ہے میری رائے یہ ہے اور میں اپنی اور تمہاری مصلحت اس میں دیکھتا ہوں کہ ہم اپنی اس تھوڑی سی فوج سے دشمن کی اسی ہزار فوج کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے ہماری فوج کو ہمارے سپہ سالار کی موت کے زخم نے ان کی روحیت کو کمزور کر دیا ہے اور ایک گروہ جنگ کرنے پر بھی آمادہ نہیں ہیں اب جبکہ ابھی تک دشمن کی فوج ہم تک نہیں پہنچ پائی یہاں سے واپس چلے جائیں تو دشمن کے دل میں یہ خیال پیدا ہوگا کہ انہوں نے اپنے سپہ سالار کے مر جانے کی وجہ سے میدان چھوڑ دیا ہے اور ہمارا سابقہ رعب ان کے دلوں پر برقرار رہے گا کیونکہ ہم اس سے پہلے ان کی فوج کو شکست دے چکے ہیں اور ان کے سپہ سالاروں کو بھی قتل کر چکے ہیں ان کی نگاہ میں ہمارے واپس چلے جانے کا معقول عذر ہمارے سپہ سالار کی موت ہوگی نہ ان سے خوف اور ڈر اور اگر موجودہ حالت میں رہ جائیں اور ان سے جنگ کریں تو یقیناً ہم سب کی جان خطرے میں ہوگی اور اگر ہم نے شکست اٹھالی اور بھاگ گئے تو پھر ہماری پہلی فتح اور کامیابی بے قیمت اور بے ارزش ہو جائے گی۔ میں بہتر یہ دیکھتا ہوں کہ ہمیں وقتی طور سے یہاں سے چلا جانا چاہیے تاکہ کوئی بہتر صورت بعد میں سوچ کر ان سے جنگ کریں ایک سپہ سالار جو بہت غور سے ورقاء کی بات سن رہا تھا اس نے ورقاء کی تمام گفتگو کی تائید کی اور کہا کہ تم درست کہہ رہے ہو اور کہا کہ اللہ کا نام لے کر اپنی فوج کو واپس جانے کا حکم دو۔ خدا آپ پر رحمت نازل کرے اس طرح سے شیعوں کا طالب شہادت لشکر دشمن پر کاری ضرب لگا کر کوفہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

Presented by Ziaraat.Com

یزید بن انس کی موت کا ردعمل:

انقلابی فوج کے واپس لوٹ آنے اور ان کے سپہ سالار کے فوت ہو جانے کو کوفہ میں بہت زیادہ غلط انداز میں پیش کیا گیا۔ مختار نے خود اس بات کی تحقیق اپنے ہاتھ میں لے لی لیکن کوفہ میں انقلابیوں کے مخالفوں نے مختار اور اس کے شیعوں کے خلاف ماحول خراب کر دیا اور کہنے لگے نہیں یزید بن انس فوت نہیں ہوا بلکہ وہ قتل کر دیا گیا ہے اور اس کی فوج نے شکست کھائی ہے اور اب وہ واپس آ گئے ہیں۔ مختار خود بھی شک میں پڑ گیا اس نے بہت جلد اپنے معتمد جاسوس کو مدائن کے گورنر کے پاس روانہ کیا تا کہ وہ وہاں جا کر نزدیک سے حالات معلوم کرے۔ انہوں نے جا کر معلوم کیا تو اسے بتلایا گیا کہ یزید بن انس کی فوج نے فتح حاصل کی ہے اور وہ بیماری کی وجہ سے فوت ہو گیا ہے۔

ابراہیم اشتر کی روانگی:

جب مختار نے کوفے میں مخالفوں کے اس طرح کے پروپیگنڈے کو دیکھا تو فوراً ابراہیم اشتر کو جو شکست ناپزیر اور تمام فوج کا چیف کمانڈر تھا بلایا اور اسے حکم دیا کہ فوراً سات ہزار تازہ دم فوج لے کر یزید بن انس کی فوج جو واپس آ رہی ہے سے جا ملے اور جہاں بھی ان سے ملاقات ہو جائے ان کو بھی اپنی سپہ سالاری میں لے کر وہیں سے دشمن کی طرف چل پڑے۔ ابراہیم بھی بلا فاصلہ اپنی فوج کو لے کر چل پڑا اور کوفہ کے نزدیک ایک علاقے میں کہ جسے حمام اعین کہا جاتا تھا یزید بن انس کی فوج سے جا ملا۔ اور وہیں ٹھہر گیا تا کہ تمام فوج کو منظم کر کے دشمن کی طرف چل پڑے۔

Presented by Ziaraat.Com

دسویں فصل

کوفہ میں گڑبڑ

Presented by Ziaraat.Com

پہلا حصہ

﴿کوفہ میں شورش﴾

یزید بن انس کی موت کی خبر اور مختار کی فوج کے واپس آ جانے اور مخالفین انقلاب کے پروپیگنڈے کی وجہ سے ضد انقلاب کے سرکردہ لوگوں کو فرصت ملی اور انہوں نے مختار کے خلاف خطرناک سازشیں شروع کر دی اور سازش کے لیے کوفہ میں زمین بھی ہموار ہو چکی تھی کیونکہ امام حسین علیہ السلام کے اکثر قاتل کوفی تھے اور کوفہ میں ہی رہتے تھے مختار کا کامیاب ہو جانے کو وہ اپنے لیے خطرناک سمجھتے تھے حالانکہ مختار نے اس وقت تک انہیں معمولی بہانہ بھی نہیں دیا تھا بلکہ وہ اس طرح ظاہر کرتا تھا کہ شام کی حکومت سے جنگ کرنے کے سوا اس کی کوئی اور غرض نہیں ہے یا ان لوگوں سے جنگ کرنا مقصود ہے جو خود اس سے جنگ کرنا چاہیں گے اور دوسرے لوگوں سے وہ معترض نہیں ہوگا۔ لیکن اس کے باوجود امام حسین علیہ السلام کے قاتل اور دوسرے وہ لوگ جو واقعہ کربلا میں شریک تھے مختار سے مطمئن نہ تھے خوف اور ڈر کے مارے بظاہر تو مختار کی بیعت بھی کر لی تھی اور اس کا ساتھی ہونے کو بھی ظاہر کرتے تھے لیکن ہر وقت انہیں ڈر رہتا تھا کہ کسی وقت بھی وہ مختار کے دام میں پھنس سکتے ہیں لہذا انہوں نے موجودہ حالات کو اپنے لیے ہموار دیکھا اور مختار کے خلاف ایک نیا محاذ کھول دیا تا کہ مختار کے کام کا خاتمہ کر دیں اور شیعوں کے کامیاب انقلاب کو ختم کر دیں۔ انقلاب کے مخالف اور امام حسین علیہ السلام کے قاتل مختار سے کئی ایک وجوہ سے غضبناک تھے اور اس کے خلاف مناسب وقت کی تاڑ میں تھے تا کہ اس کے خلاف شورش برپا کر دیں۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱) مختار اہل بیت علیہم السلام کا بہت سخت حامی اور محب تھا اور اس نے امام حسین علیہ السلام کے خون کا انتقام لینے کی غرض سے انقلاب برپا کیا تھا اور یہ واضح ہے کہ اگر وہ امام حسین علیہ السلام کے خون کا انتقام لینا چاہتے تو ہر اس شخص سے کہ جس کا امام حسین علیہ السلام کے خون بہانے میں دخل تھا اس پر انتقام کی تلوار چلے گی اور اسے چھوڑا نہیں جائے گا۔

(۲) کوفہ کے محروم طبقے اور فقراء بالخصوص موالی اور ایرانیوں کا جو اس وقت تک اپنے حقوق حقہ سے بنوامیہ کی حکومت اور ابن زبیرؓ کے تسلط میں محروم تھے اور تعصب نژادی میں پس رہے تھے ان سب کو کوفہ کے اشراف اور سرداروں کے خلاف غضبناک کر رکھا تھا اور وہ اپنے ان تلخ حقائق کا اظہار کیا کرتے تھے۔

(۳) اگر مختار کا انقلاب کامیاب رہے اور اس کی حکومت دوام پیدا کر لے تو پھر یقینی تھا کہ محروم طبقے اور شیعوں کا ہاتھ مضبوط رہے گا تو اس حالت میں کوفہ کے بڑے سردار اور اشراف اپنی موت کو قطعی قرار دیتے تھے۔

ان سابقہ بیان کردہ امور کی وضاحت ان بیانات سے ہو جاتی ہے جو انقلاب کے مخالف کوفہ کے سردار دیا کرتے تھے۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ کوفہ میں موجود حالات میں انقلاب کی مخالفت کے رہبر دو منافق چہرے کر رہے تھے۔ ایک شبث بن ربعی جو انقلاب کی مخالفت میں خیانت کا اصلی عنصر تھا۔ ہم یہاں تھوڑا سا اس پلید چہرے کی نقاب کشائی کرتے ہیں تا کہ مختار کے خلاف کوفہ میں شورش برپا کرنے کی اصلی حقیقت اور ماہیت واضح ہو جائے۔

شبث کون تھا:

آیت اللہ خوئی شبث کے بارے میں یوں تحریر کرتے ہیں شبث پہلے امیر المومنین علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھا لیکن بعد میں خوارج سے مل گیا۔ شبث نے امام حسین علیہ السلام کے شہید ہو جانے کے شکرانے میں ایک مسجد بنائی تھی۔ اس مطلب کو سالم نے امام محمد باقر علیہ السلام

Presented by Ziaraat.Com

سے نقل کیا ہے حضرت علی علیہ السلام نے لوگوں کو پانچ مسجدوں میں نماز پڑھنے سے منع کر دیا تھا ان میں سے ایک یہی مسجد تھی کہ جسے شبث نے از سر نو تعمیر کر دیا تھا۔ جن لوگوں نے امام حسین علیہ السلام کو کوفہ آنے کی دعوت کے لیے خط تحریر کیے تھے ان میں سے ایک یہی شبث تھا جو بعد میں امام حسینؑ کا مخالف ہو گیا اور کربلا میں امام حسین علیہ السلام کے ساتھ جنگ کی امام حسین علیہ السلام نے عاشورا کے دن اپنے خطبے کے بیان کرتے وقت اسی شبث کو آواز دی تھی اور فرمایا تھا۔ اے شبث بن ربعی اور اے حجار بن ابجر اور قیس بن اشعث اور اے یزید بن حارث کیا تم نے مجھے کوفہ آنے کے لیے خط نہیں لکھا تھا؟ ایک دفعہ امیر المومنین علیہ السلام نے شبث سے فرمایا کہ اے شبث اور حریث کے بیٹے تم دونوں میرے بیٹے حسین علیہ السلام سے جنگ کرو گے۔

منہاج البراعۃ میں شبث کے بارے میں یوں لکھا ہے کہ شبث بن ربعی ہزار چہرے والا متلون مزاج انسان تھا اور صحیح راستے پر نہیں تھا وہ ایک منافق خونریز اور بے باک اور بے پرواہ تھا جو ہر آواز کے پیچھے جاتا اور فتنہ اور فساد کا سردار تھا۔ شبث مختار کے خلاف سازش کرنے میں ان معروف منافقین میں سے ایک تھا اور کوفہ کے بڑے لوگوں کا سرکردہ تھا۔

ابن اثیر لکھتے ہیں کہ شبث بن ربعی تمیمی ریاحی کوفہ کے شیعوں میں سے ایک سردار تھا اور حضرت علی علیہ السلام کے زمانے میں آپ کے ساتھ مل کر معاویہ سے جنگ کی تھی حضرت علی علیہ السلام کی حکومت کے آخری دنوں تک صحیح راستے پر اور حق کا طرفدار رہا لیکن خوارج کی جنگ میں حضرت علی علیہ السلام سے علیحدہ ہو گیا اور خوارج کے ساتھ مل گیا۔ شبث امام حسن علیہ السلام کی شہادت کے بعد جب معاویہ کوفہ پر مسلط ہو گیا تو معاویہ سے مل گیا اور معاویہ کے مر جانے کے بعد کوفہ کے ان سرداروں میں سے ایک تھا کہ جنہوں نے امام حسین علیہ السلام کو کوفہ آنے کی دعوت دی تھی لیکن جب ابن زیاد کوفہ پر مسلط ہو گیا تو یہ ابن زیاد کے ساتھ مل گیا اور حضرت مسلم بن عقیل کے ساتھ جنگ کی ابن زیاد کے امام حسین علیہ السلام کے خلاف کربلا میں فوج بھیجنے کے وقت یہ شبث بھی ایک

Presented by Ziaraat.Com

فوج کے دستہ کا ابن سعد کی طرف سے کمان دار تھا اور کربلا کے واقعہ کے بعد تھوڑا سا پشیمان ہوا اور اپنے آپ کی ملامت کیا کرتا تھا جب ابن زبیر کوفہ پر مسلط ہو گیا تو یہ بھی ابن زبیر کی حکومت کا طرفدار ہو گیا۔ توابین کے انقلاب میں توابین کے مخالفین میں سے تھا اور بالآخر مختار کی ابن مطیع سے جنگ میں شبث ہی ابن مطیع کی فوج کا سپہ سالار اور سردار تھا اور مختار سے جنگ کی اور جب مختار کامیاب ہو گیا تو اس نے خوف کے مارے مختار کی بیعت کر لی۔

وہ مخلص شیعوں اور مختار کے انقلاب کی کامیابی سے خوفزدہ تھا اور مناسب وقت کی تاڑ میں تھا کہ جس میں وہ انقلاب اور مختار پر وار کر سکے۔ اس کو یہ فرصت اس وقت حاصل ہوگئی جب مختار کا لشکر یزید بن انس کی سرکردگی میں شام کی حکومت سے لڑنے کے لیے ابن زیاد کے مقابلے میں گیا اور یزید بن انس کے فوت ہو جانے کی وجہ سے واپس کوفہ کی طرف لوٹ آیا۔ مختار کے انقلاب کے شکست کھا جانے کا کوفہ میں منافقین کی طرف سے خوب پروپیگنڈا کیا گیا۔ اس وقت شبث مختار کے خلاف سازش کرنے کے لیے میدان میں وارد ہو گیا۔

انقلاب کے خلاف پروپیگنڈا:

طبری لکھتے ہیں کہ یزید بن انس کی موت اور ابن زیاد کے مقابلہ مختار کی فوج کی واپسی پر کوفہ میں عکس العمل موجب ہوا کہ کوفہ کے بڑے اور سردار لوگ انقلاب کے خلاف متحد ہو کر سازش کرنے لگے اور انہیں اتنی جرات پیدا ہوگئی کہ انہوں نے اپنا ایک جلسہ منعقد کیا یزید بن انس شام کی فوج سے جنگ میں فوت ہو گیا تھا اور ابن زیاد کے لشکر نے شکست فاش اٹھائی تھی لیکن ان منافقین نے کہنا شروع کر دیا کہ یزید فوت نہیں ہوا بلکہ قتل کیا گیا اور مختار نے ہماری رائے کے بغیر یزید بن انس کو لشکر کا حاکم اور سردار معین کر دیا تھا اور مختار برابر موالی اور غلاموں کو ہم پر ترجیح دیتا جا رہا ہے اور انہیں بہت عمدہ گھوڑوں پر سوار کرتا ہے اور غنیمت اور بیت المال سے انہیں مال دے دیتا ہے مختار کا ایسا کرنا اس کا موجب ہے کہ ہمارے غلام اور زیردست ہم پر

Presented by Ziaraat.Com

مسلط ہو چکے ہیں اور ہماری زندگی کو تلخ کر دیا ہے اب ہماری کوئی بھی بات نہیں سنتا لہٰذا اس کے بارے میں سوچ بچار کرنا چاہیے بہتر یہ ہے کہ کوفہ کے اشراف اور بڑے لوگ شبث بن ربعی جیسے بڑے آدمی اور رئیس کے ہاں اکٹھے ہوں ان تمام لوگوں نے اس تجویز کو قبول کرتے ہوئے اتفاق کیا کہ وہ شبث کے گھر اکٹھے ہو جائیں گے۔ شبث زمانہ جاہلیت کے ان باقی زندہ رہنے والوں میں سے تھا جو بعد میں مسلمان ہو گیا تھا۔

شبث کے گھر سازش:

مختار کے مخالفین میں سے وہ لوگ جو کربلا کے واقعہ کے اصلی سبب تھے اور خود کوفہ میں ہی رہتے تھے مختار کے انقلاب کے کامیاب ہو جانے سے بہت زیادہ خوفزدہ تھے لیکن انہوں نے مختار کے تسلط حاصل کر لینے کے بعد ڈر کے مارے انقلاب کی حمایت کا اظہار کر دیا تھا لیکن باطن میں اس کے درپے تھے کہ مختار کی پیٹھ میں خنجر ماریں۔ جب مختار کا لشکر ابراہیم اشتر کی کمان میں ابن زیاد کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے کوفہ سے روانہ ہو گیا ان منافقین نے اس وقت کو اپنے لیے غنیمت شمار کیا اور مختار اور انقلابیوں کے خلاف خوب پروپیگنڈا کیا اور شبث بن ربعی کے گھر میٹنگ کی اور اس کے خلاف سازش کا پلان بنایا۔ انہوں نے اپنے سازش کے پلان کے لیے بہترین وقت کا انتخاب کیا تھا کیونکہ مختار کا لشکر ابن زیاد کے ساتھ جنگ کرنے کی غرض سے باہر گیا ہوا تھا اور کوفہ انقلابی فوج سے بالکل خالی ہو چکا تھا۔ ان کے لیے انقلاب کو ختم کر دینے کا بہترین وقت فراہم ہو چکا تھا ان سازش کرنے والوں کے سردار اور نمایاں شخص شمر بن ذی الجوشن، محمد بن اشعث، عبدالرحمٰن بن سعید جیسے بڑے لوگ تھے۔ انہوں نے شبث کے ساتھ نماز پڑھنے کے بعد اس سے کہا کہ تم خود اچھی طرح جانتے ہو کہ مختار کے مسلط ہو جانے سے ہم پر کیا بدبختی اور فلاکت مسلط ہو چکی ہے ہم سے تمام غلام اور موالی بھاگ گئے ہیں اور مختار سے مل گئے ہیں اور بیت المال انہیں اوباش اور پست انسانوں میں تقسیم ہو رہا ہے لیکن سب سے اہم یہ کہ ہمیں اس شہر

Presented by Ziaraat.Com

میں کوئی امن بھی حاصل نہیں ہے اب تم ہی بتلاؤ کہ اس بارے میں کیا کرنا چاہیے۔ اس بوڑھے نے کوفہ کے ان سرداروں کی گفتگو کو خوب غور سے سنا اور اس کے بعد کہا کہ بہتر یہ ہے کہ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں مختار سے ملاقات کروں اور ان مسائل اور مشکلات کو اس کے سامنے رکھوں۔ جلسہ میں موجود تمام افراد نے اس کی اس رائے سے اتفاق کیا۔

مختار سے شبث کی ملاقات:

منافقین کوفہ کے رہبر اور سرکردہ انقلاب کے مخالف شبث نے مختار سے ملاقات کی اپنی بات اور اپنے ہم خیال لوگوں کے گلے شکوے مختار کو بیان کیے۔ مختار اپنی ذکاوت اور ہوشمندی اور عقل کے ذریعے اس کی باتوں کی تہہ تک پہنچ گیا اس حالت میں جب کہ شام کی حکومت سے جنگ میں الجھا ہوا ہے اگر اس کے سامنے کوفہ میں ایک اور محاذ منافقین کے خلاف کھل جائے تو اس سے سخت پریشان ہو گا لہذا مختار نے مصلحت اسی میں دیکھی کہ شبث کو نرمی اور مہربانی سے جواب دے اور ناراض لوگوں کو راضی کرے اور وہ جو چاہتے ہیں اس کو بجا لائے بالخصوص غلاموں اور موالی نے مختار کے لیے انقلاب کی مخالفت کو زیادہ بھڑکا رکھا تھا۔ مختار نے اس سے کہا کہ میں لوگوں کو ان کے غلام واپس لوٹا دوں گا۔ شبث نے موالیوں کے بارے میں جو اکثر ایرانی تھے اور مختار کی عمدہ فوج تھی یوں کہا کہ آپ نے ان موالی اور غلاموں کو عربوں پر مسلط کر دیا ہے وہ ایک غلام اور زیردست تھے ہم نے خدا کے لیے انہیں آزاد کیا تھا آپ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ انہیں بیت المال میں ہمارے برابر قرار دیا؟ شبث نے ان کے بارے میں بہت زیادہ اصرار کیا تو مختار نے اس وقت شبث سے کہا کہ اگر میں موالیوں کو تمہارے اختیار میں دے دوں اور بیت المال سے اتنا حصہ دوں کہ جس پر تم راضی ہو جاؤ گے کہ میرے ساتھ مل کر بنو امیہ کے خلاف جنگ کرو گے اور ابن زبیر کے ساتھ لڑائی لڑو گے؟ میرے ساتھ اس بارے میں ایک مضبوط عہد اور پیمان باندھو گے؟ شبث نے مختار کے اس قطعی اور محکم سوال

Presented by Ziaraat.Com

کا کوئی جواب نہ دیا۔ اور کہا کہ آپ مجھے مہلت دیں کہ میں اپنے دوستوں سے اس بارے میں مشورہ کرلوں اور اس کا نتیجہ آپ سے آ کر بیان کردونگا۔ اس وقت مختار سے رخصت لی اور چلا گیا اور شبث کی مختار سے یہ پہلی اور آخری ملاقات تھی اس کے بعد پھر وہ کبھی مختار کے پاس نہ گیا۔ اس کے بعد شبث نے اپنے منافقین اور انقلاب کے مخالف دوستوں کے ساتھ متعدد میٹنگ کیں مختار کے ساتھ جنگ کرنے کا حتمی ارادہ کرلیا اور مختار کے سامنے ایک اور محاذ کھل گیا۔

شورش کے مقدمات:

تاریخ میں نقل ہوا ہے کہ کربلا کے واقعہ کو وجود میں لانے والے اشراف اور سردار مختار کے خلاف جمع ہو گئے اور اپنے لشکر کو منظم کرلیا۔

طبری نے لکھا ہے کہ شبث امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں میں سے تین آدمیوں شمر بن ذی الجوشن، محمد بن اشعث، عبدالرحمٰن بن سعید کے ساتھ کعب بن ابی کعب کے پاس گیا جو خود کوفہ کے سردار اور اشراف اور شیعوں کے مخالفین سے تھا اور اسے مختار کے خلاف لڑنے کے لیے دعوت دی۔ شبث نے کعب کے گھر منعقد ہونے والی میٹنگ میں اٹھ کر مختصر خطاب کیا اور حمد اور ثناء کے بعد اصل مطلب بیان کیا اور اپنے دوستوں کے ارادے کو جو انہوں نے مختار کے خلاف شورش برپا کرنے کا کر رکھا تھا کعب کو بتلایا اور اس کو دعوت دی کہ وہ بھی ان کے گروہ کے ساتھ مل جائے۔ شبث نے مختار اور اس کے کردار کی بہت سختی سے مذمت کی اور بتلایا کہ مختار نے اپنے آپ اس انقلاب کا آغاز کیا ہے اور ہم پر مسلط ہو گیا اور اس نے ادعا کیا کہ وہ محمد بن الحنفیہ کا اس کام کے لیے بھیجا ہوا ہے جب کہ وہ اس میں جھوٹ بول رہا ہے اور محمد بن الحنفیہ نے اسے اس بارے میں کوئی حکم نہیں دیا ہے مختار ہمیں موالیوں اور غیر عرب کے ساتھ برابری نگاہ سے نہیں دیکھتا بیت المال انہیں دے رہا ہے ہمارے غلاموں کو اس نے ہم سے چھین لیا ہے اور ان کی مدد سے ہمارے خلاف انقلاب برپا کر دیا ہے اور سب سے زیادہ اہم یہ ہے کہ اس

Presented by Ziaraat.Com

نے اپنے سبائیہ گروہ کے ساتھ ہمارے بزرگوں کی سیرت کو ترک کر دیا ہے اور یہ اب ہمارے لیے واضح ہو گیا ہے۔

کعب نے شبث جیسے منافق اور اس کے ہمراہوں کی بات کو قبول کر لیا اور صراحت سے ان کی مدد کرنے کی حامی بھر لی اور ان سے وعدہ کر لیا کہ مختار کے خلاف جنگ کرے گا۔

کوفہ کے اس گروہ نے ایک اور مرد جو کافی اثر و نفوذ رکھتا تھا بنام عبدالرحمٰن بن مخنف اس کے گھر میں اکٹھ کیا اور اسے اپنے ساتھ مل جانے کی دعوت دی اور اس سے بھی چاہا کہ وہ بھی ان کے ساتھ مل کر مختار کے خلاف قیام کرے۔ عبدالرحمٰن نے ان بڑے لوگوں کی گفتگو سننے کے بعد انہیں یوں جواب دیا کہ اگر تم نے مختار کے خلاف جنگ کرنے کا ارادہ کر لیا ہے تو میں اس سے مانع نہیں ہوں گا اور اگر میری بات کو سنو گے تو پھر تم اس ارادے سے پلٹ جاؤ گے۔ انہوں نے تعجب سے پوچھا کہ کیسے؟

عبدالرحمٰن نے کہا کہ میں تمہارے اکٹھ سے مطمئن نہیں ہوں اور تم حساس موقع پر ایک دوسرے سے متفرق ہو جاؤ گے اور آپس میں اختلاف کرو گے اور ایک دوسرے کو ختم کر دو گے جب کہ خدا کی قسم تمہارے مقابلے میں مختار ہے کہ جس کے ساتھ تمہارے بہادر آدمی موجود ہیں کیا فلاں اور فلاں اس کے ساتھ نہیں ہیں؟ اور پھر غلام اور موالی اس کے حامی اور مددگار ہیں اور وہ متحد اور منظم ہیں اور سب سے زیادہ اہم یہ ہے کہ تمہارے غلام اور نوکر تم سے بہت زیادہ دشمنی رکھتے ہیں ان کا خطرہ تمہارے لیے مختار سے بھی زیادہ یقینی ہے۔ تم نے اپنے دشمنوں کو معمولی سمجھا ہے جب کہ مختار تم عربوں میں سے بہادروں اور عجم کے ملانے سے لڑے گا۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن نے خیر خواہی کے طور سے کہا تم جلد بازی نہ کرو اور تھوڑا سا صبر کرو اور رہنے دو تا کہ مختار شام کی حکومت سے جنگ شروع کر دے اور شام کی باقدرت حکومت مختار کا حساب پاک کر لے گی اور یا مصعب بن زبیر جو بصرہ میں ہے مختار کے لشکر کو شکست دے دے گا ایسی صورت

Presented by Ziaraat.Com

میں تم اپنے مقصد کو پہنچ جاؤ گے اور تم بغیر کسی جانی اور مالی نقصان کے اپنے دشمن سے نجات حاصل کرلو گے۔ صبر کرو اور جلد بازی سے کام نہ لو۔ عبدالرحمن کی نا امید کرنے والی گفتگو کوفہ کے منافقین کو پسند نہ آئی اور وہ اس کے اس طرح کے اظہار کرنے سے بہت زیادہ ناراحت ہوئے اور کہا کہ بس کرو ہم تجھے خدا کی قسم دیتے ہیں اور تجھے متنبہ کرتے ہیں کہ ہمارے کام میں اختلاف پیدا نہ کرو اور ہمارے پکے ارادے کو کمزور نہ کرو اور ہمارے گروہ کو متفرق اور متلاشی نہ کرو۔

عبدالرحمن نے جب دیکھا کہ وہ اپنے ارادے پر عمل کرنے کا اصرار کر رہے ہیں تو اس نے اس طرح ظاہر کیا کہ وہ ان کے ارادے کو ختم کر دینے کا قصد نہیں کر رہا اور کہا کہ میں بھی تمہارا ایک فرد ہوں اور اگر تم قیام کرنا چاہتے ہو تو قیام کرو میں تمہارا مخالف نہیں ہوں اور عبدالرحمن بھی ان کے ہمراہ ہو گیا۔ کوفہ کے بڑے لوگوں کے گروہ نے اپنے قصد کو عملی جامہ پہنانے کے لیے کچھ اس طرح کی پلاننگ کی کہ تھوڑا سا صبر کرو تا کہ ابراہیم اشتر کا لشکر جو کوفہ سے باہر جا رہا ہے کوفہ سے دور ہو جائے اور شام کی سرحد تک پہنچ جائے اور کوفہ کو ہمارے لیے خالی کر دے اس وقت مختار کے خلاف کاروائی شروع کر دی جائے۔

شورش کے عناصر اور سر کردہ:

کوفہ کے سر کردہ اور اشراف جو تمام کے تمام کربلا کے واقعہ میں دخیل تھے انہوں نے ذی الحجہ ۶۶ ھ کے مہینے میں اپنے لشکر کو منظم کیا اور کوفہ میں کہ جس پر مختار مسلط تھا اس کے خلاف شورش برپا کر دی یہ وہ وقت تھا جب مختار کا عمدہ اور بہترین لشکر ابراہیم اشتر کی کمان میں کوفہ سے خارج ہو چکا تھا شورش برپا کرنے والوں میں ہر ایک نے اپنے محلے میں اپنے اپنے گروہ کو مستقر کر رکھا تھا۔ ان کے محلوں میں گروہوں کے مستقر ہونے کی اس طرح سے ترتیب تھی:

(۱) عبدالرحمن بن قیس اپنے گروہ کے ساتھ جو ہمدان قبیلے سے تھے جبانہ سبیع محلے میں مستقر تھا۔

(۲) زحر بن قیس اور اسحاق بن محمد اشعث اپنے گروہ کے ساتھ جبانہ کندہ میں مستقر تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

(۳) کعب بن ابی کعب جبانہ بشر میں موجود تھا۔

(۴) بشیر بن جریر اپنے بجیلہ قبیلے کے ساتھ عبدالرحمٰن بن سعید کے ہمراہ جبانہ سبیع میں مستقر تھا۔

(۵) اسحاق بن محمد اور زحر بن قیس کے گروہ عبدالرحمٰن بن سعید کے ساتھ جبانہ سبیع میں ملحق ہو گئے اور وہاں جا کر مستقر ہو گئے۔

(۶) بجیلہ اور خثعم قبیلے کے لوگ عبدالرحمٰن بن مخنف کی سپہ سالاری میں چلے گئے اور آزد محلے میں مستقر ہو گئے۔

(۷) شمر بن ذی الجوشن جبانہ بنی سلول میں مستقر تھا۔

(۸) شبث بن ربعی اور سنان بن قائد اور ربیعہ بن ثروان مضر قبیلے کے ساتھ کنانہ میں مستقر تھے۔

(۹) حجاز بن ابجر اور یزید بن حارث اپنے ربیعہ قبیلے کے ساتھ خرما فروشوں کے بازار اور تیمہ محلے میں متعین تھے۔

(۱۰) عمر بن حجاج زبیدی اپنے مزحج قبیلے اور دوسرے قبائل کے ساتھ جبانہ مراد محلے میں مستقر ہو گئے۔

یمن کے قبیلے نے عمرو کو پیش کش کی کہ وہ ان کے محلے میں مستقر ہو جائے لیکن عمرو نے ان کی یہ پیشکش قبول نہ کی اور انہیں پیغام دیا کہ تم کوشش اور مدد کرو اور گویا یوں سمجھو کہ میں تم میں موجود ہوں۔ (مطالعہ کرنے والے تم اس ترتیب کو اس نقشے سے ملاحظہ کر سکتے ہیں جو اس کتاب میں موجود ہے) بہر حال مختار کے خلاف شورش کرنے والوں کے سردار اور سپہ سالار جو تمام کے تمام کربلا کے واقعہ میں دخیل تھے اور جن کے نام اوپر ذکر ہو چکے ہیں کوفہ کے اہم مراکز پر مستقر ہو چکے تھے لیکن ان کی عمدہ فوج سبیع میدان میں اکٹھی موجود تھی۔ اور مختار ان کے اس

Presented by Ziaraat.Com

ضعیف نقطہ سے بہت خوشحال تھے اور اسے امید تھی کہ وہ ان سب کا محاصرہ کر کے ان کا قلع قمع کر دے گا۔

سبیع میدان میں موجود شورشی متوجہ ہو گئے تھے کہ مختار سب سے پہلے ان پر حملہ کرے گا لہذا انہوں نے دوسرے شورشی گروہوں خشعم اور ازد اور بجیلہ کو پیغام بھیجا اور ان سے اصرار کر کے مطالبہ کیا کہ وہ بھی ان کے ساتھ سبیع میدان میں آ جائیں چنانچہ یہ قبیلے بھی سبیع میدان میں آ گئے مختار اس سے کہ عمدہ شورشی قبائل ایک جگہ اکٹھے ہو چکے ہیں بہت خوشحال تھا کیونکہ وہ ان کا بہتر طریقے سے محاصرہ کر کے قلع قمع کر سکتا ہے۔

مختار کا عکس العمل:

مختار کو اچھی طرح کوفے کے اشراف کی طرف سے سازش کا علم ہو چکا تھا اور اسے احساس تھا کہ وہ پوری قدرت اور طاقت سے ان کا مقابلہ بغیر ابراہیم اشتر کے نہیں کر سکتا اس لیے اس نے فوراً ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ بہت تیز رفتاری سے ابراہیم اشتر کے پاس چلا جائے اور اس سے مطالبہ کرے کہ وہ جتنا جلدی ہو سکے کوفہ واپس آ جائے۔ جس آدمی کو مختار نے ابراہیم کے پاس روانہ کیا تھا وہ مختار کا دوست عمرو بن نوبہ تھا۔ مختار نے اسے تاکید کی تھی کہ بہت تیزی سے اپنے آپ کو ابراہیم کے پاس پہنچاؤ اور مختار کا خط اسے پہنچا دے اور اسے یہ پیغام بھی دے کہ خط کے ملنے کے فوراً بعد بغیر مہلت کے اپنے لشکر کے ساتھ کوفہ کی طرف واپس لوٹ آئے۔

مختار اور اس کے یار و انصار بہت سختی سے دشمن کے محاصرے میں واقع ہو چکے تھے اور کوفہ کے حالات بہت زیادہ حساس اور خطرناک ہو چکے تھے اور جلدی بازی بغیر سوچ سمجھے کوئی بھی اقدام مختار اور اس کے مددگاروں پر سخت گراں ہو سکتا تھا۔ لہذا مختار نے اس طرح کا پلان ترتیب دیا کہ دشمن اور شورشیوں کو مشغول رکھا جائے تا کہ ابراہیم کی فوج کوفہ میں واپس آ جائے۔

مختار نے سب سے پہلے اپنے کسی ردعمل کے اظہار کیے اور مسلح اقدام کے بغیر اپنی طرف سے چند

Presented by Ziaraat.Com

نمائندے سے اپنے مخالفین کی طرف روانہ کیے اور انہیں پیغام دیا کہ شورش اور قیام کرنے سے کیا تمہارا مقصد اور غرض کیا ہے؟ تم اپنے مطالبات مجھ سے بیان کرو میں انہیں پورا کر دونگا۔

لیکن شورشی اپنی حالت کو دیکھتے ہوئے اتنے مغرور ہو چکے تھے اور اپنے خیال میں اپنی جنگ میں مختار کو محاصرے میں لے چکے تھے لہذا صراحت سے مختار کو جواب دیا کہ ہم تم سے چاہتے ہیں کہ تم یہاں سے نکل کر چلے جاؤ اور انہوں نے تاکید کی تم جھوٹ بولتے ہو اور تم جناب محمد بن الحنفیہ کے نمائندے نہیں ہو اور تم نے اپنی طرف سے انقلاب کیا ہے اور ابن الحنفیہ تمہیں قبول نہیں کرتے۔ مختار نے اپنے ان مخالفوں کو جواب دیا کہ جس طرح تم نے بیان کیا ہے یوں نہیں ہے بلکہ میں اہل بیتؑ اور محمد بن الحنفیہ کی طرف سے مامور ہوں اور اگر تم میری بات کو نہیں مانتے ہو تو ایک یا چند آدمی مدینہ روانہ کر دو تاکہ وہ جا کر اس مسئلے کی تحقیق کریں اور محمد بن الحنفیہ سے ملاقات کریں کہ آیا میرا ادعا اور کہنا درست ہے یا نہ؟ مختار کا قصد اس طرح کے نقشے سے یہ تھا کہ دشمن کو الجھائے رکھے تاکہ ابراہیم اشتر کوفہ پہنچ جائے۔ مختار نے اپنے مددگاروں اور دوستوں کو سختی سے تاکید کی کہ وہ اپنی طرف سے کسی بھی درگیری اور زد و خورد سے پرہیز کریں۔

مختار محاصرہ میں:

مختار کے مخالف اور ضد انقلاب سرکردہ اشراف نے تمام محلوں اور مراکز کو کنٹرول کر لیا تھا اور تمام راستے اور میدان اور دروازے ان کی طرف سے بند کیے جا چکے تھے اور دارالامارہ جو شہر کے وسط میں تھا اور مختار اور انقلابی لشکر وہاں موجود تھا پوری طرح سے محاصرہ میں آ گیا تھا محاصرہ اتنا شدید تھا کہ مختار اور اس کے مددگاروں کے لیے خوراک وغیرہ کا حاصل کرنا مشکل ہو گیا تھا۔ کبھی شورشیوں کی غفلت کی وجہ سے کچھ خوراک اور آب و دانہ حاصل کر لیتے تھے حالات بہت زیادہ سخت اور پریشان کن ہو گئے تھے مختار کسی طرح سے بھی حاضر نہ تھا کہ ابراہیم اشتر کے

Presented by Ziaraat.Com

آ جانے کے بغیر شورشیوں سے جنگ شروع کر دے لیکن محاصرے کی شدت نے اسے مجبور کیا کہ وہ اپنے بہت تھوڑے انقلابیوں کے ذریعے شورشیوں سے جنگ شروع کر دے اور یہ بھی مختار کی ایک چال تھی تا کہ دشمن کو مشغول رکھے تا کہ ابراہیم اشتر کوفے پہنچ جائے۔

شورشیوں کا لشکر ان سرداروں کی سرکردگی میں جو کربلا کے واقعہ میں دخیل تھے پوری طرح مختار کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے آمادہ ہو چکا تھا اور ہر وقت دارالامارہ کے دشمن کے قبضے میں چلے جانے کا خطرہ پیدا ہو چکا تھا اور مختار اور اس کے دوستوں کے قتل کیے جانے کا بھی خطرہ موجود تھا مختار بڑی ہوشمندی اور سیاست اور سکون سے دشمن کو یکدم حملے کر دینے سے روکے ہوئے تھے صرف مختصری زدوخور مختار کی طرف سے دشمن کو مشغول رکھنے کے لیے وجود میں آئی اور وہ عبداللہ بن سبیع کا ایک گروہ انقلابیوں سے جو شاکر کی کمان میں تھے درگیر ہوا اور ایک گروہ عقبہ بن طارق جشمی کا عبداللہ کی مدد کے لیے آیا اور انہوں نے اپنے لیے سبیع میدان تک جانے کے لیے راستہ کھلوا لیا اور دونوں گروہ سبیع میدان میں پہنچ گئے۔ عبداللہ کا گروہ یمنی شورشیوں کے ساتھ سبیع میدان میں مستقر ہو گیا اور عقبہ بن طارق کا گروہ جو قیس قبیلے پر مشتمل تھا وہ بنی سلول کے میدان میں چلا گیا۔

شمر بن ذی الجوشن پست فطرت انسان جو کربلا کے واقعہ میں امام حسین علیہ السلام کا قاتل تھا اور اب کے شورشیوں کا سپہ سالار شمار کیا جاتا تھا اس نے تمام گروہوں کے منظم کرنے کی ذمہ داری اپنے ذمہ لی ہوئی تھی۔

۔یونس بن اسحاق کہتے ہیں کہ شمر بن ذی الجوشن یمنی شورشیں کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ اگر تم ایک وسیع اور کھلے میدان میں مستقر ہوتے تو ہم دو پناہ گاہوں کی وجہ سے مختار کے لشکر کے حملے سے محفوظ ہو جاتے اور میدان کے ایک طرف کو لڑائی کے لیے کھول دیتے اور پیچھے کی طرف سے ہم مطمئن ہو جاتے اگر تم یہ کام کر لو تو میں تمہارے ساتھ ہو جاتا ہوں ورنہ نہیں؟

Presented by Ziaraat.Com

اس کے بعد فریاد کی بخدا میں اس تنگ جگہ اور کوچہ در کوچہ میں جنگ نہیں کرونگا۔ شمر اس یمانی گروہ سے جدا ہو گیا اور اپنے مرکز بنی سلول کے میدان میں واپس لوٹ آیا۔ شورشی سو فیصدی مختار اور اس کے تھوڑے سے مددگاروں کے خلاف جوان کے محاصرے میں آچکے تھے کسی وقت بھی جنگ کر سکتے تھے اور مختار کا تازہ انقلاب جو ابھی اپنے مقصد یعنی امام حسینؑ کے قاتلوں سے خون کا بدلہ لینا تھا حاصل کیے بغیر شکست کھا کر ختم ہو جاتا اچانک خبر ملی کہ ابراہیم اشتر اور اس کی فوج شہر کے نزدیک پہنچ چکی ہے۔

ابراہیم اشتر کا کوفہ پلٹ آنا:

ابراہیم اشتر اور اس کی فوج کے کوفہ میں واپس لوٹ آنے کی خبر نے مختار اور اس کے مددگاروں کے دلوں کو خوشی کی ایک لہر دوڑا دی اور اس سے شورشیوں اور مخالفوں کے دل پر سخت خوف طاری ہو گیا۔ مختار کے بھیجے ہوئے انسان نے بہت تیزی سے اپنے آپ کو ابراہیم تک پہنچایا اور اس سے ساباط کے علاقے میں جا ملا اور اسے مختار کا کوفے کے حالات متغیر ہو جانے اور فوراً کوفہ واپس لوٹ آنے کا پیغام پہنچا دیا تھا۔ ابراہیم نے اسی رات بلا فاصلہ اپنے لشکر کو کوفے واپس چلے جانے کا حکم دے دیا اور ایک دن رات میں بغیر کہیں رکے سفر طے کیا۔ رات کے اول حصے میں مختار نے اپنی فوج کو مختصر آرام کرنے کی غرض سے مہلت دی تا کہ فوج اپنی تھکاوٹ دور کر لے اور تھوڑا سا آرام کر لے اور اپنے گھوڑوں کو گھاس وغیرہ کھلا لیں اور پھر فوراً حرکت کر دیں۔ رات کے بقیہ حصے میں انہوں نے سفر کرنا شروع کر دیا اور صبح سوار کے مقام پہ جو کوفہ کے نزدیک تھا پہنچ گئے۔ ابراہیم نے صبح کی نماز اپنی فوج کے ساتھ پڑھی اور اس کے بعد پھر سفر کرنا شروع کر دیا اور ظہر کے بعد عصر کی نماز کوفہ شہر کے دروازے باب الجسر محلے میں آ کر پڑھی اور غروب کے نزدیک ابراہیم کی فوج اس کے حکم سے کوفہ شہر میں وارد ہو گئی اور مسجد کوفہ میں دارالامارہ کے نزدیک مستقر ہو گئی۔ ابراہیم نے عمدہ جنگی فوج کا دستہ مسجد میں مستقر کر دیا اور

Presented by Ziaraat.Com

رات سے صبح تک وہیں قیام کیا۔ صبح کے وقت مختار اور اس کے مددگار قوت قلب کے ساتھ برملا مسجد میں وارد ہوئے مختار منبر پر گیا اور حاضرین سے خطاب کیا۔

دشمن کی چال:

ابراہیم اور اس کی فوج کے کوفہ میں آ جانے سے کوفہ کے اشراف اور سرداروں کی جو مختار کے انقلاب کے مخالف تھے اور شورش برپا کرنا چاہتے تھے چال ناکام ہوگئی ان کو امید تھی کہ ابراہیم کے کوفہ سے غائب ہونے کے زمانے میں مختار کی باقی ماندہ مختصر فوج سے جو محاصرے میں آج کی تھی جنگ کر کے اسے شکست دے دیں گے لیکن اب پلان تبدیل ہو چکا تھا کیونکہ ابراہیم اپنی فوج کے ساتھ کوفہ میں داخل ہو چکا تھا اور یہ شورشیوں کے لیے کامل طور سے موجب نقصان اور ضرر تھا لہذا کوفہ کے شورشی اشراف میں سے شبث بن ربعی نے ایک اور چال اور حیلہ بنایا تا کہ مختار کو دھوکہ دے کر ایک اور فرصت کا زمانہ حاصل کر سکے اور وہ یوں کہ مختار کو یقین دلائے اور فریب دے کہ ہم تم سے جنگ نہیں کرنا چاہتے تھے تھوڑے سے آدمیوں نے ہیا ہو کی تھی جو خود بخود ختم ہو چکی ہے تا کہ اس حیلے سے مختار کو فریب دے اور مختار پھر سے ابراہیم اشتر کو شام کی حکومت سے جنگ کرنے کے لیے روانہ کر دے تا کہ پھر حالات مخالفین کے لیے سازگار ہو جائیں اور وہ مختار کو ختم کر دیں شبث یہ منافق کئی چہرے والا خطرناک انسان نے اسی دن کہ جس دن ابراہیم کوفہ میں وارد ہوا تھا اور حالات شیعوں کے لیے سازگار اور مفید ہو چکے تھے ایک پیغام اس مضمون کا مختار کے لیے اپنے بیٹے عبدالمؤمن کے توسط سے بھیجا کہ ہم تیرا طاقتور بازو اور قبیلہ ہیں اور بخدا ہم تم سے جنگ کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے تم ہم پر اعتماد کرو۔

شبث کا یہ فریب آور پیغام سوائے ایک چال کے اور کچھ نہ تھا اور اس کے ذریعے وہ کوفہ کے اشراف کو نجات دلانا چاہتا تھا اور بقول ابن مخنف کے اس کا یہ ایک جال تھا لیکن مختار اپنی اس ہوشمندی اور مدبرانہ سوچ سے جو وہ رکھتا تھا اس کے اس جال میں نہ پھنسا اور اس سے دھوکا نہ

Presented by Ziaraat.Com

کھایا اور شبث کے اس پیغام کو کوئی اہمیت نہ دی اور ان سے جنگ کرنے کے لیے آمادہ ہو گیا۔

شورشیوں کے درمیان اختلاف:

کوفہ کا شہر حوادث اور انقلابات کا مرکز رہا ہے۔ کوفہ کے اشراف اور سردار جو امام حسین علیہ السلام کے قاتل اور کربلا کے واقعہ میں دخیل تھے ان کی شورش ایک طرف اور ادھر سے مختار اور ابراہیم اور شیعوں کے مضبوط اقدام کر دینے کی وجہ سے کوفہ ایک دفعہ پھر جنگ کے دہانے پہنچ گیا۔ کوفہ کے شورشیوں کی اکثر فوج اور نفری سبیع میدان میں مستقر تھی اور ان میں سے زیادہ یمن قبیلے کے لوگ تھے ان کا نماز کی امامت کرانے میں یمنی شورشیوں سے اختلافات ہو گیا اور قریب تھا کہ ان کی آپس میں جنگ ہو جائے عبدالرحمٰن بن مخنف کے درمیان میں پڑ جانے سے ان کا اختلاف دور ہو گیا عبدالرحمٰن نے آواز دی کہ یہ تو اختلاف کا آغاز ہو گیا ہے آؤ ہم سب مل کر اس کے ساتھ نماز پڑھیں کہ جس کی تمام حمایت کرتے ہیں اور وہ کوفہ والوں کا قاری ہے اور وہ رفاعہ بن شداد قتبانی ہے۔ یہ شخص شورشیوں کی جنگ سے پہلے مختار کے ساتھ تھا اور امامت کراتا تھا۔

ایک اچھی خبر:

انس بن عمرو نے کہا ہے کہ میں یمنی شورشیوں کے لشکر میں تھا ان میں اس پر بحث شروع ہو گئی کہ اگر مختار کی فوج نے مضر قبیلہ پر حملہ کر دیا تو انہیں اس کی مدد کے لیے جلدی جانا چاہیے اور اگر مختار نے یمنی قبیلہ پر حملہ کر دیا تو مضری قبیلے کو ان کی مدد کے لیے آنا چاہیے۔ مختار کے ایک خاص معتمد دوست نے ان کی یہ گفتگو اور معاہدے کو سنا اور فوراً مسجد میں آ گیا اس وقت مختار منبر پر تھا اور حملہ کرنے کی ترتیب دینے کا فیصلہ کرنے والا تھا اس نے فرصت کو ہاتھ سے نہ جانے دیا اور فوراً منبر کے زینوں پر چڑھ کر اس واقعہ کی تفصیل مختار کو بتلا دی۔ مختار اس خبر کے سننے سے بہت خوشحال ہوا اور خبر دینے والے کو اپنی شفقت اور محبت کا مورد قرار دیا اور اظہار کیا

Presented by Ziaraat.Com

کہ میں دونوں قبیلوں کو اچھی طرح جانتا ہوں ان کی ایک طرف سے بات تو درست ہے یعنی اگر مضری قبیلے پر حملہ ہوا تو یمنی قبیلہ ان کی مدد کو پہنچے گا کیونکہ ان کا ان سے عہد و پیمان ہے لیکن میں مطمئن ہوں کہ اگر یمنی قبیلے پر حملہ ہوا تو مضری قبیلہ ان کی مدد کو نہیں آئے گا۔

*****

دوسرا حصہ

﴿کوفہ میں جنگ﴾

مختار نے اپنے لشکر کو منظم کرنے کے بعد کوفہ کے مخالفین کی سرکوبی کے لیے اقدام شروع کر دیا اپنی فوج کے دو اہم حصے بنائے اور کئی ایک چھوٹے گروپ تشکیل دیئے۔ فوج کے ایک اہم حصے کی کمان ابراہیم اشتر کے سپرد کی اور دوسرے حصے کی کمان خود سنبھال لی۔ مختار نے اپنی فوج کے بازار اور مسجد کے اطراف میں متعین گروہوں کا معاینہ کیا اور ابراہیم اشتر سے کہا۔ ابراہیم دشمن کی عمدہ فوج دو علاقوں میں ہے اور اس میں دو ہی قبیلے موجود ہیں ایک مضر کا قبیلہ اور دوسرا یمنی قبیلہ اب تم ان میں کس سے لڑنے کو اختیار کرتے ہو؟ کیا مضر قبیلے سے جنگ کرنے جاؤ گے یا یمنی قبیلے سے؟ ابراہیم نے بڑے احترام اور مختار کے مرتبے کا خیال رکھتے اور اس کے مرتبے کی حفاظت کرتے ہوئے کہا کہ میرے لیے کوئی فرق نہیں ہے کہ جس کے مقابلہ کا آپ حکم دیں گے انہیں سے لڑوں گا۔

مختار جنگی امور میں ایک مدبر اور پختہ کار انسان تھا تھوڑے سے غور کرنے کے بعد

Presented by Ziaraat.Com

ابراہیم کے جواب میں کہا کہ تم مضر قبیلے کی طرف جاؤ جو کناسہ محلے میں مستقر ہے اور میں یمنی قبیلے کے مقابلے میں جاتا ہوں جو میدان سبیع میں موجود ہیں اور یہ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ مضر قبیلے کی سپہ سالاری شبث بن ربعی اور محمد بن عمیر کے سپرد ہے۔ مختار نے یہاں بہت ہی عاقلانہ فکر کی کیونکہ یمنی قبیلے کے ابراہیم اشتر کے قبیلے سے روابط موجود تھے اس نے سوچا کہ ہوسکتا ہے کہ ابراہیم کے اپنے قبیلے سے روابط جو یمنی تھے اس کا سبب نہ بن جائیں کہ ابراہیم ان پر زیادہ شدت سے حملہ نہ کرے اسی لیے ابراہیم کو یمنی قبیلے سے لڑنے سے دور رکھا اور خود ان کے مقابلے کے لیے چلا گیا اور ابراہیم اور اس کی فوج کو مضر قبیلے کے مقابلے کے لیے روانہ کر دیا۔

فوجوں کا صف آراء ہو جانا:

ابو جناب کلبی نے کہا کہ مختار اور اس کی فوج یمنی قبیلے سے مقابلہ کرنے کے لیے چلی گئی مختار یمنی قبیلے سے زیادہ متنفر تھا اور ان پر بہت زیادہ سختی سے پیش آتا تھا اور وہ طبیعت کے لحاظ سے بھی دشمنوں پر سخت مزاج اور سخت گیر تھا۔ ابراہیم اپنی فوج کے ساتھ مضر قبیلے کے مقابلے کے لیے روانہ ہو گیا۔ ابو جناب نے کہا کہ مختار عمر بن سعد کے گھر کے نزدیک محلے میں جب دشمن کے نزدیک پہنچا تو اپنے لشکر کے دو حصے کر دیئے ایک حصہ کی کمان احمد بن شمیط کو دے کر دشمن کے لیے بھیجا اور دوسرے حصے کی کمان عبداللہ بن کامل کو دے کر دشمن کی دوسری طرف روانہ کر دیا اور ان دونوں کی خود راہنمائی کرتے ہوئے کہا کہ کونسے راستے سے جاؤ تاکہ میدان سبیع تک پہنچ جاؤ اور پھر دشمن سے روبرو ہو کر جنگ کرو اور ان دونوں کو خصوصی طور سے کہا کہ مجھے شبان قبیلے نے خبر دی ہے کہ وہ بھی دشمن سے پیچھے کی طرف سے حملہ کر دیں گے۔ یمنی قبیلے کی فوج مختار کی فوج کے آجانے سے مطلع ہو گئی اور انہیں معلوم ہوا کہ اس پر کئی طرف سے حملہ کیا جائے گا اور ہوسکتا ہے کہ وہ محاصرے میں واقع ہو جائیں لہٰذا انہوں نے اپنی فوج کی تقسیم بندی کی ایک گروہ کو عبدالرحمٰن بن سعید اور اسحاق ابن اشعث اور زحر بن قیس کی کمان

Presented by Ziaraat.Com

میں دے کر مسعر کو اور میدان میں مستقر کر دیا اور ایک دوسری گروہ کی عبدالرحمن بن مخنف اور بشیر بن جریر اور کعب بن ابی کعب کی کمان میں میدان اور کوچے کے اس طرف جو فرات کی طرف جاتا تھا مستقر کر دیا اور تمام لشکر جنگ کرنے کے لیے آمادہ ہو گیا۔

دشمن کی وقتی فتح:

پورے زور شور سے جنگ شروع ہو گئی ایک دفعہ پھر کوفہ حق و باطل کی جنگ کا میدان بن گیا ایک طرف شیعہ اور اہل بیتؑ عظام کے طرفداروں اور امام حسین علیہ السلام کے خون کا انتقام لینے والوں کا لشکر جس کی اکثریت موالی اور غلام اور کمزور طبقے کے لوگ تھے لیکن ان کے دل ایمان اور اخلاص اور اہل بیتؑ عظام کی محبت سے پر تھے ان کے مقابلے میں دوسری طرف کوفہ کے منافق اشراف اور سردار کہ جن کے منافع خطرے میں تھے اور مقام اور منصب کے چلے جانے کا ان کو خوف تھا اور ان کے اکثر افراد وہ تھے جو امام حسین علیہ السلام کے قاتل اور واقعہ کربلا کو وجود لانے والے تھے گرچہ ان کے بعض افراد نے مختار کے انقلاب کے کامیاب ہو جانے کے اوائل میں مختار کی بھی بیعت کر لی تھی لیکن انہوں نے مختار کی بیعت کو توڑ دیا اور ایسا کرنا کوفہ والے لوگوں سے کوئی تعجب خیز بات نہیں ہے کیونکہ ان کا عہد شکنی کرنا ان کے لیے پہلی یا آخری دفعہ کی بات نہیں ہے کئی دفعہ وہ ایسا غیر انسانی اور ضد اسلام برا اور منافقانہ اور ابن الوقتی کام انجام دے چکے ہیں۔

ابو جناب نے جو اس جنگ کے عینی گواہ ہیں کہا ہے کہ بہت سخت جنگ ہوئی اور اس دن جنگ کی آگ کوفہ کے ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔ شورشیوں نے بہت زیادہ مقاومت اور مقابلہ کیا کہ جس کی وجہ سے مختار کے کمان دار ابن شمیط نے شکست کھائی اور پیچھے ہٹ گیا اور عبداللہ بن کامل کی کمان کی فوج کی حالت بھی ابن شمیط سے بہتر نہ تھی۔ جب عبداللہ بن کامل نے اس طرح کی حالت دیکھی تو فوراً ایک آدمی مختار کے پاس روانہ کیا۔ مختار نے اس سے پوچھا

Presented by Ziaraat.Com

کہ کیا خبر ہے؟ اس نے جواب دیا۔ اے امیر! ہم نے شکست کھائی ہے اور وہ کامیاب ہو گئے ہیں۔ مختار نے آرام اور تھوڑی سی پریشانی سے کہا کہ ابن شمیط کے گروہ کا کیا ہوا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اس نے بھی ہماری طرح شکست کھائی ہے میں نے اس کی فوج کو دیکھا کہ وہ تمہ کو مسجد کے نزدیک پیادہ ہے اور دشمن سے لڑ رہا ہے ہم اس سے جدا ہو گئے ہیں۔ ابن کامل کا گروہ متفرق ہو چکا تھا انہیں اپنے سپہ سالار کی خبر نہ تھی اور بغیر سپہ سالار کے کھڑے ہوئے تھے ابو جناب کہتے ہیں کہ مختار نے آواز دی اور کامل کے متفرق گروہ سے کہا کہ حرکت کرو اور دشمن کو آگے آنے سے روکو۔ خود مختار نے انہیں عبداللہ ثقفی، عبداللہ بجلی کے گھر کے نزدیک محلے تک راہنمائی کی اور پھر چار سو آدمیوں کا دستہ عبداللہ بن قراد خثعمی کے سرکردگی میں ان کی مدد کے لیے روانہ کیا اور عبداللہ سے کہا کہ تو اپنے آپ کو عبداللہ کامل تک پہنچا دے اور اگر وہ زندہ ہوا تو تم اس کے زیر فرمان ہو کر سخت مقابلہ کرنا اور صرف سو آدمی اپنے ہمراہ لیے رہنا اور باقی آدمیوں کو عبداللہ کامل کی کمان میں دے دینا اور انہیں تاکید کرنا کہ وہ کامل کی اطاعت کریں اسی میں میری خوشنودی ہے اور اگر ابن کامل قتل ہو چکا ہو تو تم تمام فوج کی سپہ سالاری اپنے ذمہ لے لینا اور اگر ابن کامل زندہ ہوا تو اپنے سو آدمیوں کے ساتھ قطن بن عبداللہ حمام کی جانب سے میدان سبیع کی طرف پیشقدمی کرنا جو دشمن کے لشکر کا مرکز ہے۔

ابو جناب کہتا ہے کہ عبداللہ قراد نے اپنے آپ کو اپنی فوج کے ساتھ ابن کامل کی فوج کے مرکز تک پہنچا دیا اور دیکھا کہ ابن کامل زندہ ہے اور عمرو بن حریث حمام کے سامنے اپنی فوج کا مرکز قرار دیا ہوا ہے اور اپنی فوج کو سخت لڑائی لڑنے اور استقامت کا کہہ رہا ہے۔ عبداللہ نے مختار کے حکم کے مطابق تین سو جنگجو ابن کامل کے اختیار میں دے دیے اور خود ایک سو آدمی لے کر میدان سبیع کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس نے اس کے اطراف سے کوچوں سے چلنا شروع کیا یہاں تک کہ عبدالقیس کی مسجد تک پہنچ گیا اور اپنے دوستوں سے کہا۔ اب تمہاری کیا رائے

Presented by Ziaraat.Com

ہے۔انہوں نے کہا کہ ہم تیرے حکم کے تابع ہیں جو تم حکم دو گے۔عبداللہ نے کہا بخدا میری آرزو یہ ہے کہ مختار کامیاب ہو جائے لیکن میرا دل نہیں چاہتا کہ میرے قبیلے کے بزرگ اس جنگ میں مارے جائیں۔بخدا میں اس کو پسند کرتا ہوں کہ خود قتل ہو جاؤ لیکن میرے قبیلے کے افراد میرے ہاتھ سے قتل نہ ہوں۔تھوڑی سی فکر کے بعد کہا۔تھوڑا سا صبر کرو۔قرار یہ تھا کہ شبام قبیلے کے لوگ پیچھے سے حملہ کریں گے اگر وہ ایسا کرلیں تو اس سے اور کیا بہتر ہے اور ہم اپنے قبیلے سے جنگ کرنے سے بچ جائیں گے اور ہمارا عذر قبول ہو جائے گا۔عبداللہ کے ساتھیوں نے کہا رائے آپ کی رائے ہے۔ اس طرح سے عبداللہ شورشیوں کی فوج سے نہ لڑا اور وہیں عبدالقیس کی فوج کا انتظار کرتا رہا تا کہ شبام قبیلہ حملہ کر دے مختار نے ابن شمیط کے گروہ کو دوبارہ منظم کیا اور ایک دلیر اور بہادر انسان مالک بن عمرو نہدی کو دوسو آدمی پیادہ اور عبداللہ بن شریک نہدی کو دوسو آدمی سوار ابن شمیط کی مدد کے لیے جو شکست کھا چکا تھا اور قریب تھا کہ دشمن ان پر پوری طرح مسلط ہو جائے بھیج دیا اس مددگار فوج آ جانے پر ابن کامل کی حالت تبدیل ہو گئی۔ابن شمیط اور اس کی فوج بہت سخت مقابلہ کر رہی تھی اور ان میں تازہ جان آ گئی اور سخت لڑائی ہوئی۔

کناسہ کی جنگ:

مخالفین اور شورشیوں کی عمدہ فوج کوفہ کے دو اہم مقامات پر مستقر تھی۔

(۱) میدان اور صحراء سبیع (۲) میدان اور صحرا کناسہ

ذکر کیا جا چکا ہے کہ مختار کی فوج دو حصوں میں تقسیم کر دی گئی تھی ایک لشکر مختار کی کمان میں میدان سبیع میں دشمن کی فوج کی سرکوبی کے لیے معین کیا گیا تھا اور دوسرا حصہ ابراہیم اشتر کی کمان میں مضر قبیلے کے مقابلے کے لیے میدان کناسہ کے لیے روانہ کیا گیا تھا۔مختار نے اپنی پہلی شکست کو مدد کے پہنچ جانے کی وجہ سے تدارک کر لیا اور دشمن سے سخت جنگ کی۔ابراہیم کے لشکر نے جیسا کہ اسے حکم دیا گیا تھا کناسہ میدان کی طرف روانہ ہو گیا اور مضر قبیلے کے مقابلے

Presented by Ziaraat.Com

میں کہ جس کی فرماندہی شبث بن ربعی منافقین کا سردار کر رہا تھا اور اس کے ساتھ حسان بن فائد عبسی بھی تھا جنگ کرنے لگا مضری قبائل کی نفری بہت زیادہ تھی اور تمام کے تمام شبث بن ربعی کی کمان میں تھے۔

ابراہیم جب دشمن کے مقابل گیا تو خدا کی قسم اٹھائی اور ان سے کہا کہ میں حاضر نہیں ہوں کہ تمہارا ایک آدمی بھی میرے ہاتھ سے ہلاک ہو جائے جنگ کرنے سے باز آ جاؤ اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ لیکن مضری قبیلے نے غرور اور تکبر کی وجہ سے ابراہیم کی اس پیشکش کو رد کر دیا اور ابراہیم کی بہت سخت جنگ شبث کی سپہ سالاری میں مضری قبیلے سے ہوئی اس دفعہ بھی ابراہیم مرد میدان اور بہادر انسان نے ان شورشیوں اور مخالفین کو بہت سخت شکست دی اور انہیں ذلت آمیز شکست دے کر ان کا قلع قمع کر دیا۔

فتح کی بشارت:

ابراہیم نے مضری قبیلے کی شکست کی خبر فوراً مختار کو دی اس خبر نے انقلابیوں کے درمیان ایک عجیب سا ہیجان پیدا کر دیا اور مختار نے فوراً بلا فاصلہ ابن شمیط اور عبداللہ کامل کی کمان میں موجود فوج کو میدان سبیع کی طرف روانہ کر دیا اور انہوں نے اپنے دشمن یمنی فوج کے مقابلے "البشارۃ البشارۃ" کے نعرے لگانے شروع کر دیئے اور کہنا شروع کر دیا کہ مضری قبیلے کے لوگ شکست کھا چکے ہیں اور ابراہیم کی فوج نے فتح پا لی ہے۔ اس خبر نے مختار کی انقلابی فوج کو اپنے ہدف حاصل کرنے کے لیے مستحکم کر دیا اور سبیع میدان میں جنگ کامل طریقے سے انقلاب کی فتح میں تمام ہو گئی۔

شبام کا گروہ جنگ میں وارد ہو گیا:

بیان ہو چکا ہے کہ یہ طے پا چکا تھا کہ شبام کا قبیلہ شورشیوں پر پیچھے سے حملہ کریں گے لہذا شبام قبیلے کے ایک جہاندیدہ جنگی امور کے ماہر بوڑھے ابو القلوص کی سپہ سالاری میں

Presented by Ziaraat.Com

میدان معرکہ میں وارد ہوگیا لیکن جنگ میں وارد ہونے سے پہلے قبیلے کے چند افراد نے ابو القلوص سے کہا کہ یہ درست نہیں کہ ہم اپنے قبیلے یمنی سے جنگ کریں بہتر یہ ہے کہ ہم اجنبی قبیلے مضریوں سے یا ربیعہ قبیلے سے لڑیں۔

ابو القلوص نے جو اس قبیلے کا سردار اور رہبر تھا ان کو جواب دینے میں ساکت رہا اور جواب نہ دیا انہوں نے کہا اے ابو القلوص آخر آپ کیا کہتے ہیں اور آپ کی کیا رائے ہے؟ اس نے ان کے جواب میں کہا کہ قرآن مجید یوں کہتا ہے کہ: "قاتلوا الذین یلونکم من الکفار و لیجدوا فیکم غلظۃ" یعنی وہ کافر جو تمہارے نزدیک ہیں ان سے جنگ کرو اور وہ تم میں خشونت اور سختی دیکھیں۔ پھر بلند آواز سے کہا کہ اٹھو وہ کھڑے ہو گئے وہ انہیں دو تین تیروں فاصلے تک لے گیا اور پھر ان سے کہا کہ بیٹھ جاؤ تمام بیٹھ گئے پھر کہا کہ کھڑے ہو جاؤ پھر تھوڑا سا فاصلہ طے کیا اور ان سے پھر اسی طرح بیٹھنے اور کھڑے ہونے کا حکم دیتا گیا۔ بعض لوگوں نے تعجب سے پوچھا اے ابو القلوص۔ بخدا تم ہم سب سے زیادہ بہادر اور تمام عربوں سے زیادہ دلیر ہو یہ آپ کا کام کس لیے ہوا ہے؟

اس نے جواب دیا کہ تجربہ کار انسان بے تجربے انسان کے برابر نہیں ہوتا یہ کام اس لیے ہے کہ تمہارے دل مضبوط بنیں اور لڑنے کے لیے آمادہ ہو جاؤ اور میں نہیں چاہتا تھا کہ تمہیں بغیر تیاری کے اور حیرانگی اور خوف سے جنگ کرنے میں ٹھونس دوں وہ لوگ آپ کی وضاحت کر دینے سے آرام میں آ گئے اور اس کے اس کام کی تعریف کی اور کہا کہ تم ہم سے بہتر جانتے ہو۔

شبامی قبیلے کا حملہ:

پہلے سے طے شدہ منصوبے کے مطابق شبامی قبیلے نے شورشیوں پر پیچھے سے حملہ کر دیا اور دشمن کا دفاعی راستہ کہ جو گلی کو بند کر دینے سے مضبوط کیا جا چکا تھا توڑ ڈالا۔ شورشیوں کے ایک گروہ نے جو اعسر عسکری کی سرگردگی میں تھا ان کے گزرنے کے راستے سے ان کے مقابلے

Presented by Ziaraat.Com

میں آ گئے انقلابیوں کے دو آدمی جندی اور ابو الزبیر نے ان شورشیوں پر حملہ کر دیا اور راستے کو کھلوالیا اور اپنے مقابل کو قتل کر دیا اور میدان سبخ میں داخل ہو گئے اور یالثارات الحسین کا نعرہ لگایا۔ ابن شمیط کا لشکر جو شورشیوں سے آگے کی طرف سے جنگ کر رہا تھا جب انہوں نے یہ نعرہ کو سنا تو انہوں نے بھی جواب میں یالثارات الحسین کا نعرہ لگایا۔ ابو جناب جو اس معرکہ کا عینی گواہ ہے کہتا ہے کہ شورشیوں نے ان کے نعرے کے جواب میں یالثارات عثمان کا نعرہ لگایا اور یہ نعرہ عمیر بن ذی مران لگوا رہا تھا۔

رفاعہ کا انقلابیوں سے مل جانا:

رفاعہ بن شداد مختار سے جدا ہو گیا تھا اور شورشیوں کے لشکر کے سردار کے عنوان سے مختار کے لشکر کے مقابل لڑ رہا تھا۔ جب اس نے یہ نعرہ یالثارات عثمان سنا تو اس میں ایک عجیب سی کیفیت پیدا ہوئی اور آواز بلند کی کہ ہمیں عثمان سے کیا واسطہ؟ میں اس قوم کے ساتھ جو عثمان کے خون کا بدلہ لینے کے لیے آئی ہو ہرگز مدد اور ہمکاری نہیں کرونگا لہذا وہ فوراً شورشیوں سے علیحدہ ہو گیا اس کے جانے کے وقت اس کے طرفدارں میں سے کچھ لوگوں نے آواز دی اے رفاعہ تم ہمیں یہاں تک لے آئے ہو اور ہم تیرے تابع تھے اور جب جنگ شروع ہو چکی ہے اور دار یں نکل آئی ہیں ہمیں چھوڑ کر جا رہے ہو اور ہمیں بھی کہتے ہو کہ جنگ نہ کریں۔ رفاعہ جو مخلص شیعہ اور اچھا سابقہ رکھتا تھا ان کی باتوں کی پرواہ کیے بغیر اپنے گھوڑے کو ایڑی مار کر انقلابیوں سے مل گیا اور شورشیوں کے مقابل کھڑا ہوا اور یہ شعر کہے کہ جس کا مطلب یہ ہے کہ شداد کا بیٹا ہوں اور علی علیہ السلام کے مذہب پر ہوں اور میں عثمان اروی نامی عورت کے بیٹے کا حبدار نہیں ہوں۔ رفاعہ نے بہت سخت جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔

رفاعہ ایک عبادت گزار انسان تھا اس کی شہادت میدان سبخ کے نزدیک حمام مہبذان مسجد میں ہوئی۔ عمر بن زیاد نے کہا ہے کہ سبخ کے میدان کی جنگ میں عبدالرحمن بن قیس

Presented by Ziaraat.Com

نے جو شورشیوں کے لشکر کا سردار تھا آواز دی کہ یہ کون ہیں کہ جنھوں نے ہمارے پیچھے سے ہم پر حملہ کر دیا ہے۔ جواب دیا گیا کہ شبامی قبیلہ ہے۔ اس نے کہا کہ تعجب ہے کہ مختار کہ جس کے پاس اپنی قوم اور قبیلہ نہیں ہے ہم سے ہماری قبیلے کے لوگوں سے جنگ کرانے آیا ہے۔

شورشیوں کی شکست اور ان کے سرداروں کا قتل ہو جانا:

شبامی قبیلے کی اس جنگ میں جو کوفے کے شورشیوں اور انقلابیوں کے درمیان تھی۔ شورشیوں کو بہت سخت شکست ہوئی اور ان کے سرداروں میں سے بعض قتل ہو گئے اور بعض زخمی ہوئے قتل ہونے والوں میں سے (۱) عبدالرحمٰن بن سعید جو شورشیوں کے لشکر کے سپہ سالار تھے (۲) فرات بن زحر بن قیس (۳) نعمان بن صہبان جرمی (۴) عمر بن مخف تھے اور زخمیوں میں سے زحر بن قیس۔ عبدالرحمٰن بن مخف جنگ کرتے وقت شدید زخمی ہوا۔ اس کے قبیلے کے لوگوں نے اسے اپنے ہاتھوں پر بلند کیا اور وہ شدید زخموں کی وجہ سے بے ہوش تھا اس کے قبیلے کے لوگ اس کے اردگرد جنگ کر رہے تھے۔ حمید بن مسلم ان لوگوں میں سے تھا جو عبدالرحمٰن کے حواری تھے عبدالرحمٰن کی کنیت ابو حکیم تھی وہ لڑائی لڑتے یہ رجز پڑھ رہا تھا:

لاضربن عن ابی حکیم
مفارق الاعبد والصمیم

سراقہ بن مرداس یہ رجز پڑھ رہا تھا:

یا نفس لا تصبری تلیمی
لا تتولی عن ابی حکیم

شورشیوں کی پریشانی اور شرجیل کا قتل ہو جانا:

ابوروق کہتے ہیں کہ میدان سبیع کی جنگ میں شرجیل بن ہمدان ہمدانی قبیلے کا سردار بہت زیادہ زخمی ہو گیا اور پھر قتل ہو گیا۔ قتل ہونے سے پہلے حیرانگی اور افسوس سے کہا کہ کیسا قتل

Presented by Ziaraat.Com

کیا جاتا کہ جو قتل ہو جانے والا گمراہ ہے یہ جنگ بغیر امام اور بغیر کسی غرض کے ہے اور دوستوں سے جلدی جدا ہو جاتا ہے اور اگر ہم ان کو قتل بھی کر دیں تب بھی ان کے ہاتھوں سے رہائی نصیب نہ ہوگی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میں صرف اپنے قبیلے کی مدد کے لیے آیا تھا کہ کہیں شکست نہ کھالیں بخدا نہ اپنے آپ کو نجات دے سکا اور نہ اپنے قبیلے کو اور نہ میرا قبیلہ میرے کام آسکا اور نہ میں ان کے کام آسکا۔ ابو ورق کہتے ہیں کہ شرجیل اس تیر سے جو احمر بن ہدیج نے مارا تھا قتل ہو گیا تھا۔

شورشیوں کے بڑے کا قتل:

شورشیوں میں سے میدان سبیع میں ایک قتل ہونے والے عبدالرحمٰن بن سعید ہمدانی تھا یہ شورشیوں کا اصلی رہنے کا سپہ سالار تھے۔ مختار کے سامنے اس کے قتل کرنے والے کے بارے میں بات ہوئی تو مختار کے قریبی دوستوں میں سے سعد بن سعد احنفی نے کہا کہ اسے میں نے قتل کیا ہے اور اس پر ایک نیزہ مارا کہ جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔ ابو الزبیر جو شبامی قبیلے سے تھا اس نے کہا کہ میں نے عبدالرحمٰن کو قتل کیا ہے۔ عبدالرحمٰن کے بیٹے نے آواز بلند کی اے ابو الزبیر اپنے قبیلے کے سردار کو قتل کیا ہے؟ میں نے اس کے جواب میں یہ آیت پڑھی کہ جو لوگ خدا اور قیامت پر ایمان لے آئے ہیں تو وہ خدا اور اس کے رسول سے دشمنی کرنے والوں سے اگرچہ ان کے باپ اور اولاد یا بھائی ہوں دوستی نہیں کرتے مختار نے ان سے کہا کہ تم سب محسن اور اچھے ہو اور اس گفتگو کو ختم کرا دیا۔

شورشیوں کے نقصانات:

سبیع کے میدان کی جنگ میں شورشیوں کی بہت زیادہ تعداد قتل ہوئی سب سے زیادہ یمنی قبیلے کے لوگ تھے ان کے سات سو ستر سے زیادہ آدمی مارے گئے مضریوں کے دس سے زیادہ آدمی مارے گئے مضریوں کے قبیلے کی ابراہیم اشتر کے لشکر سے شکست کھا جانے کے بعد

Presented by Ziaraat.Com

جوان کے سرداروں میں سے مخفی ہو گئے تھے ان میں سے ایک حجار بن ابجر، یزید بن حارث، شداد بن منذر تھے۔ عکرمہ بن ربعی نے بہت زیادہ استقامت کی لیکن وہ بھی اپنے گھر بھاگ گیا اور زخمی ہو گیا تھا اپنے گھر میں باہر سے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنتے ہی اپنے گھر کی دیوار اپنے غلاموں کی مدد سے پھلانگ کر فرار کر گیا۔

میدان سبیع کی جنگ بدھ کے دن چوبیس ذی الحجہ ۶۶ھ میں واقع ہوئی اور اسی دن کوفہ کی بغاوت خاموش کر دی گئی یہ جنگ دو اہم محاذوں پر کوفہ کے سردارں اور کربلا کے واقعہ کو وجود لانے والے قبائل اور طوائف نے بغاوت کر کے شروع کی تھی مختار نے اشتر کی مدد سے ایک اہم بغاوت کو سرکوب کر دیا اور دشمنان اہل بیتؑ پر ایک کاری ضرب لگائی اور اپنے قیام کی غرض کو پالیا جو امام حسین علیہ السلام کے خون کا انتقام لینا تھا۔ امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں نے خود اپنے پیروں پر کلہاڑی ماری اور خود انہوں نے جنگ برپا کر کے مختار کے لیے انتقام لینے کا بہترین موقع فراہم کر دیا۔

پانچ سو قیدی:

شورش برپا کرنے والوں کے سرداروں کی ایک کافی تعداد قتل ہوئی اور بہت سے شورش برپا کرنے والے عوام مارے گئے۔ انقلابی فوج نے ان کے پانچ سو آدمی قیدی بنا لیے اور تمام کے ہاتھ باندھ کر مختار کے سامنے لے آئے۔ مختار کے دوستوں میں سے ایک عبداللہ بن شریک نہدی جوان قیدیوں کے کنٹرول کرنے پر معین تھے اپنے عربی اور قومی تعصب کی بنا پر کئی ایک قبیلوں کو جو عرب سردار تھے چھوڑ دیا درہم نامی غلام نے کہ جس کا علق بنی نہد سے تھا مختار کے پاس جا کر مختار سے اس کی شکایت کی مختار ابن شریک کے اس کام سے بہت زیادہ ناراض ہوا اور حکم دیا کہ قیدیوں کے ہاتھ باندھ کر مختار کے سامنے پیش کیا جائے تا کہ ان کے بارے میں فیصلہ کیا جائے۔

Presented by Ziaraat.Com

امام حسین علیہ السلام کا قاتل عدالت میں:

اب اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہونے والا ہے اللہ نے فرمایا تھا کہ ہم مجرموں سے انتقام لیتے ہیں اب اس وعدہ پر عمل ہونے والا ہے۔ مختار کو علم تھا کہ شورش اور بغاوت کرنے والے اکثر وہ لوگ ہیں جو امام حسین علیہ السلام کے قتل میں شریک تھے اور ان کے سردار شمر بن ذی الجوشن، شبث بن ربعی عبدالرحمٰن سعید وغیرہ کو مختار اچھی طرح پہنچانتا تھا۔ کچھ تو اسی شورش میں قتل ہو چکے تھے اور اب پانچ سو قیدی مختار کے ہاتھ میں گرفتار ہو چکے ہیں اور اب وہ عدالت اور انتقام لیے جانے کے لیے عدالت میں حاضر ہیں۔

مختار نے حکم دیا کہ ان قیدیوں کو ان کے سامنے قطار میں گزارا جائے اور حکم دیا کہ ان میں سے جو کربلا میں کسی عنوان سے موجود تھا اسے علیحدہ کر لیا جائے تاکہ ان کے بارے میں فیصلہ دیا جائے۔ مختار کے حکم پر عمل درآمد شروع ہوا۔ قیدیوں کو رسی میں باندھے ان کے ہاتھ ان کی پشت پر بندھے تھے مختار کے سامنے سے گزارا گیا۔ مختار کے سرداروں اور دوستوں میں سے اکثر ان لوگوں کو جانتے اور پہچانتے تھے جو کربلا کے واقعہ میں شریک تھے ان کی شناسائی پر ان میں سے ہر ایک کو علیحدہ کر لیا جاتا رہا جو کربلا میں شریک تھے گویا امام حسین علیہ السلام کی مظلومیت نے اپنے کام کر دکھایا اور امام حسین علیہ السلام کے اہل بیتؑ کی آہ و بکاء نے اپنا اثر دکھانا شروع کر دیا۔ تاریخ ان کے بارے میں فیصلہ کی گواہ ہے۔

تمام کی گردن اڑا دو:

اللہ تعالیٰ کی یہی سنت ہے اور حتمی وعدہ ہے۔ دیکھنے والوں نے گواہی دی کہ مختار کے ملازموں نے عمل درآمد شروع کر دیا ایک کہتا ہے کہ ہاں یہ وہی ہے جو کربلا میں شریک تھا اور اس نے کربلا میں اس طرح کا ظلم کیا تھا ان پانچسو قیدیوں میں دوسو اڑتالیس کو جو واقعہ کربلا میں شریک تھے شناخت کر کے علیحدہ کیا گیا۔ مختار اپنی مسند پر بیٹھا ہوا تھا اس کے ملازم اس کے حکم پر

Presented by Ziaraat.Com

عمل کرنے پر آمادہ تھے۔ مختار کو علم تھا کہ کربلا کے واقعہ میں شریک ہونے والوں کی سزا قتل کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ تمام انتظامات مکمل ہو چکے تھے ملازم اپنی تلوار کھینچے سامنے کھڑے ہوئے تھے۔ لوگ فیصلہ پر عمل درآمد ہونے کو دیکھ رہے تھے۔ مختار نے حکم دیا کہ تمام کی گردنیں اڑا دو ان میں سے ہر ایک کو دوسرے کے بعد سامنے لاتے تھے اور گردن اڑا دی جاتی تھی۔ تھوڑے سے وقت میں دوسو اڑتالیس کی گردنیں اڑا دی گئیں۔ اور تمام لوگوں کے سامنے وہ اپنی سزا کو پہنچ گئے اور ان کی سیاہ زندگی خیانت اور ننگ کا خاتمہ کر دیا گیا۔ مختار کا یہ کام شیعہ عدالتی عمل تاریخ میں ثبت ہو کر درخشاں اور روشن ہو گیا۔ خداوند عالم ان لوگوں کو اجر عظیم عنایت کرے کہ جنہوں نے اہل بیتؑ عظام کے دشمنوں کو سزا دے کر عدالت کی۔

انتقام لینا:

بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ شورش کی اس زد و خورد میں بعض لوگوں نے اس فرصت کو غنیمت شمار کرتے ہوئے جس شخص کی کسی سے دشمنی یا عناد تھا اس سے وہ حساب صاف کر لیتا تھا اور اسے اس عنوان سے کہ اس کا واقعہ کربلا میں دخل تھا خود قتل کر دیتا تھا کہا گیا ہے کہ کافی لوگوں کو مختار کی اجازت کے بغیر لوگوں نے اپنی طرف سے قتل کر دیا تھا۔

سوائے ایک آدمی کے باقی ماندہ لوگوں کو آزاد کر دیا گیا:

مختار نے کئی دفعہ اپنی بزرگی اور آقائی کا اپنے دشمنوں سے معاملہ کیا۔ کیا مختار نے ابن مطیع کی شکست کے بعد اپنے تمام مخالفین کو معاف نہیں کر دیا تھا۔ سوائے ان لوگوں کے جو جنگ میں قتل ہو گئے تھے باقی تمام کو اس شرط پر کہ وہ دوبارہ انقلاب کے خلاف سازش نہیں کریں گے مختار نے آزاد کر دیا تھا۔ اس دفعہ بھی مختار نے کمال بزرگی کا اظہار کرتے ہوئے ان لوگوں کو کہ جنہوں نے مختار کے ساتھ جنگ کی تھی اور انقلاب کے خلاف سازش کی تھی سوائے ان لوگوں کے کہ جو کربلا کے واقعہ میں دخیل تھے آزاد کر دیا صرف ایک آدمی کو جو سراقہ بن

Presented by Ziaraat.Com

مرداس تھا کہ اس کے بارے میں مختار نے کہا کہ اس کے ہاتھ باندھ کر مسجد میں لے آؤ وہ کوفہ کے شعراء اور بنوامیہ کا حب دار تھا۔ یونس ابن اسحاق نے کہا ہے کہ مختار جب میدان سبیع کے شورشیوں کے ختم کر دینے کے بعد فاتحانہ انداز میں دارالامارہ کی طرف جارہا تھا تو سراقہ بن مراد نے اس شعر کے پڑھنے سے فریاد بلند کی اور عاجزانہ طریقے سے معاف کر دینے کو طلب کیا۔

اے معد طائفہ کے مردوں سے بہترین انسان مجھ پر احسان کر اے بہترین مرد کہ جس نے زندگی کی اور لبیک کہا۔ مختار نے اسے قید کر دیا اور اس کے قتل کرنے سے درگزر کیا۔ دوسرے دن اسے قید خانے سے نکال کر اپنے سامنے پیش کیا۔ وہ مختار کے سامنے حاضر ہوا اور یہ اشعار پڑھے۔

ابو اسحاق مختار سے کہہ دو کہ ہمارا کام ہمارے خلاف تمام ہوا۔ ہم نے شورش کی اور کمزوری کو معمولی شمار کرتے تھے ہماری شورش سوائے غرور اور خطاء کے کچھ نہ تھی۔ ہم نے اپنے مقابل کو کمزور جانا لیکن ہم نے جنگ میں دیکھا کہ وہ کتنا طاقت ور ہے۔ ہم نے قیام کیا اور ہم نے دیکھ لیا کہ وہ ہمارے مقابلے میں ڈٹے رہے اور ہماری مثل مقابلہ کیا ہم نے ان سے سخت شکست اٹھائی اور انہوں نے ہمیں زہر کا گھونٹ پلایا۔

اے ابو اسحاق تم اپنے دشمنوں پر فتح مند ہوئے ہو اور ان لوگوں کے ساتھ جو امام حسینؑ کے خون کے انتقام لینے کے لیے کھڑے ہوئے تھے فتح حاصل کر لی ہے۔ اسی طرح جس طرح رسولؐ خدا نے بدر کے دن دشمنوں پر فتح حاصل کی تھی اور اسی طرح کہ جس طرح رسولؐ خدا نے حنین کی جنگ میں درہ میں فتح حاصل کی تھی تم نے فتح حاصل کی ہے۔ اب جب کہ تم فتح حاصل کر چکے ہو نرمی برتو اور اگر ہم تم پر مسلط ہوتے تو ہم ظلم اور تعدی کرتے میری توبہ کو قبول کرو اور میں ہمیشہ کے لیے تیرا شکر گزار رہوں گا اگر اس نقد کو ادھار سمجھو۔

سراقہ کا جھوٹ:

سراقہ نے اشعار کے پڑھنے کے بعد چاپلوسی کے طور پر یوں کہا کہ اے امیر! خدا

Presented by Ziaraat.Com

تیرے کام کو رو براہ کرے کہ سراقہ قسم اٹھاتا ہے اس خدا کی کہ جس کا کوئی شریک نہیں ہے کہ میں نے اپنے آنکھوں سے جنگ کے دن دیکھا ہے کہ ملائکہ ابلق گھوڑوں پر سوار ہو کر زمین اور آسمان کے درمیان تیری مدد کے لیے جنگ کر رہے ہیں۔ مختار نے اسے کہا کہ منبر پر جاؤ اور یعینہ اس مطلب کو لوگوں کے سامنے بیان کرو وہ منبر پر گیا اور یہی مطلب لوگوں کے سامنے بیان کیا اور جب منبر سے اترا تو مختار نے اسے اپنے پاس بلایا اور کہا اے دھوکہ باز۔ میں جانتا ہوں کہ نہ تم نے فرشتے دیکھے میں اور نہ ہی تجھے مکاشفہ ہوا ہے لیکن تم نے اپنی جان کو نجات دینے کے لیے جھوٹ گھڑا ہے۔ یہاں سے جتنا جلدی ہو نکل جاؤ اور میرے دوستوں کو اپنے فکری فساد سے دور رکھو

سراقہ کو نجات ملی اور بھاگ جانے کی فکر کرنے لگا۔ حجاج بارقی کہتا ہے کہ میں نے سراقہ کو دیکھا کہ جس نے اپنے جھوٹے واقعہ کو میرے لیے بیان کیا اور کہا کہ میں نے آج تک کوئی اتنا محکم اور حتمی جھوٹ نہیں کہا میں نے ان سے کہا کہ اس نے فرشتوں کو اس طرح اور اس طرح دیکھا ہے۔ سراقہ نے نجات حاصل کی اور بصرہ کی طرف بھاگ گیا اور عبدالرحمٰن بن مخنف سے جو کوفہ کے سرداروں میں سے تھا ملحق ہو گیا بارقی نے کہا کہ جب سراقہ جا رہا تھا تو اس طرح کے اشعار کہتے جا رہا تھا ابو اسحاق مختار سے کہہ دو کہ میں نے ابلق گھوڑوں کو دیکھا ہے۔ میں تیری وحی کا منکر ہوں اور نذر کر لی ہے کہ آخری عمر تک تم سے لڑتا رہونگا۔ میری آنکھوں نے وہ دیکھا کہ جو تم نے نہیں دیکھا اور ہم دونوں جانتے ہیں کہ میں بکواس کر رہا ہوں۔ جب کوئی تم بات کرو تو میں کہتا ہوں کہ تم جھوٹ بول رہے ہو اور اگر کسی نے قیام کیا تو میں اس سے مل کر تم سے جنگ کرونگا۔ (یہ تمام اشعار پہلے اشعار کے برعکس ان کی ضد اور مخالف ہیں)

بعض نے لکھا ہے کہ جب سراقہ پکڑا گیا تو اس نے مختار کے ملازمین سے کہا کہ تم نے مجھے قید نہیں کیا بلکہ میں نے دیکھا ہے کہ سفید پوش ابلق گھوڑے پر سوار آدمیوں نے مجھے گرفتار کیا ہے۔ اور مختار کہتا تھا کہ وہ فرشتے تھے پھر اس نے سراقہ کو آزاد کر دیا۔

Presented by Ziaraat.Com

کوفہ میں امان عام کا اعلان:

مختار نے کوفہ پر دوبارہ مسلط ہو جانے اور دشمنوں کے قلع قمع کر دیے اور دو سو پچاس کے قریب کربلا کے واقعہ میں شریک لوگوں کو قتل کر دینے کے بعد حکم دیا کہ منادی مأذنہ پر جا کر اعلان کرے کہ جو اپنے گھر کا دروازہ بند کر دے تو سوائے آلِ محمدؐ کے خون میں شریک کے سب امان میں ہیں۔

دشمنوں کی ناامیدی:

کوفہ میں امان کے اعلان کے بعد کوفہ کے اشراف میں سے دو آدمی یزید بن حارث اور حجار بن ابجر بہت ہی خوف زدہ ہوئے ان کا خیال تھا کہ ابھی شورشی مقابلہ کر رہے ہیں لہذا انہوں نے ایک آدمی کو معین کیا کہ وہ میدان جنگ میں جا کر دیکھے کہ اگر تو شورشی کامیاب ہو گئے ہیں تو انہیں ''مرفان'' کے لفظ سے اطلاع دے اور اگر شورشی شکست اٹھا چکے ہوں تو پھر اس لفظ ''جمران'' کے رمز کے ذریعے خبردار کرے۔ جب شورشیوں کی اکثر فوج جو میدان سبیع میں لڑ رہی تھی شکست اٹھا چکی اور اس شخص نے جا کر یہ حالت دیکھی تو وہ فوراً واپس آیا اور حجاز اور یزید کو لفظ ''جمران'' کے بولنے سے خبر دی تو ان دونوں نے سمجھ لیا کہ معاملہ ختم ہو چکا ہے انہوں نے اپنے باقی ماندہ فوج کو اور اپنے قبیلے کے لوگوں کو پیغام دیا کہ فوراً منتشر ہو کر مخفی ہو جاؤ اور فوراً اپنے گھروں میں چلے جاؤ تا کہ امان میں ہو جاؤ۔ لہذا تمام شورشی اور انقلاب کے مخالف مختار کے کامیاب ہو جانے کے بعد مایوس ہو گئے۔

امام حسین علیہ السلام کے قاتل مخفی ہو جاتے ہیں:

شورشیوں کے سرکردہ لوگ جو اکثر امام حسین علیہ السلام کے خون میں ملوث تھے انہوں نے اپنا انجام دیکھ لیا اور سمجھ گئے کہ اس دفعہ کی مخالفت سے ان کے لیے سخت اور حتمی خطرہ سامنے آ چکا ہے مختار نے فتح حاصل کر لی ہے اب انتقام لینے کے لیے ان لوگوں کا حساب صاف کر دے گا

Presented by Ziaraat.Com

اور مختار کی اصلی غرض سوائے امام حسینؑ کے خون کے انتقام لینے کے اور کچھ بھی نہیں تھی انہیں احساس ہو چکا تھا کہ سازش کے ناکام ہو جانے اور مختار کے غلبہ حاصل کر لینے کے بعد اب اس کا مقابلہ کرنے کی ان میں طاقت نہیں رہی لہذا جتنا جلدی ہو سکے وہ اپنی جان کی فکر کریں اور ان کی سب سے زیادہ کوشش یہ تھی کہ کوئی حیلہ پیدا کریں کہ جس کے ذریعے وہ چھپ جائیں اور کسی امن کی جگہ فرار کر جائیں۔ کوفہ کے اشراف اور سرداروں نے وہاں رہ جانے پر فرار کر جانے کو ترجیح دی اور اپنے آپ کو انہوں نے بصرہ پہنچایا اور مصعب بن زبیر کے ہاں جا کر پناہ لی۔

شبث بن ربعی کا فرار:

پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ اس شورش کا محرک اصلی مختار کے خلاف کوفہ کے ناکام ہو جانے والے سرداروں میں سے شبث بن ربعی تھا۔ اس شخص کی سابقہ سیاہ اور گناہوں سے پر زندگی تھی اور یہ اس شورش میں ایک اہم محاذ میدان کناسہ کی فوج کا سپہ سالار تھا۔ شورشیوں کی سخت شکست کے بعد اور کناسہ کی فوج کی جو اس کی کمان میں تھی شکست فاش کے بعد اس نے کوفہ سے فرار کرنے کو وہاں رہ جانے پر ترجیح دی اور وہ خود خوب جانتا تھا کہ اگر وہ مختار کے ہتھے چڑھ گیا تو اس کے سابقہ کردار کی بنا پر مختار اسے بدترین سزا دے گا لہذا وہ کوفہ سے فرار کر گیا اور عجیب کیفیت سے بصرہ میں اپنے آپ کو مصعب کی پناہ میں پہنچایا۔

بلاذری نے لکھا ہے کہ شبث فرار ہو کر بصرہ پہنچا اور وہ ایک خچر پر سوار تھا کہ جس کی دم اور کانوں کو کاٹا ہوا تھا ان سے خون بہہ رہا تھا اس نے اپنی قبا کو چاک کیا ہوا تھا وہ اس حالت میں بصرہ میں داخل ہوا جب لوگوں نے اسے اس عجیب حالت میں دیکھا تو اس نے فریاد بلند کی اور واغوثاہ واغوثاہ کہا اور اسی حالت سے مصعب کے ہاں وارد ہوا اور فریاد کی اور مصعب کو مختار کے خلاف بھڑکایا اور آخر کار وہ خود مصعب کی مختار کے ساتھ جو جنگ ہوئی مارا گیا کہ جس کی تفصیل مختار کے ساتھ مصعب کی جنگ میں بیان ہو گی۔

Presented by Ziaraat.Com

یارویں فصل

انتقام

Presented by Ziaraat.Com

پہلا حصہ

﴿مختار کی اصلی غرض﴾

مختار ایک تجربہ کار زندگی کی اونچ اور نیچ سے واقف انسان تھا اس کی کوشش تھی کہ اپنے ہدف اور غرض کی جو کہ امام حسین علیہ السلام کے خون کا انتقام لینا تھا پر اچھی طرح کامل طریقے سے عمل کرے۔ مختار یہ چاہتا تھا کہ اگر فاتح ہو جائے تو ظلم کے تمام نظام کو جڑوں سے نکال دے اور باطل اور ظالم حکومت کا خاتمہ کر دے اور ایک انقلابی ایسی حکومت قائم کرے کہ جس کی بنیاد کتاب وسنت پیغمبرؐ واہل بیتؑ عظام کی ولایت پر مبنی ہو اسی لیے مختار مختلف محاذوں پر لڑ رہا تھا اور ایک حد تک وہ اپنی اس غرض کو حاصل کرنے میں کامیاب بھی ہو گیا تھا لیکن اس کی اصلی غرض جو کہ امام حسین علیہ السلام کے خون کا انتقام لینا تھا اس کو اس نے احسن طریقے سے انجام دیا۔ اب ہم اس فصل میں مختار کا واقعہ کربلا کے وجود لانے والے لوگوں سے انتقام لینے کی تاریخ کے لحاظ سے تفصیل بیان کرتے ہیں۔

بلا وجہ اشکال:

ممکن ہے کہ بعض لوگ اشکال کریں کہ مختار نے کیوں اس طرح سے سنگدلی اور بے رحمی کے ساتھ ان لوگوں سے معاملہ انجام دیا جو کربلا کے واقعہ میں دخیل تھے اور کوفہ کو ایک وحشت ناک اور عمومی قتل گاہ میں تبدیل کر دیا ہو سکتا ہے کہ اس طرح سے بدلہ لینے پر کسی کا دل پسیج جائے۔ لیکن اگر ان جنایات اور مظالم کو دیکھا جائے کہ جو ان لوگوں نے کربلا میں اہلبیت

Presented by Ziaraat.Com

ظالم پکڑے جاتے تھے تو اسے اس طرح کی سزا دیا جاتا تھا اور کمتر نظر آئیگا۔

سید جعفر شہیدی معروف مؤرخ لکھتے ہیں اور انہوں نے اس مطلب کو اپنی کتاب نہضت امام حسینؑ میں بہت اچھے طریقے سے ادا کیا ہے اور وہ یوں تحریر فرماتے ہیں۔ ایک قتل گاہ سے کئی قتل گاہ وجود میں آئیں لیکن اس دفعہ کی قتل گاہ میں قربان ہونے والے خدا کے نیک اور عزیز بندے نہ تھے بلکہ ایسے ظالم تھے کہ جن کے ہاتھ آزاد مردوں کے خون سے رنگین تھے ہم جب مختار کی داستان کو پڑھتے ہیں اگر ہم نے حقوق کی کچھ کتابوں کو پڑھا ہوا ہو تو شاید ہمیں بھی اس طرح کا انتقام لینا سخت نظر آئے اور کہہ دیں کہ مختار نے ایسا کیوں کیا تھا؟ کسی کا گوسفند کی طرح سر کاٹ رہے ہیں اور کسی کا پیٹ پھاڑ رہے ہیں اور اس کو کہ جس نے کوئی تیر امام حسینؑ کے فرزند کو مارا تھا اور آپ نے اپنے ہاتھ کو سپر بنایا تو اس تیر نے ہاتھ کو چیرتے ہوئے آپ کی پیشانی کو زخمی کر دیا تھا بعینہ اس کو اسی طرح کی سزا دے رہا ہے۔ کسی کو کھولتے ہوئے تیل کی دیگ میں ڈال دیتا ہے۔ کسی کے ہاتھ اور پاؤں میں کیل ٹھونک کر اس پر گھوڑے دوڑا دیتا ہے اور جیسا کہ لکھا ہے کہ دو سو اڑتالیس آدمیوں کو جو امام حسینؑ اور آپ کے اصحاب کے قتل میں شریک تھے ایک دفعہ گردنیں اڑا دیتے ہیں۔ ہم اس طرح کے واقعات اور داستان کو پڑھتے ہیں اور اس میں ایک طرح کی قساوت قلب دیکھتے ہیں لیکن اس کے باوجود یہ واضح اور معلوم ہونا چاہیے کہ تیرہ صدی بعد میں آنے والے لوگوں کا تیرہ صدی پہلے کے لوگوں کے حق میں اس طرح کا فیصلہ دینا درست نہیں ہے اور پھر جب کوئی انقلاب کامیاب ہو جاتا ہے تو حالات دگرگوں ہو جاتے ہیں اور عام طور سے انقلاب قساوت اور غصے کو ساتھ لے کر آتا ہے بلکہ انقلاب کے ساتھ غیض اور غضب نہ ہو تو وہ انقلاب ہی نہیں ہوتا۔

شمر، عبید اللہ ابن زیاد، عمر سعد، حفص، خولی، سنان اور اس طرح کے کوفہ کے سرداروں میں سے سینکڑوں انسانوں نے اس طرح کی سزا پائی۔ لیکن تاریخ نے اسی انقلاب پر

Presented by Ziaraat.Com

اکتفا نہیں کی اور نہ یہ پہلا اور آخری انقلاب تھا۔

دانش اہلِ شیعہ بزرگ دانشمند تحریر کرتے ہیں۔ امام حسین علیہ السلام کے قاتل اس طرح کے بے رحمانہ عدل میں گرفتار ہوئے۔ اس طرح کے انتقام اور قساوتِ قلبی کا عذر تاریخ قبول کرتی ہے اور اسی کو مختار کا عادلانہ کردار بھی کہا ہے۔

خون کا حساب لیا جانا:

اب وقت آ پہنچا تھا کہ مختار خون کے انتقام کا درست فیصلہ کرے اور کوفہ کے پست ظالم و خائن اور منافق لوگ کہ جنہوں نے کربلا میں امام حسین علیہ السلام سے جنگ کی تھی کو عدالت کے سپرد کر دے اور انہیں ان کے جرائم کے مطابق سزا دے۔ کوفہ کے منافق اور خائن لوگوں نے مختار کی غرض کو اچھی طرح سمجھا ہوا تھا لہٰذا وہ شورش کے شکست کھا جانے کے بعد مختار سے جنگ کرنے سے ناامید ہو جانے کے بعد چھپ گئے تھے۔ مختار نے اپنے انقلابی لشکر کی مدد سے ان ظالموں کی تلاش شروع کر دی۔ ہم اس کے بارے میں معتبر تاریخوں اور معتبر مدارک سے یہاں تفصیل کے ساتھ اس کا ذکر کرتے ہیں۔

امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں کی تلاش:

طبری نے لکھا ہے کہ کوفہ شہر میں بدھ چوبیس ذی الحجہ ۶۶ھ کو مختار کے خلاف بغاوت ناکام ہو گئی اور دشمن بہت زیادہ نقصان اٹھانے کے بعد نیست و نابود ہو گئے۔ کوفہ کے بچے کچھے سردار بصرہ بھاگ گئے اور عبداللہ بن زبیر کے بھائی مصعب بن زبیر کے ہاں جا کر پناہ لے لی۔ مختار نے جب امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں کو ختم کرنے کا حتمی ارادہ کر لیا تو اس نے یوں کہا ہمارا دین اجازت نہیں دیتا کہ جنہوں نے امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا اس دنیا میں امن و امان سے زندگی بسر کریں اگر وہ اس طرح رہیں تو پھر میں پیغمبر علیہ السلام کے فرزند کا مددگار اور ان کے خون کا

Presented by Ziaraat.Com

انتقام لینے والا نہیں ہوگا بلکہ میں وہی کذاب ہی ہوگا جو مجھے کہا جا رہا ہے۔ میں ان ظالموں پر غالب آنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتا ہوں اور خدا کا شکر گزار ہوں جس نے مجھے ان کے سروں پر تلوار قرار دے دیا ہے اور مجھے وہ نیزہ بنایا ہے جو ان پر وارد ہوگا اس سے میں اہل بیت علیہم السلام کے خون ناحق کا انتقام لینے والا بنوں گا۔ اور خدا کے لیے یہ ضروری ہے کہ جن لوگوں کا امام حسین علیہ السلام کے خون میں ہاتھ رنگا ہوا ہے انہیں قتل کرے اور جنہوں نے اہل بیتؑ علیہم السلام کا حق ادا نہیں کیا ہے انہیں ذلیل وخوار کرے لہٰذا مجھے ان لوگوں کی نشاندہی کرو تا کہ میں انہیں گرفتار کر کے ان کی بیخ وبن کو ختم کر دوں۔ آل محمدؐ کے مددگار اور خون حسین کے انتقام لینے والے مختار نے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر اپنی تمام ہمت اپنے اس مقدس مقصد کے لیے انجام دی اور اپنے کام کا آغاز کر دیا۔

موسیٰ بن عامر نے کہا کہ مختار نے حکم دیا کہ امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں کو تلاش کرو اور کہا کرتا تھا کہ بخدا کہ مجھے اس وقت تک آب و دانہ گوارہ نہیں ہوگا جب تک میں ان ناپاک ظالموں سے اللہ کی زمین کو پاک نہ کرلوں۔ مختار کا حکم صادر ہو گیا اور اس پر عمل کرنے کا آغاز ہو گیا۔ تلاش کرنے کے لیے گروہ بنائے گئے اور مختار اور اس کے فرمانده اپنی جان ہاتھ پر رکھ کر شکاری باز کی طرح کوفہ کے ظالم اور جانی لوگوں پر ٹوٹ پڑے سب سے پہلے ان لوگوں کی تلاش میں گئے جو کربلا کے واقعہ کے کلیدی عہدوں پر ایک نمبر ظالم تھے۔ اس دفعہ کوفہ ایک نئی شجاعت اور دلچسپ اور قابل دید واقعات کا مشاہدہ کرنے والا ہے۔ کربلا کے واقعہ میں بے رحم اور شریر قاتل ایک کے بعد دوسرا گرفتار کیا جا رہا ہے اور عدالت کے سپرد ہو رہا ہے کبھی ان کو اجتماعی شکل میں اور کبھی انفرادی صورت میں سزا دی جا رہی ہے۔

اجتماعی قصاص:

(۱) تمام وہ افراد کہ جنہوں نے کربلا میں امام حسین علیہ السلام کے جسم مبارک پر گھوڑے دوڑائے

Presented by Ziaraat.Com

تھے اور آپ کے جسم مبارک کو ریزہ ریزہ کر دیا تھا مختار نے ان دس آدمی کے بارے میں حکم دیا کہ انہیں گرفتار کیا جائے اور پھر ان کے ہاتھ اور پاؤں کو باندھ کر پیٹھ کے بل لٹا کر میخ کوب کیا جائے اور گھوڑوں کی تازہ نعل بندی کر کے ان پر دوڑا دیے جائیں ان کے جسموں کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور وہ ہلاک ہو گئے اور پھر باقی ماندہ جسم کے اجزاء کو آگ لگا دی گئی۔

(۲) اور ان دو سو اڑتالیس آدمیوں کو جو کربلا کے واقعہ میں دخیل اور مختار کے خلاف بغاوت میں گرفتار کیے گئے تھے ان تمام کی ایک کے بعد دوسرے کی گردن اڑا دی گئی۔ یہ ان پانچ سو قیدیوں میں سے تھے کہ جنہیں انکی بغاوت کو سرکوب کرنے کے بعد گرفتار کیا گیا تھا۔

(۳) شمر بن ذی الجوشن اس اونٹ کو جو امام حسینؑ کی سواری کے لیے مخصوص تھا عاشورا کے دن بطور غنیمت کوفہ میں لے آیا اور قتل حسینؑ کے شکرانے میں اس اونٹ کو ذبح کیا اور اس کا گوشت اہل بیت علیہم السلام کے دشمنوں میں تقسیم کیا۔ مختار نے حکم دیا کہ تمام وہ گھر کہ جن کے ہاں اس کا گوشت بھیجا گیا تھا اور تمام وہ افراد کہ جنہوں نے اس کا گوشت جانتے ہوئے کھایا تھا ان کی نشاندہی کی جائے ان تمام گھروں کو مختار نے گرا دیا اور جن لوگوں نے اس اونٹ کا گوشت کھایا تھا انہیں قتل کر دیا۔

یہ معلوم رہے کہ مختار صرف ان بالغوں کو جو کربلا کے واقعہ میں کسی طرح سے شریک ہوئے تھے سزا دیتا تھا کسی تاریخ میں یہ نہیں ملتا کہ مختار نے عورتوں یا بچوں کو معمولی سی سزا یا کوئی آزار دیا ہو۔

یہاں وہ فہرست دی جاتی ہے کہ جن لوگوں کو مختار نے سزا دی کہ جسے تاریخ طبری، کامل ابن اثیر، بحار الانوار نے نقل کیا ہے۔

(۱) عمر بن سعد: یہ کربلا میں شام اور کوفہ کی تمام فوج کا سپہ سالار تھا اور اس نے کئی ایک ظلم کیے تھے مختار نے اسے تلوار کے کئی ایک وار کر کے اس کے گھر میں قتل کیا اور اس کا سر بدن

Presented by Ziaraat.Com

سے جدا کر لیا۔

(۲) حفص بن عمر بن سعد: اس نے اپنے باپ کے ساتھ اس کی مدد کی۔ اسے قتل کیا گیا۔ اور اس کا سر مختار کے سامنے جدا کیا گیا۔

(۳) شمر بن ذی الجوشن: کربلا میں پیادہ فوج کا سپہ سالار تھا اس نے کئی ایک ظلم کیے۔ اسے لڑتے ہوئے گرفتار کیا گیا اور اس کا سر اس کے بدن سے جدا کر دیا گیا۔

(۴) سنان بن انس: اس کے اور ظلم کے علاوہ اس نے امام حسینؑ کا سر مبارک آپ کے بدن سے جدا کیا تھا مختار نے اس کی انگلیوں اور ہاتھ اور پاؤں کو جدا کیا اور ابھی زندہ تھا کہ اسے جلتے تیل کی دیگ میں ڈال دیا۔

(۵) خولی بن یزید اصبحی: اس نے کربلا میں کئی ایک ظلم کیے اس نے عاشورا کے دن عثمان بن علی اور جعفر بن علی کو شہید کیا اور یہی امام حسینؑ کے سر مبارک کا حامل تھا مختار نے اسے تلوار سے قتل کیا اور اس کے بدن کو آگ میں جلا دیا۔

(۶) بجدل بن سلیم کلبی: اس ملعون نے امام حسینؑ کی انگلی کو جدا کیا تھا۔ مختار نے اس کی انگلیوں اور ہاتھ پاؤں کو کاٹا اور اسی سے یہ ہلاک ہو گیا۔

(۷) حرملہ بن کاہل اسدی: یہ تیر اندازی کا ماہر تھا۔ اس نے حضرت علی اصغر اور عبداللہ بن حسن کو شہید کیا تھا اس کے علاوہ اور بہت ظلم کیے تھے۔ مختار نے اس کے ہاتھ پاؤں کے کاٹنے کے بعد اسے آگ میں جلا دیا۔

(۸) حکیم بن طفیل سنبسی: اس نے حضرت عباس علیہا السلام کا لباس غارت میں لیا تھا اور امام حسینؑ پر تیر اندازی کی اور یہی حضرت عباسؑ کا قاتل بھی تھا۔

(۹) مرہ بن [redacted] عبدی: دوسرے مظالم کے علاوہ یہ حضرت علی اکبرؑ کا قاتل تھا۔ اس کا

Presented by Ziaraat.Com

ایک ہاتھ گرفتار کیے جانے کے وقت زخمی ہو گیا تھا اور بعد میں فالج ہو گیا اور یہ فرار کر گیا۔

(۱۰) **زید یزید بن رقاد جنبی:** یہ شخص کربلا میں تیر انداز تھا اس نے عبداللہ فرزند مسلم بن عقیل کو قتل کیا تھا اور حضرت ابوالفضل کے قتل کرنے میں بھی شریک تھا۔ اسے مختار نے تیر باران کرنے کے علاوہ سنگسار کر دیا۔

(۱۱) **عمر بن صبیح:** واقعہ کربلا کے وجود لانے والوں میں سے تھا اور اس نے عبداللہ بن مسلم کو قتل بھی کیا اسے مختار نے نیزے مار کر ہلاک کیا اور ایک روایت کے مطابق یہ ان دس آدمیوں میں سے تھا کہ جن پر مختار نے گھوڑے دوڑائے تھے اور قتل ہوئے۔

(۱۲) **مالک بن بشیر بدائی:** اس نے امام حسینؑ کی خود کو لوٹا تھا۔ مختار نے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے اور ہلاک کیا۔

(۱۳) **عبداللہ بن اسید بن جہنی:** اس نے عاشور کے حادثہ میں بہت زیادہ فعالیت کی تھی۔ اس کی گردن اڑا دی گئی۔

(۱۴) **حمل بن مالک محاربی:** یہ بھی واقعہ کربلا میں فعالیت کرتا رہا۔ اس کی بھی گردن اڑا دی گئی۔

(۱۵) **رقاد بن مالک بجلی:** جنگ میں شریک تھا اور اس نے امام حسینؑ کے اموال کو عاشورا کے دن لوٹا تھا۔

(۱۶) **عمر بن خالد بجلی:** کربلا کی جنگ میں شریک اور عاشورا کے دن امام حسینؑ کے اموال لوٹے تھے بازار کے سامنے تمام لوگوں کے سامنے اس کی گردن اڑا دی گئی۔

(۱۷) **عبدالرحمٰن بن بجلی:** کربلا کی جنگ میں شریک تھا اور اس نے بھی خیموں سے مال لوٹا تھا اس کی بھی تمام لوگوں کے سامنے گردن اڑا دی گئی۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۸) **عبداللہ بن قیس خولانی:** کربلا میں شریک تھا اور امام حسینؑ کے اموال لوٹے تھے بازار میں سرعام لوگوں کے سامنے گردن اڑا دی گئی۔

(۱۹) **مالک بن بشیر بدی:** کربلا میں شریک تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کاٹے گئے اور ہلاک ہو گیا۔

(۲۰) **عثمان بن خالد جہنی:** اس نے عبدالرحمٰن بن عقیل کو شہید کیا اور ان کا لباس اتار کر لے گیا اس کی گردن اڑا کر اس کے بدن کو آگ لگا دی گئی۔

(۲۱) **زیاد بن مالک:** کربلا کی جنگ میں شریک تھا اور اس نے امام حسینؑ کا خصوصی لباس اتار لیا تھا بازار میں لوگوں کے سامنے اس کی گردن اڑا دی گئی۔

(۲۲) **عبدالرحمٰن بن ابی خشکارہ:** اس نے بھی امام حسینؑ کا لباس اتار کر غارت کیا تھا اس کی عام لوگوں کے سامنے گردن اڑا دی گئی۔

(۲۳) **اسحاق بن حوبہ:** یہ ان دس آدمیوں میں تھا کہ جنہوں نے امام حسینؑ کے بدن پر گھوڑے دوڑائے تھے۔ اس کے ہاتھ اور پاؤں کو میخوں سے زمین میں گاڑ کر اس کے بدن پر گھوڑے دوڑا کر ہلاک کیا گیا۔

(۲۴) **اخنس بن مرشد:** یہ بھی ان دس آدمیوں میں سے ایک تھا۔ اسے بھی اسحاق بن حوبہ کی طرح قتل کیا گیا۔

(۲۵) **عبداللہ بن صلب قیس:** عاشور کی جنگ میں فعالیت کی تھی عام لوگوں کے سامنے اس کی گردن اڑا دی گئی۔

(۲۶) **عبدالرحمٰن بن حتولب:** عاشور کی جنگ میں شریک تھا اور اسے اپنے بھائی کی طرح قتل کیا گیا۔

Presented by Ziaraat.Com

(۲۷) عبداللہ بن وھب ھمدرنی: عاشور کی جنگ میں شریک تھا اور اپنے بھائی کی طرح قتل کیا گیا۔

(۲۸) عثمان بن خالد دھانی: اس نے بنی ہاشم کے ایک جوان کو عاشور کے دن قتل کیا تھا اس کے مکان کے سامنے کنواں میں اس کی گردن کاٹی گئی۔

(۲۹) صیاط و عبدالرحمٰن بن زرعہ: کربلا میں شریک تھا۔ یہ اپنے گھر میں جنگ کے دوران قتل کیا گیا۔

(۳۰) رجاء بن منقذ عبدی: یہ ان دس آدمیوں میں سے تھا کہ جنہوں نے امام حسینؑ کے جسم مبارک پر گھوڑے دوڑائے تھے۔ اس کے ہاتھ پاؤں کو زنجیر سے باندھ کر میخوں سے زمین میں گھاڑا گیا اور اس کے بدن پر گھوڑے دوڑائے گئے۔

(۳۱) سالم بن خثیمہ: یہ ان دس آدمیوں میں سے تھا کہ جنہوں نے امام حسینؑ کے جسم مبارک پر گھوڑے دوڑائے تھے۔ اس کے ہاتھ پاؤں کو زنجیر سے باندھ کر میخوں سے زمین میں گھاڑا گیا اور اس کے بدن پر گھوڑے دوڑائے گئے۔

(۳۲) واحظ بن ناعم: یہ ان دس آدمیوں میں سے تھا کہ جنہوں نے امام حسینؑ کے جسم مبارک پر گھوڑے دوڑائے تھے۔ اس کے ہاتھ پاؤں کو زنجیر سے باندھ کر میخوں سے زمین میں گھاڑا گیا اور اس کے بدن پر گھوڑے دوڑائے گئے۔

(۳۳) صالح بن وھب: یہ ان دس آدمیوں میں سے تھا کہ جنہوں نے امام حسینؑ کے جسم مبارک پر گھوڑے دوڑائے تھے۔ اس کے ہاتھ پاؤں کو زنجیر سے باندھ کر میخوں سے زمین میں گھاڑا گیا اور اس کے بدن پر گھوڑے دوڑائے گئے۔

(۳۴) ہانی بن شبیث: یہ ان دس آدمیوں میں سے تھا کہ جنہوں نے امام حسینؑ کے جسم

Presented by Ziaraat.Com

مبارک پر گھوڑے دوڑائے تھے۔ اس کے ہاتھ پاؤں کو زنجیر سے باندھ کر میخوں سے زمین میں گھاڑا گیا اور اس کے بدن پر گھوڑے دوڑائے گئے۔

(۴۵) اسید بن مالک: یہ ان دس آدمیوں میں سے تھا کہ جنھوں نے امام حسینؑ کے جسم مبارک پر گھوڑے دوڑائے تھے۔ اس کے ہاتھ پاؤں کو زنجیر سے باندھ کر میخوں سے زمین میں گھاڑا گیا اور اس کے بدن پر گھوڑے دوڑائے گئے۔

جن لوگوں کے گھر ان کے فرار کر جانے کے بعد خراب کیے گئے اور ان کے مال ضبط کر لیے گئے:

کوفہ کے لوگوں میں سے جن لوگوں کے ناموں کی تاریخ میں تصریح کی گئی ہے یہ ان کی فہرست تھی۔ مورخین نے لکھا کہ صرف کوفہ کے لوگوں میں سے کہ جنھوں نے کربلا کے واقعہ میں شرکت کی تھی اٹھارہ ہزار آدمی امام حسین علیہ السلام کے خون کے قصاص میں قتل کیے گئے۔ یہ ان لوگوں کے علاوہ ہیں۔ جن کو شام میں ابراہیم اشتر نے جنگ کے دوران قتل کیا تھا اور جن کی تعداد ستر ہزار کے قریب بتلائی گئی ہے۔

(۱) سنان ابن انس کا گھر گرا دیا گیا اور وہ بصرہ میں جا چھپا لیکن اس کے بعد اسے قادسیہ میں گرفتار کر لیا گیا اور اسے سخت سزا دی گئی۔

(۲) محمد بن اشعث جو کربلا کے واقعہ میں ظالم تر انسان تھا اس کا قصر قادسیہ میں ویران کر دیا گیا اور اس کے مال پر قبضہ کر لیا گیا۔ اس کے قصر کے اسباب اور آلات سے حجر بن عدی کا مکان بنوایا گیا کہ جسے ابن زیاد نے گرا دیا تھا۔ محمد بن اشعث بھی بصرہ بھاگ گیا اور مصعب نے جو مختار کے خلاف جنگ کی تھی اس میں شریک ہوا اور مختار کی فوج کے ہاتھوں قتل کیا گیا۔

(۳) عبداللہ غنوی بصرہ فرار ہو گیا اور اس کا گھر گرا دیا گیا۔

(۴) عمرو بن حجاج زبیدی جو کربلا میں فوج کا سالار تھا اور جسے امام حسینؑ پر پانی بند کر

Presented by Ziaraat.Com

دینے پر مامور کیا گیا تھا۔ وہ جبانات کی جنگ میں ناپید اور غائب ہو گیا۔

(۵) اسماء بن خارجہ یہ کربلا کے واقعہ میں دخیل تھا اور حضرت مسلم بن عقیل کی شہادت میں شریک تھا یہ بھی چھپ گیا اس کا گھر خراب کر دیا گیا اور جو اس کے رشتہ دار اس کی مدد کرتے تھے ان کے گھر بھی گرا دیے گئے۔

(۶) حمید بن مسلم یہ کربلا کے واقعہ میں شریک تھا اور نامہ نگاری کے عنوان سے کام کر رہا تھا

(۷) سہم بن عبدالرحمٰن جہنی یہ بنی ہاشم کے جوانوں کے قتل میں شریک تھا اور چھپ گیا۔

(۸) ابی اسماء بن بشر یہ بھی بنی ہاشم کے جوانوں کے قتل میں شریک تھا اور چھپ گیا۔

یہ ان لوگوں کا سیاہ کارنامہ تھا کہ جو کربلا کے واقعہ میں جنایت کار تھے۔ اب ہم تاریخ طبری کامل ابن اثیر بحار الانوار میں جو کربلا کے واقعہ کی تفصیل نقل ہوئی ہے یہاں درج کرتے ہیں۔

شمر کا چھپ جانا:

کربلا کے واقعہ میں یہ ایک نمبر ظالم مختار کی فہرست میں اول نمبر پر تھا۔ مختار چاہتا تھا کہ جیسے بھی ہو یہ جنایتکار گرفتار کیا جائے اور اسے سزا دی جائے۔ مختار کے ساتھ شورشیوں کی جنگ میں یہ ایک دستے کا کمانڈر تھا جنگ کے ختم ہونے کے بعد چھپ گیا۔ اس خبیث انسان کے خبث باطنی کو بہتر جاننے کے لیے اس کے ظلم اور جنایت کی مختصر کہانی بیان کی جاتی ہے۔

دینوری نے اس کے بھاگ جانے اور اس کی ہلاکت کو طبری کے برعکس نقل کیا ہے دینوری لکھتا ہے کہ شمر اپنے رشتہ داروں کے ایک گروہ کے ساتھ مخفی ہو گیا۔ مختار اس کی تلاش میں تھا۔ یہ شرم کے مارے اس ذلت اور شکست کی وجہ سے بصرہ میں داخل نہیں ہونا چاہتا تھا تا کہ دوسرے بھگوڑوں کی طرح ابن زبیر کی پناہ میں چلا جائے۔ یہ ایک مدت تک اپنے افراد کے ساتھ بیثان نامی بیابان میں مخفی رہا اور اچھے موقع کا منتظر رہا۔ جب اس نے بصرہ کی فوج کا مختار کے خلاف جنگ کرنے کے لیے حرکت کرنے کا سنا تو اپنے افراد کے ساتھ بصرہ کے

Presented by Ziaraat.Com

نزدیک آ گیا لیکن شہر میں داخل نہ ہوا اور دجلہ کے کنارے ایک بستی میں مخفی رہا۔ احمر بن شمیط جو مختار کی فوج کا سالار تھا اور مصعب بن زبیر کے خلاف جنگ کرنے کے لیے دجلہ کے ساحل کے قریب اپنی فوج کو مستقر کیے ہوئے تھا اسے شمر کے مخفی ہونے کی جگہ کی اطلاع دی گئی احمر نے دوسو آدمیوں کو شمر کے گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ ان لوگوں نے شمر کو غفلت میں پایا اسے اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کر کے قتل کر دیا۔ احمر نے شمر کا سر کاٹ کر مختار کے پاس کوفہ بھیج دیا۔ دینوری نے شمر کی ہلاکت کا واقعہ یوں نقل کیا ہے لیکن طبری نے شمر کے گرفتار اور ہلاک ہو جانے کو دوسری طرح نقل کیا ہے۔

شمر کی سابقہ سیاہ زندگی:

شمر بن ذی الجوش ضبابی کوفہ کے بہادروں اور سرداروں میں سے ایک تھا۔ یہ حضرت علی علیہ السلام کے زمانے میں ان کا حامی اور شیعہ شمار ہوتا تھا۔ یہ صفین کی جنگ میں امیر المومنین علیہ السلام کے لشکر میں تھا اور اس نے معاویہ کے ساتھ جنگ کی تھی اور اپنی شجاعت کے جوہر بھی دکھائے تھے۔ وہ صفین کی جنگ میں ایک دن جب جنگ زوروں پر تھی میدان جنگ میں اترا اور اپنے لیے مبارز کو طلب کیا معاویہ کے لشکر سے ایک آدمی ادھم بن محرز نامی اس کے مقابلے کے لیے آیا اور ایک دوسرے پر حملہ کر دیا ادھم نے ایک زوردار تلوار شمر کے سر پر ماری اور اسے سخت زخمی کر دیا۔ شمر نے بھی اپنے مدمقابل پر تلوار سے سخت حملہ کیا لیکن اس کا حملہ بیکار گیا شمر اپنے لشکر کے طرف واپس لوٹ آیا اور بہت سخت پیاسا تھا تھوڑا سا پانی پیا اور پھر میدان کے طرف پلٹ گیا اور رجز پڑھتے ہوئے اپنے مدمقابل کو مبارزہ کی دعوت دی۔ شمر ادھم کے سامنے آیا اور اسے اچھی طرح پہچانتا تھا اور ادھم بھی اس کے سامنے بغیر خوف کے کھڑا تھا۔ شمر نے اس پر نیزے کا وار کیا اور اسے گھوڑے سے گرا دیا شمر نے آواز بلند کہا کہ یہ اس وار کے عوض ہے جو تو نے مجھ پر کیا تھا اس کے بعد پھر واپس اپنے لشکر کی طرف پلٹ آیا۔

Presented by Ziaraat.Com

شمر بھی کوفہ کے دوسرے لوگوں کی طرح اپنے مذہب پر برقرار نہ رہا اور اپنی منافقانہ سرشت کی وجہ سے جو اس میں تھی دشمنوں کے گروہ میں داخل ہو گیا اور بنو امیہ کی حکومت کے ہوا خواہوں میں داخل ہو گیا۔ شمر نے ان جرائم کا ارتکاب کیا ہے۔

(۱) حضرت مسلم بن عقیل کی شہادت میں شمر نے بہت زیادہ رول ادا کیا تھا۔ یہ کوفہ کے دوسرے جنایتکاروں شبث بن ربعی، حجار بن ابجر، قعقاع بن شور کی مانند ابن زیاد کی طرف سے مسلم بن عقیل کے انقلاب کو درہم برہم کر دینے پر مامور کیا گیا تھا۔ شمر حضرت مسلم بن عقیل کے قیام میں ابن زیاد کے خاص مشیروں میں سے تھا۔

(۲) جب عمر بن سعد نے کربلا سے خط لکھا کہ امام حسینؑ سے جنگ کرنے کی نوبت نہ آئے تو شمر ابن زیاد کے دربار میں بیٹھا ہوا تھا اس نے ابن زیاد سے کہا کہ امام حسینؑ کسی صورت میں بھی تسلیم نہ ہوگا اور اس کے ساتھ جنگ کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے اس نے ابن زیاد کو امام حسینؑ سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا تھا۔

(۳) شمر نے ابن زیاد سے خط لیا اور ایک مسلح گروہ کے ساتھ کربلا میں وارد ہوا اور اسے حکم دیا گیا تھا کہ اگر عمر بن سعد امام حسینؑ سے جنگ کرنے کو تیار نہ ہو تو تم اسے معزول کر کے تمام فوج کے سپہ سالار ہو گے۔

(۴) شمر جب نویں محرم کو کربلا میں آیا تو اپنے آنے کے فوراً بعد عمر بن سعد کو دھمکی دی کہ امام حسین علیہ السلام کے بارے میں سستی اور مسامحہ سے کام نہ لے اس کے اور عمر سعد کے درمیان تھوڑی سی جھڑپ بھی ہوئی تھی۔

(۵) ایک روایت کے مطابق ام البنین حضرت عباسؑ اور ان کے تین دوسرے بھائیوں کی والدہ کا شمار شمر کے قبیلے سے ہوتا تھا شمر چاہتا تھا کہ حضرت عباسؑ کو اپنے بھائیوں کے ساتھ امام حسینؑ سے جدا کر دے اس نے ابن زیاد سے ان کے لیے امان نامہ لیا تھا لیکن

Presented by Ziaraat.Com

حضرت عباس علیہ السلام نے امان نامہ کو مسترد کر دیا۔

(۶) شمر کو بہت جلدی تھی کہ عاشورا کی رات ہی امام حسین علیہ السلام سے جنگ ہو جائے لیکن ایسا نہ ہو سکا اس کے کردار اور گفتگو سے یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ یہ امام حسین علیہ السلام کے سخت ترین کینہ ور دشمنوں میں سے تھا اور اس کی بے رحمی اور قساوت قلبی نے عمر بن سعد کو بھی تعجب میں ڈال دیا ہوا تھا۔

(۷) شمر کربلا میں عمر سعد کی طرف سے کوفہ اور شام کی فوج کے میسرہ کا ذمہ دار تھا۔

(۸) عاشورا کے دن امام حسین علیہ السلام نے شمر کو مخاطب کیا آنحضرت نے شمر اور دوسرے آدمیوں کو نام بنام خطاب کیا اور فرمایا کہ کیا تم نے مجھے کوفہ آنے کے لیے خط نہیں لکھے تھے؟ انہوں نے آپ کے خطاب پر معمولی سا ردعمل بھی ظاہر نہ کیا اور کوئی جواب نہ دیا۔

(۹) عاشورا کے دن شمر اور زہیر بن قین کے درمیان بہت سخت گفتگو ہوئی۔ یہ اس وقت جب زہیر بن قیس عمر بن سعد کی فوج سے خطاب کر رہے تھے تو شمر نے انہیں نشانہ بنا کر ان کی طرف تیر پھینکا اور فریاد کی کہ بس کرو اور بات نہ کرو زہیر نے اس کا جواب دیا کہ اے اس کے فرزند جو اپنے پاؤں پر پیشاب کرتا ہے یعنی شتر کینہ ور تم کیا کہتے ہو میں تم سے بات نہیں کر رہا تم تو ایک پست حیوان ہو اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کے منتظر رہو۔ شمر نے زہیر کو جواب دیا کہ خدا تمہیں تیرے آقا کو بہت جلدی قتل کر دے گا؟ زہیر نے کہا اے خبیث تم مجھے موت سے ڈراتے ہو؟ جب کہ موت اور شہادت سے میرے لیے کوئی اور چیز لذت بخش نہیں ہے۔ زہیر نے اس کے بعد اپنے گفتگو کو جاری رکھا۔

(۱۰) عمر بن سعد کے امام حسین علیہ السلام پر عاشورا کے دن یکدم حملہ کر دینے کے وقت شمر کو ابن سعد کی فوج کے میسرہ پر کمان دی گئی تھی اور اس نے امام حسین علیہ السلام اور آپ کے اصحاب پر بہت سخت حملہ کیا تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۱) نافع بن ہلال مخلص شیعہ اور امام حسین علیہ السلام کے اصحاب میں سے بہادر انسان تھا۔ اس نے عاشورا کے دن اپنے زہر آلودہ نیزے سے عمر بن سعد کے لشکر سے بارہ آدمیوں کو قتل کیا اور کئی ایک کو زخمی کیا اس کے دو بازو جنگ کرتے وقت ٹوٹ گئے تو اسے قید کر لیا گیا۔ شمر نے جب کہ اس کے چہرے سے خون بہہ رہا تھا گرفتار کیا اور عمر بن سعد کے پاس لے گیا ہلال اس حالت میں کہتا جا رہا تھا کہ میں نے تمہارے بارہ آدمی قتل کیے ہیں اور کئی ایک کو زخمی بھی کیا ہے اگر میرے بازو سالم رہتے تو تم مجھے قید نہیں کر سکتے تھے۔ شمر نے اسے قتل کرنے کے لیے تلوار نکالی تو اس نے اس سے کہا کہ خدا کا شکر ہے میری شہادت ایک بدترین انسان کے ہاتھوں ہو رہی ہے۔ شمر نے ایسے بے دفاع قیدی کو شہید کر دیا اور پھر پلٹ کر امام حسین علیہ السلام کے اصحاب سے جنگ کرنا شروع کر دی۔

(۱۲) عاشورا کے دن جب امام حسین علیہ السلام کے تمام اصحاب شہید ہو چکے اور حضرت سخت جنگ کرنے کے بعد شدید زخمی ہو چکے تھے اور آپ جنگ نہیں کر سکتے تھے۔ شمر نے اس حالت کو غنیمت شمار کرتے ہوئے اپنے بارہ آدمیوں کے ساتھ امام حسین علیہ السلام کے خیموں پر حملہ کر دیا امام حسین علیہ السلام نے اس سے کہا کہ اگر تم دین نہیں رکھتے ہو اور قیامت سے نہیں ڈرتے ہو تو کم از کم آزاد انسان بنو۔ میرے اہل و عیال پر کیوں حملہ کرتے ہو شمر کا سب سے بڑا گناہ اور ظلم یہ تھا کہ اس نے امام حسین علیہ السلام کا آخری وقت میں سر مبارک بدن سے جدا کیا۔

(۱۳) جب گیارہ محرم کو عمر بن سعد کے لشکر نے کوفہ کی طرف حرکت کی تو اہل بیتؑ کے قیدیوں اور سر مبارک کے لیے جانے کی ذمہ داری شمر کو دی گئی تھی اور قیس بن اشعث اور عمرو بن حجاج اور عروہ بن قیس بھی اس کی ہمراہی کر رہے تھے۔

(۱۴) بعض نے لکھا ہے کہ شہداء کے سروں کی کوفہ سے شام تک لے جانے کی ذمہ داری بھی شمر نے لی ہوئی تھی۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۵) عاشورا کے دن عمر بن سعد کے لشکر کے میسرہ کی ذمہ داری کے علاوہ شمر ہوازن قبیلے کی راہنمائی بھی کر رہا تھا اور جب شہداء کربلا کے سر تقسیم کیے گئے تو بیس سر مبارک شمر اور ہوازن قبیلے کو دیئے گئے تھے تاکہ وہ ان کا انعام واکرام ابن زیاد سے وصول کریں۔

(۱۶) مختار کے قیام کے ابتدائی ایام میں جب مختار کی ابن مطیع سے جنگ ہوئی تو شمر ابن مطیع کے لشکر کا سالار تھا اور مختار سے جنگ کرتا رہا۔

(۱۷) مختار کے خلاف کوفہ کے اشراف اور سرداروں نے جو بغاوت برپا کی تھی اس میں بھی شمر ان سرکردہ افراد سے تھا اور مختار سے جنگ کرتا رہا۔

(۱۸) مختار کے ساتھ جنگ میں شمر نے مختار کے غلام زربی کو قتل کیا۔

یہ مختصر مظالم اور جنایات تھیں جو شمر اپنی سیاہ زندگی میں بجالایا۔

ان مظالم کو دیکھتے ہوئے مختار جن افراد کو سب سے پہلے گرفتار کرنا چاہتا تھا ان میں سے ایک یہی شمر تھا کہ اسے اس کے اعمال کی سزا دے۔ جب مختار نے یہ ارادہ کرلیا کہ کربلا کے واقعہ کو وجود میں لانے والے افراد اور رذیل انسانوں کو ان کی جنایات اور مظالم کی سزا دے تو شمر ان افراد میں سے مختار کے نزدیک اول نمبر پر تھا۔ شمر کو بھی اس کا علم تھا لہذا جب شمر نے دیکھا کہ مختار کے خلاف تمام حیلے اور بغاوت اور شورش ناکام ہو چکی ہیں تو جان گیا تھا کہ وہ مختار کے لشکر سے مقابلہ نہیں کرسکتا لہذا کوفہ سے فرار کر کے چھپ گیا۔

شمر کی تلاش:

شمر کوفہ سے سلامتی کے ساتھ فرار کر گیا۔ مختار کا ایک غلام زربی نامی بظاہر ایرانی تھا یہ اہل بیتؑ کے محبوں اور شیعوں میں سے تھا یہ چالاک اور عقلمند انسان تھا۔ مختار نے زربی کو دس آدمی دے کر شمر کو تلاش کرنے کا حکم دیا۔

مسلم بن عبداللہ ضبابی نے کہا ہے کہ میں بھی شمر کے ساتھ فرار کرنے والوں میں تھا جو کوفہ سے

Presented by Ziaraat.Com

فرار کر کے چھپ گئے تھے۔ زربی ہماری تلاش میں تھا یہاں تک کہ ہم کوفہ سے نکل گئے۔

ہمارے گھوڑے کمزور اور بے طاقت تھے لیکن زربی کا گھوڑا موٹا اور تیز تھا اس نے ہمارا پیچھا کیا تو وہ ہم تک پہنچ گیا۔ جب وہ ہمارے نزدیک آیا تو شمر نے ہم سے کہا تم مجھ سے دور ہو جاؤ کیونکہ یہ غلام میرے سوا اور کسی سے سروکار نہیں رکھتا۔ ہم ان اپنے گھوڑے دوڑائے اور دور ہو گئے۔ زربی شمر کے پیچھے اس کے قتل کرنے کے لیے دوڑا۔ شمر نے ایک خاص چال سے زربی کو اپنے پیچھے آنے کا فریب دیا اور اسے اس کے ساتھیوں سے جدا کر دیا۔ جب شمر نے دیکھا کہ زربی تنہا ہو گیا ہے تو اس پر حملہ کر دیا اور تلوار کا ایک محکم وار اس کی پشت پر کیا جسے اس کی پشت ٹوٹ گئی اور زربی شہید ہو گیا اور شمر نے ہلاک ہونے سے نجات حاصل کر لی جب زربی کے ناکام ہو جانے کی خبر مختار کو ملی تو مختار نے ناراحت ہو کر کہا کہ اگر بیچارہ زربی مجھ سے مشورہ کرتا تو میں اسے سفارش کرتا کہ تنہا شمر کے پیچھے نہ جانا مسلم ضبابی کہتے ہیں کہ ہم شمر کے ہمراہ ایک ساتیر مانامی جگہ تک پہنچ گئے ایک نہر کے کنارے ٹیلے پر اترے شمر نے اس دیہات کے آدمی کو پکڑ لیا اور اسے تہدید کی اور کہا کہ میرا ایک خط جلدی سے بصرہ جا کر مصعب بن زبیر کو پہنچا دو۔ وہ آدمی شمر کے اس کام کو قبول نہیں کر رہا تھا۔ شمر نے اسے مارنا شروع کر دیا اس نے اپنی جان کے خوف سے شمر کا وہ خط لے لیا اور اپنے سفر کے مقدمات فراہم کرنے کے لیے اسی دیہات میں گیا۔ اس دیہات میں سوائے چند ایک گھروں کے اور کچھ نہ تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ مختار کی پولیس کا افسر ابوعمرہ اس دیہات میں مقیم تھا اور وہ کوفہ سے بصرہ جانے والے راستے کو اپنے کنٹرول میں کرنے کے لیے وہاں ڈیرا ڈالے ہوئے تھا کیونکہ کوفہ سے فرار کرنے والے اسی راستے سے بصرہ کی طرف مصعب بن زبیر کے پاس جا رہے تھے۔

یہ بھی معلوم رہے کہ ابوعمرہ مختار کے بہت قیمتی انسانوں میں سے تھا اور مخلص دوست تھا اور امام حسینؑ کے قاتلوں کے بارے میں اتنا بغض اور حساسیت رکھتا کہ انہیں جہاں بھی پا

Presented by Ziaraat.Com

لیتا تھا تو پوری شدت اور سختی سے ان کا حساب صاف کر دیتا تھا۔

جس شخص کو شمر نے خط دیا تھا اس کی ایک اور آدمی سے راستے میں ملاقات ہوگئی اس نے اسے اپنے شمر سے مار کھانے کا واقعہ سنایا جب یہ دونوں آدمی آپس میں بات چیت کر رہے تھے تو ابو عمرہ کے گروہ کا ایک آدمی ان کی بات کو سن رہا تھا اور اصل مطلب کی تہہ تک پہنچ گیا کہ یہ آدمی شمر کی طرف سے ایک خط مصعب بن زبیر کے لیے لے جا رہا ہے۔ اس نے اس آدمی سے بڑی ہوشیاری سے شمر کے ٹھیرنے کی جگہ کا پتہ معلوم کر لیا اور اس آدمی سے تحقیق کی اور معلوم ہوا کہ شمر جہاں رہ رہا ہے یہاں سے تقریباً تین فرسخ کا فاصلہ ہے۔ ابو عمرہ کے اس آدمی نے آکر اس کی اطلاع ابو عمرہ کو دی۔ ابو عمرہ فوراً اپنے مسلح افراد کے ساتھ شمر کے مقیم ہونے والے مکان کی طرف روانہ ہو گیا۔

مسلم بن عبداللہ شمر کے ساتھ فرار کرنے والوں میں سے ایک آدمی تھی وہ کہتا ہے کہ بخدا میں اس رات شمر کے ساتھ تھا میں نے شمر سے کہا کہ یہاں رہنے کے لیے اچھی اور مناسب جگہ نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ ہم یہاں سے چلے جائیں مجھے یہاں رہنے میں خوف اور ڈر محسوس ہوتا ہے۔

شمر نے کہا کہ کیا اس کذاب یعنی مختار کا سایہ ہر جگہ پھیل چکا ہے؟ یہاں تک کہ یہاں بھی پہنچ گیا ہے؟ نہ بخدا میں تین دن تک یہاں رہونگا اور مجھے کوئی خوف نہیں ہے کوئی بھی یہاں نہیں آسکتا۔ اس کے بعد غصے کی حالت میں مجھ سے کہا کہ خدا تمہارے دلوں کو ڈر اور خوف سے پر کر دے۔

شمر قتل ہو جاتا ہے:

مسلم بن عبداللہ ضبابی نے کہا ہے کہ جس جگہ ہم شمر کے ساتھ چھپے ہوئے تھے وہاں مکڑیاں زیادہ تھیں اور رات کو آوازیں دیتی تھیں میں اس رات اچانک بیدار ہوا اور میں نے

Presented by Ziaraat.Com

گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنی۔ میں نے اپنے آپ سے کہا کہ یہ رات کا وقت ہے اس وقت اور تو کوئی آ نہیں سکتا ہو نہ ہو یہ مکڑیوں کی آواز ہوگی لیکن تھوڑی دیر بعد میں نے آواز زیادہ صاف سنی اس وقت رات اندھیری تھی دور سے کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔ میں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور آنکھیں ملیں اور غور سے دیکھا اور اپنے آپ سے کہا کہ نہیں یہ مکڑیوں کی آواز نہیں ہے۔ میں اپنی جگہ سے اٹھنا چاہا کہ اچانک ٹیلے سے کچھ آدمی ظاہر ہوئے جب ان کی نگاہ ہمارے خیمے پر پڑی تو انہوں نے تکبیر کی آواز بلند کی۔ ہم اچھی طرح محاصرے میں آچکے تھے اور غفلت میں تھے اور اپنے دفاع اور مقابلہ کرنے کا وقت نہ تھا۔ ہم سب وہاں سے بھاگے اور اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر فرار کرنے کا بھی موقع نہ ملا۔ ہم اپنے گھوڑوں کو چھوڑ کر پیدل بھاگ نکلے۔ میں نے شمر کو دیکھا کہ اس نے اپنے جسم پر عمدہ کپڑا پہنا ہوا تھا اور اس کے جسم پر برص کے سفید داغ تھے میں نے اس کے تمام جسم پر سفیدی کے داغ دیکھے۔ کیونکہ شمر مبروص ہو چکا تھا اور اس کے جسم پر سفیدی کے دھبے تھے۔ اسے مہلت نہ ملی کہ جنگی لباس پہن سکے اور اسے اپنے اسلحہ اٹھانے کا بھی موقع نہ ملا۔ ہم بھاگ کھڑے ہوئے لیکن شمر نے دیکھا کہ بھاگنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے اس نے لڑنے کا ارادہ کر لیا اور اپنے جگہ ٹھہرا رہا۔ مسلم نے کہا کہ ان لوگوں نے اس پر حملہ کر دیا میں نے اپنے آنکھوں سے دیکھا کہ شمر قتل کر دیا گیا۔

عبدالرحمٰن بن مسلم نے کہا کہ وہ شخص کہ جس نے شمر کے خط کی اطلاع اور اس دیہاتی آدمی کا واقعہ ابوعمرہ سے بیان کیا تھا وہ میں تھا میں اور میرے اور ابوعمرہ کے دوسرے ساتھی تھے کہ جنہوں نے شمر کا محاصرہ کیا تھا اس نے ادعا کیا تھا کہ شمر کو میں نے قتل کیا تھا۔

ایک اور روایت:

شیخ طوسی نے امالی میں شمر کے قتل ہونے کے واقعہ کو یوں نقل کیا ہے کہ ابوعمرہ ایک گروہ کے ساتھ شمر کی تلاش میں نکلا اور ایک حملے کی صورت میں اسے زخمی کر دیا اور پھر اسے

Presented by Ziaraat.Com

قیدی بنالیا اور اسے مختار کے پاس بھیجا۔ مختار نے حکم دیا کہ اس کی گردن اڑا دی جائے اور اس کے جسم کو تیل کی کھولتی ہوئی دیگ میں ڈالا جائے۔ مختار کے ایک ساتھی نے شمر کے سر کو اپنے پاؤں سے روندا۔

ان دو طرح کی روایت کو اکٹھا کیا جا سکتا ہے کہ شمر اس رات بھاگتے ہوئے حملہ کی صورت میں زخمی ہو گیا ہو اور اسے پکڑ کر مختار کے پاس بھیج دیا گیا ہو اور مختار نے اس کی گردن اڑا دینے کا حکم دیا ہو اور اس کے بدن کو تیل کی کھولتی ہوئی دیگ میں جلا دیا ہو۔

عبدالرحمٰن سے پوچھا گیا کہ شمر نے اس رات کے حملے اور مارے جانے کے وقت آخری دفعہ کیا کہا تھا تو عبدالرحمٰن نے کہا کہ اس رات ہم نے شمر کے خیمے کا محاصرہ کر لیا تھا اور شمر کو دیکھ لیا۔ شمر نے اپنے نیزے کے ساتھ ہم پر حملہ کیا اس کے بعد نیزے کو پھینک دیا اور جلدی سے خیمہ کے اندر چلا گیا اور تلوار اٹھا لایا اور ہمارے سامنے کھڑا ہو گیا اور ہم پر حملہ کرنے کے لیے تیار ہوا اور یہ رجز پڑھی:

نبهتم لیث عرین باسلا
جهما محیاه یدق الکاهلا

یعنی تم نے شیر انسان کو بیدار کیا ہے کہ جو سخت بہادر ہے اور پشت کو توڑ دینے والا ہے:

لم یر یوما عن عدو ناکلا
الا کافحا مقاتلا او قاتلا

وہ ہرگز دشمن سے منہ نہیں پھیرتا اور ہمیشہ میدان جنگ کا مرد میدان رہا ہے۔

عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں نے شمر کو قتل کیا۔

مسلم بن خمیری نے کہا ہے کہ اللہ اکبر خدا نے اس خبیث کو قتل کیا ہے۔

درست ہے کہ ابو عمرہ جیسے طاقتور انسان کے ہاتھوں یہ خبیث اور زانی اور ظالم انسان

Presented by Ziaraat.Com

قتل ہوا اور اس کے چند ایک ساتھی بھی قتل ہو گئے۔ ان کے سروں کو کاٹ کر مختار کے پاس روانہ کیا گیا مختار کی جب شمر کے کٹے ہوئے سر پر نگاہ پڑی تو شکر کا سجدہ بجالایا اور حکم دیا کہ اس کے نحس سر کو مسجد کے سامنے نیزے پر نصب کر دیا جائے تاکہ دوسروں کے لیے موجب عبرت ہو۔

پہلا اہم حسّاس انتقام:

پہلے گروہ کہ جن کو مختار نے ان کے اعمال کی سزا دی اور ان سے انتقام لیا وہ تھا کہ جس نے عاشورا کے دن اپنے گھوڑوں کی نعل بندی کر کے امام حسینؑ کے بدن مبارک اور شہداء کربلا پر دوڑائے تھے۔ مختار نے اس گروہ کو پکڑا اور تمام کو پیٹھ کے بل لٹا کر آہنی میخوں سے ان کے ہاتھ پاؤں کو میخ کوب کیا اور حکم دیا کہ گھوڑوں کی نعل بندی کر کے ان نجس جسموں پر دوڑلیا جائے اور اتنا دوڑایا گیا کہ وہ ہلاک ہو گئے اور پھر ان کے جسموں کو آگ لگا دی گئی۔

ان کے نام یہ ہیں:

(۱) اسحاق بن حوبہ (۲) اخنس بن مرشد (۳) حکیم بن طفیل (۴) عمرو بن صبیح (۵) رجاء بن منقذ (۶) سالم بن خثیمہ (۷) واحظ بن ناعم (۸) صالح بن وھب (۹) ھانی بن شبیت (۱۰) اسید بن مالک

ابو عمرو زاہد نے کہا ہے کہ جب ہم نے ان کی سابقہ زندگی کی تحقیق کی تو اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہ تمام کے تمام حرام زادے تھے۔

بجدل بن سلیم کا قتل:

بجدل بن سلیم نے عاشورا کے دن امام حسینؑ کی انگلی کو انگوٹھی اتارنے کے لیے کاٹا تھا۔ مختار نے حکم دیا کہ اس کی پہلے انگلیاں کاٹی جائیں اس کے بعد اس کے دونوں پاؤں کو کاٹا جائے اس سے اس کا اتنا خون نکل گیا کہ وہ مر گیا۔

Presented by Ziaraat.Com

خولی بھی سرفہرست تھا:

بنوامیہ حکومت کا بہت زیادہ دلدادہ اور ان کے اعمال میں شریک تھا بہت کثیف اور خبیث انسان تھا۔ اس نے کربلا میں بہت ہی مظالم اور جنایتیں انجام دی تھیں۔

(۱) کربلا کے واقعہ میں بہت زیادہ دخیل تھا۔

(۲) امام حسین علیہ السلام کے بھائی عثمان بن علی کو تیر مارا تھا کہ جس کی وجہ سے آپ کی شہادت ہو گئی تھی۔

(۳) خولی اور حمید بن مسلم امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک کو کربلا سے کوفہ ابن زیاد کے پاس لے آئے تھے۔ خولی رات کے وقت کوفہ پہنچا اس وقت قصر ابن زیاد بند ہو چکا تھا۔ یہ امام حسینؑ کے سر مبارک کو اپنے گھر لے آیا اور اپنے کمرے میں سونے کے لیے گیا اپنے بیوی سے کہا کہ میں کربلا سے ایسی چیز لایا ہوں کہ ہمیں ہمیشہ کے لیے مالدار بنا دے گی۔ اس کی زوجہ نے پوچھا کہ کیا لائے ہو؟ اس نے کہا کہ فرزند رسول کا سر لایا ہوں خولی کی بیوی اہل بیتؑ کے محبوں میں سے تھی اور شیعہ تھی اس کا نام نوار تھا۔ جب اس نے ایسا جواب سنا تو کمرے سے نکل کر فریاد بلند کی۔ کہ تم پر عذاب ہو لوگ سونا اور چاندی لائے ہیں اور تو فرزند رسول کا سر مبارک۔ اس نے اپنا لباس پہنا اور گھر سے باہر چلی گئی اور یوں کہتی جا رہی تھی کہ میں اس کے بعد تیرے گھر میں نہیں رہوں گی۔ نوار نے کہا ہے کہ بخدا میں نے اپنے باورچی خانہ میں کہ جہاں امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک رکھا تھا دیکھا ہے کہ سفید رنگ کے پرندے سر مبارک کے اردگرد پرواز کر رہے تھے۔ صبح کو آپ کا سر مبارک یہ ملعون انسان ابن زیاد کے دربار میں لے گیا۔

خولی کے گھر کا محاصرہ:

خولی یہ کمینہ اور خبیث انسان ان میں سے ایک تھا کہ جن کی مختار تلاش میں تھا۔ مختار نے اپنی پولیس کے سربراہ ابو عمرہ کو کہ جسے شکاری باز کے نام سے شہرت ہو گئی تھی اور معاذ بن

Presented by Ziaraat.Com

حانی کندی کو کئی ایک مسلح دستہ دے کر حکم دیا کہ خولی کو گرفتار کیا جائے۔ یہ چلے اور خولی کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ خولی بے خبر تھا اور اپنی نجات اور فرار کا کوئی راستہ نہیں پاتا تھا وہ حیران ہو گیا اور اپنے گھر کے بیت الخلاء میں کہ جس کے نیچے کثافت کے جمع ہونے کا کنواں تھا جا کر چھپ گیا تھا کہ اسے نہ دیکھا جا سکے۔ مختار کے آدمی اس کے گھر میں داخل ہوئے خولی کی بیوی سامنے آئی اور پوچھا کہ کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے اس پوچھا کہ تیرا خاوند کہاں ہے۔ اس کی بیوی اپنے شوہر سے ایک خاص عناد اور دشمنی رکھتی تھی اور اہل بیتؑ کی حب دار تھی اس نے ایسی حالت میں اس کی سزا دیئے جانے کا اچھا موقع دیکھا بلند آواز سے ان کو جواب دیا کہ مجھے معلوم نہیں کہ میرا شوہر کہاں ہے لیکن ساتھ ہی اپنے ہاتھ سے بیت الخلاء کی طرف اشارہ کیا۔ وہ لوگ بیت الخلاء میں داخل ہو گئے اور کنویں سے لکڑی ہٹائی تو خولی کو اس گند کے کنویں سے کثافت آلودہ حالت میں باہر نکالا اور اسے باندھ کر اسی حالت میں مختار کے پاس لے آئے۔

قتل کر دو اور آگ لگا دو:

اتفاق سے مختار اپنے چند آدمیوں کے ساتھ اپنے قصر سے باہر آ رہا تھا اور امام حسینؑ کے قاتلوں کی تلاش میں نکلا ہوا تھا کہ راستے میں اسے خولی کے گرفتار کیے جانے کی اطلاع ملی۔ مختار نے اپنا راستہ تبدیل کر کے خولی کے گھر کی طرف چلنا شروع کیا مختار کے ساتھ ابن کامل بھی تھا مختار اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں پہنچا خولی کو اسی کثافت آلودہ حالت میں اس کے سامنے پیش کیا گیا۔ مختار نے حکم دیا کہ اسے اس کے گھر کے سامنے اس کے اعمال کی سزا دی جائے اور حکم دیا کہ اسے قتل کر دو اور اس کے جسم کو جلا دو اور وہ اتنا جلایا گیا کہ راکھ ہو گیا۔

سنان بن انس کے عاشورا کے دن ظلم:

سنان بن انس ان میں سے ایک تھا کہ جنہیں سخت سزا دی گئی۔ سنان بن انس کا نام بہت سنا گیا ہوگا۔ اس خبیث انسان کی جنایات اور مظالم کو جو بھی سنتا ہے اس کے رونگٹے

Presented by Ziaraat.Com

کھڑے ہو جاتے ہیں۔ سنان بن انس بدکار اور پست ترین شخصیت کا مالک ہے جو قساوت قلب میں شمر اور عمر بن سعد سے بھی پست تر تھا۔

(۱) عاشورا کے دن جب امام حسینؑ تنہا رہ گئے تھے اور آپ نے بہت زبردست جنگ کی تھی تو آپ کے جسم مبارک پر تلوار اور نیزے کے بہت سخت زخم آ چکے تھے اس وقت شمر اور سنان بن انس نے دس آدمیوں کے ساتھ خیموں پر حملہ بول دیا تو امام علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں سے ان کی طرف اشارہ کیا اور وہ مشہور جملہ فرمایا کہ اگر تم دین نہیں رکھتے ہو اور قیامت کا خوف تم میں نہیں ہے تو کم از کم آزاد انسان بنو۔ میرے اہل وعیال کے ساتھ تمہارا کیا کام ہے؟ عمر سعد نے حکم دیا کہ امام علیہ السلام کے خاندان کے درپے نہ ہوا جائے۔

(۲) جب امام حسینؑ پر تلوار اور نیزے کے بہت زیادہ زخم لگ چکے اور آپ کھڑے نہیں ہو سکتے تھے تو سنان بن انس نے مظلوم کربلا کے سینے پر نیزے کا وار کیا تو آپ زمین پر گر گئے سنان نے خولی سے کہا کہ جلدی کرو اور آپ کے سر مبارک کو بدن سے جدا کر دو۔ خولی آگے آ گیا لیکن اس پر امام علیہ السلام کا اتنا رعب اور ہیبت طاری ہوئی کہ اس کا جسم لرزنے لگا۔ اس نے آگے جانے کی جرات نہ کی اور واپس لوٹ آیا سنان نے غصے میں فریاد کی اے خولی! خدا تیرے بازو اور چہرے کو توڑ دے کیوں ڈرتے ہو۔ پھر وہ خود ملعون اپنے گھوڑے سے اترا اور پیغمبرؐ خدا کے فرزند کا سر مبارک آپ کے بدنؑ سے جدا کر دیا اور وہ سر خولی کو دے دیا۔

(۳) سنان کے اس طرح ظلم ڈھانے کے بعد اس کے اطرافیوں نے سنان کو کہا کہ تم نے بہت اہم کام انجام دیا ہے تو نے عربوں کے بزرگ ترین انسان کو قتل کیا ہے تو نے حسینؑ فرزند فاطمہؑ دختر رسول کو قتل کیا ہے حاکم کی طرف سے تجھے بہت زیادہ انعام ملے گا جاؤ اور عمر سعد اور دوسرے سرداروں سے بڑے انعام کا مطالبہ کرو اگر یہ تمہیں اپنا سارا مال بھی دے دیں تو بھی تمہارے اس کام کے مقابلے میں کچھ بھی نہ ہوگا۔ سنان اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے شعر

Presented by Ziaraat.Com

کمال کا بھی ذوق تھا آواز سے یہ شعر پڑھتے ہوئے عمر سعد کے خیمے کی طرف گیا۔

اوقر ركابي فضة وذهبا

انی قتلت السيد المحجبا

یعنی اے امیر! مجھے سونے اور چاندی میں غرق کردے میں نے ایک بزرگوار سردار کو قتل کیا ہے۔

قتلت خير الناس اما وابا

وخيرهم اذ ينسبون نسبا

میں نے ماں اور باپ کے لحاظ سے بہترین انسان کو قتل کیا ہے اور اس کو قتل کیا جو نسب کے لحاظ سے شریف ترین انسان ہے۔

عمر سعد نے تعجب اور ناراحتی سے آواز دی کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو دیوانہ ہے۔ اسے اپنے خیمہ میں لے گیا اور کہا اے احمق سمجھ رہے ہو کہ کیا کہہ رہے ہو۔ بخدا اگر ابن زیاد تیری اس کلام کو سنتا تو تیری گردن اڑا دیتا۔

سخت سزا:

مختار سنان بن انس کی تلاش میں تھا کیونکہ مختار اسے امام حسینؑ کا اصلی قاتل سمجھتا تھا اور سنان کو بھی علم تھا کہ اگر مختار کے پنجے میں آگیا تو وہ اس کی خوب خبر لے گا اسی لیے وہ سب سے پہلے کوفہ سے بھاگ کر بصرہ چلا گیا۔ مختار نے حکم دیا کہ اس کے گھر کو خراب کر دیا جائے کئی دن کے بعد سنان بصرہ سے قادسیہ کی طرف فرار کر گیا۔ مختار کے آدمی جو اچھی طرح سے اس پر نظر رکھے ہوئے تھے انہوں نے مختار کو اطلاع دی کہ سنان قادسیہ میں آ گیا ہے۔ مختار نے کئی ایک آدمی اس کے گرفتار کرنے کے لیے قادسیہ روانہ کیے۔ سنان بالکل غافل تھا اور وہ عذیب اور قادسیہ کے درمیان مختار کے آدمیوں کے ہتھے چڑھ گیا۔ سنان کے ہاتھ باندھ کر اسے مختار

Presented by Ziaraat.Com

کے پاس لے آیا گیا یہ قسی القلب ظالم انسان مختار کی عدالت میں آ چکا ہے اور اللہ تعالیٰ کا حق کا وعدہ پورا ہونے والا ہے۔ مختار نے حکم دیا کہ پہلے اس خبیث کی انگلیوں کو کاٹا جائے اس کے بعد اس کے دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کو کاٹ دیا جائے اور ایک بڑی دیگ کہ جس میں تیل کھول رہا تھا وہاں موجود تھی ابھی یہ ملعون زندہ تھا کہ اسے تیل کی کھولتی دیگ میں ڈال دیا گیا یوں سنان اپنے اعمال کی سزا کو پہنچا۔

دوسرا قاتل گرفتار ہوا:

مقاتل کی کتابوں میں حکیم بن طفیل کا ذکر ہوتا ہے۔ یہ شخص کوفہ کے سرداروں میں سے تھا اور یزید کی حکومت کا بہت زیادہ حامی اور مددگار تھا۔ اس کا کربلا کے واقعہ میں قتل و غارت میں بہت زیادہ ہاتھ تھا۔ حکیم وہ شخص ہے کہ جس نے امام علیہ السلام پر تیراندازی کی تھی۔ اس نے حضرت عباسؑ کو شہید کیا تھا اور آنحضرت کا لباس اور اسلحہ لوٹا تھا۔ جب اس سے پوچھا گیا تھا کہ تم نے کیوں فرزند زہراء پر تیراندازی کی تھی تو اس نے گستاخانہ جواب دیا کہ میرا تیر انہیں نہیں لگا تھا صرف آپ کے لباس پر تیر لگا تھا اور انہیں کوئی ضرر نہیں پہنچایا تھا لیکن اس کا یہ عذر قابل قبول نہیں سمجھا جائے گا۔ عبداللہ کامل اپنے چند آدمیوں کے ساتھ اس کے گھر گیا اور اسے گرفتار کر لیا اور اسے دارالامارہ لے آیا گیا۔

عدی بن حاتم کی سفارش:

حکیم کے رشتہ دار فوراً عدی بن حاتم کے پاس گئے۔ عدی عراق کے شیعوں میں سردار اور امیر المومنین علیہ السلام کے سخت حامیوں اور محبوں سے تھا۔ اس نے اپنے رشتہ داروں اور اولاد کے ساتھ صفین کی جنگ معاویہ اور اس کے لشکر کے خلاف لڑی تھی اور اس کے تین لڑکے طرفہ، طریف، طارف صفین کی جنگ میں شہید ہو گئے تھے۔ عدی مختار کے ہاں بہت زیادہ

Presented by Ziaraat.Com

محترم تھا۔ مختار ان کی بات اور سفارش کو رد نہیں کیا کرتا تھا حکیم بن طفیل کے رشتہ دار جو عدی کے قبیلے سے تھے عدی سے جا کر خواہش کی کہ وہ مختار کے ہاں جائے اور مختار سے حکیم بن طفیل کو معاف کر دینے کی سفارش کرے انہوں نے عدی سے کہا کہ حکیم کے متعلق مختار کو جھوٹی خبریں دی گئی ہیں۔ عدی نے ان سے کہا کہ مجھ سے یہ کام تو نہیں ہو سکے گا لیکن پھر بھی میں مختار کے پاس جاتا ہوں۔ جب ابن کامل اور شیعوں نے دیکھا کہ عدی جلدی میں دارالامارہ کی طرف جا رہا ہے اور اس کا اس سے مقصد حکیم کے بارے میں سفارش کرنا ہے تو وہ سخت مضطرب اور پریشان ہو گئے کہ کہیں مختار جیسے پہلے طی قبیلے کے کئی ایک افراد کو جو میدان سبیع کی شورش میں شریک تھے عدی کی سفارش پر چھوڑ چکا ہے کہیں اسے بھی عدی کی سفارش پر چھوڑ نہ دے۔ شیعوں اور محبان اہل بیتؑ نے کامل سے کہا کہ ہمیں خوف ہے کہ کہیں مختار اس خبیث کے بارے میں عدی کی سفارش کو قبول نہ کر لے جب کہ اس کے ظلم معلوم ہو چکے ہیں۔ آپ ہمیں اجازت دیں کہ ہم اس کا کام اس سے پہلے تمام کر دیں ابن کامل خود بھی اس کے بارے میں پریشان تھا لہذا ان حضرات کے جواب میں کہا کہ میں اسے تمہارے سپرد کرتا ہوں جو چاہو کرلو۔

حکیم بن طفیل کو تیر باران کیا جاتا ہے:

ابن کامل کے دوست اور شیعہ اس جواب سے خوشحال ہو گئے اور سمجھ گئے کہ ابن کامل بھی دل سے حکیم کے زندہ رہ جانے پر راضی نہیں ہے وہ حکیم کے ہاتھ باندھ کر عزیان نامی جگہ پر لے گئے اور اسے ایک دیوار کے ساتھ کھڑا کر دیا اور اس سے کہا گیا تم نے حضرت عباس علیہ السلام کا لباس ان کی شہادت کے بعد نہیں اتارا تھا اور ان کے جسم کو ننگا نہیں کیا تھا اب ہم بھی تیرے جسم سے تیرا لباس اتار دیں گے اور مرنے سے پہلے اپنے عمل کے انتقام کا مزہ چکھو۔ ابن کامل کے آدمیوں نے اسے ننگا کیا اور ہاتھ باندھ کر دیوار کے ساتھ لگا دیا۔ پھر اس سے کہا کہ تم نے عاشورا کے دن امام حسین علیہ السلام کے جسم پر تیر نہیں چلایا تھا اور کہتا تھا کہ میرا تیر بدن پر نہیں لگا تھا

Presented by Ziaraat.Com

بلکہ صرف ان کے لباس پر لگا تھا۔ اب تیار ہو جاؤ اور اپنے کردار کی سزا پاؤ۔ تمام نے اپنے تیروں کا نشانہ اس کے جسم کو قرار دے دیا اور تیر مارنے کا حکم دیا گیا اور کہا لو اس کا مزا اس کے جسم پر اتنے تیر مارے کہ وہ زمین پر گر پڑا۔

ابو جارو نامی انسان جو اس واقعہ کا مشاہدہ کر رہا تھا اس نے کہا کہ حکیم کے جسم پر اتنے تیر مارے گئے کہ صورت شاخ دار حیوان سیہ کی طرح ہو گئی ہے۔ عدی بن حاتم کو اس کام کی خبر نہیں تھی وہ مختار کے پاس گیا تا کہ وہ حکیم بن طفیل کے بارے میں سفارش کرے۔ مختار نے عدی کا بہت احترام کیا اور اپنے پہلو میں بٹھایا۔ مختار نے عدی سے کہا کہ اے ابوطریف آپ کی کیا فرمائش ہے؟ عدی نے کہا کہ حکیم بن طفیل کے معاف کر دینے کی خواہش کرتا ہوں۔ مختار نے کمال تعجب سے عدی کی طرف دیکھا اور کہا اے ابوطریف آپ سے یہ بعید ہے کہ آپ ایک خبیث قاتل کی سفارش کریں وہ تو امام حسینؑ کے قاتلوں میں سے ہے۔ عدی نے کہا اے امیر آپ کو جھوٹی خبریں دی گئی ہیں اس کا امام حسینؑ کے قتل میں زیادہ دخل نہیں تھا۔ مختار چونکہ عدی کا بہت زیادہ احترام کرتا تھا اسے کہا کہ اچھا میں نے وہ آپ کو بخش دیا ہے اسی گفتگو کے وقت ابن کامل مختار کے پاس آیا۔ مختار ابن کامل کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ اس مرد کے بارے میں کیا کیا ہے یعنی میں حکیم کے متعلق پوچھ رہا ہوں۔ ابن کامل نے کہا میں قربان جاؤں اسے تو شیعوں اور ماموریں نے قتل کر دیا ہے۔ مختار دل سے تو حکیم کے قتل ہو جانے پر خوش ہوا لیکن نرمی سے کامل سے کہا کہ کیوں تم نے جلدی کی اور اسے میرے پاس نہیں لائے ہو یہ بزرگوار عدی میرے پاس اس کی سفارش کرنے کے لیے آئے ہیں میں نے بھی ان کے احترام کی وجہ جو میرے دل میں ان کی سفارش کو قبول کر لیا ہے ابن کامل نے کہا کہ میں قربان جاؤں شیعوں نے میری بات نہیں سنی میں ان پر قابو نہیں پا سکا میری اجازت کے بغیر اسے انہوں نے تیر باران کر دیا ہے۔ عدی اس خبر کے سننے سے حیران ہو چکا تھا بہت غصے میں ابن کامل سے کہا اے خدا کے

Presented by Ziaraat.Com

دشمن تو جھوٹ بولتا ہے تو نے محسوس کر لیا تھا کہ میں اس کی سفارش کرنے کے لیے مختار کے پاس جارہا ہوں اس سے پہلے کہ تو اسے امیر کے پاس لے آتا تو نے اسے قتل کر دیا ہے تاکہ تجھے کوئی اس قتل کر دینے سے روک نہ دے۔ عدی نے ابن کامل سے سخت گفتگو کی۔ ابن کامل نے عدی کا جواب دینا چاہا تو مختار نے اپنی انگلی اپنے منہ پر رکھ کر اشارہ کیا کہ عدی کا احترام کرو اور جواب نہ دو۔ ابن کامل چپ ہو گیا عدی نے غضب ناک اور ناراضگی کی حالت میں مختار سے خدا حافظی کی اور اٹھ کر چلا گیا۔

حرملہ پر امام سجادؑ کی نفرین:

شیخ طوسی نے امالی میں لکھا ہے کہ منہال بن عمرو کہ جو شیعہ اور امام زین العابدینؑ کے اصحاب میں سے تھے وہ کہتے ہیں کہ میں مکہ سے مدینہ گیا اور امام سجادؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امام علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا کہ اے منہال۔ حرملہ بن کاہل اسدی کے بارے میں کیا خبر ہے۔ میں نے عرض کیا کہ جب میں کوفہ سے آیا تھا تو اس وقت تک وہ زندہ تھا۔ میں نے دیکھا کہ امام علیہ السلام نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے اور اس طرح سے بددعا کی "اللھم اذقه حرا الحدید اللھم اذقه حر الحدید اللھم اذقه حر النار" یعنی خدایا اسے تلوار کا مزا چکھا اسے لوہے یعنی تلوار کا مزا چکھا۔ اسے آگ کا مزا چکھا۔ اس بھیڑیے صفت انسان نے کربلا میں ایسی جنایات کی ہیں کہ جنہیں فراموش نہیں کیا جا سکتا امام علیہ السلام کی اس بددعا سے معلوم ہوتا ہے کہ حرملہ کے ظلم سے زیادہ امام اور اہل بیت علیہم السلام کے دلوں کو کسی اور مصیبت نے اتنا رنجیدہ نہیں کیا تھا۔

ابو مخنف نے امام محمد باقرؑ سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت علی اصغر کو امام حسینؑ کے دامن میں تیر کا نشانہ بنایا گیا تو آپ نے دشمن پر نفرین کی تھی اور فرمایا تھا کہ "وانتقم لنا من ھولاء الظالمین" یعنی خدایا ہمارا ان ظالموں سے انتقام لے۔

Presented by Ziaraat.Com

حرملہ پکڑا گیا:

منہال نے کہا کہ میں مدینہ کی زیارت کے بعد کوفہ روانہ ہوا اور جب میں کوفہ پہنچا تو مختار کربلا کے قاتلوں کو نیست و نابود کرنے میں مشغول تھا۔ میری پہلے سے مختار کے ساتھ دوستی تھی۔ میں کئی دن گھر میں رہا لوگ میری ملاقات کے لیے آ جا رہے تھے اس کے بعد ایک دن میں مختار کی ملاقات کے لیے گھوڑے پر سوار ہو کر باہر نکلا۔ مختار کے ساتھ میری ملاقات اس وقت ہوئی جب وہ ایک گروہ کے ساتھ گھر سے باہر جا رہا تھا جب مختار کی نگاہ مجھ پر پڑی تو مجھے کہا اے منہال کیوں تو میری ملاقات کے لیے میرے پاس نہیں آیا اور مجھے انقلاب کے کامیاب ہو جانے اور حکومت کے قائم کرنے پر مبارک باد دینے کے لیے نہیں آیا؟ اور انقلاب میں ہماری مدد کیوں نہیں کی؟ منہال نے مختار سے کہا کہ میں حج کو گیا ہوا تھا اور ابھی واپس آیا ہوں اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا ہوں میں مختار کے ساتھ چل پڑا مختار جب کنانہ محلہ پہنچا تو وہ وہاں ٹھہر گیا گویا کسی چیز کا وہ انتظار کر رہا تھا اور اس کی نگاہ ایک خاص نقطہ پر جمی ہوئی تھی۔ مختار کو بتلایا گیا تھا کہ یہاں پر حرملہ چھپا ہوا ہے مختار نے چند ایک آدمیوں کو حرملہ کو تلاش کرنے کے لیے روانہ کیا اور خود وہیں ٹھہرا رہا۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ آپ کے بھیجے ہوئے آدمی دوڑتے ہوئے آئے اور خوشحالی میں فریاد کی اے امیر! بشارت اور مبارک ہو حرملہ کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ چند آدمی حرملہ کو گھسیٹے ہوئے اسے مختار کے پاس لے آئے مختار نے کہا کہ ہاں یہی حرملہ سنگ دل انسان کربلا میں علی اصغر کا قتل کرنے والا ہے۔

حرملہ کی سزا:

جب مختار کی نگاہ حرملہ کے دہشت زدہ چہرے پر پڑی اور اسے تند نگاہ سے دیکھا تو کہا ''الحمد لله الذی مکننی منلك'' یعنی خدا کا شکر کہ اس نے تجھے میرے قبضے میں دے دیا

Presented by Ziaraat.Com

اور فوراً آواز دی کہ جلاد۔ جلاد۔ جلاد جو پہلے سے حاضر تھا اس نے کہا کہ فرمایئے میں آپ پر قربان جاؤں۔ مختار نے حکم دیا کہ پہلے اس کے ہاتھ کاٹ دو۔ جلاد نے بلا فاصلہ ایک ضربت لگائی اور اس کے دونوں ہاتھوں کو جدا کر دیا۔ جی ہاں یہ وہی دونوں ہاتھ تھے کہ ایک کمان کو پکڑتا تھا اور دوسرا تیر چلا کر علی اصغر کے گلو مبارک کو چیر چکا تھا اور ایک دفعہ حضرت عباس علیہ السلام کی آنکھ پر اور ایک دفعہ امام حسین علیہ السلام کے دل کو پار کر گیا تھا۔ ان دونوں پلید ہاتھوں کو کٹنا چاہیے۔ اس کے بعد مختار نے آواز دی کہ اس کے دونوں پاؤں کو کاٹ دیا جائے۔ جلاد نے اس حکم کی تعمیل کی۔ حرملہ کا جسم ہاتھ اور پاؤں سے کٹا ہوا خون میں غلطاں تھا کہ مختار نے پھر بلند آواز سے کہا کہ آگ۔ آگ۔ فوراً لکڑیاں اکٹھی کر کے اس کے جسم پر ڈال کر آگ لگا دی گئی اور اس ملعون کا جسم جلنے لگا۔

منہال کہتے ہیں کہ میں حیرانگی سے مختار کے ساتھ کھڑا ہوا تھا اور اس کے نظارہ کر رہا تھا جب حرملہ کا بدن جل رہا تھا تو میں نے بلند آواز سے کہا۔ سبحان اللہ مختار نے یکدم میری طرف نگاہ کی اور کہا کہ اے منہال تو نے اللہ کی تسبیح کی لیکن بتلاؤ کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ میں نے کہا اے امیر! خوب غور سے سنو تاکہ میں آپ کو اس کی علت بتلاؤں۔ میں اسی سفر میں جب مکہ سے واپس آ رہا تھا تو میں امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں مدینہ گیا۔ آپ نے مجھ سے حرملہ کا حال پوچھا۔ میں نے کہا کہ ابھی وہ زندہ ہے۔ میں نے دیکھا کہ امام علیہ السلام نے اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کیا اور دو دفعہ فرمایا خدایا حرملہ کو تلوار کا درد چکھا اور خدایا اسے آگ کی تپش کا مزا چکھا۔ مختار نے تعجب سے پوچھا کہ واقعا تو نے امام علیہ السلام سے ایسا سنا ہے۔ میں نے کہا خدا کی قسم میں نے آپ سے ایسا ہی سنا ہے۔ منہال کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ مختار اپنے گھوڑے سے اترا اور دو رکعت نماز ادا کی اور ایک طولانی سجدہ کیا۔ پھر اٹھا اور گھوڑے پر سوار ہو گیا اس وقت تک حرملہ کا جسم کوئلہ ہو چکا تھا۔ ہم اکٹھے روانہ ہوئے یہاں تک

Presented by Ziaraat.Com

میرے محلے میں میرے گھر کے نزدیک پہنچے۔ میں نے مختار سے تعارف کیا اور کہا کہ اے امیر! اگر آپ لطف فرمائیں تو مجھے سرفراز کیجیے اور تھوڑا سا آرام کرنے کے لیے میرے گھر تشریف لائیں اور یہیں میرے ہاں غذا تناول فرمائیں۔

روزہ شکر:

مختار نے مجھے دیکھا اور کہا کہ اے منہال تم نے چار دعائیں امام سجادؑ کی میرے لیے بیان کی ہیں۔ خداوند عالم نے آپ کی دعاؤں کو میرے ہاتھ سے قبولیت کا شرف بخشا ہے پھر بھی تم مجھے غذا کھانے کی دعوت دیتے ہو؟ میں نے آج شکرانہ کے روزے کی نیت کر لی ہے اور یہ توفیق جو خداوند عالم نے مجھے عنایت کی ہے میں نے اس کے شکرانے میں روزہ رکھ لیا ہے۔ یہ حرملہ وہی ہے کہ جس نے امام حسینؑ کا سر مبارک اٹھائے رکھا تھا۔

علی اکبر علیہ السلام کا قاتل محاصرہ میں:

مختار نے عبداللہ بن کامل کو ایک گروہ کے ساتھ مرۃ بن منقذ جو قیس قبیلے سے تھا گرفتار کرنے کا حکم دیا یہ ملعون ایک دلیر اور بہادر انسان تھا یہ حضرت علی اکبر علیہ السلام کا قاتل تھا۔ عبداللہ بن کامل نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کے گھر کا محاصرہ کیا۔ جب اس نے دیکھا کہ اس کے فرار کرنے کا کوئی راستہ نہیں تو اس نے اپنا نیزہ لیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر عبداللہ بن کامل کے آدمیوں پر حملہ کر دیا تا کہ ان کے محاصرہ کو توڑ کر فرار کر جائے۔ اس نے عبداللہ بن کامل کے ایک آدمی عبداللہ شامی پر نیزہ مارا اور اسے زخمی کر دیا۔ عبداللہ بن کامل نے اس کا پیچھا کیا اور اس پر اپنی تلوار سے اس کے دائیں ہاتھ پر حملہ کیا اور اسے زخمی کر دیا لیکن وہ جدا نہ ہوا۔ اس نے اپنے بائیں ہاتھ سے اپنا دفاع کیا اور ہوشیاری سے اس کے گھوڑے نے محاصرہ توڑا اور نجات پیدا کر کے اپنے اسی زخمی ہاتھ سے فرار کر کے بصرہ پہنچ گیا اور مصعب بن

Presented by Ziaraat.Com

زبیر کے ساتھ قتل کیا اس کا آخری عمر تک ہاتھ بے حس رہا اور مفلوج ہو گیا۔

ایک اور کامل عدالت کے کٹہرے میں:

موسیٰ بن عامر نے کہا کہ مختار نے اپنے ایک دوست عبداللہ شاکری کو ایک مسلح گروہ کے ساتھ زید بن رقاد کے گرفتار کرنے کا حکم دیا یہ زید جب قبیلے سے تھا اس نے کربلا میں عبداللہ بن مسلم کو تیر مار کر شہید کر دیا تھا اس زید نے کہا ہے کہ میں نے امام حسینؑ کے ایک چھوٹے فرزند پر جب کہ اس نے اپنا ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھا ہوا تھا تیر مارا تھا اور اس طرح پیشانی کا صحیح اندازہ لگا کر تیر مارا تھا کہ اس بچے کا ہاتھ اس کی پیشانی سے جڑ گیا اور وہ اپنے ہاتھ کو اپنے پیشانی سے نہیں ہٹا سکا تھا ابو عبدالاعلیٰ زبیری نے کہا کہ وہ نوجوان کہ جسے زید بن رقاد نے مارا تھا وہ عبداللہ جناب مسلم کا فرزند تھا جب اس کا ہاتھ اس کی پیشانی سے جڑ گیا تو اس نے یوں بددعا کی کہ خدایا انہوں نے ہماری قدر کو کم کیا ہمیں خوار کیا خدایا جس طرح یہ ہمیں قتل کر رہے ہیں انہیں قتل کر اور جس طرح یہ ہمیں خوار کر رہے ہیں انہیں ذلیل اور خوار کر۔ زبیر نے کہا ہے کہ اس ملعون آدمی نے اسے دوسرا تیر مارا اور اس سے اسے شہید کر دیا۔ زید ملعون خود بیان کرتا ہے کہ جب میں اس بچے کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ وہ فوت ہو چکا ہے۔ میں نے تیر کو اس کے جسم سے نکالا لیکن وہ تیر جو میں نے اس کی پیشانی پر مارا تھا اور پیشانی سے وصل ہو چکا تھا میں نے جتنی کوشش کی کہ تیر کو اس کی پیشانی سے نکالوں تو میں اسے نہ نکال سکا۔ میں نے اسے اسی حالت پر چھوڑ دیا۔ تاریخ طبری اور کامل میں اس کا نام زید بن رقاد لکھا ہے لیکن اس کا نام زید بن ورقاد بھی آیا ہے۔ مختار نے جب اس زید کو گرفتار کیا یہ ملعون مختار کے سامنے عبداللہ کامل کے آدمیوں سے مقابلہ کر رہا تھا۔ عبداللہ بن کامل نے انہیں حکم دیا کہ اسے تلوار سے نہ مارنا بلکہ اسے تیروں اور پتھروں سے سنگسار کرو۔ انہوں نے ایسے ہی کیا۔ اور یہ زمین پر گر پڑا اس وقت عبداللہ بن کامل نے حکم دیا کہ اسے زندہ آگ میں جلا دو ایک ظالم کم ہو جاتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

عمرو بن حجاج ان میں سے تھا کہ جنہوں نے کربلا میں ظلم کیے تھے اور عمر بن سعد کے لشکر کے میمنہ پر سپہ سالاری کا ذمہ دار تھا اور شمر میسرہ پر تھا اس عمرو کو نہر فرات کی حفاظت پر مامور کیا گیا تھا۔ اسے عاشورا کے دن پانچسو آدمیوں کے ساتھ نہر فرات سے اہل بیتؑ کو پانی نہ دینے پر متعین کیا گیا تھا۔ اس نے عاشورا کے دن امام حسینؑ سے جنگ کی تھی۔ یہ ان لوگوں میں سے تھا کہ جنہوں نے امام حسینؑ کو کوفہ آنے کے خط لکھے تھے لیکن اس نے پھر ابن زیاد کے حکم سے جناب مسلم بن عقیل کے ساتھ جنگ کی تھی اور مسلم بن عقیل کے گرفتار کرنے میں اس کا ہاتھ تھا۔ اس نے ہانی بن عروہ کی شہادت کے بعد مذحج قبیلے کی طرف سے ابن زیاد کے ساتھ وفاداری کا اعلان کر دیا تھا۔ عاشورا کے دن اپنے لشکر کو امام حسینؑ کے خلاف برانگیختہ کیا تھا یہی عمرو بن حجاج مختار کی ابن مطیع کے ساتھ جنگ میں ابن مطیع کے مشیروں میں سے تھا اور لوگوں کو مختار کے خلاف تحریک کر رہا تھا۔ عمرو کو اپنی سابقہ سیاہ زندگی کے کردار کا علم تھا اور جانتا تھا کہ اگر مختار نے اس پر قابو پالیا تو کم از کم اس کی سزا موت ہے لہذا اس نے کوفہ میں رہ جانے پر فرار کر جانے کو ترجیح دی اور اسی جنگ کے زور شور کے وقت شرافہ اور رواصفہ کے راستے سے بھاگ گیا اور اس کے بعد وہ ناپید ہو گیا اس کے بعد اس کا پتہ نہ چل سکا کہ اسے زمین نگل گئی یا آسمان پر چلا گیا ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ مختار کے آدمیوں نے اسے بیابان میں دیکھا کہ پیاس کی شدت سے آخری رمق پر ہے تو انہوں نے اسے گرفتار کر کے اس کا سر اس کا بدن سے جدا کر دیا تھا۔

تین ظالم مختار کی عدالت میں:

ابو سعد صیقل نے کہا ہے کہ مختار کو کربلا کے واقعہ میں شریک چار آدمیوں کی مخفی جگہ کی اطلاع دی گئی اس کی خبر دینے والا اسعر بن سعر تھا جو مختار کے قریبی دوستوں میں سے تھا۔ مختار نے عبداللہ کامل کو ایک گروہ کے ساتھ حکم دیا کہ ان کی تلاش میں جائے۔ ابو سعید صیقل جو خود بھی

Presented by Ziaraat.Com

عبداللہ بن کامل کے اس گروہ میں شامل تھا نے کہا ہے کہ ہم بنی ضبیعہ قبیلے میں پہنچے اور ان چار میں سے ایک آدمی بنام زیاد بن مالک کو گرفتار کر لیا اس کے بعد ابن کامل نے ایک اور جگہ جانے کا حکم دیا ہم حمرا نامی منطقہ میں ایک گھر میں آئے اور ان چار میں سے دو اور آدمیوں کو گرفتار کر لیا ایک کا نام عبدالرحمن بن ابی خشکارہ بجلی یہ وہ تھا کہ جس نے مسلم بن عوسجہ کو شہید کیا تھا اور دوسرے کا نام عبداللہ بن قیس تھا ان تمام قیدیوں کو ہم مختار کے پاس لے آئے جب مختار کی ان پر نگاہ پڑی تو ان پر آواز بلند کی اور کہا اے جوانان جنت کے قتل کرنے والو! تم نے دیکھا کہ خداوند عالم نے تم سے انتقام لینا میرے سپرد کر دیا ہے۔ دیکھا کہ وہ سرخ پیراہن تمہارے لیے کونسی نحوست لے آیا یہ ان لوگوں میں سے تھے کہ جنھوں نے امام حسینؑ کا سرخ پیراھن اتار کر لوٹا تھا۔ پھر مختار نے حکم دیا کہ ان تمام کو بازار میں لے جا کر مجمع عام میں ان کی گردن اڑا دو۔ بلا فاصلہ مختار کے اس حکم پر عمل کیا گیا۔

حمید بن مسلم کی تلاش اور تین ظالموں کو سزا:

حمید بن مسلم کوفی امام حسینؑ کے قیام میں اول سے آخر تک حاضر تھا اور تقریبا اسے نامہ نگاری کا عنوان دیا جا سکتا ہے کربلا کے بہت سے واقعات کو اس نے اول سے آخر تک نقل کیا ہے۔ مختار نے سائب بن مالک کو ایک گروہ کے ساتھ اس کی تلاش میں روانہ کیا حمید کہتا ہے کہ میں کوفہ کے باہر عبدالقیس قبیلے میں مخفی اور پناہ لے چکا تھا۔

عبداللہ اور عبدالرحمن فرزندان اصلخب بھی میرے پیچھے وہاں پہنچ گئے تھے اور ہم سب چھپ گئے تھے۔ سائب کے گروہ نے ہم سب کا پیچھا کیا میں نے اس فرصت سے استفادہ کیا اور فرار کرنے پر موفق ہو کر نجات پیدا کر لی لیکن وہ دو آدمی گرفتار کر لیے گئے اسی دوران ایک اور آدمی بنام عبداللہ بن وہب جو کربلا کے واقعہ میں شریک تھا گرفتار کر لیا گیا ان تمام کو مختار کے پاس لے گئے۔ مختار ان کے جرم سے اچھی طرح آگاہ تھا فورا حکم دیا کہ انھیں بازار لے جا

Presented by Ziaraat.Com

کر مجمع عام میں قتل کر دیا جائے۔ حمید بن مسلم نے کہا ہے کہ جب میں مختار کے پنجے سے آزاد ہوا تو یہ شعر کہے:

دیکھا کہ میں نے اس وحشت سے کیسے نجات حاصل کر لی جب کہ مجھے اس کی امید نہ تھی خدا پر امید نے مجھے نجات دی اور میں سوائے خدا کے کسی سے امید نہیں رکھتا۔

دو اور کامل عدالت میں:

موسیٰ بن عامر جہینہ قبیلے کا کہنا ہے کہ ان تین آدمیوں کے گرفتار ہونے کی خبر خثعم بن عبدالرحمن جہینی اور ابی اسماء بن بشیر قاضی کو ملی اور ان دونوں نے بھی کربلا کے واقعہ میں بہت زیادہ فضالیت کی ہوئی تھی اور عبدالرحمن بن عقیل کی شہادت میں شریک تھے ان کا ہاتھ بھی اہل بیتؑ کے خون سے رنگین تھا یہ دونوں خوف کے مارے چھپ گئے۔ عبداللہ کامل اپنے مسلح گروہ کے ساتھ عصر کے وقت بنی دہمان محلے کی مسجد کے سامنے مستقر ہوا اور بنی دہمان قبیلے کو علان کیا اور قسم اٹھائی کہ اگر وہ عثمان بن خالد کو اس کے سپرد نہیں کریں گے تو میں تمام قبیلے کو قتل کر دوں گا۔ ہم تمام قبیلے کے افراد محاصرہ میں تھے ہم نے کہا کہ آپ ہمیں مہلت دیں تا کہ اسے تلاش کریں اور آپ کے سپرد کر دیں۔ ہمارے کچھ آدمی کامل کے سپاہیوں کے ساتھ ہو لیے اور ان دونوں آدمیوں کے تلاش کرنے کے لیے چل پڑے اور اسے اس میدان میں جو باہر نکلنے کا راستہ تھا جا کر ڈھونڈ نکالا جو عراق کے شمالی جزیرے کی طرف بھاگ کر جانے کا ارادہ رکھتے تھے پولیس نے ان دو آدمیوں کو گرفتار کر لیا اور عبداللہ بن کامل کے پاس لے آئے۔ عبداللہ بن کامل نے عثمان سے کہا کہ اس خدا کا شکر کہ جس نے جنگ میں مومنین کی مدد کی اگر یہ دونوں نہ ملتے تو ہم مجبوراً ان کے گھر پر حملہ کر دیتے۔ خدا کا شکر ہے کہ اسے نے مجھے تم پر غلبہ دیا ہے۔ اس وقت عبداللہ انہیں جعد نامی کنوئیں کی طرف لے گیا اور دونوں کی گردن اڑا دی اور پھر مختار کے پاس واپس لوٹ آیا اور اپنی کارکردگی کی مختار کو اطلاع دی۔ مختار ان دو خبیث انسانوں کے بارے

Presented by Ziaraat.Com

میں بہت سخت حساسیت رکھتا تھا حکم دیا کہ ان دونوں کے جسموں کو دفن نہ کیا جائے بلکہ دونوں کو آگ میں جلا دیا جائے۔

اعشی ہمدانی نے ان دونوں کے لیے مرثیہ اس مضمون سے لکھا ہے:

اے آنکھ عثمان جوان پر گریہ کر کہ وہ کیسا جوان تھا۔ ہمدان قبیلے اس جیسے خوبصورت اور شیرین جوان کو جو بہادری اور جوانمردی میں مثل نہیں رکھتا کبھی فراموش نہیں کرونگا۔

*****

دوسرا حصہ

﴿مختار اور عمر سعد﴾

جن دنوں مختار امام حسینؑ کے قاتلوں اور کربلا کے واقعہ میں دخیل لوگوں کو گرفتار کر رہا تھا اور ایک کے بعد دوسرا قتل کیا جا رہا تھا۔

موسیٰ بن عامر کہتا ہے کہ میں اس مجلس میں موجود تھا کہ جسے مختار نے چند آدمیوں کے روبرو منعقد کیا تھا عمر بن ہیثم کہتے ہیں کہ میں مختار کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا اس نے خوشحالی اور توقع کے اظہار کے کیلئے یہ جملہ کہا کہ کل میں اس آدمی کو قتل کرونگا کہ جس کے پاؤں بڑے اس کی آنکھیں دھنسی ہوئی آبرو گھنے جو اس آنکھوں پر پڑے ہوئے ہیں۔ اس کے قتل سے آسمان کے ملائکہ اور مومنین خوشحال ہونگے۔ عمر بن ہیثم مختار کا مطلب سمجھ گیا طبری نے لکھا ہے کہ اس جلسے میں ہیثم بن اسود نخعی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے مختار کی کلام سے اچھی طرح سمجھا اور کہا کہ مختار

Presented by Ziaraat.Com

مختار کا قصد سوائے عمر بن سعد کے اور کوئی نہیں ہے۔ یہ آدمی اپنے گھر آیا اس کی عمر بن سعد سے پہلے سے رفاقت اور دوستی تھی اس نے اپنے بیٹے عریان سے کہا کہ فوراً اٹھو اور عمر بن سعد کے گھر چلے جاؤ اور اس سے کہو کہ اپنے آپ کو سنبھالو اور اپنی جان کی نجات کی فکر کرو مختار تجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ عریان جلدی میں عمر سعد کے گھر گیا اور خفیہ طور سے اس واقعہ کی اسے خبر دی۔ عمر سعد اس خبر کے سننے سے بہت ہی پریشان ہو چکا تھا عریان سے کہا کہ خدا تیرے باپ کو بخش دے اور اس برادری کی اسے اللہ جزائے خیر عنایت فرمائے بہت اچھے وقت میں خبر کی ہے۔ میں اگرچہ اس کام کو بعید سمجھتا ہوں کیونکہ مختار نے مجھے امان دے رکھی ہے اس معاہدے اور میثاق اور ضمانت کا کیا حال ہوگا؟ میں نے مختار کے خلاف کوئی اقدام نہیں کیا ہے۔ عمر سعد پوری طرح حیرت زدہ ہو چکا تھا اور امان نامہ کی بناپر جو مختار نے اسے دے رکھا تھا اور مختار کے درگزر کرنے کی عادت اور بزرگواری سے جو مختار کی عادت تھی اور اس کی لوگوں سے جو حسن سیرت تھی اس کی بناپر بعید جانتا تھا کہ مختار اس طرح کا اقدام کرے گا۔

امان نامہ کا واقعہ:

یہاں پر ضروری ہے کہ اس امان نامہ کی طرف جو مختار نے عمر سعد کو دیا تھا اشارہ کیا جائے اور مثال مشہور ہے کہ الخائن خائف یعنی خیانت کار انسان ڈرپوک ہوتا ہے۔

عمر سعد اچھی طرح سے جانتا تھا کہ مختار کا قیام سے اصلی ہدف امام حسینؑ اور شہداء کربلا کے خون کا انتقام لینا ہے اور جب بھی اس کے لیے حالات سازگار ہوں گے اس پر عمل کرے گا اور چونکہ کربلا کے واقعہ میں سب سے زیادہ عمل دخل عمر سعد کا تھا اور یہ ابن زیاد کی تمام ... ن کا سالار اعظم تھا اور اس نے امام حسینؑ سے جنگ کی تھی اور پورے کربلا کے ظلم اور جنایات کی ذمہ داری اسی کی گردن پر تھی لہذا مختار کے کوفہ پر مسلط ہونے کے بعد اس سے پہلے کہ مختار انتقام لینا شروع کرے عمر سعد نے مختار کے مقرب ترین انسان عبداللہ بن جعدہ بن ہبیرہ کو

Presented by Ziaraat.Com

واسطہ بنا کر مختار سے امان نامہ لکھ لیا۔ عبداللہ بن جعدہ اس رشتہ داری سے جو اسے حضرت علیؑ سے حاصل تھی مختار کے نزدیک بہت محترم اور عزیز انسان تھا۔ عبداللہ نے مختار سے تقاضا کیا کہ عمر سعد آپ سے خواہش کرتا ہے کہ آپ اسے امان دے دیں اور اس کے گزرے اعمال کو فراموش کرتے ہوئے معاف کر دیں اور موردِ مرحمت قرار دیں۔ عمر سعد وعدہ کرتا ہے کہ معمولی سی حرکت بھی آپ کے خلاف اس سے سرزد نہ ہوگی۔ مختار نے اس مصلحت کی بنا پر کہ اپنے دشمنوں کی بغاوت اور شورش کو روک لے جناب عبداللہ کی سفارش کو قبول کر لیا اور ایک امان نامہ لکھ کر عمر سعد کو دے دیا۔

اصل امن نامہ کی عبارت:

امان نامہ کی اصل عبارت کا ترجمہ یہ ہے: "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، مختار کی جانب سے عمر بن سعد ابن وقاص کو امان دی جاتی ہے۔ اس خدائی امان میں تیرے مال اور جان اور خاندان و اولاد کو تیرے گزشتہ اعمال کے نتیجے میں کوئی باز پرس نہیں کی جائے گی لیکن اس شرط پر کہ تم ہماری اطاعت کرنے اور حکم کی بجا آوری کا عہد کرو اور صرف اپنے گھر اپنے خاندان میں رہو اور کوفہ سے باہر نہ جاؤ۔ ہماری فوج اور پولیس اور آلِ محمدؐ کے شیعہ اور تمام لوگ تم سے سوائے اچھائی کے کوئی اعتراض اور تند روی نہیں کریں گے۔ اس امان نامہ کے گواہ یہ ہیں:

(۱) سائب بن مالک (۲) احمد بن شمیط (۳) عبداللہ بن شداد (۴) عبداللہ بن کامل

اور مختار خود بھی ضمانت دیتا ہے کہ اس عہد اور پیمان کا پاس کرے گا مگر یہ کہ تم سے کوئی کام سرزد ہو یا حدث رونما ہو یا امان نامہ کے شرائط کو زیرِ پا کرو۔ والسلام۔

امام محمد باقر علیہ السلام کی توجیہہ اور وضاحت:

امام محمد باقر علیہ السلام نے مختار کے امان نامہ کو نقض کر دینے کی یوں وضاحت کی کہ

Presented by Ziaraat.Com

مختار نے امان نامہ میں یہ لکھا تھا۔ امن مختار لعمر بن سعد بشرط الا ان یحدث حدثا اور مختار کی مراد حدث کے لفظ سے جو امان نامہ میں ہے یہ تھی کہ وہ بیت الخلا میں جا کر حدیث صادر نہ کرے۔ ورنہ مختار امان نامہ کا پابند نہ ہوگا اور مختار نے اس لفظ سے توریہ کیا تھا اور اس کا ظاہری معنی مراد نہ لیا تھا بلکہ اس سے خاص معنی یعنی صدور حدث قصد کیا تھا اور حدث ہر انسان سے صادر ہوا کرتی ہے۔

اور یہ بھی واضح رہے کہ جب مختار نے عمر سعد کو امان نامہ دیا تو وہ مرتب مختار کے پاس آتا تھا اور آمد و رفت جاری رکھتا تھا اور مختار کے پاس کرسی پر بیٹھا کرتا تھا کبھی خود آپ اور کبھی اپنے لڑکے کو مختار کے پاس بھیجا کرتا تھا تاکہ اسے سمجھا سکے کہ میں تیرے پاس ہوں اور بھاگ جانے کا ارادہ نہیں رکھتا یا کسی سازش کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔

محمد بن الحنفیہ کی حیرت:

موسیٰ بن عامر نے کہا ہے کہ ایک وجہ کہ جس کے بعد مختار نے عمر سعد کو جلدی قتل کیا وہ خبر تھی جو اسے محمد بن الحنفیہ سے پہنچی تھی کہ جس میں انہوں نے حیرانگی کا اظہار کیا ہے کہ مختار نے عمر سعد کو امان دے دی ہے۔

موسیٰ کہتے ہیں کہ ایک آدمی بنام یزید بن شراحیل انصاری حضرت محمد بن الحنفیہ کی زیارت کے لیے مدینہ گیا سلام اور احوال پرسی کے بعد مختار اور کوفہ کے حالات کے بارے میں گفتگو ہوئی اور کہا گیا کہ مختار نے اہل بیتؑ عظام کے خون کا انتقام لینے کے لیے قیام کر دیا ... محمد بن الحنفیہ نے حیرانگی کی حالت میں اظہار کیا کہ بہت ہی عجیب اور حیرانگی ہے کہ مختار اپ کو شیعہ کہلاتا ہے اور شہداء کربلا کے خون کا انتقام لینے والا جتلاتا ہے لیکن میں نے سنا ہے کہ امام حسینؑ کے قاتلوں سے رفاقت اور دوستی کر رکھی ہے اور انہیں اپنے پہلو میں کرسی پر بیٹھاتا ہے اور گفتگو کرتا ہے۔ اس انصاری نے جناب محمد حنفیہ کی کلام کو اپنے ذہن میں محفوظ رکھا

Presented by Ziaraat.Com

اور جب کوفہ لوٹ آیا تو مختار کے دیکھنے کے لیے اس کے پاس گیا۔ چونکہ یہ آدمی حجاز سے آیا تھا تو مختار نے اس کا خیر مقدم کیا اور کہا کہ اچھا یہ بتلاؤ کہ مدینہ میں کیا خبر تھی؟ آیا مہدی یعنی محمد بن الحنفیہ سے بھی آپ نے ملاقات کی تھی۔ اس نے جواب دیا کہ ہاں میں ان کی زیارت کے لیے گیا تھا۔ اچھا تو انہوں نے کیا فرمایا؟ اس آدمی نے محمد بن الحنفیہ کے ساتھ گفتگو کا حال سنایا اور ساتھ ہی ان کی حیرانگی اور پریشانی کا جو محمد بن حنفیہ امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں کے بارے میں مختار سے کے سامنے ذکر کیا۔ راوی کہتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ مختار نے ارادہ کر لیا کہ عمر سعد اور اس کے فرزند کو قتل کر دے جب ان دونوں کو مختار نے قتل کر دیا تو دونوں کے سر ایک کثیر مال اور تحائف کے ساتھ بطور ہدیہ محمد بن الحنفیہ کے ہاں بھیج دیئے اور ایک خط بھی آپ کو لکھا کہ جس کا ذکر بعد میں کیا جائے گا۔ یہ معلوم ہونا چاہیے کہ مختار کا عمر سعد کے بارے میں جلدی اقدام نہ کرنے کی ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ ابھی تک مختار نے حالات مناسب نہ دیکھے ہوں کہ ان لوگوں کو جو امام حسین علیہ السلام کے قاتل تھے ان کے قتل کرنے سے پہلے عمر سعد کو قتل کر دے لہٰذا جب اس نے اس اقدام کے لیے حالات کو مناسب دیکھا تو اس وقت اسے قتل کیا اور اہل بیت عظام اور شیعوں کے دل کو تسکین دی۔

عمر سعد کا قتل:

جب مختار امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں کو قتل کر رہا تھا عمر سعد کے بارے میں بھی بہت ہی سخت ارادہ رکھتا تھا لیکن اس نے عمر سعد کو بعض مصالح کی بنا پر امان نامہ بھی دے دیا تھا اور عمر سعد نے بھی کوئی بہانہ مختار کو اپنے قتل کا نہیں دیا تھا عمر سعد نے بغاوت میں بھی شرکت نہیں کی تھی اس لیے مختار کو قتل کر دینے میں دیر ہو گئی لیکن کیا ممکن تھا کہ مختار عمر سعد جیسے جانی اور ظالم نمبر ایک کو جو کربلا کے واقعہ کا تمام تر ذمہ دار تھا چھوڑ دے گا؟ کیا ممکن تھا اہل بیت عظام کا یہ اصلی دشمن عیش کی زندگی بسر کرتا رہے گا؟ جب کہ اس سے کمتر دشمن مختار کے ہاتھوں قتل کیے جا رہے ہوں

Presented by Ziaraat.Com

اور یہ اپنے اعمال بد کی سزا نہ پائے اور پھر مختار نے امان نامہ میں اسے قتل کر دینے کے لیے ایک ایسے جملے کا اضافہ کر لیا تھا کہ جسے وہ نہ سمجھ سکا تھا اور وہ جملہ ایسے امان نامہ پر عمل کرنے کو ضروری قرار نہیں دیتا تھا اور اسے غیر مؤثر کر دیتا تھا اسی واسطے امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ امان نامہ میں یہ شرط تھی کہ عمر سعد حدث یعنی بیت الخلاء میں نہ جائے تب اس پر عمل کیا جائے گا۔

عمر سعد کا فرار کا ارادہ:

عمر سعد کو معلوم ہو گیا کہ مختار اسے گرفتار کرنا چاہتا ہے اور اسے سزا دینا چاہتا ہے۔ عمر سعد اپنی گرفتاری کی خبر سننے سے گھبرا چکا تھا اور حیران تھا کہ وہ کیا کرے اور کہاں جائے کیا مختار مجھے قتل کر دے گا؟ یا اپنے امان نامہ کا احترام کرے گا؟ اس خوف نے اسے ہوشیار رہنے پر مجبور کیا اور اس نے فرار کر جانے کو ترجیح دی۔ اور ارادہ کر لیا کہ وقت کے ہاتھ سے نکلنے سے پہلے کوفہ سے فرار کر جائے۔ عمر سعد نے بنی تمیم قبیلے سے مالک بام کے اپنے ایک دوست کو اپنے پاس بلایا۔ یہ مالک ایک بہادر اور چالاک انسان تھا۔ عمر سعد نے اسے چار سو دینار دیئے اور کہا کہ یہ رقم ہمارے راستے کے خرچ کے لیے رکھ لو اور آج ہی رات مجھے کوفہ سے باہر نکال کر لے جاؤ۔ ان دونوں نے حرکت کی اور گلی کوچے سے گزرتے ہوئے شہر کے آخر تک پہنچ گئے وہاں عمر نامی حمام یا نہر کے نزدیک عبدالرحمٰن موجود تھا عمر سعد ٹھہر گیا اور دوست مالک سے کہا کہ جانتے ہو کہ میں کوفہ سے کیوں جا رہا ہوں۔ مالک نے کہا کہ نہیں عمر سعد نے کہا ایک بہت اہم وجہ ہے؟ مالک نے کہا کہ کونسی؟ عمر سعد نے کہا کہ مختار کے ڈر سے مالک نے کہا کہ اس مختار دومہ کے فرزند کا کہہ رہے ہو؟ اس کی فلاں جگہ تنگ تر ہے کہ وہ تجھے قتل کر سکے (مختار کو گالی دی) تیرا ڈر بلا وجہ ہے۔ اور اگر تو بھاگ گیا تو وہ تیرے گھر کو خراب کر دے گا اور تیرے اہل و عیال کو قتل کر دے گا اور تیرا مال غارت کر لے گا اور تیری ساری جائیداد کو تباہ کر دے گا تم نے اس طرح کے فرار

Presented by Ziaraat.Com

کرنے کو اس کے لے بہانہ دے دیا ہوگا اور پھر تم کوئی معمولی آدمی نہیں ہو تم عربوں میں محترم اور باوقار انسان ہو۔ خلاصہ اس نے اتنا عمر سعد کو پھنسایا اور اسے دھوکا دیا اور ڈرایا کہ عمر سعد کو اس کی باتوں پر یقین آ گیا عمر سعد نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو پس ہم کوفہ واپس لوٹ جائیں دیکھیں کہ کیا ہوتا ہے۔ عمر سعد اسی وقت واپس لوٹ آیا اور صبح کے وقت اپنے گھر میں موجود تھا۔

ابن نما نے لکھا ہے کہ اسے مرزبانی نے ذکر کیا ہے لیکن بعض دوسرے مؤرخین نے عمر سعد کے واپس لوٹ آنے کی وجہ یہ بتلائی ہے کہ عمر سعد اونٹ پر کجاوہ میں سوار ہو کر کوفہ سے فرار کرنے کے قصد سے باہر نکلا لیکن بہت تھکن اور بے خوابی کی وجہ سے اونٹ پر سو گیا اور اونٹ سیدھا پھر سے واپس اسے کوفہ میں لے آ کر صبح اس کے گھر کے سامنے بیٹھ گیا۔ طبری نے کہا ہے کہ عمر سعد کے غلام نے اسے کہا کہ ہر گز نہ جانا تو مختار سے عہد نامہ توڑ دے گا اور مختار کے ہاتھ میں بہانہ دے دے گا۔

مختار عمر سعد کے فرار کر جانے کے قصد سے مطلع ہو گیا تھا اور اسے معلوم ہو گیا کہ وہ شہر سے باہر گیا تھا اور پھر واپس گھر لوٹ آیا ہے۔ اس سے مختار خوش ہو گیا اور کہا کہ اچھا ہوا کہ اس نے عہد نامہ کو توڑ دیا ہے کیونکہ مختار نے شرط کی تھی کہ عمر سعد تب تک امان میں ہے جب تک کہ شہر سے خارج نہ ہوگا اب تو امان نامہ عمر سعد کی وجہ سے ٹوٹ گیا ہے لہذا مختار اس امان نامہ کی پروا کیے بغیر اس پر دست درازی کر سکتا تھا جب مختار سے کہا گیا کہ عمر سعد فرار کرنے کی فکر میں ہے تو مختار نے کہا کہ نہیں اس کی گردن میں ایسے معاہدے کا زنجیر ہے کہ اس کی رو سے وہ مجبور ہے کہ وہ واپس لوٹ آئے۔ مختار نے پوچھا اے حفص تیرا باپ کہاں ہے۔ اس نے جواب دیا کہ اپنے گھر میں ہے لیکن وہ فکر مند ہوا کہ مختار اس امان نامہ کی پابندی کرے گا یا نہ؟ مختار نے حفص سے کہا کہ تم ابھی یہاں بیٹھے رہو اور بعد میں دیکھا جائے گا۔

Presented by Ziaraat.Com

ابوعمرہ کو حکم:

مختار کی پولیس کے افسر ابوعمرہ کو عمر سعد کے لے آنے کے لیے متعین کیا گیا۔ مختار نے ابوعمرہ سے کہا کہ یہاں آؤ جب وہ آیا تو مختار نے ابوعمرہ سے کہا کہ چند ایک آدمیوں کے ساتھ جاؤ اور عمر سعد کو لے آؤ اور اگر اس نے کہا کہ میرا جبہ لے آؤ تو تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ وہ تلوار مانگ رہا ہے نہ کہ جبہ اسے مہلت نہ دینا اور اس کا کام تمام کر دینا۔ ابوعمرہ فوراً چل پڑا اور عمر سعد کے گھر آیا اور آواز دی اے عمر سعد! تجھے امیر بلا رہا ہے عمر سعد خوف سے اپنی جگہ پر خشک ہو گیا اور جب چاہا کہ کہے کہ میرا جبہ لے آؤ تو فوراً ابوعمرہ تلوار کھینچ کر اس کے سامنے آ گیا۔ عمر سعد نے اپنے آپ کو اس کبوتر کی طرح دیکھا جو باز کے پنجے میں ہو۔ عمر سعد ابوعمرہ جس کو وہ اچھی طرح جانتا تھا کے خوف سے اس طرح لرزنے لگا جیسے مردہ کفن میں لرز رہا ہو وہ اس کے رعب سے نہ ہل سکا۔ ابوعمرہ نے دیکھا کہ اسے زیادہ مہلت نہیں دینی چاہیے اس نے اپنی تلوار نکالی اور اس پر اتنے وار کیے کہ اسے یقین ہو گیا کہ وہ مر گیا ہے اس وقت عمر سعد کا سر اس کے بدن سے جدا کیا اور اسے اپنی قبا کے دامن میں ڈال کر مختار کے سامنے لے آیا۔

عمر سعد کا کٹا ہوا سر:

مختار اور اس کے بعض دوست بیٹھے ہوئے تھے اور عمر سعد کا بیٹا بھی مختار کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا ابوعمرہ مختار کے پاس آیا سلام کیا اور اپنے دامن کو کھولا اور عمر سعد کا سر مختار کے سامنے زمین پر رکھ دیا جی ہاں! یہ اس انسان کا سر ہے کہ جس کے ظلم ایک دو نہیں ہیں۔ اللہ کی مخلوقات میں بدترین مخلوق کا سر ہے۔ یہ امام حسینؑ کا قاتل ہے اور ابن زیاد کی فوج کا سالار اعلیٰ ہے یہ اس خبیث کا سر ہے کہ جس نے عاشورا کے دن اہل بیت پیغمبر پر بدترین مظالم ڈھائے۔ یہ اس جنایت کار کا سر ہے جو اس کے منحوس بدن سے جدا ہو کر مختار کی عدالت میں موجود ہے۔ یہ اس کا

Presented by Ziaraat.Com

سر ہے کہ جو آزاد مسلمان اسے دیکھتا تھا اس پر لعنت اور نفرین کیا کرتا ہے۔ یہ کربلا کے واقعہ میں نمبر ایک جنایتکار کا سر ہے۔

مختار نے ایک گہری نگاہ عمر سعد پر ڈالی ایک لحاظ سے تو مختار خوشحال ہے کہ کربلا کے ظالم نمبر ایک کا سر اس کے حکم سے اور ابو عمرہ کی تلوار سے بدن سے جدا کیا گیا ہے اور دوسرے لحاظ سے اس کے دل پر غم اندوہ کا ایک ہجوم تھا اس سے جو عمر سعد نے کربلا میں امام حسینؑ اور خاندان نبوت پر جو ظلم ڈھائے تھے اس کے سامنے وہ سارے واقعات مجسم ہو رہے تھے۔

مختار کی نگاہ عمر سعد کے سر سے ایک لحظہ بھی نہیں ہٹ رہی تھی اچانک اپنی نگاہ کو جو اس نے عمر سعد کے سر پر لگائی ہوئی تھی پھیری اور عمر سعد خبیث کے بیٹے حفص کی طرف ڈالی۔ حفص اپنے باپ کے کٹے ہوئے سر کو دیکھ کر بہت متعجب و حیرت زدہ ہو گیا تھا مختار نے حفص سے اس کے باپ کے سر کی طرف اشارہ کیا اور کہا اے حفص اس سر کو پہچانتے ہو؟ حفص نے ایک آہ بھری اور کہا کہ ہاں! انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ میرے باپ عمر سعد کا سر ہے اور پریشانی اور اضطراب میں کہا اے امیر! اب زندگی باپ کے بعد بے قیمت ہے مختار نے حفص کی بات کو کاٹا اور حتمی زبان اور لہجے میں کہا۔ ٹھیک کہتے ہو تم بھی باپ کے بعد زندہ نہیں رہو گے اور بلند آواز سے کہا اے جلاد۔ جلاد سامنے آیا مختار نے حکم دیا کہ حفص کو اس کے باپ کے ساتھ ملحق کر دو۔ جلاد حفص کو ایک طرف لے گیا اور اس کا سر بھی بدن سے جدا کر دیا۔

یہ امام حسینؑ کا بدلہ ہے:

باپ اور بیٹے کے دو سر ایک وہ سر تھا جو کوفہ اور شام کے سردار اور کا سپہ سالار تھا اور دوسرا سر اس کے بیٹے کا جو باپ کے ساتھ ظلم ڈھانے اور جنایت کرنے میں شریک تھا۔ جب ان دونوں سروں کو مختار کے سامنے رکھا گیا تو مختار نے یوں کہا کہ ایک امام حسینؑ کا بدلہ اور دوسرا حضرت علی اکبر کا بدلہ لیکن کہاں وہ اور کہاں یہ۔ ایسا کہنا غیر عادلانہ ہے امام حسینؑ اور

Presented by Ziaraat.Com

حضرت علی اکبر کی کون برابری کر سکتا ہے اور پھر کہا کہ بخدا اگر میں قریش کے تین تہائی مرد بھی قتل کر دوں تو بھی وہ ان کی انگلیوں کا بدلہ نہیں ہو سکتے۔ بخدا میں امام حسین علیہ السلام کے انتقام لینے کے لیے ستر ہزار آدمی قتل کرونگا جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے جناب زکریا علیہ السلام کا انتقام اتنی تعداد سے لیا تھا۔

عمر سعد کا سر جناب محمد بن الحنفیہ کے حضور:

موسیٰ بن عامر نے کہا ہے کہ مختار نے اپنے دوستوں میں سے دو آدمی مسافر بن سعید اور حبیان بن عمارہ کو ایک خط کے ساتھ حکم دیا کہ ان دونوں سروں کو مدینہ لے جاؤ وہ دونوں سروں کو مدینہ لے گئے اور محمد بن حنفیہ کے سامنے رکھا اور بہت زیادہ مال اور رقم بھی بنی ہاشم کے لیے ان سروں کے ساتھ روانہ کی خوشخبری اور اپنے اقدامات کے بارے میں خط بھی دیا کہ کس طرح سے اس نے امام حسین علیہ السلام کے خون کا انتقام لیا ہے۔

مختار کا خوشخبری کا خط محمد بن الحنفیہ کے نام:

یہ خط بہت ہی مودبانہ طریقے سے لکھا گیا۔ مختار نے اس پاک عقیدت اور خالص ایمان کی بنا پر جو وہ اہل بیتؑ پیغمبر علیہ السلام سے رکھتا تھا اپنا نام خط میں جناب محمد بن الحنفیہ کے نام سے پہلے تحریر نہیں کیا۔ وہ خط یوں تحریر کیا:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ برائے مہدی محمد بن علی علیہ السلام از طرف مختار بن ابی عبیدہ ثقفی!

اے مہدی! میرا اسلام قبول کیجیے۔ میں اللہ تعالیٰ واحد لا شریک کا شکر کرتا ہوں خداوند عالم نے مجھے ایک بلا کی طرح تمہارے دشمنوں پر مسلط کر دیا ہے۔ وہ یا تو قتل ہو چکے ہیں یا قید ہو گئے اور کچھ فرار کر گئے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے تمہارے قاتلوں کو قتل کیا ہے اور تمہارے دوستوں کی مدد کی ہے میں نے آپ کے پاس عمر سعد اور اس کے بیٹے کا سر بھیجا ہے۔ جو شخص بھی

Presented by Ziaraat.Com

امام حسین علیہ السلام اور اہل بیتؑ کے خون میں شریک تھا اور وہ میرے ہاتھ آیا ہے میں نے اسے تہ تیغ کر دیا ہے۔ اور جو باقی رہ گئے ہیں وہ ظالم اور جانی بھی خداوند عالم کے ارادے کے سامنے کوئی کام نہیں کر سکیں گے اور اللہ تعالیٰ کے عدل کی تلوار سے اپنے آپ کو نجات نہیں دے سکیں گے میں اس وقت تک آرام سے نہیں بیٹھونگا جب تک مطمئن نہ ہو جاؤں کہ روئے زمین پر امام حسین علیہ السلام کے قاتل اور جانی کا نام نشان باقی نہیں رہا۔ اے مہدی! جو آپ کا نظریہ اور رائے ہو مجھے تحریر کیجیے۔ آپ پر سلام ہو اور خدا کی رحمت ہو۔

خدایا مختار کو جائے خیر عنایت کر:

مختار کے دو بھیجے ہوئے آدمیوں نے عمر سعد اور اس کے بیٹے کے کٹے ہوئے سر محمد بن حنفیہ کے سامنے رکھے اس وقت آپ کے پاس کئی ایک شیعہ بھی موجود تھے۔ جب جناب محمد بن حنفیہ کی نگاہ عمر سعد کے سر پر پڑی تو آپ سجدے میں گر گئے اور خداوند عالم کا شکر ادا کیا اور پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کیا اور عرض کی: ''اللهم لا تنفس هذا اليوم للمختار و اجزه عن اهل بيت نبيك محمد خير الجزاء فو الله ما على المختار بعد هذا من عتب'' یعنی خدایا آج کا دن مختار کے لیے یاد رکھنا اور اسے خاندان پیغمبر سے بہترین جزا عنایت فرمانا بخدا مختار کی اس خدمت کے بعد اس پر کوئی عتاب نہیں ہے۔

گھروں کو خراب کر دو:

انتقام کے شعلے کوفہ میں بلند ہو رہے تھے۔ کوفہ کے شہر کو لرزا دینے والے حالات آگ اور خون اور تلواروں نے گھیر رکھا تھا۔ امام حسین علیہ السلام کے قاتل مختار اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں ایک کے بعد دوسرا اپنی سزا پا رہا تھا۔ کوفہ کی فضا اور اس کے میدان اور گلی کوچے دشمنان خدا کے خون سے رنگین ہو رہے تھے اس نے کوفہ کو ایک نیا رخ دے دیا تھا لیکن اسی

Presented by Ziaraat.Com

دوران ظالم اور ان کے کچھ حامی جو کربلا کے واقعہ میں دخیل تھے جلالی سے بصرہ کی طرف جو اس وقت باغیوں کا مصعب بن زبیر کی حمایت میں گڑھ بن چکا تھا فرار کر گئے تھے مختار نے حکم دیا کہ ان تمام کے مکانات گرا کر زمین کے برابر کر دیے جائیں اور ان کا نشان تک باقی نہ رہے۔ ان فراریوں میں سے ایک عبداللہ بن عقبہ غنی قبیلہ سے تھا مختار نے حکم دیا کہ اس کا گھر خراب کر دیا جائے یہ شخص بنی ہاشم کے ایک جوان کا کربلا میں قاتل تھا۔ ایک اور آدمی جو کربلا میں شریک تھا عبداللہ بن عروہ خثعمی قبیلے سے تھا یہ بھی بصرہ بھاگ گیا تھا مختار نے حکم دیا کہ اس کا گھر بھی خاک سے برابر کر دیا جائے۔

تلوار بے اثر:

ایک اور آدمی کہ مختار جس کی سخت تلاش میں تھا وہ عمر بن صبیح صدا قبیلے کا تھا۔ اس عمرو نے کہا تھا کہ میں کربلا میں تھا لیکن میں نے کسی کو قتل نہیں کیا تھا۔ رات کے وقت جب سب لوگ سوئے ہوئے تھے اس عمرو کے گھر کا محاصرہ کر لیا گیا عمرو اپنے گھر کی چھت پر سویا ہوا تھا اور اپنی تلوار اپنے سر کے نیچے رکھی ہوئی تھی۔ جب اس نے اپنے آپ کو محاصرے میں دیکھا ابھی وہ اپنی تلوار نہیں اٹھا پایا تھا کہ مختار کے ایک آدمی نے جلدی میں وہ تلوار اٹھا لی وہ سخت ناراحت ہوا اور آواز دی اے تلوار خدا تم پر لعنت کرے کہ تو کتنی میرے نزدیک ہو کر دور ہو گئی ہے عمرو کو گرفتار کر لیا گیا اور اسے مختار کے پاس لے آیا گیا۔ مختار نے حکم دیا کہ اسے قید کر دیا جائے جب صبح ہو گی تو اس کے بارے میں فیصلہ دیا جائے گا۔ دوسرے دن صبح جب مختار نے عام دربار لگایا اور اس کے تمام دوست مجلس میں موجود تھے تو حکم دیا کہ عمرو کو لے آیا جائے عمرو کو ہاتھ بندھی حالت میں مختار کے سامنے لایا گیا۔ عمرو نے فریاد کی اے کافر اور بدکاروں کا گروہ اگر تلوار میرے ہاتھ میں ہوتی تو تم دیکھ لیتے کہ میں کس طرح جنگ کرتا ہوں۔ اگر میرا مرنا قتل ہونے سے ہے تو میں پسند نہیں کرتا کہ تمہارے سوا مجھ کوئی اور قتل کرے کیونکہ تم خدا کی بدترین مخلوق ہو

Presented by Ziaraat.Com

لیکن میرا دل چاہتا تھا کہ میں بغیر اسلحے کے تمہارا قیدی نہ بنتا بلکہ تلوار سے تمہارا مقابلہ کرتا۔ اس خبیث اور ہتاک انسان نے عبداللہ بن کامل کو ایک تھپڑ مارا ابن کامل اس کی حماقت اور حملے پر ہنسا اور اس کا ہاتھ پکڑا اور مضبوطی سے قابو میں رکھا پھر مختار کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے امیر! یہ آدمی ادعا کرتا ہے کہ اس نے کربلا میں کسی کو قتل نہیں کیا تھا صرف نیزے سے بعض کو زخمی کیا تھا اس کے بارے میں آپ کیا حکم صادر فرماتے ہیں مختار نے حکم دیا کہ نیزے لے آؤ نیزے والے حاضر ہو گئے۔ مختار نے حکم دیا کہ اس پر اتنے نیزے مارو کہ یہ مر جائے اور اس طرح کی ذلت کی موت سے جہنم واصل ہوا۔

ابی زراعہ کے گھر حملہ:

حکم بن ہشام نے کہا ہے کہ مختار کا ایک دستہ اپنی ماموریت کے دوران ابی زراعہ کے گھر کے سامنے گزر رہا تھا کہ اچانک ابی زرعہ کے گھر کی چھت سے ان پر تیر اندازی ہوئی۔ انہوں نے ابی زرعہ کے گھر پر حملہ کر دیا اور ابی زرعہ کے دو بھتیجے عیاط اور عبدالرحمٰن کو قتل کر دیا عبدالملک ابن ابی زرعہ سر کی طرف سے شدید زخمی ہو گیا لیکن ان کے ہاتھوں سے فرار ہو گیا اور فوراً اپنے آپ کو مختار کے پاس پہنچا دیا اور شکایت کی۔ مختار نے جب اس کے سر کو زخمی دیکھا تو اپنی بیوی ام ثابت سے جو سمرہ بن جندب کی لڑکی تھی کہا کہ اس کے سر کو پٹی باندھ دو اور عبدالملک کی شکایت پر کہا کہ میں کیا کروں تم نے ان پر تیر اندازی کی ہے اور انہیں غضبناک کیا ہے میں نے کوئی تقصیر نہیں کی ہے۔

آتش لگا دو:

ابو زرعہ یہ جنایت کار ابھی تک انقلابیوں کے محاصرے میں تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ وہ محاصرے میں ہے تو اپنی تلوار کھینچی اور ان پر حملہ کر دیا۔ یہ آدمی بزدل نہ تھا۔ عبداللہ

Presented by Ziaraat.Com

شاکری کے آدمیوں نے اس کے گرد گھیرا ڈال دیا عبداللہ شاکری نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ اسے نیزہ اور تلوار نہ مارو بلکہ اسے تیر باران کر دو۔ عبداللہ شاکری کے تمام دستوں نے اسے ہدف قرار دے کر تیر مارنے شروع کر دیئے اور اس پر اتنے تیر مارے کہ وہ زمین پر گر گیا۔ عبداللہ نے حکم دیا کہ اس کے جسم کو کہ جس میں ابھی تھوڑی سے جان باقی تھی اس کے گھر کے قریب لے جاؤ اور حکم دیا کہ اس کے جسم کو آگ سے جلا دو وہ اللہ تعالی کے قہر اور غضب سے آگ میں جل کر جہنم واصل ہوا۔

محمد بن اشعث کی تلاش:

کربلا کے واقعہ میں ایک خبیث اور پلید چہرہ محمد بن اشعث جانی کا ہے۔ یہ ایک بزرگ خاندان سے منافق انسان تھا اس کا باپ اشعث بن قیس کندہ قبیلے کا سردار تھا یہ بادشاہوں کی طرح محل میں رہتا تھا اس کا قبیلہ بھی بہت طاقتور تھا۔ یہ اپنے آپ کو امیر المومنین کے اصحاب میں شمار کرتا تھا اور جنگ جمل اور صفین جیسی جنگوں میں حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ تھا اس نے ابو موسی اشعری کے حکمیت کے فیصلہ کو حضرت امیر المومنینؑ سے زبردستی منوایا۔ بیس ہزار فوج جو اکثر اس کے اپنے قبیلے سے تھی اس کی کمان سنبھالتے ہوئے حضرت علی علیہ السلام کے سامنے تلواریں نکال کر آ گیا تا کہ مالک اشتر کو معاویہ کے ساتھ جنگ بند کرنے پر مجبور کرے۔ اشعث کو عراق کے لوگوں میں سے کثیف مکار منافق ترین انسان شمار کیا جاتا تھا۔ اس نے حضرت علی علیہ السلام پر بہت زیادہ خیانتیں وارد کیں گرچہ حضرت علی علیہ السلام کی حکومت کے اوائل میں اسے اذربائیجان کا حاکم بنایا گیا تھا لیکن حکمیت کے واقعہ میں اختلاف پیدا کرنے اور شکست دلانے میں اس نے مہم کردار ادا کیا۔ اس واقعہ کے بعد اس کا خاندان اہل بیتؑ کا دشمن ہو گیا اس کا بیٹا محمد کربلا کے واقعہ میں اہل بیتؑ کے خون بہانے میں شریک ہوا۔ اسی اشعث کی جعدہ نامی بیٹی امام حسن علیہ السلام کی بیوی نے معاویہ سے مال اور وعدہ لے کر امام حسن علیہ السلام کو زہر دی تھی۔ اشعث کے

Presented by Ziaraat.Com

مرنے کے بعد اس کا بیٹا اس کا جانشین ہوا بنو امیہ کی حکومت کا سخت حامی اور مددگار تھا محمد اشعث خلیفہ اول کا بھانجا تھا۔

محمد اشعث کا مکان گرایا گیا:

محمد اشعث قادسیہ میں اس محل میں رہتا تھا جو اس کے باپ اشعث نے بنایا تھا کیونکہ اس کا باپ یعنی اشعث طائفہ کندہ کا سردار اور بادشاہ شمار ہوتا تھا اس نے محل کو اشعث نامی دیہات میں بنایا تھا۔ مختار نے اپنے ایک دوست حوشب کو سو آدمی مسلح دے کر محمد اشعث کی طرف روانہ کیا۔ یہ اشعث کے دیہات میں گئے اور محمد اشعث کے محل کا محاصرہ کر لیا۔ مختار نے حوشب کو یوں کہا تھا کہ محمد بن اشعث کے محل کی طرف جاؤ اور اسے گرفتار کر لو اور تو دیکھے گا کہ یا تو وہ اپنی مخصوص جگہ پر شکار کے لیے گیا ہوگا اور یا تھکا ماندہ ڈرپوک وحشت زدہ محل میں ہوگا اور محل کے کسی گوشے میں چھپا ہوا ہوگا اور جب تو اس پر غلبہ پالے تو فوراً اس کا سر اس کے بدن سے جدا کر دینا اور اسے میرے پاس لے آنا حوشب اپنے گروہ کے ساتھ قادسیہ کی طرف اس کے دیہات میں گیا اور محمد اشعث کے محل کو گھیرے میں لے لیا جب محمد نے بری حالت دیکھی تو محل کے مخفی دروازے سے نکل کر فرار کر گیا جب حوشب محل کے اندر گیا اور تمام جگہ کی تلاشی لی تو محمد اشعث کو کہیں نہ پایا جب اس طرح کی خبر مختار کو ملی تو مختار نے حکم دیا کہ اس کے محل کو زمین کے برابر کر دیا گیا اور اس کے اینٹوں وغیرہ سے حجر بن عدی کا مکان جو ابن زیاد نے خراب کر دیا تھا تعمیر کیا گیا۔

اسماء کا گھر ویران ہوا:

اسماء بن خارجہ فرازی قبیلے میں سے وہ آدمی ہے کہ جس کا مسلم بن عقیل کے شہادت میں ہاتھ تھا مختار اس کے بارے میں کہا کرتا تھا کہ اس خدا کی قسم جو زمین اور آسمان نور اور ظلمت

Presented by Ziaraat.Com

کا خالق ہے کہ ایک سرخ آگ آسمان سے آئے اور اس کے گھر کو راکھ کر دے۔ جب اسماء نے مختار کی اس بات کو سنا تو کہا کہ ابو اسحاق مختار نے بہت اچھی قافیہ بندی کی ہے۔ لہٰذا اب اس کے بعد کوئی رہ جانے کی جگہ نہیں ہے پھر یہ چھپ گیا اور بیابان کی طرف چلا گیا اور اپنے رشتہ داروں سے جا ملا مختار نے حکم دیا کہ اس کو اور اس کے بیٹوں کو جنہوں نے اسے پناہ دے رکھی تھی اور اس کے ہم عقیدہ تھے گھروں کو خراب کر دیا جائے۔ عبداللہ زبیر اسدی نے اسماء کے گھروں کے خراب کر دینے پر ایک مرثیہ کہا ہے۔ اور اس کا جواب مختار کے دوستوں میں ایوب بن حسنہ نخعی نے اشعار میں دیا ہے۔

مختار نے پیغمبرؐ کے دل کو ٹھنڈا کیا:

مختار کربلا کے واقعہ میں شریک لوگوں کو برابر قتل کر رہا تھا اور جو کوئی ان ظالموں میں سے فرار کر جاتا تھا ان کے گھروں کو خراب کر دیتا تھا اور ان کے اموال کو غارت کر لیتا تھا۔

غلام اور موالی اور مستضعف کہ جن کی جان میں جان آ گئی تھی اور مختار کی بہت زیادہ مدد کر رہے تھے یہ خود اپنے مالکوں اور آقاؤں پر برافروختہ اور غضبناک ہوتے تھے اور بہت سے آقاؤں اور مالکوں کو جو کربلا کے واقعہ میں شریک ہوئے تھے قتل کر دیا کرتے تھے اور مختار کے پاس آ کر جب اس کی خبر دیتے تو مختار ان کو آزاد کر دیتا تھا۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ غلام اپنے مالک سے کہتا تھا کہ مجھے اپنے کندھے پر سوار کرو ورنہ مختار کو جا کر خبر کو دوں گا وہ بدبخت بھی خوف کے مارے اپنے غلام کو اپنے کندھے پر سوار کیا کرتے تھے غلام اس حالت میں اپنے پاؤں ان کے پیٹ اور سینے پر مارتے تھے تا کہ اسے بہت زیادہ ذلیل اور خوار کریں۔ مختار کے انقلاب نے حالات کو بہت زیادہ تبدیل کر دیا تھا۔ سردار اور ظالم اور اشراف ذلیل اور خوار ہوئے محروم اور کمزور سردار اور آقا بن گئے۔ اس طرح مختار کی فتح نے شیعوں اور مؤمنین کے دلوں کو خوشحال کیا اور اہل بیتؑ عظام کے غم اور اندوہ اور مصیبت کو دور کیا۔ ابن نما نے مختار کی فضیلت میں یہ

Presented by Ziaraat.Com

اشعار کہے ہیں:

(۱) پیغمبر علیہ السلام شہداء کے قاتلوں سے خون شہداء کا انتقام لینے سے خوشحال ہوئے۔

(۲) ایک گروہ نے اہل بیت علیہم السلام کے بغض اور عداوت کے دودھ سے پرورش پائی ہے۔

(۳) جب تمام عرب اور عجم امام حسین علیہ السلام کی مدد کرنے سے کنارہ کش ہو گئے تھے اس وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت مختار کے شامل حال ہوئی اور وہ اس افتخار پر فائز ہوا ہمیشہ اس کی قبر پر رحمت برستی رہے۔

مختار کے خلاف زہریلا پروپیگنڈا:

کوفہ کے سرداروں اور اشراف اور واقعہ کربلا میں شریک لوگوں کی مختار کے ہاتھوں شکست کے بعد مختار کے خلاف تہمتوں کا ایک سیلاب شروع ہو گیا اور جو لوگ مختار کے ہاتھ سے فرار ہو گئے تھے انہوں نے مختار کے خلاف بہت زیادہ پروپیگنڈا شروع کر دیا وہ جس شہر میں جاتے تھے لوگوں کو مختار کے خلاف ابھارتے تھے۔ کوئی کہتا کہ مختار نے نبوت کا ادعا کیا ہوا ہے دوسرا کہتا تھا کہ مختار کہتا ہے کہ وہ خدا کی طرف سے مامور کیا گیا ہے اور مختار کہتا ہے کہ اس پر وحی ہوتی ہے کوئی اسے دجال کا لقب دیتا تھا خلاصہ اس اہل بیت علیہم السلام کے سخت دوست اور شہداء کربلا کے خون کے انتقام لینے والے پر کئی طرح کی تہمتیں لگائی جارہی تھیں اور یہ واضح تھا کہ وہ جنگ میں مختار کا مقابلہ نہیں کر سکے تھے لہذا وہ اس کے خلاف تہمتیں لگانے لگے جتنا زہریلا پروپیگنڈا مختار کے خلاف ہوا تاریخ شیعہ میں اتنا پروپیگنڈا کسی کے خلاف نہیں ہوا ایک طرف سے مصعب ابن زبیر کے پیروکار مختار کو تہمتوں کا ہدف قرار دیئے ہوئے تھے تو دوسری طرف کوفہ سے فرار کر جانے والے اشراف اور سردار اور امام حسین علیہ السلام کے قاتل مختار کے خلاف جھوٹ پہ جھوٹ باندھ رہے تھے اور تیسری جانب بنو امیہ کی حکومت کے مرکز شام سے مختار کے خلاف

Presented by Ziaraat.Com

پروپیگنڈا کیا جارہا تھا ان سب کی تہمتیں اتنی زیادہ تھی کہ انہیں اہل سنت کی کتابوں میں صراحت اور شدت سے روایت کے طور پر نقل کیا گیا ہے بلکہ ان سے شیعہ کتابیں بھی متاثر ہوئی ہیں اور انہوں نے اہل سنت کے غیر عادلانہ فیصلے اور قضاوت کو قبول کرلیا ہے اور اس طرح سے ہونا بھی چاہیے کیونکہ مختار اور اس کے شیعوں نے اہل بیتؑ عظام کے دشمنوں پر ایسی کاری ضرب لگائی ہے کہ جس کی آواز آج بھی ان کے کانوں میں گونج رہی ہے۔ رہنے دیجیے جو چاہتے ہیں کہتے رہیں۔

متوکل لیثی اپنے اشعار میں مختار کے خلاف یوں ہرزہ سرائی کرتا ہے۔ حسینؑ کو خود قتل کیا ہے اور اب گریہ و بکا کر رہے ہیں۔ زمانہ عجیب واقعات کو لیے ہوئے ہے دجال کے پرچم کے نیچے اس سے زیادہ گمراہ کوئی نہیں جو مختار کے فریب میں آئے ہیں۔

اے بنی قسی! اپنے دجال کو بند کرو اور آزاد مرد بنو۔

اگر تمہارا بھائی علم غیب جانتا ہوتا تو راہب لوگ اس کی خبر دیتے۔

پہلے سے یہ مطلب واضح ہوتا تو اس کی خبر بھی دی جاتی۔

میں امید کرتا ہوں کہ تیری وحی جھوٹی ثابت ہوگی اور تیرے خلاف وہ لوگ آئیں گے کہ جن کی تلواریں ان کے ہاتھ میں تم پر آگ برسائیں گی۔

Presented by Ziaraat.Com

بارویں فصل

انقلاب اور قیام کا دوسرا مرحلہ

Presented by Ziaraat.Com

پہلا حصہ

﴿شام کی حکومت سے جنگ﴾

کوفہ کے داخلی دشمنوں اور بغاوت کرنے والوں اور امام حسینؑ کے قاتلوں اور کربلا کے واقعہ میں شریک لوگوں کوقتل کرنے کے بعد مختار نے اپنے قیام کے دوسرے مرحلے کی ابتداء کی جو اس کے قیام کی دوسری بنیادی غرض تھی اور وہ شام کی حکومت سے جنگ کرنا جس کی فوج کا فرمانروا ابن زیاد تھا اور جس نے موصل میں اپنا پڑاؤ ڈالا ہوا تھا۔ مختار کی پوری کوشش اس کے مقابلے کے لیے اپنی فوج ابراہیم اشتر کی سپہ سالاری میں روانہ کرنا تھی۔ مختار نے اپنا پہلا مرحلہ جو امام حسینؑ کے خون کا انتقام لینا تھا کامیابی سے طے کرلیا تھا اور وہ اس طرف سے مطمئن ہوگیا تھا اب جبکہ اس خیال سے مطمئن ہوگیا تو وہ شام کی حکومت جو فساد کی اصلی جڑ تھی اور جس نے یہ کربلا کا سانحہ انجام دیا تھا کہ سرنگوں کرنے پر تل گیا گرچہ یزید کے لشکر کے اکثر سالار اور فوج عراق ہی سے تھی اور یہی امام حسینؑ کے قتل میں شریک تھی اور ان کے بڑے بڑے سردار اور اہم افراد اپنی جنایات کی سزا پاچکے تھے اور قتل کیے جاچکے تھے لیکن ابن زیاد جو یزید کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا اور کربلا کے واقعہ کا اصلی عامل تھا اور وہی یزید کے تسلط کو برقرار رکھنے میں اس کے فائدے کے لیے کام کررہا تھا وہ ابھی تک زندہ تھا اور شام کی تمام فوج کا عبدالملک بن مروان کی طرف سے جو خلافت پر یزید کے بعد متمکن ہو چکا تھا سالار تھا اور موصل میں مستقر ہو چکا تھا اور اس کی ذمہ داری تھی کہ وہ عراق اور کوفہ پر دوبارہ قبضہ کرے اور مختار کی فوج کو شکست دے۔ اس نے اپنی کمان میں اسی ہزار فوج کے ساتھ عراق کی شمال مغربی

Presented by Ziaraat.Com

سرحد پر اپنا تسلط جمایا ہوا تھا اور وہاں پر قبضہ کر چکا تھا مختار کا خیال مشرقی سرحد سے کہ جہاں مصعب بن زبیر نے اپنی حکومت قائم کر رکھی تھی بھی تشویشناک تھا اور کربلا کے واقعہ میں شریک بہت سے لوگ بھاگ کر مصعب بن زبیر سے بصرہ میں پناہ لے چکے تھے اور مختار کو ہر وقت مصعب کے کوفہ پر قبضہ کر لینے کے لیے فوج کشی کا احتمال رہتا تھا لیکن اس کے باوجود مختار نے مصلحت اس میں دیکھی کہ سب سے پہلے شام کے لشکر سے جو ابن زیاد کی کمان میں موصل میں موجود تھا اس سے جنگ کرے۔

ابراہیم اشتر کو روانہ کرنا:

مختار نے اپنی فوج کو تیار کیا اور اس کی کمان انقلاب کے بہادر اور دلیر اپنے قدرتمند بازو ابراہیم اشتر کے سپرد کی اور اپنے دوستوں اور انقلابی سالاروں میں سے ابراہیم اشتر جیسا کوئی بہادر، لائق اور تجربہ کار نہ تھا ابراہیم اکیلا وہ انسان تھا جو شام کی بڑی فوج کا مقابلہ کر سکتا تھا اور ان کے مقابلے میں بھی تابناک چہرہ استقامت کر سکتا تھا۔

طبری نے لکھا ہے کہ سنہ ۶۶ھ چوبیس یا بائیس ذی الحجہ کو مختار نے ابراہیم اشتر کو ایک قوی فوج کے ساتھ شام کی فوج سے جنگ کرنے کے لیے روانہ کیا۔

فضیل بن خدیج اور دوسرے آدمی کہ جو اس فوج کی روانگی کا مشاہدہ کر رہے تھے کہتے ہیں کہ جب مختار نے داخلی بغاوت اور شورش کو شکست دے کر کوفہ پر اپنا کامل تسلط جمالیا تو شورشیوں کے قلع وقمع کرنے کے دو دن بعد مختار نے ابراہیم اشتر کو شام کے لشکر کے مقابلے کے لیے روانہ کر دیا اور یہ چوبیس ذی الحجہ سنہ ۶۶ھ میں ہوا۔

علامہ ابن نما نے لکھا ہے کہ مختار جب کربلا کے واقعہ میں شریک لوگوں کو ان کے اعمال کی سزا دے چکا اور ان کی طرف سے مطمئن ہو گیا تو مختار نے یوں کہا: "لم یبق علی اعظم من عبید اللّٰہ بن زیاد" یعنی اب میری سب سے بڑی غرض عبیداللہ بن زیاد کا

Presented by Ziaraat.Com

حساب صاف کرتا ہے۔

فوج کی حرکت اور ان کی تعداد:

مختار نے ابراہیم اشتر کو اپنے پاس بلایا اور اسے حکم دیا کہ اللہ تعالی کے اذن سے ایک مسلح فوج کے ساتھ ابن زیاد کی طرف حرکت کرے۔ مختار نے شیعوں میں سے ایک سر کردہ اور لائق ماہر گروہ کا انتخاب کیا اور فوج کے مختلف دستوں کی سربراہی ان کے سپرد کی اور تمام فوج کا سالار ابراہیم اشتر کو قرار دیا۔

(۱) ایک گروہ کو مدینہ والوں پر قیس بن طہفہ ندی کو معین کیا یہ مرد نامی جنگجو اور مخلص بہادر اور اہل بیت علیہم السلام کے حبداروں میں سے تھا۔

(۲) ایک گروہ کو مذحج اور اسد قبیلے سے بنایا جس پر عبداللہ بن حیہ اسدی کو معین کیا یہ مرد بھی جنگ کا بہت تجربہ رکھتا تھا اور لائق اور مدبر انسان تھا۔

(۳) ایک گروہ کندہ اور ربیعہ قبیلے سے بنایا جس پر اسود بن جراد کندی کو معین کیا یہ مرد عراق کا نامور مدبر اور بہادر انسان تھا۔

(۴) ایک گروہ ہمدان اور تمیم قبیلے سے بنایا جس پر حبیب بن منقذ ثوری ہمدانی کو معین کیا۔

انقلابی فوج کے یہ چار گروہ اور دستے ایک بہادر اور جنگ دیدہ اور تجربہ کار ابراہیم اشتر کی سربراہی اور کمان میں حرکت کرنے کے لیے تیار ہو چکے تھے۔

شیخ طوسی نے لکھا ہے کہ ابراہیم سنہ ۶۷ھ ساتویں محرم میں اپنے لشکر کے ساتھ روانہ ہوا اور آپ کے لشکر کی تعداد بیس ہزار نفر مذحج اور اسد قبیلے کے اور بیس ہزار ہمدان اور تمیم قبیلے کے ڈیڑھ ہزار نفر مدینہ کے قبایل کے ڈیڑھ ہزار کندہ اور ربیعہ قبیلے کے اور دو ہزار نفر ایرانی جنہیں حمراء فوج کہا جاتا تھا۔

بعض نے لکھا ہے کہ ابراہیم کی کمان میں ابن زیاد کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے

Presented by Ziaraat.Com

اس کی کل فوج بارہ ہزار جنگی مرد تھے کہ جن میں سے آٹھ ہزار ایرانی فوجِ حمراء کی تھی اور باقی چار ہزار عربوں کے مختلف قبائل سے تھے۔ بعض تاریخوں میں ابراہیم کی مسلح فوج کی تعداد بیس ہزار نفر کہ ان میں دس ہزار سواروں اور باقی پیادہ تھے بتلائی گئی ہے۔

دینوری نے لکھا ہے کہ مختار نے بیس ہزار کی فوج ابراہیم اشتر کے لیے منتخب کی کہ ان میں سے زیادہ ایرانی تھی کہ جنہیں سرخ فوج کہا جاتا تھا اور یزید بن انس کی بقایا فوج بھی ابراہیم کی فوج سے ملحق ہوگئی اور ابراہیم کی تمام فوج تقریباً تیس ہزار تک ہوگئی تھی۔

ابراہیم اشتر کی پریشانی:

مختار اور کوفہ کے دوسرے اشراف تمام کے تمام ابراہیم کو خدا حافظی کرنے کے لیے شہر سے باہر نکلے ابراہیم اپنی فوج میں سے ایک آدمی جو عراق کے اشراف سے شمار ہوتا تھا بنام عبیداللہ بن حر کے بارے مشکوک تھا کیونکہ یہ وہ شخص تھا کہ جسے امام حسینؑ نے اپنی مدد کے لیے بلایا تھا اور اس نے اسے قبول نہ کیا تھا یہ آدمی منافق کئی چہرے والا تھا۔ ابراہیم نے یہ بات مختار سے مخفی طور پر کی۔ ابراہیم نے کہا کہ اس آدمی سے تیری فوج میں جانے سے میں پریشان ہوں اور مجھے ڈر ہے کہ یہ کہیں میرے ساتھ دھوکا نہ کرے اور عین جنگ کی حالت میں میرے لیے وہاں دردسر نہ بن جائے مختار نے بہت نرم اور ٹھنڈے دل سے ابراہیم سے کہا تم پریشان نہ ہو یہ آدمی دنیا پرست ہے اسے مال اور متاع سے اپنی طرف جلب کرتے رہنا اور اس سے گرمجوشی کا اظہار کرنا تو پھر اس سے خطرہ آپ کو لاحق نہ ہوگا اور میں ڈرتا ہوں کہ اگر اسے فوج سے واپس لوٹا دوں تو یہ میرے لیے کوئی مسئلہ نہ کھڑا کردے۔

فوج کو خدا حافظی:

مختار کی فوج پر ہیجان نظم و ضبط کے ساتھ اسلحہ میں غرق کہ جن کی تعداد تیس ہزار سے کمتر تھی ان میں سے دس ہزار مسلح سوار اور دس ہزار مسلح پیادے تھے کوفہ سے روانہ ہوئی۔ مختار اور

Presented by Ziaraat.Com

اس کے یار و مددگار اور کوفہ کے شیعوں نے اس فوج کو وداع کے وقت بلند آواز سے یہ دعا کی۔ خدایا اس لڑنے والی فوج کو کامیاب قرار دینا اور کافروں اور عاصیوں اور فاجروں کو نابود کرنا۔ طاقتور اور اقتدار کے طلبگاروں کو ذلیل کرنا اور جہنم واصل کرنا تا کہ ان کا نام ونشان تک باقی نہ رہے اور ان پر بہت بڑا عذاب نازل کرنا شیخ طوسی نے امالی میں لکھا ہے کہ مختار نے پیدل چل کر ابراہیم کی فوج کو وداع اور رخصت کیا ابراہیم نے مختار سے خواہش کی کہ آپ گھوڑے پر سوار ہو جائیں لیکن مختار نے اسے قبول نہ کیا اور یوں کہا "انی احببت الا جر فی خطای معک واحب ان تغبر قدمای فی نصر آل محمد" یعنی میں جو قدم بھی اس راستے میں رکھ رہا ہوں خداوند عالم سے امید رکھتا ہوں کہ وہ اس کا مجھے اجر عنایت فرمائے اور میں پسند کرتا ہوں کہ میرے پاؤں آل محمد کی نصرت میں غبار آلودہ ہوں۔ اس کے بعد ابراہیم کو رخصت کیا اور خدا حافظی کی اس انقلابی فوج کے پیچھے عوام کا ایک سیلاب چل رہا تھا تا کہ اپنی جنگ جو فوج کو خدا حافظی کریں۔ مختار اور ابراہیم اشراف اور عوام اور فوجی سربراہوں اور قبائل کے سرداروں کے آگے آگے چل رہے تھے۔

مقدس کرسی:

تمام لوگ اس مقدس کرسی کے اردگرد چل رہے تھے کہ جس کے متعلق ان کا عقیدہ تھا کہ یہ وہ کرسی ہے کہ جس پر امیر المومنینؑ بیٹھ کر خطبہ دیتے تھے تبرک کے عنوان سے اس پر سبز کپڑا ڈالا ہوا تھا اور اسے ایک سفید خچر پر رکھے ہوئے تھے کہ جس کی ذمہ داری جوشب برجی نے سنبھالی ہوئی تھی۔ یہ تمام لوگ شہر کے باہر پل تک پہنچ گئے جوشب نے اس حالت میں کہ اس کا ایک ہاتھ کرسی پر تھا اور دوسرے آسمان کی طرف بلند تھا یوں دعا کی۔ اے خدائے بزرگ ہمیں اپنی اطاعت میں حفاظت فرما اور ہمیں دشمنوں پر فتح عنایت کر خدایا ہمیں اپنی نظر رحمت سے دور نہ کرنا اور ہماری اپنی پناہ میں حفاظت فرما۔ تمام لوگ جو اس کرسی کے اردگرد تھے آمین کہتے جا رہے تھے

Presented by Ziaraat.Com

ابن نوف ہمدانی نے کہا ہے کہ میں نے مختار کو دیکھا کہ وہ ان اشعار کے ساتھ رجز پڑھ رہا تھا اس خدا کی قسم کہ جس نے رسولوں کے بعد رسول بھیجے ہم ایک گروہ کو دوسرے گروہ کے بعد قتل کریں گے ہزار ظالموں کو دوسرے ہزار ظالموں کے بعد ابن نوف نے کہا ہے کہ جب مختار اور ابراہیم اشتر پل پر پہنچے تو تمام لوگوں کے سامنے کھڑے ہو گئے اس سے تمام لوگوں میں ایک زبردست ہیجان پیدا ہوا۔ مختار ان تمام لوگوں کے ساتھ راس الجالوت نامی پل جو کوفہ کے باہر دیر عبدالرحمٰن کے نزدیک تھی تک گئے اور مختار اور ابراہیم نے تمام فوج کی وہاں تک مشایعت کی۔

مختار کی سفارش:

مختار اور ابراہیم اکٹھے راس الجالوت اور عبدالرحمٰن نامی پل تک لوگوں کے ساتھ فوج کے ساتھ گئے وہاں جا کر فوج کو رخصت کیا۔ مختار نے ابراہیم کو اپنی بغل میں لیا اور خوب دبایا اور اسے یہ کہا اے ابراہیم تم اب جب کہ راہ خدا میں جنگ کرنے کے لیے جا رہے ہو۔ سفر طے کرنے میں جلدی کرو اور جب دشمن کے روبرو ہونا تو انہیں مہلت نہ دینا اور بجلی کی طرح اس پر ٹوٹ پڑنا اور اگر رات کو پہنچو تو ہو سکے تو حملہ کو صبح تک موخر نہ کرنا اور رات کو ہی حملہ کر دینا اور اگر وہاں صبح دن میں پہنچو تو رات ہونے کی انتظار نہ کرنا اور ان پر اللہ کا حکم جاری کر دینا۔ اس کے بعد مختار نے ابراہیم کے طاقت ور چہرے پر نگاہ ڈالی اور کہا کیا تم نے جو کچھ میں نے کہا ہے اچھی طرح سمجھ لیا ہے؟ ابراہیم نے جواب دیا کہ ہاں۔ اس کے بعد پھر ابراہیم سے بغل گیر ہوا اور اس جملے کے ساتھ کہ خدا تیرے ہمراہ ہے اسے رخصت کر دیا۔

ایک عجیب منظر:

ایک بزرگ تجربہ کار انسان کہ جس نے زمانے کے تلخ و شیرین کو چکھا ہوا تھا اور امام حسین علیہ السلام کے خون کے انتقام لینے کی عظیم ذمہ داری اپنے اوپر لی ہوئی ہو وہ اپنے ایک بہادر اور تجربہ کار سالار سے یوں بات کرتا ہے۔ وہ سالار اپنے حاکم اور امیر کے بشاش اور امید و ایمان

Presented by Ziaraat.Com

میں غرق چہرے کو دیکھتا ہے اور اس کی پر آتش گفتگو کو جو شعلہ کی مانند دلوں کو گرم کر دیتی ہے اور جہاد اور شہادت کی آیات کی مثل جو دلوں کو تڑپا دیتی ہیں سنتا ہے۔ وہ امیر اور حاکم جو سفید ریش ہے اور پیشانی پر بل پڑے ہوئے ہیں اور یہ بل ان مصائب اور رنج اور تکالیف کے جو سالہا سال سے برداشت کر رہا ہو کو ظاہر کر رہے ہیں۔ مختار کی پر رعب آنکھیں ہمیشہ گریہ کی حالت میں رہتی تھیں یہ گریہ اور گرم آنسو اس بے مثل انسان کے غم میں تھے جس کو کربلا میں شہید کر دیا گیا تھا اور کربلا کے شہیدوں کے سوگ میں جاری رہتے تھے مختار اپنے پر حرارت اور قوی ہاتھوں کو ابراہیم کے کندھے پر رکھے ہوئے تھا جو اس کے قوی ارادے اور خدا پر ایمان اور امیر المومنین علیہ السلام کی بشارت کی تعبیر تھے۔

مختار کے انقلاب کے اثر میں کوفہ کے لوگ آزادی افتخار اور عزت نفس کو محسوس کرتے تھے یہ لوگ ایک سیلاب کی طرح راس الجالوت کی پل جو عبدالرحمٰن کے دیر کے قریب ہے اکٹھے ہو کر اپنی بہادر اور مسلح فوج کو خدا حافظی اور وداع کر رہے تھے کیونکہ اس فوج میں اب کے کوئی پلید اور کثیف کوفہ کے اشراف کا وجود نہ تھا اور نہ ہی منافقوں اور کربلا کے واقعہ میں جنایت کاروں کا زیر لب تمسخر موجود تھا کیونکہ مختار نے ان تمام کو تہہ تیغ کر دیا تھا اب وہ سب مومن ہیں اور خالص منافقوں کے آقا اور سردار یا قتل ہو چکے تھے اور اپنے اعمال کی سزا کو پہنچ گئے تھے اور یا فرار کر کے مختلف سوراخوں میں جا گھسے تھے اب کے تمام قبائل خواہ ہمدانی ہوں یا کندہ اور قیس وغیرہ ہو ایک دوسرے سے برادر اور ایک غرض اور ہدف پر جمع ہیں اب کے ان کی خونچکاں تلواریں سیاہ پرچم کیساتھ ایک نعرے یالثارات الحسین کے ساتھ خاندان پیغمبر کے مظلوموں کے لیے نکلی ہوئی ہیں۔ کیا یہ عجیب منظر تھا کہ جس میں صفین کی جنگ کی یاد تازہ ہو رہی تھی کہ جس میں امیر المومنین علیہ السلام اپنی فوج کی صف بند کر رہے تھے اور ان کے لیے پرچم عنایت فرما رہے تھے۔ یاد و ہی یاد ہے۔ اگر یہی لوگ اس دن ایک اسی ہزار فوج کے ساتھ مالک اشتر کی

Presented by Ziaraat.Com

فرمانروائی میں کفر اور نفاق کے اس رئیس سے لڑنے کے لیے موجود تھے تو آج اس مالک اشتر کے فرزند ابراہیم اشتر مختار جیسے اہل بیتؑ کے دفاع کرنے والے اور شہداء کربلا کے خون کے انتقام لینے والے کی رہبری میں شام کی فوج سے لڑنے جارہے ہیں یہ کیسا فرزند ہے کہ جس نے اپنے باپ کا نام روشن کر دیا ہے کتنا عجیب اور دلنشین یہ منظر ہے کہ شاید اس کا آسمان سے شہداء کربلا کی ارواح نظارہ کر رہی ہوں گی کہ کیسے مددگار اور کیسے انتقام لینے والے یہ افراد ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے نام سے فوج کے حرکت کرنے کی بگل بجا دیا گیا اور انقلابی فوج نے غدار دشمن کی طرف حرکت شروع کر دی۔ فوج نے حرکت کی اور مختار اور دوسرے تمام لوگ جو رخصت کرنے آئے تھے کوفہ واپس لوٹ گئے لیکن مقدس کرسی کے اصحاب نے اسی طرح اس کے اردگرد حلقہ باندھا ہوا ہے اور لشکر کے لیے دعا کر رہے ہیں۔ ابراہیم نے آخری دفعہ ایک ٹیلے سے ایک نگاہ لوگوں پر ڈالی جو واپس جارہے تھے اور ایک نگاہ ان مقدس کرسی والوں پر ڈالی اور اپنا سر آسمان کی طرف بلند کیا اور کہا خدایا ہمیں جاہلوں کے کام سے مواخذہ نہ کرنا یہ ان کا وہ کام ہے جو انسان کو بنی اسرائیل کی سنت پر جو وہ تابوت عہد کے اردگرد گھومتے تھے یاد دلاتا ہے اس خدا کی قسم کہ جس کے ہاتھ میں ابراہیم اشتر کی جان ہے گویا میں بنی اسرائیل کی گوسالہ پرستی دیکھ رہا ہوں ممکن ہے کہ ابراہیم اشتر مقدس کرسی کے واقعہ سے باخبر تھے اور جانتے تھے کہ یہ کرسی وہ کرسی نہیں کہ جس پر حضرت علی علیہ السلام بیٹھا کرتے تھے بہرحال خدا حافظی کی تقریب اچھی طرح سے تکمیل کو پہنچ چکی تھی اور اصحاب کرسی نے بھی ان لوگوں کے پیچھے کوفہ شہر کی طرف حرکت کرنی شروع کر دی۔

کرسی کا واقعہ اور اس کا ظہور:

طبری لکھتے ہیں کہ مقدس کرسی کا واقعہ یوں ہے کہ کوفہ کے ایک آدمی بنام طفیل بن جعدہ کہتے ہیں کہ فقر اور تنگدستی نے مجھ پر ہجوم کیا ہوا تھا ایک دن میں ایک گھی فروش کی دوکان کی

Presented by Ziaraat.Com

طرف متوجہ ہوا کہ وہ ایک عجب اور کثیف کرسی پر بیٹھا ہوا ہے میرے ذہن میں آیا کہ میں اس کرسی کے ذریعے مالدار ہو سکتا ہوں کیونکہ میں اس کے ذریعے مختار سے کہ جو حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں بہت زیادہ عقیدت رکھتا ہے فائدہ حاصل کرسکتا ہوں۔ میں نے اپنے تیلی فروش ہمسائے سے خواہش کی کہ وہ یہ کرسی مجھے دے دے۔ اس نے وہ کرسی مجھے دے دی اور میں اسے اپنے گھر لے گیا۔

طفیل کہتا ہے کہ میں ایک دن مختار کی مجلس میں حاضر ہوا اور اس کے پہلو میں جا بیٹھا اور آہستہ سے ان سے کہا کہ اے امیر! میرے پاس ایک راز ہے کہ جسے آج تک میں نے آپ سے چھپایا ہوا تھا اب میں چاہتا ہوں کہ وہ آپ کو بتلا دوں۔ مختار نے پوچھا کہ وہ کونسا راز ہے۔ طفیل نے کہا کہ وہ کرسی کا جس پر میرا باپ جعدہ بن ھبیرہ بیٹھتا تھا اس کا عقیدہ تھا کہ اس میں امیرالمومنین علیہ السلام کی کرامت موجود ہے۔ مختار نے کہا کہ سبحان اللہ تم نے ابھی تک مجھے کیوں نہیں بتلایا جاؤ اور بہت جلدی سے اس کرسی کو میرے پاس لے آؤ۔ طفیل کہتا ہے کہ میں گھر گیا اور کرسی کو خوب دھویا اور اچھی طرح سے ملا اور وہ نئی کرسی کی شکل چمکیلی اور براق ہو گئی۔ میں نے اس پر چادر ڈالی اور چند آدمیوں کے ساتھ اسے اٹھا کر مختار کے پاس لے آیا۔ مختار نے حکم دیا کہ مجھے اس کے عوض بارہ ہزار درہم دے دیئے جائیں۔ مختار نے اس کے بعد لوگوں کو مسجد میں بلایا۔ معبد بن خالد کہتا ہے کہ میں اور اسماعیل بن طلحہ اور شبث بن ربعی مختار کے ساتھ تھے مختار مسجد میں آیا اور لوگوں سے خطاب کیا اور کرسی کے بارے میں یوں کہا جو کچھ پہلی امتوں میں تھا اس کی نظیر اس امت میں بھی موجود ہے بنی اسرائیل میں ایک صندوق عہد تھی کہ جس میں موسیٰ اور اس کے بھائی ہارون کا باقی ماندہ ترکہ موجود تھا ہم میں بھی وہ صندوق باقی ہے۔ اس کے بعد اس کرسی سے کپڑا اٹھایا اور تمام لوگوں کی آنکھیں اس کرسی پر پڑیں۔ مختار کے یاروں اور مسجد میں موجود لوگوں نے تین دفعہ بلند آواز سے تکبیر کہی۔ شبث بن ربعی اٹھا اور حاضرین سے کہا

Presented by Ziaraat.Com

کرائے حمری قبیلے کے لوگو! کافر نہ ہو۔ فوراً مختار کے آدمیوں نے اس کی بات کو کاٹا اور اسے اٹھا کر باہر لے گئے۔ اسحاق بن یحییٰ کہتے ہیں کہ شبث بن ربعی نے بولنا چاہا کہ جسے لوگوں نے نہیں بولنے دیا گیا (لیکن ان کا کہنا درست نہیں ہے کیونکہ مختار کا کرسی کو مسجد میں لے جانا اس وقت تھا جب شبث بن ربعی شام کی طرف بھاگ گیا تھا ہو سکتا ہے کہ شبث نے یہ اس وقت کہا ہو کہ جب کرسی کا اظہار کیا گیا تھا) طفیل کہتے ہیں کہ میں نے ایک مدت کے بعد جب مختار نے ابراہیم کے سرکردگی میں فوج شام کی فوج کے مقابلے کے لیے جو ابن زیاد کی کمان میں تھی روانہ کی دیکھا کہ مختار کے اصحاب نے اس کرسی کو ایک سفید خچر پر سوار کیا ہوا ہے اور اس پر چادر ڈالی ہوئی ہے سات آدمی اس کے دائیں اور سات آدمی اس کے بائیں کرسی کو پکڑے ہوئے تھے اور ابراہیم کے لشکر کی کامیابی کی دعا کر رہے تھے اور اتفاق سے ابراہیم کو اس جنگ میں فتح بھی نصیب ہوئی اور شام کے لشکر کا سربراہ ابن زیاد قتل بھی ہو گیا لوگوں کا اس کرسی کے بارے میں عقیدہ مستحکم ہو گیا کرسی ایک فتنہ کی صورت اختیار کر گئی کہ جس کے بارے میں لوگوں کا عقیدہ کفر تک پہنچ گیا طفیل کہتا کہ میں نے جو کرسی کا واقعہ گھڑا تھا اور لوگوں کی گمراہی کا سبب بنا تھا میں اس پر سخت پریشان ہوا۔ اور جو میرے دوست اس دھوکے کی خبر رکھتے تھے مجھے زیادہ ملامت کیا کرتے تھے۔

ایک اور روایت:

کرسی کے بارے میں ایک روایت اور ہے کہ جسے طبری اور ابن اثیر نے نقل کیا ہے۔ طبری لکھتا ہے آل جعدہ کا خاندان حضرت علیؑ کی طرف منسوب تھا کیونکہ امیرالمومنین کی ہمشیرہ ام ہانی ہبیرہ کی بیوی تھی اور یہ ہبیرہ جعدہ کا باپ تھا اس لحاظ سے جعدہ حضرت علیؑ کا بھانجا تھا اور طفیل جناب جعدہ کا بیٹا ہے۔

ایک دن مختار نے انہیں پیغام دیا کہ وہ کرسی کہ جس پر حضرت علیؑ بیٹھ کر خطبہ دیتے

Presented by Ziaraat.Com

تھے اور قضاوت کیا کرتے تھے میرے پاس بھیج دو ہمیں کرسی کی کوئی خبر نہ تھی ہم نہیں سمجھتے تھے کہ کیا کریں لیکن مختار بہت زور دے رہا تھا کہ وہ کرسی اسے دی جائے جب ہم نے دیکھا کہ مختار ہمیں کسی طرح نہیں چھوڑتا مجبور ہو کر ہم نے ایک کرسی بنوائی اور مختار کے پاس لے گئے اور کہا کہ یہ وہ کرسی ہے جو آپ چاہتے ہیں۔ شبام قبیلے کے لوگ جو حضرت علی علیہ السلام کے سخت محب اور اہل بیتؑ کے دوست تھے وہ اور شاکر کے قبیلے کے لوگ جو مختار کے اصحاب خاص تھے اس کرسی کو بہت زیادہ محترم گردانتے تھے انہوں نے اس کرسی پر ریشمی پردہ ڈالا ہوا تھا۔ ابو موسی اشعری کا فرزند موسی اس زمانے میں مختار کے اطرافیوں سے تھا اسے اس کرسی کا متولی قرار دے دیا گیا۔ لیکن اس کی ماں ام کلثوم نے جو فضل بن عباس کی بیٹی تھی اور مختار سے بغض رکھتی تھی اسے اس کے متولی ہونے پر سرزنش کی اور ڈانٹا لوگوں نے موسی کی ماں کی مختار کے بارے میں بد کلامی کیا کرتی تھی مختار کی خبر دموسی کو کرسی کی تولیت سے ہٹا کر اس کی تولیت شیعوں میں سے ایک حوشب برسی نامی شخص کے سپرد کر دی وہ اس کرسی کا مختار کی شہادت تک متولی رہا۔ یہ مضمون انساب الاشراف والے نے بھی نقل کیا ہے۔

شیعوں کے دشمنوں کا کرسی کے بہانے شیعوں کے خلاف اتہام:

اس کرسی کا واقعہ اور مختار کے اصحاب اور شیعوں کا اس کرسی کے بارے میں عقیدہ مختار کے دشمنوں اور مختار نے جن لوگوں سے انتقام لیا تھا ان کے ہاتھ ایک بہانہ آ گیا اور انہوں نے مختار کا ضعیف نقطہ ہاتھ لگنے سے مختار کے خلاف زہریلا پروپیگنڈا شروع کر دیا کبھی اس پر نبوت کے ادعا کی تہمت لگاتے اور کبھی کہتے کہ مختار معتقد ہے کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے اور کبھی کہتے تھے کہ مختار مدعی ہے کہ وہ خدا کی طرف سے مامور ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں کو قتل کرے کبھی کہتے تھے کہ مختار امامت کا ادعا کرتا ہے کبھی اسے کیسانی اور کبھی اسے سبائی اور کبھی اسے حبشی کہتے ایک تہمت نہ تھی بلکہ تہمتوں کا ایک سیلاب تھا جو کوفہ کے منافقین اور امام حسین علیہ السلام کے

Presented by Ziaraat.Com

شہید کیے جانے والوں میں سے بچے تھے اور حکومت شام اور عبداللہ ابن زبیر جیسے اہل بیتؑ عظام کے سخت دشمن کے ہواخواہ تھے جو اسے مختار کے خلاف پروپیگنڈا کے طور پر استعمال کر رہے تھے۔ انہوں نے تہمتیں لگانے اور ان کا پرچار کرنے میں اتنا زور لگایا کہ جس کے بعد اہل سنت کے علماء اور اموی دربار کے راویوں نے مختار کو کذاب کا لقب دے دیا اور انہیں اپنی روایت اور علم رجال کی کتابوں میں نقل کر دیا۔ یہ کتابیں ان تہمتوں سے بھری پڑی ہیں اور یہ معلوم تھا کہ ان کی مختار سے دشمنی کس بنا پر تھی؟ خلاصہ مختار کے خلاف ان تہمتوں میں سے ایک یہی کرسی والی تہمت تھی جس کی وجہ سے شعراء نے مختار کی مذمت اور ہجو میں اشعار لکھے اور کرسی کے بہانے اس کے خلاف پروپیگنڈا کیا۔

اعشیٰ ہمدانی کے اشعار:

عراق کے مشہور شاعر اعشیٰ ہمدانی نے اسی کرسی کو بہانہ بنا کر مختار اور انقلاب کی مخالفت اور مختار کی مذمت میں اشعار کہے ہیں کہ جن کا ترجمہ یوں ہے۔

(۱) میں گواہی دیتا ہوں کہ تم سبائی ہو۔ اے شرک کے نگہبان میں تمہیں پہنچاتا ہوں میں قسم اٹھاتا ہوں کہ تمہاری کرسی سکینہ موسیٰ بھی نہیں ہے گرچہ تم نے اسے پردے میں لپیٹا ہوا ہے۔

(۲) یہ ہمارے درمیان اس کرسی کی طرح بھی نہیں ہے گرچہ شام، نہد، خارف قبیلے کے لوگوں نے اس کا احاطہ کیا ہوا ہے۔

(۳) میں بھی پیغمبر علیہ السلام کے خاندان کا دوست ہوں اور قرآن اور خدا کی وحی کا پیروکار ہوں۔

(۴) جب قریش نے خدا کے بندے کی پیروی کی ہے تو میں نے بھی اس کی پیروی کی ہے۔

ایک اور شاعر متوکل لیثی نے کہا ہے:

ابواسحاق مختار سے کہہ دو کہ میں تیری کرسی کے بارے میں عقیدہ نہیں رکھتا۔ شیاعی

Presented by Ziaraat.Com

قبیلے کے لوگ اس کے اردگرد گھومتے ہیں اور شاکر اس کے لیے وحی کے قائل ہیں۔

ضروری وضاحت:

اس کرسی کا احترام کہ جس پر حضرت علیؑ اسی حال تک بیٹھے رہے کوئی خلاف اسلام وشریعت کام نہیں ہے۔ جو چیزیں انبیاء اور اولیاء خدا کی طرف منسوب ہوتی ہیں ان کو مقدس سمجھنے کے بارے میں شیعہ سنی کتب میں روایات وارد ہوئی ہیں۔ اور آج کی دنیا اپنے رہبر اور قومی ہیرو کی خاص چیزوں کو جو اس سے مخصوص ہوں قابل احترام شمار کرتے ہیں اور انہیں عجائب گھر میں یا ان کے لیے خصوصی جگہ بنا کر عام لوگوں کے دیکھنے کے لیے رکھ دیتے ہیں جیسے پاکستان میں قائداعظم کا مکان اور دوسری اشیاء رکھ کر خاص اہمیت دی گئی ہے۔ اگر بہ فرض ان دو روایتوں کو جو کرسی کے بارے میں وارد ہوئی ہیں صحیح ہوں اور شیعہ اس کرسی کو حضرت علیؑ کی کرسی سمجھ کر اس کا احترام کرتے ہوں تو اس میں کونسا خلاف اسلام وشریعت کام قرار دیا جاسکتا ہے۔ اگرچہ ان روایتوں کے رو سے فریب اور دھوکا طفیل بن جعدہ کی طرف سے تھا کہ اس نے ایک عام کرسی کو حضرت علیؑ کی کرسی ظاہر کر کے مختار کو دھوکا دیا اور آل جعدہ کے تمام خاندان نے کہا تھا کہ یہ کرسی حضرت علیؑ کی کرسی ہے۔ اسی لیے لوگوں نے اس کرسی کے بارے میں عقیدہ پیدا کر لیا اگر دھوکا اور فریب ہے تو وہ آل جعدہ کی طرف متوجہ ہے اس میں شیعوں اور مختار کا کیا قصور ہے۔ رہا ابراہیم اشتر کا اس کرسی کو سامری کے گوسالہ سے تشبیہ دینا تو شاید یہ اس لیے ہو کہ جناب ابراہیم اشتر کو علم تھا کہ یہ اصلی کرسی نہیں ہے اور لوگوں کو فریب دیا گیا ہے۔

ایک اور جواب جو اس کی بابت طبری نے ابی مخنف سے نقل کیا ہے یوں ہے کہ موسیٰ بن عامر نے کہا ہے کہ جس نے کرسی کو مشہور کیا تھا اس کا نام عبداللہ بن نوف تھا اور اس نے ادعا کیا ہے کہ اس نے یہ کام مختار کے حکم سے ایسا کیا ہے لیکن خود مختار اس کے اس کام سے بیزاری کیا کرتا تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

لہذا اس مطلب کو دیکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ کرسی کے واقعہ میں مختار کا کوئی دخل نہ تھا اور وہ خود اس سے برات کیا کرتا تھا۔

کہا جاتا ہے کہ عبداللہ بن عمر سے لوگوں نے کہا کہ مختار حضرت علی علیہ السلام کی کرسی کو مقدس گردانتا ہے اور اس پر دیباج کا پردہ ڈالا ہوا ہے اور اسے سفید خچر پر لادتا ہے اور لوگ اس کے اردگرد گھومتے ہیں اور اس کرسی کے وسیلے سے خدا سے بارش طلب کرتے ہیں اور مدد طلب کرتے ہیں تو عبداللہ بن عمر نے جواب دیا کہ ازد قبیلے کے فوجی لوگ کہاں ہیں کہ جو اس خچر کے پاؤں کاٹ ڈالیں۔

مترجم مرحوم کہتے ہیں:

کرسی اور پرندوں کے واقعہ کو جو لوگوں نے پر و بال دیئے ہیں اور اس کے ذریعے مختار کو بدنام کرنا چاہا ہے یہ چیزیں مختار کے لیے کوئی نقص نہیں ہیں کیونکہ ہر عقلمند انسان سمجھتا ہے کہ کبھی اپنی غرض کی تکمیل کے لیے ہر انسان بعض چیزوں کو وسیلہ بناتا ہے اور یہ خلاف شرع و عقل نہیں ہوا کرتا۔

انقلابی فوج کی حرکت:

ابراہیم اشتر اپنی فوج کے ہمراہ شام کی فوج سے جو ابن زیاد کی کمان میں موصل میں مستقر تھی جنگ کرنے کے لیے بہت تیزی سے حرکت کرنے لگا۔ انقلابی فوج مدائن کے شہر میں پہنچی تو وہاں تین دن تک آرام کیا اور اپنی قوت کی تجدید کی پھر مدائن سے تکریت کی طرف گئی وہاں بھی تھوڑا سا آرام کیا ابراہیم اشتر نے مدائن کا خراج جمع کیا اور اپنی فوج میں تقسیم کر دیا۔

عبیداللہ بن حر کی خیانت:

پہلے بتلایا جا چکا ہے کہ ابراہیم اشتر عبیداللہ بن حر کی بابت بدگمان تھا جو عراق کے اشراف سے تھا اور اپنے قبیلے کے ایک گروہ کے ساتھ ابراہیم کی فوج میں شامل ہو گیا تھا اور اس

Presented by Ziaraat.Com

کے غداری کر دینے کا احتمال تھا اور اس کا انہوں نے مختار سے بھی تذکرہ کیا تھا۔ ابراہیم اپنی فوج میں اس کے ہونے کو برداشت نہیں کرتا تھا لیکن مختار نے ابراہیم سے سفارش کی تھی کہ اس سے نرمی کے ساتھ پیش آئے اور اسے مال سے خرید لے اور اسے خیانت کرنے کا موقع نہ دے۔ مختار کی سفارش کی بنا پر ابراہیم نے جو تکریت سے خراج جمع کیا تھا اسے پانچ ہزار درہم دیئے۔ عبداللہ اس مبلغ سے بہت ناراض ہوا اور اسے کم سمجھا اور ابراہیم سے رنجیدہ ہوا اور کہا کہ تو نے اپنے لیے تو دس ہزار درہم رکھے ہیں اور مجھے پانچ ہزار درہم دیتے ہو؟ اور خیال کرتے ہو کہ تیرے باپ مالک سے میرا باپ حرکتر ہے۔ ابراہیم عبیداللہ کی اس رفتار سے بہت ناراحت ہوا اور قسم اٹھائی کہ میں نے اپنے لیے بھی پانچ ہزار درہم سے زیادہ نہیں رکھے اور پھر حکم دیا کہ اس کے اپنے پانچ ہزار درہم بھی عبیداللہ کو دے دیئے جائیں۔ لیکن عبیداللہ کی طبیعت نے اس پر قناعت نہ کی اور راضی نہ ہوا اسی وقت اپنے قبیلے کے ہمراہ ابراہیم سے جدا ہو گیا اور اس کی بیعت کو توڑ دیا اور راستے میں چند ایک دیہات پر اپنے قبیلے کے ساتھ حملہ کر دیا اور لوگوں کا مال غارت کر لیا اور مختار کے حاکموں کو جو ان دیہاتوں میں متعین تھے قتل کر دیا اور اپنے مال کے ساتھ جو اس نے غارت کیا تھا منافقین کے مرکز بصرہ کی طرف مصعب بن زبیر کی حمایت میں چلا گیا۔ جب مختار کو اس کی ایسی شرارت اور اس کے کردار کی خبر ملی تو مختار نے اپنے مددگار عبداللہ بن کامل کو ایک گروہ کے ساتھ عبیداللہ کے محلے میں روانہ کیا اور حکم دیا کہ اس کے گھر کو خراب کر دیا جائے اور اس کے اموال کو غارت کر لیا جائے اور اس کے بیوی بچوں کو قید کر لیا جائے عبیداللہ کی بیوی سلمی خالد جعفی کی لڑکی تھی مختار نے اسے بھی قید کر دیا۔

مختار کا ابراہیم کو خط:

مختار نے ابراہیم کو خط لکھا اور اسے حکم دیا کہ راستے میں دیر نہ کرے جتنا جلدی ہو سکے دشمن کے پاس پہنچ جائے۔ ابراہیم نے مختار کے حکم کے بعد اپنی فوج کی حرکت مزید تیز کر دیا اور

Presented by Ziaraat.Com

منازل اور مراحل کو تیزی سے طے کرتے ہوئے نہر خاذر پر موصل سے چار فرسخ کے فاصلہ پر شام کی فوج کے پاس پہنچ گیا۔ ابو سعید صیقل نے کہا ہے کہ ہماری فوج ابراہیم کی سربراہی میں جلدی سے آگے بڑھ رہی تھی اور ہمارا مقصد ابن زیاد تھا اور ہم نہیں چاہتے تھے کہ وہ عراق میں داخل ہو جائے اور ہماری کوشش یہ تھی کہ ابن زیاد کے حرکت کرنے سے پہلے ہم اسے موصل میں ہی روک لیں۔ ہم موصل کے نزدیک دشمن کی فوج سے روبرو ہوئے کہ جس نے خاذر نہر کے نزدیک پڑاؤ ڈالا ہوا تھا۔ ہم نے دشمن کے نزدیک باربیشا دیہات میں پڑاؤ ڈالا وہاں سے موصل تک چار پانچ فرسخ کا فاصلہ تھا۔

تیاری کا حکم:

ابراہیم نے اپنی فوج کو ایک مناسب جگہ اتارا اور جنگ کا بگل بجایا گیا کیونکہ دشمن وہاں سے نظر آ رہا تھا ابراہیم نے اپنے لشکر کو منظم کیا اور اپنی سوار فوج کی کمان طفیل بن لقیط نخعی کے سپرد کی۔ یہ طفیل ایک تجربہ کار سخت محنتی اور بہادر انسان تھا۔ ابراہیم نے اس فوج کو اپنے آگے دشمن کی پہلی صف کے مقابل روانہ کیا اور جب یہ فوج دشمن کی فوج کے سامنے آ گئی تو ابراہیم نے ایک دستے کو حمید بن حریث کی کمان میں اس کی مدد کے لیے روانہ کیا۔ طفیل کا دستہ آگے بڑھا اور ایک دیہات میں دشمن کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ ابراہیم نے اپنی پوری ہمت سے اپنی فوج کو منظم کیا اور تمام پیادہ اور سوار فوج کو ایک اصلی محور میں کھڑا کیا اور پھر اسی نظم اور ترتیب سے آگے بڑھنے لگا۔ ابراہیم کی تمام فوج بمع آگے جانے والے دستے کے ساتھ بیس ہزار تھی ان میں کچھ سوار اور کچھ پیادہ تھے۔

دشمن کی فوج کی آمادگی:

ابن زیاد یہ بھیڑیا صفت انسان کہ جس نے کئی دفعہ ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ عراق میں مداخلت کی تھی اس دفعہ بھی مغرور اور مست ہو کر اس نے اپنی فوج کو منظم کیا۔ ابن

Presented by Ziaraat.Com

زیادہ ابراہیم کی فوج کے اپنے نزدیک آجانے سے مطلع ہوا ت ابن زیاد نے تیراسی ہزار جنگی فوج اپنے شام سے عراق میں مختار کی انقلابی فوج کے مقابلے کے لیے خازر نہر کے کنارے پر آمنے سامنے لاکر کھڑی کی۔

عمیر بن حباب کی مدد:

اس لڑائی میں سب سے اچھی فال یہ ہوئی کہ شام کی فوج کے ایک قبیلے کے سالار انقلابی فوج کے ساتھ مل گئے اس قبیلے قیس کے رئیس اور سالار عمیر بن حباب ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ دشمن کی فوج میں تھے اور یہ شام کی فوج میں میسرہ کے کمانڈر تھے۔ قیس قبیلہ موصل کے نزدیک زندگی بسر کیا کرتا تھا اس قبیلے کا سردار بنوامیہ اور آل مروان کے ساتھ بغض اور کینہ رکھتا تھا اور اس کی وجہ توابین کے ساتھ بنوامیہ کی جنگ تھی۔ یہ ابراہیم اشتر کی فوج کے شام کی فوج سے نزدیک پہنچنے سے بہت خوش ہوا اور ابراہیم اشتر کو پیغام بھیجا کہ میں تیرے ساتھ ہوں ابراہیم اس کے پیغام سے خوش ہوگیا اور عمیر کو پیغام بھیجا کہ وہ اس سے ملاقات کرے اور ابراہیم کا اس سے قصد یہ تھا کہ وہ اس بارے میں مزید تحقیق کرے کہ کہیں یہ دھوکا نہ ہو عمیر پورے شوق سے مخفی طریقے سے ابراہیم کی ملاقات کے لیے جلدی ہی آیا رات کے وقت اس نے ابراہیم سے اس کے خیمے میں ملاقات کی۔ عمیر نے اسی رات مختار کی بیعت کرلی اور مدد کرنے کا وعدہ کیا اور وعدہ دیا کہ ہم اپنے قبیلے کے ساتھ بائیں جانب مستقر ہیں اور دشمن کی فوج کو شکست دینے کی راہ ہموار کریں گے اور ہم فرار ہو جائیں گے۔ ابراہیم نے اس کی نیت سے آگاہ ہونے کے لیے اس سے سوال کیا کہ ہم اس وقت شام کی ایک عظیم فوج کے سامنے ہیں آپ کی رائے میں ہم دشمن سے کس طرح لڑیں کیا ہم اپنے ارد گرد کوئی خندق کھود لیں اور دو تین دن خندق کے سامنے مقابلہ کریں تاکہ دشمن کو تھکا دیں اور پھر حملہ کرکے انہیں شکست دیں؟ عمیر ایک تجربہ کار اور بہادر آدمی تھا اس نے جواب دیا اے ابراہیم اس طرح کا ہرگز کام نہ کرنا۔

Presented by Ziaraat.Com

ہم حق پر ہیں اور حق کے لیے جنگ کر رہے ہیں۔ دشمن کی تو خواہش ہوگی کہ ہم اس طرح کریں اور وہ جنگ کو طولانی کرے کیونکہ معلوم ہے کہ ان کی تعداد تمہارے کئی برابر ہے طولانی جنگ میں تھوڑی فوج ایک بہت بڑی فوج سے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتی اور یقیناً وہ کامیاب ہو جائیں گے لہذا بہتر ہے کہ تم بجلی کی طرح دشمن پر ٹوٹ پڑو اور اس طرح ان کے دلوں میں اپنا رعب اور دبدبہ پیدا کرو کہ اللہ کی مدد سے وہ شکست کھا جائیں گے اور بھاگ جائیں گے۔ عمیر نے مزید کہا کہ جب دشمن سمجھ جائے کہ تم جنگ کو طول دینا چاہتے ہو تو ایک دن تم حملہ کرو گے اور ایک دن وہ حملہ کریں گے تو وہ لڑائی سے مانوس ہو جائیں گے اور رعب اور دبدبہ کی وحشت ان میں جرات اور طاقت میں تبدیل ہو جائے گی اور ایسا کام بہت خطرناک ہوگا۔ ابراہیم نے کہا اے عمیر! تم نے خوب سمجھا ہے شاباش میں اب سمجھ گیا کہ تم میرے خیر خواہ ہو اور مدد کرنے میں سچے اور عہد کے پابند ہو اور پھر کہا کہ مجھے امیر مختار نے بھی چلتے وقت اسی کی سفارش کی تھی اور کہا تھا کہ ایک ہی دفعہ دشمن پر حملہ کر دینا اور ان کو فرصت نہ لینے دینا۔ عمیر اس کے سننے سے خوشحال دکھائی دے رہا تھا۔ ابراہیم سے کہا کہ اپنے امیر کی رائے اور مشورے کی پیروی کرو اس واسطے کہ وہ جنگ کرنے کا ماہر اور تجربہ کار ہے اور جنگ کی اونچ نیچ کو سمجھتا ہے اس کا فوج امور میں ہم سے زیادہ تجربہ ہے۔ بس کل صبح دشمن پر حملہ کر دو۔ عمیر نے اسی رات اپنے قبیلے سمیت مختار کے ساتھ مل جانے کا وعدہ کر لیا اور ابراہیم سے رخصت ہو کر اپنے قبیلے کی طرف واپس لوٹ آیا تا کہ اپنے قبیلے کو مختار کی مدد کرنے کے لیے آمادہ کر سکے۔

دینوری نے اخبار الطوال میں عمیر کے ابراہیم سے ملنے کے واقعہ کو یوں تحریر کیا ہے:

عمیر بن حباب اور فرات بن سالم اور یزید بن حصین ابن زیاد کے ساتھ تھے۔ فرات نے عمیر سے کہا کہ تم نے مروان کے خاندان کی برائی اور بری نیت اپنے قبیلے کے حق میں دیکھی ہوئی ہے اگر عبدالملک کامیاب ہو گیا تو ہمارے قبیلے قیس کو بے چارہ اور بدبخت کر دے گا۔ تم

Presented by Ziaraat.Com

میرے ساتھ آ کہ ابراہیم کے حالات کو دیکھیں۔ جب رات ہوئی تو دونوں عمیر اور فرات اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر شامی فوج سے گزر کر چلنے لگے۔ شام کی فوج اور ابراہیم کی فوج کا فاصلہ تقریباً چار فرسخ تھا جب شامی فوج کے سنتری دستے کے سامنے ہوئے تو وہ ان سے پوچھتے کہ تم کون ہو؟ وہ جواب دیتے کہ ہم حصین بن نمیر کے دستے کے آدمی ہیں جب وہ ابراہیم اشتر کی فوج کے نزدیک پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ انہوں نے آگ جلائی ہوئی ہے اور ابراہیم جب کہ اس نے زرد عراقی کرتا اور پھولدار کپڑا اپنے جسم پر ڈالا ہوا تھا اور تلوار اپنے کندھے پر لٹکائے کھڑا ہوا اپنی فوج کو مرتب کر رہا ہے۔ عمیر ابراہیم کے نزدیک گیا اور اس کے پیچھے کھڑا ہو گیا اچانک اسے پیچھے سے اپنی بغل میں لے لیا۔ ابراہیم نے اپنی جگہ سے نہ ہٹتے ہوئے اپنے سر کو پیچھے موڑا اور پوچھا کہ تم کون ہو؟ عمیر نے کہا کہ عمیر بن حباب۔ ابراہیم نے کہا خوش آمدید بیٹھ جاؤ میں اپنا کام تمام کر لوں پھر تمہارے پاس آتا ہوں۔ عمیر اس سے فاصلہ کر کے فرات کے ہمراہ اپنے گھوڑوں کی لگام اپنے ہاتھ میں لیے کچھ دور ایک گوشہ میں بیٹھ گئے۔ عمیر نے فرات سے کہا کیا تم نے کوئی آدمی ابراہیم سے زیادہ بہادر اور مستقل مزاج دیکھا ہے؟ باوجودیکہ میں نے اسے اچانک پیچھے سے بغل میں لیا اس نے معمولی حرکت بھی نہیں کی اور اس کی پرواہ نہیں کی۔ فرات نے کہا کہ میں نے اس سے بہادر کوئی نہیں دیکھا۔ جب ابراہیم اپنے کام سے فارغ ہو گیا تو عمیر کے پاس آیا اور اس کے پہلو میں بیٹھ گیا دوستانہ لہجے میں عمیر سے کہا اے ابو مغلس۔ کیا چیز موجب بنی ہے کہ تم اس موقع پر میرے پاس آئے ہو؟ عمیر نے کہا جب میں تمہاری فوج میں داخل ہوا بہت زیادہ حیران اور پریشان ہوا کیونکہ جب سے میں تمہارے پاس آ رہا تھا میں نے کسی کو تمہارے افراد میں سے عربی بولتے نہیں دیکھا تیرے ساتھ یہ عجم ایرانی ہیں جب کہ تیرے مقابلے کے لیے شام کے سرداروں میں سے چالیس ہزار کی فوج آئی ہے تم کس طرح اپنی اس طرح کی فوج سے شام کی فوج سے جنگ کرو گے؟ ابراہیم نے کہا بخدا اگر

Presented by Ziaraat.Com

میں سوائے چیونٹوں کے اور کوئی بھی مددگار نہ پاتا تب بھی میں ان شامیوں سے انہیں چیونٹوں کی مدد سے جنگ کرتا چہ جائیکہ یہ لوگ جنگ کرنے کے ماہر اور بابصیرت لوگ ہیں۔ یہ لوگ جو میرے ساتھ ہیں یہ شاہسواروں اور سرحدی محافظین کی اولاد ایرانی ہیں میں سواروں کو سواروں سے اور پیادوں کو پیادوں سے جنگ کرواؤنگا فتح اور کامیابی اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ عمیر نے کہا جانتے ہو کہ قیس کا قبیلہ میرے ساتھ ہے اور ہم ابن زیاد کے لشکر کے میسرہ پر مستقر ہیں کل جب جنگ شروع ہوگی ہم پر حملہ نہ کرنا ہم خود جنگ سے بھاگ نکلیں گے تاکہ شام کی فوج کو شکست ہو مروان کے خاندان کی ہمارے ساتھ بدرفتاری کے سبب ہم جنگ کرنے کے لیے بالکل تیار نہیں ہیں اور نہیں چاہتے کہ وہ جنگ میں کامیاب ہوں ہم تیری کامیابی کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔ ابراہیم نے ان کی اس بات کو قبول کرلیا اور وہ دونوں اسی رات اپنے لشکر میں واپس آ گئے۔

فوجی تنظیم:

ابراہیم اس رات صبح تک نہیں سویا اور تمام رات بیدار رہا اور رات کو پہرہ دینے والوں کو معین کیا ہوا تھا جب سحر ہوئی تو ابراہیم نے صبح کی نماز اپنی فوج کے ساتھ پڑھی جبکہ ابھی تک فضا پوری طرح روشن نہیں ہوئی تھی اور فوج کو آمادہ کیا ابراہیم نے اپنی فوج کا میمنہ سفیان بن یزید ازدی اور میسرہ کو علی بن مالک خثعمی کے سپرد کیا اور عبدالرحمٰن بن عبداللہ کو پیادہ فوج پر معین کیا اور فوج کا پرچم مزاحم بن مالک کے سپرد کیا سوار فوج کی تعداد پیادہ فوج سے کمتر تھی ان تمام کو اپنے نزدیک مستقر کیا اور اس کے دو حصے دائیں اور بائیں بنائے پھر فوج کی تمام صفوں کو منظم کیا اور ان کے سالار جو عراق کے چار عمدہ قبیلوں سے تھے اپنی اپنی جگہ معین کیے جب ابراہیم نے اپنی فوج کو سو فیصد منظم اور مرتب دیکھ لیا تو حکم دیا کہ حرکت کرو لیکن آرام اور آہستہ سے آگے بڑھے اور ٹیلے پر پہنچ گئے جو ان کے اور دشمن کے درمیان حائل تھا اور پوری طرح سے دشمن کے آمنے سامنے ہو گئے دشمن کی فوج اپنی جگہ پر کھڑی رہی اور آگے نہ آئی۔

Presented by Ziaraat.Com

دشمن کے حالات کے بارے معلومات:

ابراہیم نے اپنے سواروں میں عبداللہ بن زہیر سلولی کو کہ جس کا گھوڑا اچھل رہا تھا حکم دیا کہ تم گھوڑے پر سوار ہو کر دشمن کی فوج کے نزدیک جاؤ اور ان کے حالات میرے لیے معلوم کر کے لے آؤ۔ عبداللہ نے اپنا گھوڑا دشمن کی طرف دوڑایا اور ایک مدت کے بعد ابراہیم کے پاس واپس واپس لوٹ آیا اور اس طرح گزارش اور رپورٹ دی کہ دشمن کے لوگ پوری طرح سے حیرت زدہ اور مایوس نظر آ رہے ہیں میری ان کے ایک افسر سے ملاقات ہوگئی اور اس نے سمجھ لیا کہ میں عراقی ہوں۔ اس نے مجھے ناسزا اور یوں گالیاں دیں اے ابوتراب کے شیعو! اے مختار کذاب کے شیعو! میں نے اس شامی مرد کے جواب میں کہا کہ جو کچھ ہمارے اور تمہارے درمیان میں اختلاف اور فاصلہ ہے وہ ان گالیوں اور ناسزا سے بالاتر ہے۔ شامی آدمی نے مجھ سے کہا کہ اے خدا کے دشمنو! تم ہمیں کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہو؟ تم بغیر امام اور رہبر کے ہو؟ میں نے اس کے جواب میں کہا کہ ہم تم سے فرزند پیغمبر امام حسین علیہ السلام کے خون کا انتقام کے لیے جنگ کرنا چاہتے ہیں۔ عبیداللہ بن زیاد جو تمہارا سالار ہے یہ جوانان جنت حسین بن علی کا قاتل ہے۔ اسے ہمارے سپرد کر دو ہم اسے ایک آزاد کیے ہوئے غلام اور موالی کے مقابلے میں جو کربلا میں شہید ہو گیا ہے قتل کر دیں گے کیونکہ اسے امام حسین علیہ السلام کا ہم پلہ تو ہم نہیں جانتے کہ اس سے امام علیہ السلام کا قصاص لیں اگر تم ایسا کر لو تو اس وقت ہو سکتا ہے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان جنگ واقع نہ ہو اس کے بعد اللہ کی کتاب کے مطابق حکم کے لیے دونوں طرف سے صالح افراد کو معین کر دیں گے تاکہ ہم سب کی تکلیف کو معین کر دیں۔ اس شامی آدمی نے کہا کہ ایک دفعہ تو تم نے حکمیت کا تجربہ کر لیا ہے اور تم نے اسے قبول نہیں کیا ہے اور خیانت کی ہے۔ میں نے پوچھا کہ کس طرح؟ اس نے کہا کہ صفین کے واقعہ میں ہمارے اور تمہارے درمیان حکم بنایا گیا تھا لیکن تم نے اس کے حکم کو قبول نہیں کیا تھا۔ میں نے اس سے کہا

Presented by Ziaraat.Com

کہ تم اشتباہ کر رہے ہو اور اچھی طرح نہیں سمجھ سکے ہو۔ ہماری اور تمہاری حکمیت میں صلح اس پر ہوئی تھی کہ دونوں آدمی جب ایک پر اتفاق کر لیں گے اس وقت اس کی اطاعت کی جائے گی لیکن ان دونوں نے کسی پر اتفاق نہیں کیا تھا اور خود ان کے درمیان اختلاف ہو گیا تھا خداوند عالم نے انہیں توفیق نہ دی تھی اور گمراہ ہو گئے تھے۔ شامی آدمی نے مجھ سے پوچھا کہ تم کون ہو تو میں نے اسے اپنا تعارف کرو لیا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے کوئی جواب نہ دیا اور اپنے گھوڑے کو دوڑا کر لے گیا۔ میں نے اسے دور سے آواز دی۔ اے بے انصاف یہ خیانت کی ابتداء ہے۔

میدان جنگ میں ابراہیم کی تقریر:

حق کا لشکر جنگ کرنے کے لیے آمادہ ہو چکا تھا فضا صاف ہو چکی تھی۔ ابراہیم نے اسلحہ میں غرق خدائی اور امام حسینؑ کے خون کا انتقام لینے والی فوج کا معائنہ کیا۔ ابراہیم ایک قوی ہیکل گھوڑے پر سوار اپنی فوج کے دستوں کے سامنے گزرتے ہوئے قلب لشکر میں ٹھہر گیا اپنی جوشیلی اور شعلہ ور تقریر سے فوج کو بے رحمانہ لڑائی لڑنے کے لیے آمادہ کیا اور جوش دلایا اور یوں خطاب کیا اے دین وحق کے مددگارو اور پیروکارو! اے خدائی فوج! فرزند پیغمبرؐ و فاطمہؑ کا قاتل عبید اللہ بن مرجانہ تمہارے سامنے ہے یہ وہی عبید اللہ ہے کہ جس نے امام حسینؑ کا محاصرہ کیا تھا یہ وہی ابن زیاد ہے کہ جس نے امام حسینؑ اور اس کے اہل وعیال اور خاندان پر فرات کا پانی بند کر دیا تھا۔ امام حسینؑ آمادہ تھے کہ یا یزید کے ساتھ صلح کر لیں یا کسی وسیع سرزمین کی طرف چلے جائیں لیکن اس ابن زیاد نے ایسا نہ کرنے دیا۔ اسی عبید اللہ نے امام حسینؑ اور آپ کے جوانوں اور دوستوں کو ظلم کے ساتھ شہید کیا۔ بخدا فرعون نے بنی اسرائیل پر اتنے ظلم نہیں کیے تھے کہ جتنے اس ابن زیاد نے اہل بیتؑ پیغمبر پر کیے ہیں وہ اہل بیت کہ جن کو خداوند عالم نے ہر پلیدی سے دور رکھا ہے اور پاک اور پاکیزہ قرار دیا ہے۔ خداوند عالم تمہیں

Presented by Ziaraat.Com

اس سرزمین پر لے آیا ہے اور یہ دشمن خدا تمہارے سامنے ہے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اس ناپاک اور پلید انسان کے قتل کر دینے سے خداوند عالم تمہارے دلوں کو خوشحال کر دے گا اور ذات الٰہی جانتی ہے کہ تم اس سرزمین پر سوائے امام حسینؑ کے خون کے انتقام لینے کے اور کسی مقصد کے لیے نہیں آئے ہو۔

اس کے بعد ابراہیم لشکر کے وسط میں کھڑا ہو گیا اور لشکر کے میمنہ اور میسرہ کو اپنے دائیں اور بائیں قرار دیا اپنے جوشیلے خطاب سے فوج کو جہاد اور جنگ کے لیے جوش دلایا اس کے بعد آیا اور اپنے علمبردار کے ساتھ کھڑے ہو گیا۔ ابراہیم کا تمام لشکر مکمل تیاری سے حملہ کا منتظر تھا۔

دشمن کی فوج کا منظم کیا جانا:

ابن زیاد جنایت کار اور خونخوار ظالم نے اپنی اسی ہزار فوج کو مرتب اور منظم کیا۔ حصین بن نمیر جو کربلا میں شام کی فوج کا سالار تھا اور امام حسینؑ کے قاتلوں میں سے تھا اسے ابن زیاد نے اپنی فوج کے میمنہ پر معین کیا اور عمیر بن حباب کو کہ جس نے ایک دن پہلے رات کے وقت مختار سے بیعت کی تھی اسے ابن زیاد نے اپنی فوج کے میسرہ پر معین کیا۔ شرجیل ابن ذی کلاع کو جو عاشورا کے واقعہ میں ایک جنایتکار تھا اسے ابن زیاد نے سوار فوج کا کمانڈر قرار دیا۔ یہ معلوم رہے کہ ابن زیاد کا عمیر بن حباب کو اپنی فوج کے میمنہ پر معین کرنا ابراہیم اشتر کے لیے بہت اہمیت رکھتا تھا کیونکہ اس نے مخفیانہ طور سے ابراہیم کی فوج سے مل جانے کا ابراہیم سے وعدہ کیا ہوا تھا اور وہی ابراہیم کی فوج کا میسرہ پر غلبہ کا ذمہ دار تھا۔ خود عبیداللہ بن زیادہ نے قلب لشکر میں پیادہ فوج کی کمان سنبھالی۔ اس طرح حق اور باطل کے دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابلے کے لیے تیار اور آمادہ ہو گئے۔

Presented by Ziaraat.Com

حملہ کا آغاز:

فوج کے حملہ کرنے کا بگل بجایا گیا دونوں فوجوں نے ایک دوسرے کی طرف حرکت کرنا شروع کر دی دشمن کی فوج کے میسرہ کا سالار حصین نمیر ابراہیم کی فوج کے میسرہ کے سالار علی بن مالک کے آمنے سامنے ہوا اور ان کی جنگ شروع ہوگئی۔ شام کی فوج کو سامنے کی طرف سے حملہ کی توقع نہ تھی کیونکہ اس کی فوج کا چوتھائی دوسری طرف تھا۔ ابتداء میں ان دونوں طرف کی فوج میں گھمسان کی جنگ ہوئی علی بن مالک بہت سخت مقابلہ کر رہا تھا لیکن وہ اسی اثنا میں شہید ہو گیا۔ اس جنگ میں یہ پہلا سالار تھا جو شہید ہوا۔ اس کے بعد فوراً بلا فاصلہ اس کے بیٹے قرہ بن علی نے پرچم اپنے ہاتھ میں لے لیا اس نے بہت ہی زیادہ جنگ کی لیکن وہ بھی شہید ہو گیا۔ جو گروہ میسرہ میں تھا وہ سخت مقابلہ کر رہا تھا لیکن دشمن فوج کے سخت دباؤ کی وجہ سے وہ بھی شہید ہو گئے ابراہیم کو میسرہ کی طرف سے شکست کا سامنا کرنا پڑا اسی دوران عبداللہ بن ورقا نے جو بہادر شیعوں میں سے دلیر افسر تھا اپنے آپ کو لشکر کے میسرہ پر پہنچایا اور علی کے سرنگوں پرچم کو اٹھایا اور بلند آواز سے کہا اے خدائی فوج میری طرف آؤ اور جو لوگ وہاں سے بھاگ رہے تھے وہ دوبارہ اکٹھے ہو گئے اور فوراً انہیں منظم کر کے کہا کہ دیکھو تمہارا سپہ سالار ابراہیم ننگے سر شیر کی طرح تلوار اٹھائے آواز دے رہا ہے اے خدائی لشکر میرے پاس آؤ کہ میں مالک اشتر کا بیٹا ہوں۔ تمہارے بھاگ جانے والے اچھے وہ ہیں کہ جو دوبارہ دشمن پر حملہ کر دیں۔ جو میدان جنگ میں آ جائے وہ پشیمان نہیں ہوتا فوج نے ابراہیم کی مدد کے لیے اس کی طرف حرکت کرنی شروع کر دی۔

جنگی چال:

ابراہیم ایک تجربہ کار جنگ آزمودہ جوان اور بہت زیادہ مدبر انسان تھا اس نے فوراً اپنے میمنہ کے لشکر کو جو سفیان بن زید کی کمان میں تھا حکم دیا دشمن کی فوج کے میسرہ پر جو عمیر بن

Presented by Ziaraat.Com

حباب کی سربراہی میں ہے حملہ کر دے کیونکہ عمیر نے پہلے سے وعدہ دے رکھا تھا کہ وہ دشمن کی فوج کو شکست دلوائے گا اب اس کے وعدے کے امتحان کا وقت تھا کہ کیا اس نے سچ کہا تھا یا اس کی یہ چال اور دھوکا تھا۔ ابراہیم کے میمنہ کے لشکر نے دشمن کے میسرہ پر حملہ کر دیا لیکن جس چیز کی انتظار تھی عمیر کے لشکر نے عقب نشینی نہ کی اور سخت مقابلہ کیا اور بہت سخت ان میں جنگ ہوئی۔ ابراہیم نے جنگ کی چال کو بدلا اور اپنی فوج کا تمام دباؤ دشمن کے میمنہ پر ڈال دیا۔ جب ابراہیم نے دشمن کی فوج کی پائیداری اور مقاومت کو دیکھا تو اپنی فوج سے خطاب کیا کہ اس جنگ کے اس نقطہ پر ڈٹ کر حملہ کرو کیونکہ دشمن کی فوج یہاں زیادہ ہے اگر یہ نقطہ شکست کھا گیا تو خدا کی قسم یہ تمہارے سامنے پرندوں کی طرح وحشت زدہ ہو کر فرار کر جائیں گے اور شکست ان کے حصے میں آئے گی۔

منظم جنگ:

ورقا بن عازب نے کہا ہے ہم نے اپنی تھوڑی سی فوج کے ساتھ پیشقدمی کی اور درست دشمن کے وسط میں جا پہنچے پہلے نیزوں کی جنگ ہوئی اور کافی وقت تک نیزہ دار پوری طاقت سے ایک دوسرے سے جنگ کرتے رہے اس کے بعد تلواروں سے جنگ شروع ہوگئی اور اس کے بعد گرز دار میدان میں وارد ہوگئے اور ان کے درمیان سخت جنگ ہوئی۔ اس دن زیادہ وقت تک اسی طرح جنگ ہوتی رہی تلواروں کے چک چک اور گرزوں کی آواز نے فضا کو پر کر رکھا تھا اور سوائے اس آواز کے اور کوئی آواز فضا میں بلند نہ تھی دونوں طرف کی فوجیں اپنے پورے اسلحہ سے ایک دوسرے سے لڑ رہی تھیں کہ اسی دوران فتح کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ ابراہیم اشتر کی تھوڑی سی فوج نے دشمن کو فوج کو پیچھے دھکیل دیا اور دشمن کی فوج کا شکست کھا جانا ظاہر ہو گیا۔ شیعہ دلیر ہو گئے اور پے در پے حملہ سے شام کی فوج کو تتر بتر کر دیا۔ اس دن کے آخر میں حق کی فتح اور کامیابی ظاہر ہوگئی اور دشمن نے بہت زیادہ نقصان برداشت کیا۔ دشمن نے

Presented by Ziaraat.Com

پیچھے جانا شروع کیا اور ہم اسی طرح ان کا پیچھا کرتے ہوئے بڑھتے جا رہے تھے ابراہیم نے فوج کے پرچم دار اور سالار کو آواز دی کہ اپنا علم آگے لے جاؤ اور دشمن کے قلب میں جا کر گاڑ دو۔ علم بردار نے کہا کہ قربان جاؤں آگے جانے کا راستہ نہیں ہے میں کس طرح آگے جاؤں۔ ابراہیم نے کہا کہ ہم انشاء اللہ کامیاب ہو نگے۔ علم بردار بڑی دلیری سے پرچم کو دشمن کے لشکر کے وسط میں لے گیا۔ ابراہیم نے طوفان کی طرح اپنے لشکر کے ساتھ دشمن کے قلب پر حملہ کر دیا ابراہیم اپنی تلوار کا الٹا حملہ کرتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا اور جو اس کے سامنے آتے تھا اسے اس طرح گراتا کہ پھر اٹھ نہ سکتا تھا۔ ابراہیم اپنی پیادہ فوج کو اپنے آگے اس طرح رکھے ہوئے جا رہا تھا جیسے چرواہا اپنی بھیڑوں کو ہانک رہا ہو اور پھر دشمن کے سواروں اور پیادوں پر حملہ کرتا تھا۔ شام کی عظیم فوج نے ذلت آمیز شکست اٹھائی۔

مشرقی کہتا ہے کہ اس دن عبیداللہ بن زیاد نے آہنی اسلحہ اپنے ہاتھ میں اٹھایا ہوا تھا کہ جس پر مارتا تھا اسے نابود کر دیتا تھا جب عبیداللہ بن زیاد نے دیکھا کہ اس کا لشکر شکست کھا رہا ہے تو عیینا اسماء کے فرزند نے جو اس کا سالا تھا اپنی بہن کو جو عبیداللہ بن زیاد کی بیوی تھی سوار کر کے پیچھے کی طرف بھاگا جا رہا تھا اور رجز پڑھ رہا تھا۔

دست بدست لڑائی:

دونوں فوجیں دوبارہ منظم ہو کر ایک دوسرے کے مقابلے میں آ کھڑی ہوئیں اور ان کے درمیان دست بدست لڑائی شروع ہو گئی شام کی فوج میں ایک بہادر آدمی بنام ابن ضبعان کلبی میدان کے وسط میں آیا اور فریاد کی اے مختار کذاب کے شیعو! اے ابن اشتر گمراہ کے شیعو! ہے کوئی جو میرے مقابلے میں آگے بڑھے آئے وہ آدمی گرد و غبار کے درمیان کھڑا یہ رجز پڑھ رہا تھا میں ابن ضبعان بزرگوار ہوں اور عظیم خاندان سے ہوں کہ جو علی علیہ السلام کے دین سے بیزار ہیں اور بہت قدیم زمانے سے اس عقیدے پر قائم ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

اس وقت ابراہیم اشتر کے لشکر سے ایک آدمی اس کے مقابلے کے لیے باہر نکلا اور اس شامی خبیث آدمی کے سامنے جا کھڑا ہوا اس کا نام احوص بن شداد جو ہمدان قبیلے سے تھا اور عراق کے مخلص شیعوں میں سے تھا اس نے بلند آواز سے اس شامی ہتاک آدمی کی رجز کے جواب میں یہ رجز پڑھی اور یوں کہا میں شداد کا فرزند ہوں اور علیؑ کے دین پر ہوں اور عثمان اروی کے فرزند سے بیزار اور بری ہوں آج میں اس گروہ پر جو میرے سامنے آئے گا ایسی کاری ضرب لگاؤں گا جب تک جنگ کے شعلے ابھرتے رہیں گے۔ اس کے بعد ابن شداد نے اس شامی آدمی سے کہا کہ اپنے آپ کا تعارف کراؤ۔ شامی نے بڑے غرور اور تکبر میں کہا میرا نام بہادروں کو پچھاڑ دینے والا ہے۔ احوص نے اس کے جواب میں کہا کہ میرا نام موت کو قریب کر دینے والا ہے۔ اور پھر ایک ایسا حملہ اس شامی آدمی پر کیا اور ایک ایسی تلوار اس کے اوپر چلائی کہ وہ زمین پر ڈھیر ہو گیا اور اسے جہنم میں پہنچایا اس کے بعد آواز دی ہے کوئی جو میرے مقابلے میں آئے۔ ایک اور بہادر شامی مرد بنام داود دمشقی اس کے مقابلے کے لیے میدان میں آیا اور یہ رجز پڑھی۔ یعنی میں اس کا فرزند ہوں کہ جس نے صفین میں جنگ کی۔ ایک بہادرانہ جنگ فاتحانہ انداز میں۔ میں نے ہر اس آدمی سے جنگ کی جو جنگ کرنے کا تجربہ کار تھا۔ احوص نے اس کی رجز کے جواب میں یہ رجز پڑھی۔

اے اس کا فرزند کہ جس نے صفین میں جنگ لڑی اور ادعا کرتا تھا کہ وہ اپنے دین اور عقیدہ میں سست نہ تھا تو نے جھوٹ بولا ہے بلکہ وہ سست اور ضعیف تھا اور حق پر نہ تھا اور اپنے عقیدہ میں اس نے دھوکا کھایا ہوا تھا نہ تو پہنچا ننا تھا اور نہ اسے یقین تھا۔ برا ہوا اس کا کہ وہ ملعون مرا ہے پھر ان دونوں نے ایک دوسرے پر حملہ کر دیا اس دفعہ پھر احوص نے اس پر ایک کاری ضرب لگائی کہ اسے بھی قتل کر دیا اور فاتحانہ انداز میں اپنے لشکر کی طرف پلٹ آیا۔

Presented by Ziaraat.Com

حصین بن نمیر کا قتل اور اس کا سابقہ کردار:

شام کی فوج کا ایک بہت بڑا اہم سالار کہ جس کو ابن زیاد نے میمنہ کی کمان سپرد کی ہوئی تھی اور ایک معروف اور مشہور شخصیت تھی وہ حصین بن نمیر سکونی تھا۔ یہ خبیث انسان یزید کے حکام اور مددگاروں میں سے تھا۔ کئی دفعہ یزید کی طرف سے بڑے حساس منصب پر فائز کیا گیا اس نے شام کے لشکر کی کمان کرتے ہوئے کربلا کے واقعہ میں اہم کردار ادا کیا تھا مسلم بن عقیل کے واقعہ میں یہ ابن زیاد کی پولیس کا بڑا افسر تھا اور اسے حکم دیا گیا تھا کہ مسلم بن عقیل کی مدد کے لیے آنے والوں کا راستہ روکے تاکہ کوئی اس کی مدد کو نہ آسکے۔ یہ وہ انسان ہے جسے ابن زیاد نے حکم دیا کہ وہ فوج کے ساتھ قادسیہ جائے اور امام حسینؑ کو کربلا میں داخل ہونے سے روکے اس نے حر بن یزید کو ہزار سوار دے کر پہلے روانہ کیا۔ اس نے عاشورا کے دن پانچ سو تیر اندازوں کے ساتھ امام حسینؑ کو تیر اندازی کی تھی۔ اس نے امام حسینؑ کے بعض اصحاب کو شہید کیا تھا۔ اس نے عاشورا کے دن امام حسینؑ پر تیر مارا تھا جو امام حسینؑ کے دہن مبارک پر لگا تھا امام حسینؑ نے اسے نفرین کی تھی عاشورا کے واقعہ کے بعد یہ یزید بن معاویہ کے دوستوں میں شمار ہوتا تھا۔ یہ وہی شخص تھا جس نے حرہ کے واقعہ ۶۳ھ میں مدینہ کے لوگوں کا قتل عام کیا تھا اور ۶۴ھ میں مکہ پر حملہ کرنے اور خانہ کعبہ کو آگ لگانے والی فوج کا سالار تھا۔ اس نے یزید کی موت کے بعد آل مروان کی خلافت کے مضبوط کرنے میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ توابین کی جنگ میں یہ ابن زیاد کے ساتھ اس کی فوج کا سالار تھا اس کا توابین کے خون بہانے میں ہاتھ تھا۔

یہ ایک فہرست اور خلاصہ ہے جو اس خبیث کے سابقہ اعمال اور کردار کو ظاہر کرتے ہے اس کو دیکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ شام کے سرداروں میں یزید اور ابن زیاد کے بعد اس سے کوئی اور آدمی خبیث تر اور بدکردار اور کثیف تر نہ تھا۔ ایسے کثیف انسان کے ہلاک ہونے کا

Presented by Ziaraat.Com

واقعہ اس جنگ میں جو تمام شیعوں کی امید اور خواہش تھی۔ حصین جب اپنے اسلحہ میں غرق تھا میدان جنگ میں آیا اور آواز دینی شروع کی اور غرور اور تکبر سے یوں رجز پڑھنے لگا:

اے کوفہ کے برے انسانو! اور اے لٹیرو اور اشتر کے دوستدارو! آیا کوئی تم میں سے جو حسب و نسب اور قبیلہ میں بزرگ ہوتا کہ وہ میرے مقابلے کے لیے میدان میں آئے اور بغیر کسی شک اور تردید اور تزلزل کے میرے مقابلے میں ٹھہرا رہے۔ کوفہ والوں کے لیے اس کی خبیثہ اور سفاک اور کثیف اور بے باک شخصیت پہلے سے معلوم تھی اس کی طرف سب کی آنکھیں لگی ہوئی تھیں اور سخت غصے میں دانت پیسے ہوئے تھے۔ جی ہاں! یہ شام کی فوج کا دوسرا بڑا آدمی ہے۔ یہ وہی مرد ہے کہ جو امام حسینؑ اور اس کے اصحاب کا قاتل ہے یہ ایک اہم انسان ہے جس سے انتقام لیا جانا چاہیے۔ اب اس کا وقت آ پہنچا ہے کون ہے جو اس کے سامنے جائے اور اس سے امام حسینؑ کے خون اور دوسری جنایات کا انتقام لے۔ اس وقت کوفہ کا مخلص اور فداکار اور دلیر شیعہ بنام شریک بن خزیم جو عراق کی فوج کا پہلوان اور عالی مرتبہ سالار تھا صفوں کے درمیان سے نکلا ہوا اس ناپاک انسان کے مقابلے کے لیے میدان میں آ گیا۔ اور اسی کی طرح آواز بلند کی۔ طبری نے لکھا کہ شریک اس مرد کو اچھی طرح نہیں جانتا تھا اور اس کا خیال تھا کہ وہ ابن زیاد ہے۔ شریک معرکہ جنگ میں وارد ہوا اور اس خبیث کے مقابل کھڑا ہوا اور اس کی رجز کے جواب میں یوں رجز پڑھی۔

اے کربلا میں نورانی بزرگ اور پیشوا کو قتل کرنے والا۔ یعنی حسین عظیم اور افتخار اور پاک و پاکیزہ پیغمبر علیہ السلام اور حضرت علیؑ کے فرزند کا قاتل کو ایک ایسی ضربت جو ایک دلیر انسان سے جو تغلبی اور حضری قبیلے سے ہے۔ انتظار کر۔ اس کے بعد شریک نے ایک ضربت کو جو ایک دلیر انسان سے ہو حصین بن نمیر پا ماری کہ جس نے اسے شدید زخمی کر دیا۔ اس نے بھی شریک پر تلوار کا وار کیا۔ شریک نے پھر ایک دوسرا اس پر وار کیا اور وہ وار اس طرح کاری

Presented by Ziaraat.Com

تھا کہ اسے زمین پر گرا دیا اور اس کا کام تمام کر دیا۔ یہ انقلابی فوج کی بہت بڑی کامیابی تھی اور شام کی فوج کی بہت سخت شکست تھی۔ شام کے اس بڑے سالار اور اول نمبر کے مددگار کی ہلاکت نے شام کی فوج پر ایک دحشت اور رعب طاری کر دیا اور وہ عراق کی فوج سے بہت زیادہ وحشت زدہ اور مرعوب ہو گئے۔

جس شریک ابن جریر نے شام کی فوج کے اس جنایتکار سالار کو قتل کیا تھا حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے نزدیکی دوستوں میں سے تھا اور اپنی زندگی کے آخری لمحات تک آپ کے ساتھ رہا۔ صفین کی جنگ میں اس نے نمایاں کارنامے انجام دیئے تھے اور اس کی ایک آنکھ اسی جنگ میں ضائع ہو گئی تھی۔ حضرت علی علیہ السلام کی شہادت کے بعد یہ بیت المقدس چلا گیا تھا جب کربلا کی جنگ میں امام حسین علیہ السلام کی مظلومانہ شہادت کی خبر سنی تو اس وقت اس نے یوں کہا کہ میں خدا سے عہد کرتا ہوں کہ اگر میں ایسے مددگار پیدا کر لوں جو امام حسین علیہ السلام کے خون کا انتقام لینے کے لیے قیام کریں تم میں ابن مرجانہ ابن زیاد کو قتل کروں گا یا اس کے مقابل قتل ہو جاؤں گا جب اس نے مختار کے قیام کی خبر سنی تو اپنے آپ کو مختار کے ہاں پہنچا دیا اور مختار کے ساتھ ہو گیا۔ مختار نے جب ابراہیم اشتر کی سربراہی میں فوج شام کے لشکر کے مقابلے کے لیے روانہ کی تو ربیعہ قبیلے کی فرمانداری اسی شریک کے سپرد کی۔ شریک نے اپنے تین سو آدمیوں کے ساتھ یوں کہا کہ ہم نے خدا کے ساتھ عہد کیا ہوا ہے اور ان تین سو آدمیوں نے جو شہادت طلب گروہ ہے شریک کے ساتھ مر جانے پر بیعت کی ہے۔ ابراہیم کے لشکر کا شام کی فوج پر حملہ کرنے میں شریک اور اس کے یاروں نے اس طرح مردانہ وار جنگ کی کہ دشمن کو شکست دے دی اور انہوں نے ابن زیاد کے خیمے تک پیش قدمی کی اور سوائے تلواروں کی چک چک کی آوازیں اور یالثارات الحسین کے نعرے کے شریک کے یاروں کے کانوں میں کوئی اور آواز نہیں جا رہی تھی۔ شریک ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ زندگی میری نگاہ میں بے وقعت ہے سوائے اس کے کہ میں زمین پر

Presented by Ziaraat.Com

نیزہ گھماؤں اور اس کے سایہ میں رہوں یعنی شریفانہ زندگی تو میدان جنگ میں ہوتی ہے۔

فضیل بن خدیج نے کہا ہے کہ ابراہیم اشتر کی فوج نے ابن زیاد کی فوج پر بہت سخت حملہ کیا کہ جس کی وجہ سے شام کی فوج کو بہت زیاد نقصان اٹھانا پڑا اور ابراہیم کے بھی کافی آدمی شہید ہو گئے عمیر بن حباب جو ابن زیاد کی فوج کے میمنہ پر متعین تھا اور مخفی طریقے سے ابراہیم کو مدد کرنے کا وعدہ دیا ہوا تھا جب اسے معلوم ہوا کہ شام کی فوج شکست کھا رہی ہے تو ابراہیم اشتر کو پیغام بھجوایا کہ اگر اب آپ مناسب سمجھتے ہوں تو میں آپ کے ساتھ ملحق ہو جاؤں۔ ابراہیم نے جواب دیا کہ میں تمنا کرتا ہوں کہ ابھی نہ آؤ۔ ابھی اس کا وقت نہیں آیا کیونکہ انقلابی فوج جوش اور جذبے کے آخری مراحل کو پہنچ گئی ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ وہ تجھے قتل کر دیں۔ رہنے دو جنگ کی آگ ٹھنڈی ہو جائے اور اس وقت آ جانا۔ بعض نے لکھا ہے کہ عمیر بن حباب نے جب محسوس کیا کہ شام کی فوج شکست کھا رہی ہے تو اپنے میمنہ کے لشکر کو شکست دلوائی اور اپنے وعدے کو جو مخفی طور پر مختار سے کیا تھا پورا کیا اور چند شعر بھی کہے۔

جنگ اپنی اوج پر پہنچی:

ابراہیم کی فوج کی طرف سے جب شام کی فوج پر نقصانات وارد ہوئے اور شامی حکومت کے کافی سالار قتل ہو چکے تو انقلابی فوج کے ہر طرف سے حملہ کر دینے کے لیے زمین ہموار ہو گئی دشمن کی فوج پر خوف و ہراس چھا گیا تھا بس ایک زوردار حملے سے وہ شکست کھا جائیں گے۔ لہذا ابراہیم اشتر جیسے بہادر انسان نے مناسب دیکھا کہ عمومی حملے کا حکم صادر کر دے اور با آواز بلند کہا: "الا یا شرطتہ اللہ الا یا انصار الدین قاتلو المحلین و اولاد القاسطین لا تطلبو اثرا بعد عین ھذا عبید اللہ بن زیاد قاتل الحسین علیہ السلام" یعنی اے اللہ کی فوج! اے دین الٰہی کے مددگارو! ان سے جنگ کرو جنہوں نے امام حسینؑ کا خون حلال قرار دیا باغیوں کی اولاد سے لڑو یہ ختم ہو جائیں گے یہ سامنے ابن زیاد امام

Presented by Ziaraat.Com

حسینؑ کا قاتل کھڑا ہے۔ اس کے بعد فوراً عراق کی انقلابی فوج نے ایک بہت زیادہ ایمان سے سرشار اور شجاعانہ حیثیت سے شام کی مرعوب فوج پر بجلی کی طرح حملہ کر دیا اور ان پر ٹوٹ پڑے اور ایک عظیم جنگ شروع کی۔ شام کی فوج پراگندہ ہوگئی اور ایک ذلت آمیز شکست اٹھائی اور فرار کو قرار پر ترجیح دی۔ بہت زیادہ نقصانات اٹھانے کے علاوہ شام کی بہت زیادہ جمعیت خوف اور ہراس سے نہر میں کود پڑی اور بہت زیادہ لوگ اس میں غرق ہوگئے۔ خداوند عالم نے ایک طاقتور مختار اور اس کے یار و انصار کے ہاتھوں سے امام حسینؑ کے قاتلوں سے انتقام لیا علامہ ابن نما نے لکھا ہے کہ عراق کی فوج نے شام کی فوج پر حملہ کر دیا اور دونوں لشکر آپس میں جنگ کرنے لگے جنگ کے شعلے بھڑک اٹھے اور دونوں فوجیں میمنہ اور میسرہ اور قلب سے ایک دوسرے پر حملہ کرنے لگے اور ان کی آپس میں اتنی شدید لڑائی ہوئی کہ ظہر اور عصر کی نماز کے لیے بھی فرصت نہ مل سکی اور انہوں نے نماز اپنے گھوڑوں پر اشارے سے پڑھی یہ جنگ ان کے درمیان مغرب تک جاری رہی رات چھا گئی اور ستارے ظاہر ہوگئے عراق کی فوج جوش و خروش سے شام کی فوج کا قتل عام کر رہی تھی اور اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد کے وعدے کو دیکھ رہی تھی اور ایک پرامید دل اور شہادت طلب روح سے شیر کی مانند گوسفندوں کے ریوڑ پر حملہ کر رہی تھی اور اس طرح کا عذاب اور تباہ کر دینے والی آگ ان لوگوں پر گرا رہی تھی اور انہیں تلواروں اور نیزوں کے ایسے مزے چکھائے کہ انہیں ان کے مقابلے کرنے کی طاقت نہ رہی۔ جنگ شدید جاری تھی اور تلواریں شامیوں کی فوجوں پر برس رہی تھیں اور شام کی فوج نے باوجود اس کثرت کے مور و ملخ کی طرح بیابان میں بھاگنا اور فرار کرنا شروع کر دیا اور گویا کہ اس شیطانی لشکر پر شہاب ثاقب ستارے بجلی گرا رہے ہوں اس جنگ میں شام کے اکثر بڑے بڑے آدمی اور سپہ سالار قتل ہوگئے۔

Presented by Ziaraat.Com

ابراہیم کی جنگ:

مؤرخین نے اس جنگ میں ابراہیم اشتر کے جنگ کرنے کے بارے میں لکھا ہے کہ واقعاً ابراہیم اشتر فرزند مالک اشتر نے باپ کی طرح جو اس نے صفین میں جنگ لڑی تھی دوبارہ لیلۃ الھریر کے قصے کو زندہ کر دیا اور شام کی فوج کو ایک وحشت ناک شکست دی غضبناک شیر اور بجلی کی طرح دشمن کے قلب پر حملہ کرتا تھا اور دائیں بائیں لاشوں کے انبار لگا دیئے تھے اور یہ رجز پڑھ رہا تھا یعنی۔ "مذحج کا قبیلہ جانتا ہے کہ میں مرد میدان اور جنگ کا پہلوان ہوں نہ میں تھکتا ہوں اور نہ ہی سست ہوتا ہوں میں دشمن کے صف اول پر لڑتا ہوں اور دشمن کو شکست دیتا ہوں اور موت کی حد تک دشمن پر وار کرتا ہوں اور بہادروں کے سرتن سے جدا کرتا ہوں ایسا حملہ کرتا ہوں کہ اپنے مدمقابل کو گرا دیتا ہوں"۔

بڑی کامیابی یعنی ابن زیاد کا قتل ہو جانا:

مختارؒ کا اس جنگ میں سب سے اہم مقصد اور ہدف کربلا کے سانحہ کو واقع کرنے والوں کا قتل کرنا تھا اور اس کی اصل غرض ابن زیاد جیسے خطرناک حیوان کا قتل کرنا تھا جو کربلا کے واقعہ کا دوسرا بڑا ذمہ دار تھا کیونکہ اگر ابن زیاد نے یزید کی طرف سے کوفہ کی گورنری کو قبول نہ کیا ہوتا تو کربلا کا واقعہ اس طرح وجود میں نہ آتا۔ درحقیقت ابن زیاد ہی ان تمام مظالم اور جنایات کا ذمہ دار ہے جو کربلا میں امام حسین علیہ السلام اور آپ کے اہل بیتؑ اور اصحاب پر وارد ہوئی ہیں خداوند عالم کی ذات نے اپنے وعدے کے مطابق کہ امام حسین علیہ السلام کے خون کا انتقام ظالموں سے لے گا ابن زیاد کو ابراہیم اشتر جیسے اسلام کے بزرگ قہرمان اور دلیر انسان کے ذریعے ذلت آمیز حالت سے ہلاک کرا دیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ ابراہیم اس طرح دلیرانہ جنگ کر رہا تھا اور عراق کی فوج کی رہبری کر رہا تھا کہ تھوڑی ہی مدت میں شام کی فوج کے اسی ہزار پیادہ اور سواروں کو ایک بہت

Presented by Ziaraat.Com

بڑی شکست دے دی جب کہ ابراہیم کے پاس صرف بیس ہزار افراد تھے کہ جن کے آدھے سوار تھے لیکن ان میں شہادت طلبی کی روح اور ایمان تھا۔ ابراہیم کی یہ جنگ جو خاذر نامی نہر سے مشہور ہے شیعوں کی جنگوں میں سے ایک روشن اور درخشاں جنگ شمار ہوتی ہے کہ جسے تاریخ نے بہت عظمت سے یاد کیا ہے۔ ابراہیم اور اس کے یاروں کی فداکاری اور قربانی شیعوں کے حق طلبانہ اور اہل بیتؑ عظام کے فداکاروں کی جنگوں میں اسے تاریخ کے صفحات پر آب زرین سے ثبت کیا گیا ہے شیعوں کی اس فداکاری اور قربانی کو کبھی فراموش نہیں کیا جائے گا۔

ابن زیاد کے دو ٹکڑے:

ابراہیم اشتر کی اس جنگ میں اصلی غرض یہ تھی کہ ابن زیاد اس جنگ سے سالم فرار نہ کر جائے لہذا ابراہیم نے اپنے لشکر کو ابن زیاد کے خیمے پر جو اس کا مرکز تھا حملے کرنے کا حکم دیا اور ابراہیم برابر ابن زیاد کا پیچھا کیے ہوئے تھا جنگ کے اوج میں خاذر نہر کے کنارے اچانک اس کا ابن زیاد سے آمنا سامنا ہو گیا۔ شاید تاریخ میں دست بدست لڑائی کے اس منظر کو دیکھا ہو یا سنا ہو کہ مؤرخین نے لکھا ہے کہ ابراہیم اشتر نے ایک ایسی ضربت ابن زیاد کے جسم پر ماری جو اس کے بدن کے وسط پر لگی اور اسے دو ٹکڑے کر دیا اور اس کا اوپر والا آدھا حصہ مشرق کی طرف اور اس کا دوسرا حصہ دوسری طرف جا پڑا۔

طبری نے لکھا ہے کہ ابراہیم نے با آواز بلند کہا کہ میں نے ایک ایسے آدمی کو قتل کیا ہے کہ جس کے جسم سے مشک کی خوشبو آ رہی ہے اور اس کے ہاتھ والا حصہ ایک طرف اور پاؤں والا حصہ دوسری طرف جا پڑا ہے اور پرچم بھی اس کے پہلو میں جا گرا ہے۔ اس کے بعد ابراہیم نے کہا کہ میرا گمان ہے کہ وہ ابن زیاد ہے جاؤ تحقیق کرو۔ ابراہیم کے اصحاب آئے اور دیکھا کہ بدن کے دو ٹکڑے ہوئے ہیں آدھا حصہ مشرق کی طرف اور آدھا حصہ مغرب کی طرف پڑا ہوا ہے اور وہ ابن زیاد تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

ابن زیاد کے سیاہ اعمال اور کردار:

بنوامیہ کی حکومت کے سرداروں کے ظلم اور جنایات کی جڑ اور اصلی مہرہ ابن زیاد کو شمار کیا جا سکتا ہے ابن زیاد ہی تمام مظالم کا ذمہ دار تھا یزید کا اس پر پورا اعتماد تھا اور اس سے عقیدت رکھتا تھا۔ امام حسین علیہ السلام کے قتل کے بعد ابن زیاد یزید کے نزدیک مقرب ترین اور بہت زیادہ مقام اور رتبہ رکھنے والا انسان تھا۔

تاریخ میں آیا ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک یزید کے پاس پہنچا تو ابن زیاد کا مرتبہ یزید کے ہاں اور بلند ہو گیا اور یزید نے اسے بہت زیادہ انعام دیا اور اس کے اس کام پر خوشی کا اظہار کیا کربلا کے واقعہ کے بعد ابن زیاد کہا کرتا تھا کہ امام حسین علیہ السلام کا قتل یزید کے صاف کہنے اور قطعانہ حکم سے ہوا تھا وہ کہا کرتا تھا کہ اگر میں امام حسین علیہ السلام کو قتل نہ کرتا تو یزید مجھے قتل کر دیتا کیونکہ یزید نے مجھے امام حسین علیہ السلام یا میرے قتل ہو جانے کے بارے میں کہا تھا لہذا میں نے امام کے قتل کو اختیار کیا۔ جب حکم بن مروان نے یزید کے سامنے ابن زیاد کی مذمت میں شعر پڑھے تو یزید نے حکم بن مروان کے سینے پر مکا مارا اور کہا کہ چپ ہو جاؤ۔ وہ شعر یہ تھے:

(۱) وہ بزرگوار جو طف (کربلا) کی سرزمین پر شہید ہوا ہے ابن زیاد پست نسب کی نسبت اس کا حسب اور نسب ہم سے قریب تھا۔

(۲) سمیّہ (ابن زیاد کی ماں کا نام) کی اولاد اور نسل ہر جگہ موجود ہے لیکن پیغمبر علیہ السلام کی نسل کا نام و نشان نہیں ہے۔

دوسرا بڑا ظالم ابن زیاد:

کربلا کے واقعہ میں یزید کے بعد کربلا میں جنایات اور ظلم ڈھانے میں ابن زیاد دوسرے نمبر پر تھا۔ ابن زیاد یزید کی طرف سے کوفہ اور عراق کا گورنر تھا اس کے ظلم شمار سے باہر ہیں۔ ابن زیاد کے اتنے ظلم ہیں کہ یزید بھی اس تک نہیں پہنچ سکتا۔ اگر ہم ابن زیاد کے ظلموں کو

Presented by Ziaraat.Com

لکھنا چاہیں تو اس کے لیے مستقل کتاب لکھنا پڑے گی ہم یہاں اس کے ظلموں کی تھوڑی سی فہرست دیتے ہیں:

(ا) ابن زیاد کو معاویہ نے بصرہ کا گورنر معین کیا تھا اور پھر یزید نے اسے اس منصب پر باقی رکھا اور یہ ۶۴ھ تک یزید کی موت تک وہاں کا گورنر رہا۔

اس نے مسلمانوں اور شیعوں کو قید میں ڈالا اور بعض کو سخت سزائیں دیں اور بہت سوں کو قتل کیا کہ جس سے ایک رجسٹر بن سکتا ہے اور جب یہ فرار ہوا تو کئی ملین مال بیت المال سے چرا کر شام کی طرف بھاگ گیا۔

(ب) عراق کی گورنری میں اس نے:

(۱) مسلم بن عقیل اور اس کے اصحاب کو قتل کیا۔

(۲) خود مسلم بن عقیل اور ھانی بن عروہ کو قتل کیا۔

(۳) امام حسین علیہ السلام سے جنگ کے لیے عراقیوں اور کوفیوں پر مشتمل لشکر تشکیل دے کر کربلا روانہ کیا اس نے حضرت مسلم بن عقیل اور ھانی بن عروہ کے سر یزید کو بھیجے یزید نے خط میں اس کے اس اقدام کا شکریہ ادا کیا اور اسے لکھا کہ حسین علیہ السلام کے تمام حامیوں کو شک وشبہ کی بنا پر گرفتار کر لینا اور قید کر دینا اور انہیں نابود اور ختم کر دینا اور سفارش کی کہ شک اور گمان پر ہی انہیں قید کر دینا۔

(۴) امام حسین علیہ السلام کو کوفہ آنے سے روکنا۔ جب ابن زیاد کو خبر ملی کہ امام حسین علیہ السلام کوفہ کی طرف چل پڑے ہیں تو اس نے حصین بن نمیر کو جو پولیس کا بڑا افسر تھا۔ قادسیہ روانہ کیا تا کہ امام حسین علیہ السلام کو کوفہ میں داخل ہونے سے روک دے۔

(۵) امام حسین علیہ السلام کے بھیجے ہوئے سفیر عبداللہ بن یقطر کو قتل کیا۔ عبداللہ بن یقطر امام حسین علیہ السلام کی طرف سے جناب مسلم بن عقیل اور شیعوں کے لیے پیغام لا رہے تھے کہ راستے

Presented by Ziaraat.Com

میں حصین بن نمیر نے اسے پکڑ لیا۔ عبداللہ بن یقطر امام حسینؑ کے رضاعی بھائی تھے۔ حصین بن نمیر نے عبداللہ بن یقطر کے ہاتھ باندھ کر کوفہ میں ابن زیاد کے پاس بھیج دیا۔ ابن زیاد نے عبداللہ سے کہا کہ منبر پر جاؤ اور حسینؑ پر لعنت کرو عبداللہ بن یقطر بلند آواز سے امام حسینؑ کے آنے کی کوفہ والوں کو خبر دی اور ابن زیاد اور اس کے باپ پر لعنت کی۔ ابن زیاد نے حکم دیا کہ اسے قصر سے زمین پر گرا دیا جائے اور وہ شہید ہو گئے۔

کربلا کا واقعہ اور ابن زیاد:

(۱) امام حسینؑ کے کوفہ آنے سے روکنے کے لیے ابن زیاد نے لشکر کشی کی۔

(۲) اس نے اپنی فوج کے سالار ایسے معین کیا جو اہل بیتؑ عظام کے سخت دشمن تھے اور ظالم اور خطرناک جنایتکار تھے جیسے شمر بن ذی الجوشن۔ عمر بن سعد، قیس بن اشعث، خولی، حصین بن نمیر وغیرہ۔

(۳) امام حسینؑ کو قطعی طور سے حکم دیا کہ بیعت کرو یا قتل ہو جاؤ۔

(۴) اہل بیتؑ اور اصحاب پر کربلا میں پانی بند کر دینے کا حکم دیا۔

(۵) اہل بیتؑ کے تمام مرد وزن اور اہل عیال عورتوں اور بچوں اور اصحاب کے قتل کر دینے کا حکم دیا یہ ابن زیاد کے سیاہ کردار کا خلاصہ ہے کہ جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

یہ پلید اور کثیف انسان مختار کی فوج کے ساتھ جنگ کرنے میں ابراہیم اشتر کے قوت بازو سے ہلاک ہو گیا۔ اس کے علاوہ شام کے اور بہت سر کردہ لوگ شیعوں کے ہاتھوں اس جنگ خازر نہر کے کنارے مارے گئے کہ جن کے ناموں کی فہرست بیان کی جائے گی۔ جنگ کے شعلے شام کی فوج کے شکست کھا جانے اور مختار کے مددگاروں کی فتح کے بعد خاموش ہو گئے۔

شام کے سر کردہ لوگ قتل ہوئے:

علامہ ابن نما نے لکھا ہے کہ جب شام کی فوج نے اس جنگ میں شکست اٹھائی اور

Presented by Ziaraat.Com

شام کے اکثر سالار اور سرکردہ لوگ ابراہیم اور اس کے مددگاروں اور شہادت طلب شیعوں کے ہاتھوں قتل ہوئے اور شام کی فوج نے بہت زیادہ نقصان اٹھایا اور جنگ ختم ہوگئی تو دشمن کے عالی مرتبہ سالار جو اس جنگ میں ہلاک ہوئے وہ یہ ہیں:

(۱) حصین بن نمیر

(۲) شرجیل بن ذی الکلاع حمیری، یہ یزید بن معاویہ اور مروان بن حکم کے دربار کا اعلیٰ مرتبہ انسان تھا۔ یہ توابین کی جنگ میں ابن زیاد کی فوج کا سربراہ تھا اور اس کا توابین کے خون میں ہاتھ تھا اور یہ ابراہیم اشتر کی اس جنگ میں شام کی سوار فوج کا سالار تھا۔

(۳) ابن حوشب شام کی فوج کا سربراہ تھا۔

(۴) غالب باھلی شام کی فوج کا سربراہ تھا۔

(۵) ابی اشرس شام کی فوج کا سربراہ تھا۔

ابراہیم اشتر کی شجاعت:

ابن نما اس کے بعد فرماتے ہیں کہ اس جنگ کی فتح کا بہت بڑا فخر مالک اشتر کے فرزند جو بہادروں کے بہادر اور انقلاب کا قوی بازو تھا ابراہیم اشتر کے حصے میں آیا۔ یہ بڑی فتح اس زمانے میں ابراہیم کے نام میں ثبت اور ضبط ہوگئی اس مرد کی بہادری اور شجاعت کے کارنامے زمانے کی تختی پر اس طرح سے لکھے جاچکے ہیں کہ اس پر زمانے کے گزرنے کے باوجود کوئی گرد اور غبار اسے تاریخ سے نہیں مٹا سکے گی۔

عبداللہ بن زبیر کے ابراہیم کی شجاعت میں اشعار:

(۱) اے ابراہیم خداوند عالم نے تجھے رعب اور تقویٰ عنایت کیا ہے اور تیرے خاندان کو بہت سے خاندانوں پر برتری اور فضیلت عنایت کی ہے۔

(۲) جنگ خاذر میں تیری فتح نے تیری آنکھوں کو ٹھنڈا کر دیا۔ اس دن کی جنگ میں گھوڑے

Presented by Ziaraat.Com

ٹوٹے ہوئے نیزوں پر جولان کرد ہے تھے۔

(۳) ظالموں کے دن ختم ہو گئے اور ان کے جسم حیوانوں اور پرندوں کا لقمہ بنے۔

(۴) وہ ظالم کتنے جسور تھے۔ خدا انہیں قیامت کے دن ان کے اعمال کی سزا دے گا بعض نے کہا ہے کہ یہ اشعار عبداللہ بن عمرو ساعدی کے ہیں۔

ابن زیاد کے جسم کو جلایا گیا:

خاذر کے جنگ کے عینی گواہوں نے ابراہیم کی بہادری کو بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ خاذر نہر کے میدان میں ہم نے ابراہیم کو دیکھا ہے کہ صفوں کو الٹ پلٹ رہا تھا اور دشمن کو پیچھے دھکیل رہا تھا اور ابراہیم کے باوفا ساتھ دشمنوں پر حملہ کر رہے تھے۔ انہوں نے اس جنگ میں اس طرح سے استقامت اور پائمیردی ظاہر کی کہ انہوں نے رات کی تاریکی تک اپنے پے در پے حملوں کو قطع نہ کیا اور جو گروہ ان کے مقابلے میں استقامت کر رہا ہوتا تھا وہ اسے خاک وخون میں غلطان کرر ہے تھے خاذر نہر کے کنارے ان ظالموں کے خون سے رنگین ہو چکے تھے کہ گویا ایک سرخ کپڑا نہر کے کنارے پر بچھایا گیا ہے۔ انقلابی شیر دل انسانوں کی شجاعت اور جنگ کی وجہ سے تمام میدان پر ایک وحشت اور خوف طاری ہو چکا تھا۔ ان ظالموں کے جسموں سے پورا میدان جنگ اٹا پڑا تھا اور جنگلی حیوان ان کے جسموں کو اپنا لقمہ بنانے کے لیے آمادہ کھڑے تھے اور اپنے پیٹ کو بھرنے کے لیے دور دور سے دوڑے آ رہے تھے۔ صحرائی جانور اور بھوکے بھیڑیئے اس رات اس بیابان میں غول در غول آ رہے تھے۔ ابراہیم کے یاروں اور مجاہدین نے اس رات مردہ جسموں اور خون کے درمیان فتح کا ناقابل فراموش جشن منایا اور انہوں نے حلقہ وار اس میدان میں خوشی اور مسرت کا سماں باندھ دیا۔

اس ابن زیاد پلید انسان کے جسم کو آگ لگادی اور دوسرے بھی بہت سے جسموں کو آگ لگائی گئی اور اپنے دل کے آگ کو شام کی فوج کے سرداروں کے جسموں کو آگ لگا کر ٹھنڈا

Presented by Ziaraat.Com

کیا۔ اس دفعہ تاریخ صرف مظلوموں اور حق پرستوں کے قتل کی گواہ نہ تھی بلکہ حکومت بنو امیہ کے ہزاروں جنایتکاروں کے لاشوں کو خاذر نہر کے کنارے پر پراگندہ دیکھ رہی تھی۔

خدا کا شکر:

ابراہیم اشتر کی اپنی زبان سے ابن زیاد کے قتل کرنے کا واقعہ سنئے۔ ابراہیم کہتے ہیں کہ جنگ کی گرما گرمی اور سیاہیوں میں اچانک ایک سرخ رو باہیبت مرد نے صفوں کو چیرا اور ایک مست گھوڑے کی طرح ہمارے لشکر کی طرف آیا۔ جو بہادر انسان اس کے سامنے آتا اسے وہ ڈھیر کر دیتا اور اس پر سخت ضربات وارد کرتا یہاں تک کہ وہ میرے نزدیک آ پہنچا میں نے اسے مہلت نہ دی اور اس طرح اس کی کمر پر تلوار ماری کہ وہ نہر کے کنارے گر گیا۔ میں نے اس کے اوپر والے دھڑ کو مغرب کی طرف اور نچلے دھڑ کو مشرق کی طرف دو نیم کر کے گرا دیا۔ اس سے اس طرح مشک کی خوشبو بلند ہو رہی تھی کہ اس نے تمام میدان کو معطر کر دیا ہوا تھا (ابن زیاد ہمیشہ مشک کی خوشبو سے اپنے آپ کو معطر رکھا کرتا تھا) ایک اور روایت میں آیا ہے کہ ابراہیم نے اس پر ایسی کاری ضربت لگائی کہ وہ اپنے گھوڑے کے پاؤں کے سامنے اس گائے کی طرح کہ جس کا سر کاٹ دیا گیا ہو خون میں لتھ پتھ پڑا آوازیں بلند کر رہا تھا ابراہیم نے کہا ہے کہ ایک آدمی آیا اور اس نے اس کے موزے اس کے پاؤں سے اتار لیے۔ میں یہ زیادہ احتمال دے رہا تھا کہ جسے میں نے قتل کیا ہے وہ ابن زیاد ہے۔ دوسرے ساتھیوں نے بھی کہا کہ یہ ابن زیاد ہے لیکن میں مطمئن نہ ہوا میں نے چند ایک آدمیوں کو بلایا اور کہا کہ اس کی شناخت کرو ان تمام نے اس کی شناخت کی اور سب نے کہا کہ یہ ابن زیاد ہے اس کے بعد ابراہیم نے حکم دیا کہ اس کا منحوس سر تن سے جدا کر لو اور چند ایک آدمی معین کر دیئے کہ اس رات اس کے پلید جسم کی حفاظت کریں۔ صبح کے وقت ابن زیاد کا غلام مہران نامی آیا اور اس نے تصدیق کی کہ یہ جسم میرے مالک ابن زیاد کا ہے جب ابراہیم نے کہا الحمد لله الذی اجری قتله علی یدی۔

Presented by Ziaraat.Com

یعنی اس خدا کی حمد اور ثناء ہے کہ اس نے اس کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا ہے۔

عجیب اتفاق:

خاذر کی جنگ اور اس میں ابراہیم اشتر کی فتح کی تاریخ عاشور کے دن ۶۷ھ تھی۔ علامہ ابن نما نے شعبی سے نقل کیا ہے۔ ابن زیاد کا ابراہیم اشتر کے ہاتھوں قتل ہونے کا دن ۶۷ھ عاشورا کا دن تھا۔ اور یہ عجیب اتفاق ہے اس دن ابن زیاد کی عمر اتنالیس سال تھی یہ ایک معمولی اتفاق نہ تھا بلکہ خداوند عالم نے چاہا ہے کہ اسی دن کہ جس دن امام حسین علیہ السلام ابن زیاد کے لشکر کے ہاتھوں شہید ہوئے ہیں ابن زیاد سے اس مظلوم کے خون کا انتقام لے۔ اور یہ ایک عبرت ہے ان کے لیے جو عبرت حاصل کرنا چاہیں۔ ابراہیم نے حکم دیا کہ ابن زیاد کا لباس اور اس کی زرہ اس کے نجس جسم سے اتار لی جائے کیونکہ مقتول کا مال قاتل کے لیے ہوا کرتا ہے۔

عبدالملک کا ابن زیاد کے قتل سے ناراحت ہونا:

ابن زیاد کا غلام میدان جنگ سے سالم بھاگ کر دمشق چلا گیا اور اس وقت کے خلیفہ عبدالملک بن مروان کے پاس گیا۔ عبدالملک اپنی فوج کے شکست کھا جانے کا حال سن کر کامل طور سے پریشان تھا اور ابن زیاد جیسے سالار کے قتل ہو جانے سے زیادہ متاثر ہو چکا تھا۔ جب غلام اس کے پاس گیا تو اس سے پوچھا کہ تیرا مولی اور مالک کس طرح قتل ہوا اور اس سے تیری آخری ملاقات کب ہوئی تھی؟ اس غلام نے جواب دیا کہ جنگ اپنی اوج پر تھی ابن زیاد تیار ہو کر میدان میں جانے لگا تو مجھ سے کہا کہ میرے لیے پانی لے آؤ میں نے پانی کا ایک کوزہ اسے دیا وہ گھوڑے پر سوار تھا اسی حالت میں اس نے پانی پیا اور پھر باقی پانی اپنی زرہ اور سر اور صورت پر ڈالا اور کچھ پانی گھوڑے کے سر اور گردن پر ڈالا اور حملہ کر دیا پھر میں نہیں جانتا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا یہ میری اس سے آخری ملاقات تھی۔

Presented by Ziaraat.Com

فتح کا دن:

اللہ کے راستے کے مجاہدوں یا ابراہیم کے بقول شرطہ اللہ یعنی اللہ کے پولیس کی وہ رات جو کبھی فراموش نہ ہوگی اور جب کہ اس رات تمام میدان اور نہر کے اطراف میں شامی فوج کے لاشے پڑے ہوئے تھے جو کبھی فراموش نہ ہوگی اور لاشے پڑے ہوئے تھے ختم ہوئی اور صبح نمودار ہوئی لیکن اس دفعہ سورج اس حالت میں طلوع کر رہا تھا کہ جب مردان حق فتح پا چکے تھے اور دشمن اپنے اعمال کے سزا کو پہنچ چکے تھے اور اللہ کا وعدہ ایک دفعہ اور پورا ہو گیا تھا کہ ہم ظالموں سے انتقام لیں گے۔ اس دن کا سورج کتنا خوبصورت اور زیبا تھا۔ مردان حق نے خوش اور پر امید دلوں سے بہت زیادہ مال غنیمت جمع کیا۔ ابو السفاح زبیدی خوش بیان شاعر نے کتنے عمدہ اور خوبصورت پر ہیجان اور شجاعت آمیز شعر کہے ہیں کہ جس میں مختار کی مدح اور ابن زیاد کے مذمت بیان کی ہے۔

(۱) ابن زیاد شام کی شریر فوج سے مختار کے مقابلے کے لیے آیا اور وہ ایسی فوج تھی جو تھوڑی سی حد دوری پر حاضر ہو جانے والی تھی۔

(۲) دونوں فوجیں میدان میں ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوئیں جس میں ان کو موت اور فرار کرنا نصیب ہوا۔

(۳) اے زیاد کے بیٹے تو نے ابراہیم سے جنگ کرنے کے لیے اپنی بیوی ہند سے وداع کیا اس کی مصیبت تیری سوگواری میں کم نہ تھی۔

(۴) بہت اچھا ہوتا کہ ہند قید کر لی جاتی اور یہ مختار کے لیے ایک بہت بڑا راز ہوتا۔

(۵) عبید اللہ کی فوج نے ڈر کے مارے فرار کیا اور نیزے اور چمکتی تلواروں کے خوف سے شکست اٹھائی۔

(۶) خداوند ادین کے مددگاروں کو جزائے خیر عنایت فرما اور ابن زیاد کے قتل سے مصیبت اور داغدار دلوں کو خوشحال کر۔

Presented by Ziaraat.Com

ابراہیم شمال غرب عراق کا گورنر ہو گیا:

ابراہیم نے اس جنگ میں کامیاب ہو جانے کے بعد عراق کے شمال اور غرب پر پورا قبضہ کر کے تسلط حاصل کر لیا اور موصل شہر کو اپنا مرکز اور گورنر ہاؤس قرار دے دیا اور وہیں ٹھہر گیا کیونکہ مختار نے اسے اسی منصب پر متعین کر دیا تھا۔ ابراہیم نے اپنے علاقے میں اپنے طرف سے جزیرہ پر جو حاکم معین کیے ان کے نام یہ ہیں:

(۱) اسماعیل بن زفر کو قرقیسا پر حاکم بنایا۔

(۲) حاتم بن نعمان باہلی کو حران اور رہا اور سمیساط پر حاکم بنایا۔

(۳) عمیر بن حباب سلمی کو کفرتوثا پر حاکم بنایا۔

(۴) مسلم بن ربیعہ کو آمد پر حاکم بنایا۔

(۵) سفاح بن کردوس کو سنجار پر حاکم بنایا۔

(۶) عبداللہ بن مسلم کو میافارقین پر حاکم بنایا اور خود نصیبین شہر میں گیا اور وہیں رہنے لگا ابن زیاد کی بیوی ہند جو اسماء بن خارجہ کی بیٹی تھی وہ اپنے شوہر ابن زیاد کے قتل ہو جانے کے بعد ابراہیم کے پاس آئی اور کہا کہ ہمارا مال ومتاع آپ کی فوج نے غارت کر لیا ہے۔

ابراہیم نے اس سے پوچھا کہ تمہارا کتنا مال تھا جو غارت کر لیا گیا ہے۔ اس نے کہا کہ پچاس ہزار درہم ابراہیم نے حکم دیا اسے ایک لاکھ درہم دے دیئے جائیں اور اسے سو سواروں کی حفاظت میں اس کے باپ کے پاس بصرہ بھیج دیا۔ یہ ابراہیم کی مردانگی اور بزرگواری کا ایک اور نمونہ ہے کہ اس بہادر مرد دلیر شیعہ نے ابن زیاد کی بیوی کے ساتھ کیسا سلوک کیا۔ لیکن کوفہ اور شام کے ظالم اور جنایتکاروں نے امام حسینؑ کے اہل بیتؑ اور خاندان کے ساتھ کیسا سلوک کیا تھا؟

ابن زیاد کی مذمت میں ابن مفروغ کے اشعار:

اغانی نے ابن مفرغ کے حالات میں لکھا ہے کہ ابن زیاد کے ابراہیم اشتر کے

Presented by Ziaraat.Com

ہاتھوں قتل ہونے کے بعد ابن مفرغ معروف شاعر نے ابن زیاد کی مذمت میں اشعار لکھے ہیں کہ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ خداوند عالم نے اس جانی خبیث بے اصل ونسب کو اس کے اعمال کی سزا دے دی ہے اور اس کے قتل پر تمام لوگ خوش ہوئے ہیں اور ظالموں کو سزا اسی طرح سے ہوا کرتی ہے۔

ستر ہزار مقتول:

ابو عمر بزار نامی آدمی نے کہا ہے کہ خاذر کی جنگ میں، میں ابراہیم کے ساتھ کھڑا تھا میں نے اپنی آنکھوں سے ابن زیاد کا قتل کیا جانا دیکھا تھا۔ اس دن شام کی فوج میں عظیم کشتار اور قتل وقتال ہوا۔ ابراہیم کے لشکر سے اس کی فوج کے اتنے لوگ قتل ہوئے تھے کہ جن کا شمار کرنا ممکن نہیں تھا تمام میدان میں ان ظالموں کے لاشے پڑے ہوئے تھے۔ ہم قتل ہونے والوں اور غرق ہونے والوں کو شمار کر رہے تھے کہ جن کی تعداد ستر ہزار تک پہنچی تھی۔

شعبی محدث نے لکھا ہے کہ شام کی فوج سے صفین کی جنگ کے بعد اس جنگ خاذر کے مثل اور کوئی جنگ نہ تھی۔

عراقیوں کو خاذر کی جنگ میں فتح عاشور کے دن سنہ ۶۷ھ میں ہوئی اور دشمن کی بہت سی فوج نہر خاذر میں غرق ہوگئی اور ہلاک ہوگئی۔ بعض نے لکھا ہے کہ غرق ہونے والے میدان میں قتل کیے جانے والوں سے زیادہ تھے۔

مختار کو جنگ میں فتح کی خوشخبری:

مختار ابراہیم اشتر کے جنگ کرنے سے باقاعدہ اطلاع پا رہا تھا اور اس کی خبر بہت وقت سے معلوم کر رہا تھا۔ شعبی نے لکھا ہے کہ مختار ایک دن انقلاب کے سربراہوں اور کوفہ کے لوگوں کے ساتھ کوفہ سے باہر گیا اور اپنے مددگاروں میں سے ایک سایب بن مالک نامی کو اپنا

Presented by Ziaraat.Com

جانشین بنایا اور خود مدائن شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ مدائن کے راستے میں ساباط نامی شہر میں وارد ہوا اور تھوڑے سے وقت کے لیے وہاں ٹھہر گیا اور لوگوں کو یہ بشارت اور خوشخبری دی کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی فوج نے نصیبین میں یا اس کے نزدیک علاقے میں فتح حاصل کر لی ہے اور دشمن کی فوج کو تہہ تیغ کر دیا ہے۔ صبح سے لے کر شام تک دشمن کی فوج کے قلع قمع کرنے میں لگے رہے ہیں اور دشمن کی زیادفوج ہماری فوج کے محاصرے میں آ چکی ہے۔ شعبی نے کہا کہ میں اور میرا باپ مختار کے ہم سفر تھے ہم ساباط سے جب گزرے اور مدائن میں پہنچے تو لوگ مختار کے استقبال کے لیے باہر آئے اور ہم نے مسجد میں قیام کیا۔

مختار کی مدائن میں تقریر:

مختار مدائن میں منبر پر گیا اور حمد اور ثناء الٰہی کے بعد مختار نے لوگوں کو ابراہیم کی فوج کی مدد کرنے کے لیے ترغیب دلائی اور لوگوں کو انقلاب کے اغراض کی تکمیل اور اس کے لیے کوشش اور استقامت کرنے اور اہل بیتؑ کے خون کے انتقام لینے کی سفارش کی۔ وہاں جنگ کی خبریں متصل آ رہی تھیں مختار منبر پر تھے کہ اسے خبر دی گئی کہ شام کی عظیم فوج پوری طرح سے شکست کھا چکی ہے اور اس کے نوے فیصد لوگ قتل کیے جا چکے ہیں اور ان کے سالار بھی قتل ہو چکے ہیں مختار کو ابن زیاد کے قتل کیے جانے کی خوشخبری دی گئی۔ شعبی نے کہا کہ جب مختار کو یہ خبر دی گئی تو مختار پر جوش اور خوشی کی شدت کی وجہ سے پرواز کرنا چاہتا تھا۔ مختار اور تمام لوگ خوش اور شاد ہوئے اور وہ مجلس ایک انقلابی جشن میں تبدیل ہو گئی۔ مختار نے لوگوں کے ہیجان اور جوش کے تھمنے کے بعد یہ کہا: لوگو! کیا خدائی فوج کی فتح کی خبر میں نے تمہیں اس سے پہلے نہیں دی تھی تمام لوگوں نے کہا کیوں نہیں۔ آپ نے اس فتح کی خوشخبری پہلے سے ہم کو سنائی تھی۔ شعبی نے کہا کہ مختار کے دوستوں اور عقیدتمندوں میں سے ایک ہمدان قبیلے کا آدمی جو میرے نزدیک بیٹھا ہوا تھا مجھ سے کہا اے شعبی اب تم ایمان لے آئے ہو؟ میں نے کہا کہ میں کس پر

Presented by Ziaraat.Com

ایمان لے آؤں؟ اس نے کہا کہ مختار علم غیب جانتا ہے؟ میں نے کہا کہ میں ان چیزوں پر عقیدہ نہیں رکھتا ہوں کیا مختار نے ساباط میں نہیں کہا تھا کہ ابراہیم کی فوج نے نصیبین یا اس کے نزدیک کامیابی اور فتح حاصل کر لی ہے جب کہ اس کی یہ بات خلاف ثابت ہوئی ہے کیونکہ ابراہیم کی فوج نے شام کی فوج کو خاذر نہر پر جو موصل کے قریب ہے شکست دی ہے۔ وہ آدمی میری اس گفتگو سے ناراحت ہوا اور مجھ سے کہا اے شعبی تیرا ایمان کمزور ہے اور میں ڈرتا ہوں کہ آخرت میں عذاب میں مبتلا نہ ہو جائے۔ راوی نے شعبی سے پوچھا کہ وہ ہمدانی آدمی جس نے تجھ سے یہ گفتگو کی تھی کون تھا؟ شعبی نے کہا کہ مجھے میری جان کی قسم کہ وہ آدمی بہت دلیر تھا اور بصرہ کی جنگ میں مختار کے ساتھ تھا اور قتل ہو گیا اور اس کا نام سلیمان بن حمیر تھا جو ہمدانی قبیلے سے تھا۔

اس کی وضاحت کرنا ضروری ہے کہ مختار علم غیب اور امامت و نبوت کا دعویٰ نہیں کیا کرتا تھا مختار جو کچھ بھی کہتا تھا یا بواسطہ یا بلاواسطہ آئمہ علیہم السلام سے اور بالخصوص حضرت علی علیہ السلام سے سنا ہوا تھا اور مختار بطور کامل حضرت علی علیہ السلام کی بشارت دینے پر پورا اعتقاد رکھتا تھا اور اسے لوگوں سے بیان کیا کرتا تھا۔

کٹے سر:

شام کی فوج کے قتل ہونے کے بعد ابراہیم نے حکم کے مطابق شہداء کربلا کے سروں کے برابر ستر سر شام کے سرکردہ اور سالاروں کے جدا کیے گئے اور ان کے نام ایک رقعہ میں لکھا گیا اور ان کے کانوں کے ساتھ لٹکایا گیا تاکہ معلوم ہو سکے کہ یہ کس کا سر ہے اور ان تمام کو بہترین ہدیہ کے طور پر لشکر کے ہمراہ کوفہ میں مختار کے لیے بھیجا گیا۔

ابن زیاد کا سر مختار کے پاؤں کے نیچے:

علامہ ابن نما نے لکھا ہے کہ جب شام کے سرکردہ افراد اور ابن زیاد کے سر مختار کے پاس بھیجے گئے تو اس وقت مختار دسترخوان پر بیٹھا غذا کھا رہا تھا جب مختار کی آنکھ ابن زیاد کے

Presented by Ziaraat.Com

منحوس سر پر پڑی تو مختار نے اللہ تعالیٰ کی حمد اور ثناء کی اور اللہ کا شکر ادا کیا اور کہا کہ جب امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک ابن زیاد کے سامنے رکھا گیا تھا تو اس وقت یہ پلید دستر خوان پر بیٹھے غذا کھا رہا تھا اور اب جب کہ اس معلون کا سر میرے سامنے لایا گیا ہے میں بھی دستر خوان پر بیٹھے غذا کھا رہا ہوں۔

جب مختار نے کھانا کھالیا تو اٹھا اور اپنا پاؤں اس کے چہرے پر رکھا اور اس کے بعد اپنا جوتا اپنے غلام کو دیا اور کہا کہ اسے پاک کر لاؤ کیونکہ میں نے ایک کافر کی صورت پر اسے رکھا ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی عدالت کا تقاضا ہے اور وعدہ الٰہی کا پورا ہونا ہے کیا کوئی احتمال دیتا تھا کہ اس مغرور اور سفاک انسان کو یہ ذلت اور خواری دیکھنی پڑے گی اور اس کا کٹا ہوا سر مختار کے جوتوں میں روندا جائے گا جی ہاں! ظلم کا انجام یوں ہی ہوتا ہے: "سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون" یعنی ظالم لوگ بہت جلد جان جائیں گے کہ کس طرح زیر اور ذلیل ہو جائیں گے۔

ابو طفیل کنانی نے کہا ہے کہ ابن زیاد اور دوسرے سرکردہ لوگوں کے سروں کو کوفہ کی دیوار کے ساتھ لٹکایا گیا ان کے اوپر سفید کپڑا ڈالا ہوا تھا۔ میں نے کپڑا ہٹایا تا کہ سروں کا تماشا کروں میں نے دیکھا کہ ایک سانپ ابن زیاد کی ناک سے نکلتا اور سر کے سوراخ میں داخل ہو جاتا اور باہر نکل آتا تھا۔ میں نے خود دیکھا کہ وہ سانپ اس کے سر کے سوراخوں میں حرکت کر رہا تھا۔

ابن عماد نے لکھا ہے سنہ ۶۷ھ میں جب ابراہیم کی ابن زیاد کی فوج کے ساتھ ایک بڑی عظیم جنگ ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے شہداء کربلا کے خون کا انتقام ظالموں سے لیا۔ مختار نے حکم دیا کہ شامیوں کے ستر کٹے ہوئے سروں کو دار الامارہ کی اسی جگہ لٹکایا جائے کہ جہاں امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک نصب کیا گیا تھا۔ اس کے بعد ان کٹے ہوئے سروں کو اہل بیت پیغمبرؐ کے پاس مدینہ

Presented by Ziaraat.Com

بھیج دیا گیا مدینہ کے مرد اور عورتیں ان سروں کا تماشہ دیکھتے تھے اور ان پر لعنت کرتے تھے۔

مختار کا محمد بن الحنفیہ کو بشارت کا خط:

مختار نے حکم دیا کہ ابن زیاد اور دوسرے سروں کو جیسے حصین بن نمیر اور شرجیل بن ذی کلاع جو شام کی فوج کے سربراہ تھے اور ان کا کربلا کے واقعہ میں بہت زیادہ عمل دخل تھا حجاز لے جایا جائے۔ مختار نے ایک گروہ عبدالرحمٰن بن ابی عمیر ثقفی اور عبدالرحمٰن بن شداد جشمی اور انس بن مالک اشعری یا سائب بن مالک کی رہبری میں تیس ہزار دینار دے کر مکہ روانہ کیا تاکہ وہ ان سروں اور مال کو بعنوان بہترین ہدیہ اہل بیتؑ پیغمبر اور بالخصوص امام زین العابدینؑ اور محمد بن الحنفیہ کے پاس لے جائیں اور ایک خط بھی محمد بن الحنفیہ کے نام اس مضمون کا لکھا کہ میں نے آپ کے یار و انصار اور مددگاروں کو تمہارے دشمنوں کے مقابلے کے لیے بھیجا اور وہ آپ کے مظلوم بھائی کے خون کا انتقام لینے کے لیے کھڑے ہو گئے اور اس کام کو وہ خدا کے لیے انجام دے رہے تھے اور مظلوم شہداء کی شہادت سے سخت متاثر اور متاسف تھے انہوں نے آپ کے دشمنوں سے جنگ کی اور خدا کا شکر ہے کہ انہوں نے آپ کے خون کا انتقام لے لیا ہے اور آپ کے دشمنوں کو کوہ و بیابان میں ہر جگہ ہلاک کر دیا یا ان کو نہر کی موجوں کے سپرد کر دیا اور وہ غرق ہو گئے ہیں۔ خداوند عالم نے مؤمنوں کے دلوں کو اس فتح اور کامیابی سے خوش کر دیا ہے۔

محمد بن حنفیہ کی دعا:

جب مختار کا بھیجا ہوا گروہ مکہ وارد ہوا اور محمد بن الحنفیہ کی زیارت کے لیے ان کے پاس گئے اور درحقیقت محمد بن حنفیہ کو امام سجادؑ نے انقلاب مختار کی تمام ذمہ داری سپرد کی ہوئی تھی۔ مختار کی اس فتح اور کامیابی سے جناب محمد بن حنفیہ بہت زیادہ خوشحال ہوئے اور جب محمد بن حنفیہ کی نگاہ ابن زیاد کے سر پر پڑی تو آپ سجدہ میں گر گئے اور مختار کو دعا دی اور یہ جملے بیان

Presented by Ziaraat.Com

فرمائے: "جزاہ اللہ عنہ الجزاء فقد ادرک ثارنا ووجب حقہ علی کل ولد عبد المطلب بن ھاشم" یعنی خداوند عالم مختار کو جزائے خیر عنایت فرمائے اس نے ہمارا انتقام لے لیا ہے اور اس کا تمام اولاد عبد المطلب پر حق ضروری اور واجب ہو گیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے ابراہیم اشتر کو جو درحقیقت ابن زیاد کا قاتل وہی تھا اور مختار کی فوج کا فاتح بھی وہی تھا یوں دعا دی۔ خدایا ابراہیم کی حفاظت فرما اور اسے جس کو تو دوست رکھتا ہے اور تیرا مورد رضا ہے اس کی توفیق عنایت فرما اور اسے دنیا اور آخرت میں اپنی مغفرت کا مورد قرار دے۔

محمد بن حنفیہ نے اس مال کو جو مختار نے بھیجا تھا۔ اہل بیت پیغمبر اور شیعوں مہاجر اور انصار اور ان کی اولاد میں مکہ اور مدینہ میں تقسیم کر دیا اور ابن زیاد کا منحوس سر امام زین العابدین کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ جب مختار کا گروہ سروں کو لے کر مدینہ امام زین العابدینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو امام علیہ السلام بھی دستر خوان پر بیٹھے غذا تناول فرما رہے تھے۔

ابن زیاد کا سر امام زین العابدینؑ کی خدمت میں:

امام زین العابدینؑ ابن زیاد کے سر دیکھنے سے بہت خوشحال ہوئے اور سجدہ شکر ادا کیا اور یہ جملے فرمائے "الحمد للہ الذی ادرک لی ثاری من عدوی و جزا اللہ المختار خیرا" خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمارے دشمن سے ہمارے خون کا انتقام لے لیا ہے خداوند عالم مختار کو جزائے خیر عنایت فرمائے۔ اس وقت امام علیہ السلام حاضرین کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔

"ادخلت علی عبید اللہ بن زیاد و ھو یتغذی و راس ابی بین یدیہ فقلت اللھم لا تمتنی حتی ترینی راس ابن زیاد"۔ یعنی جب مجھے ابن زیاد کے پاس لے جایا گیا تو وہ ملعون دستر خوان پر بیٹھا غذا کھا رہا تھا اور میرے باپ کا سر اس کے سامنے پڑا ہوا تھا میں نے اس فریون بد دعا کی تھی کہ خدایا مجھے نہ مارنا یہاں تک کہ ابن زیاد کا سر مجھے دکھانا۔ امام

Presented by Ziaraat.Com

علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی اور اس امام علیہ السلام کی اس دعا سے مختار کا مقام اور مرتبہ معلوم ہو جاتا ہے کیونکہ امام زین العابدینؑ اس کے لیے بھی دعا فرما رہے ہیں۔

اہل بیتؑ عظام کی خوشی:

اہل بیتؑ عظام اور آئمہ علیہم السلام مختار کے کاموں کو ہمیشہ سراہتے رہے اور اس کے کاموں کو عظمت سے یاد کرتے رہے۔ مختار کی اس بڑی خدمت کو جو اس نے شہداء کربلا کے قاتلوں کو نیست و نابود کرنے سے اور بالخصوص ابن زیاد اور عمر بن سعد کے قتل کرنے سے انجام دی ہے کبھی فراموش نہیں کرتے تھے جس دن ابن زیاد کا سر مکہ اور مدینہ لایا گیا تھا تو انہوں نے اس دن کو اہل بیتؑ کی خوشی کا دن قرار دیا ہے اس دن جشن منایا۔ اس بارے میں امام جعفر صادق سے یوں روایت نقل کی گئی ہے کربلا کے غم اندوہ واقعہ کے بعد بنی ہاشم کی کسی عورت نے آرائش اور زینت نہیں کی تھی اور ہم اہل بیتؑ ہمیشہ ماتم اور عزاداری میں رہے جب تک مختار نے قیام نہیں کیا اور ابن زیاد قتل نہیں ہوا امام حسینؑ کی شہادت کے بعد پانچ سال تک بنی ہاشم کے گھروں سے دھواں بلند نہیں ہوا (یعنی انہوں نے گرم غذا نہیں پکائی)

امیر المومنینؑ کی ایک لڑکی فاطمہ (علیہا السلام) نے فرمایا ہے کہ بنی ہاشم کی کسی عورت نے کربلا کے واقعہ کے بعد زینت نہیں کی یہاں تک کہ مختار نے عبیداللہ کا سر کاٹ کر ہمارے پاس بھیجا۔

مختار کے تحائف:

مختار نے ہمیشہ اپنے روابط مدینہ کے ساتھ برقرار رکھے اور اس کا اہل بیتؑ عظام سے کبھی رابطہ قطع نہیں ہوا۔ آپ ہمیشہ اپنے کاموں سے محمد بن الحنفیہ اور امام زین العابدین علیہم السلام کو آگاہ کرتے رہتے تھے۔ اصل قیام کے مخفی رہبر امام زین العابدینؑ تھے اور انہوں

Presented by Ziaraat.Com

نے جناب محمد بن الحنفیہ کو اس کی رہبری کرنے میں اپنا نمائندہ بنایا ہوا تھا۔ لہٰذا مختار امام علیہ السلام کو اپنے کاموں سے آگاہ کرتے رہتے تھے۔ اور جب مختار کو کوئی زیادہ مال مل جاتا یا کوئی قیمتی تحفہ انھیں دیا جاتا تو اسے وہ مخلصانہ نیت سے امام زین العابدین علیہ السلام اور اہل بیتؑ اور خاندان پیغمبر علیہ السلام کے لیے بھیجا کرتے تھے۔ ایک دفعہ مختار نے ایک کنیز امام سجاد علیہ السلام کی خدمت میں بھیجی جو بعد میں زید شہید کی ماں بنی۔ مختار کے اس طرح کے ہدایا اور مال بھیجنے سے بنی ہاشم اور شیعوں نے فقر اور تنگدستی سے نجات حاصل کی اور انھوں نے اپنے گھروں کو کہ جنھیں بنو امیہ کی حکومت نے خراب کر دیے تھے دوبارہ تعمیر کیا۔ مختار جو کچھ مدینہ بھیجا کرتا تھا اسے اہل بیتؑ کے مادی اور معنوی امور پر خرچ کیا جاتا تھا۔ (اس کے بارے پہلے کئی روایات نقل ہو چکی ہیں) بعض مورخین نے لکھا ہے کہ مختار حجاز کے سرداروں کو اپنی طرف جذب کرنے کے لیے ان کے پاس بھی تحائف بھیجا کرتا تھا۔ مختار ابن عباس جو مدینہ کی اہم شخصیت تھی اور عبداللہ بن عمر جو مختار کا بہنوئی تھا ان کو بھی اپنے تحائف سے بے بہرہ اور محروم نہیں کیا کرتا تھا۔ بعض نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن عمر تمام لوگوں کے تحفے قبول کر لیتا تھا لیکن مختار کے تحفے کو جو اس نے ایک لاکھ درہم اسے بھیجے تھے قبول نہیں کیا تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

تیرھویں فصل

مختار اور عبداللہ بن زبیر کی جنگ

Presented by Zlaraat.Com

پہلا حصہ

﴿مختار کی چال﴾

مختار کی اصلی غرض جہان اسلام میں فساد کی جڑ بنوامیہ کی حکومت کو بیخ بن سے ختم کر دینا تھا۔ مختار نے امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں اور واقعہ کربلا میں شریک افراد کے قتل عام کے بعد شام کی حکومت کی طرف توجہ کی تاکہ امام حسین علیہ السلام دوسرے قاتلوں کو جو شام کے لشکر سے تھے اور شریک افراد کو ان کے اعمال کی سزا دے سکے لیکن یہ کام کی انتہا نہ تھی کیونکہ عبدالملک بن مروان کی حکومت شام میں مستقر تھی اور وہ اس پر حاکم تھا اگرچہ ابن زیاد جیسے ظالم نمبر ایک اور شام کے دوسرے سپہ سالار جو کربلا کے واقعہ میں ابن زیاد کے پرچم کے نیچے داخل تھے یہ سب شام میں بنوامیہ کی حکومت کے فرمانبردار تھے اور اپنے اپنے اعمال کی سزا کو پہنچ چکے تھے لیکن اتنا ہی کافی نہ تھا بلکہ اصل بنوامیہ کی غاصب حکومت کی بنیاد کو ختم کرنا تھا اس کے سامنے سب سے زیادہ مانع عبداللہ بن زبیر کا خطرہ تھا کیونکہ عبداللہ بن زبیر اس زمانے میں خلافت کا مدعی تھا اس نے مکہ کو اپنا پایہ تخت قرار دیا ہوا تھا اور ایک وسیع منطقہ حجاز اور عراق اور یمن پر حکمرانی کر رہا تھا۔ اس کا خطرہ مختار کی تاک میں تھا کیونکہ عبداللہ بن زبیر نے اپنے بھائی مصعب بن زبیر کو بصرہ کا گورنر بنایا ہوا تھا اور مصعب مختار کے بارے بہت سخت کینہ اور دشمنی رکھتا تھا اور کوفہ سے تمام اشراف اور سردار جو کربلا کے واقعہ میں شریک تھے فرار ہو کر مصعب کی پناہ میں جا چکے تھے اور ان کی تعداد بھی کم نہ تھی۔ مختار کی پریشانی درست تھی کیونکہ مختار احتمال دیتا تھا کہ اگر اس نے اپنی فوج بنو امیہ کی حکومت سے جنگ کرنے شام کی طرف روانہ کر دی تو ہو سکتا ہے کہ کوفہ کے فراری مصعب

Presented by Ziaraat.Com

کو برانگیختہ کر کے ایک عظیم فوج لے کر کوفہ پر چڑھائی نہ کر دیں مختار بالکل ٹھیک دو قدرت دائیں بائیں کی دو طاقتوں کے درمیان گھرا ہوا تھا اور سخت دباؤ میں تھا۔

(۱) حکومت شام اور بنوامیہ کی فوج کہ جس کے متعلق ہر لحظہ عراق پر حملہ کر دینے کا احتمال تھا۔

(۲) ابن زبیر کی فوج جو مصعب بن زبیر کی کمان میں بصرہ میں موجود تھی۔

مختار کی اہل بیتؑ کے دشمنوں سے چال اور سیاست یوں تھی کہ پہلے شام کی حکومت سے جنگ کرے اور اصلی خطرے کو برطرف کرے تا کہ اپنی اصلی غرض جو شہداء کربلا کے خون کا انتقام لینا تھا کامل طور پر حاصل کر لے اور بنوامیہ کی حکومت کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دے اس کے بعد زبیر کے ساتھ جنگ شروع کرے لیکن مختار جانتا تھا کہ ایک وقت میں وہ دو قوی حکومتوں سے جنگ نہیں کر سکتا۔ لہٰذا مختار کے لیے ضروری تھا کہ وہ ایک طرف سے آسودہ خاطر ہوتا کہ دوسری طرف کو سرکوب کر سکے۔ اسی سیاست کی بنا پر مختار نے ارادہ کر لیا کہ ابن زبیر کے ساتھ مکر اور فریب کر کے مذاکرات کرے اور اسے ظاہر کرے کہ میں ابن زبیر کا طرفدار ہوں میری تو دشمنی صرف بنوامیہ کی حکومت اور کربلا کے واقعہ میں شریک لوگوں سے ہے ادھر شام میں مروان بن الحکم کی موت کے بعد عبدالملک سنہ ۶۶ھ میں حکومت قائم کر چکا تھا اور اسی زمانے میں دو مہم فوجیں اپنے دشمنوں کی طرف روانہ کر دی تھیں اگر چہ شام کی فوج نے ابراہیم کے ساتھ جنگ میں شکست کھائی تھی لیکن یہ ان کی آخری شکست نہ تھی بلکہ شام کی حکومت کو بنوامیہ کے وجود سے پاک کرنا ہوگا۔ شام کی حکومت نے ایک فوج ابن زیاد کی کمان میں عراق کی طرف مختار کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے روانہ کی تھی کہ جس نے شکست اٹھائی اور دوسری فوج عبدالملک بن حارث کی کمان میں ابن زبیر کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے حجاز کی طرف روانہ کی تھی یہ فوج مکہ اور مدینہ کے درمیان وادی القریٰ میں جا کر مستقر ہوگئی۔

Presented by Ziaraat.Com

مختار کا ابن زبیر کو خط:

ذکر ہو چکا ہے کہ مختار نے ابراہیم اشتر اور شیعوں کی مدد سے ابن زبیر کے گورنر ابن مطیع سے جنگ کرکے کوفہ کو اس کے تسلط سے آزاد کر لیا تھا اور ابن مطیع بھاگ کر شرم یا ڈر کے مارے مکہ نہیں گیا تھا بلکہ بصرہ مصعب بن زبیر کے پاس چلا گیا تھا اور وہیں رہنے لگا اور حالات کا منتظر رہا کہ مختار کی سرگزشت کہاں تک پہنچتی ہے۔

مختار نے اپنی سوچی سمجھی ہوئی سیاست کے تحت ایک محبت آمیز خط عبداللہ بن زبیر کو یوں لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم O آپ میری سابقہ زندگی کو دوسروں سے بہتر جانتے ہیں کہ میں آپ کا خیر خواہ اور ہمدرد ہوں اور آپ کے دشمنوں کا دشمن ہوں میں آپ کا وفادار تھا آپ نے میرے ساتھ وفا نہیں کی اور اپنے وعدے اور عہد پر جو آپ نے مجھ سے کیا تھا عمل نہیں کیا اور میرے خلاف ایسے اقدام کیے کہ جن کی مصلحت نہیں تھی اور میری مدد کرنے میں سستی اور دریغ کیا لیکن آپ نے دیکھا کہ میں کس طرح ثابت ہوا ہوں تیرے اور میرے دشمن بنوامیہ کے ساتھ میں نے کیا کیا ہے اگر اب بھی آپ فائدہ اٹھانا چاہیں تو اس کے لیے مناسب وقت آ پہنچا ہے اور کوئی دیر نہیں ہوئی اگر آپ میرے ساتھ مدد کرنے اور حمایت کا وعدہ کریں تو میں اب بھی تیرا وہی سابقہ وفادار دوست ہوں اور تیری مصلحت کے لیے کام انجام دونگا۔ (طبری نے کہا کہ مختار کا سارا یہ مضمون فریب اور مکر پر مبنی تھا) مختار کا قصد یہ تھا کہ عبداللہ بن زبیر کو نرم کرے اور اس کے شر سے محفوظ ہو جائے تاکہ اپنی طاقت اور فوج کو ایک محاذ بنوامیہ کی حکومت کے خلاف استعمال کر سکے اور یہ مختار کی ایک سیاست اور چال تھی۔ مختار نے ابن زبیر کے ساتھ اپنا ارتباط خفیہ طور پر انجام دیا تھا اور اس کی کسی کو خبر نہیں دی تھی اور اپنے اصحاب اور شیعوں کو اس طرح ظاہر کرتا رہا کہ وہ ابن زبیر کا مخالف ہے اور اس سے اس کا کسی طرح کا رابطہ نہیں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

ابن زبیر کی چال:

مختار کا خط ابن زبیر کو ملا ابن زبیر دھوکے میں نہ آیا لیکن یہ احتمال دیتا تھا کہ مختار کے ساتھ شاید ساز باز کر سکے اسی بنا پر کہ دیکھے کہ مختار نے واقعاً صداقت کی بنا پر یہ اظہار کیا ہے یا اس کی کوئی چال اور سیاست ہے اس کا امتحان کرنا چاہا اپنے ایک خاص دوست عمر بن عبدالرحمن مخزومی کو بلایا اور اس سے کہا کہ تم عراق جاؤ میں تجھے کوفہ کا گورنر معین کرتا ہوں۔ عمر نے کہا کہ واقعاً آپ اس طرح کرنا چاہتے ہیں؟ کوفہ تو مختار کے قبضے میں ہے۔ ابن زبیر نے کہا کہ یہ میں جانتا ہوں لیکن مختار نے مجھے لکھا ہے کہ میں آپ کا فرمانبردار اور مطیع ہوں۔ عمر بن عبدالرحمن نے تیس یا چالیس ہزار درہم اور سفر کی دوسری ضروریات اور لوازم کو لے کر کوفہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ مختار کے جاسوس نے اطلاع دی کہ ابن زبیر نے عمر بن عبدالرحمن کو کوفہ کا گورنر بنا چالیس ہزار درہم دے کر کوفہ کی طرف روانہ کر دیا ہے۔ مختار نے فوراً زائدہ بن قدامہ کو بلایا اور اس سے کہا کہ ابن زبیر نے ایک آدمی کو تیس چالیس ہزار درہم دے کر ہماری طرف روانہ کیا ہے تاکہ یہاں آ کر وہ کوفہ کا گورنر ہو۔ جلدی کرو جو ابن زبیر نے اسے مال دیا ہے تم اس دوگنا مال لے جا کر اس کے استقبال کے لیے جاؤ اور اپنے ساتھ پانچ سو جنگی آدمی مسافر بن سعید کی کمان میں لے جاؤ اور انھیں واپس چلے جانے کا حکم دو۔

پہلے تم خود اس سے ملنا اور اپنے مسلح افراد کو پیچھے ہٹا کر رکھنا۔ مال اسے دینا اور اس سے کہنا کہ جہاں سے آئے ہو واپس چلے جاؤ اور اس سے کہنا کہ مختار کو علم ہو گیا ہے کہ ابن زبیر نے تمھیں اتنا مال دے کر روانہ کیا ہے اور یہ مال تو بہت تھوڑا ہے۔ مختار نے تیرے لیے اس کے دو برابر مال بھیجا ہے اسے لے لو اور جہاں چاہو چلے جاؤ۔ اگر اس نے مال لینے سے انکار کر دیا اور کوفہ آنے کا اصرار کیا تو اس وقت اپنے اس مسلح گروہ کو دور سے اسے دکھلا دو اور اس سے کہو کہ یہ سارا گروہ تیرے خلاف آمادہ کھڑا ہے۔ زائدہ اس گروہ کے سپہ سالار کی حیثیت سے انھیں

Presented by Ziaraat.Com

لے کر جہاں کا مختار نے حکم دیا تھا روانہ ہو گیا اس کی بیابان میں ابن زبیر کے بھیجے ہوئے عمر سے ملاقات ہو گئی۔

زائدہ نے اس سے گرمجوشی کا اظہار کیا اور اس سے آنے کے بارے میں سوال کیا اور اسے مختار کے حکم کے مطابق واپس چلے جانے کا کہا لیکن اس نے قبول نہ کیا اور کہا کہ امیر المؤمنین عبداللہ بن زبیر نے مجھے کوفہ کا گورنر بنا کر بھیجا ہے میں مجبور ہوں کہ اس کے حکم پر عمل کروں میں کس طرح واپس لوٹ سکتا ہوں؟ زائدہ نے اپنے منصوبہ بندی کے مطابق اس مسلح گروہ کو جو وہاں دور بیٹھایا ہوا تھا انہیں اپنے نزدیک بلایا اور انہیں عمر کو دکھلایا۔ عمر دیکھتے ہی حیران ہو گیا اور فوراً اپنے ارادے سے منحرف ہو گیا اور کہا کہ اب میرے واپس چلے جانے میں معقول عذر ہو گیا ہے جلدی کردہ مال مجھے دو۔ عمر نے وہ مال لے کر اپنا بصرہ کی طرف راستہ بدل دیا اور بصرہ چلا گیا اور مطیع کے پاس جو بھاگ کر بصرہ میں چھپا ہوا بیٹھا تھا رہنے لگا۔ یہ واقعہ اس وقت ہوا جب حارث بن عبداللہ بصرہ کا حاکم نہیں بنا تھا اور مثنی بن مخربہ عبدی کے قیام کرنے سے بھی پہلے کا تھا۔

تاریخ کے مطالعہ سے اس واقعہ سے جو چیز معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ مختار نے معلوم کر لیا تھا کہ ابن زبیر سوائے مختار کے ابن زبیر کے سامنے تسلیم ہو جانے کے اور عراق کو ابن زبیر کے تسلط میں دے دینے کے اور کسی چیز پر راضی نہیں ہے لہذا مختار نے بہت زیادہ ماہرانہ طریقے سے ایک اور نقشہ بنایا اور وہ یہ کہ ایک فوج پہلے مدینہ میں جا کر مدینہ پر قبضہ کر لے اور اس کے بعد مکہ کی طرف روانہ ہو جائے کہ جہاں ابن زبیر کا مرکز ہے اور ابن زبیر کا محاصرہ کر لے اور اسے برطرف کر دے اس طرح سے ابن زبیر کا خطرہ ٹل جائے گا لہذا اس سوچ اور پلاننگ کی بنا پر ایک اور خط عبداللہ بن زبیر کو لکھا کہ جس کا مضمون یوں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

دوسرا خط ابن زبیر کے نام:

اسماعیل نعیم نے کہا ہے کہ مختار دو محاذوں سے بہت زیادہ ڈرایا جارہا تھا ایک شام کی حکومت اور دوسرا بصرہ کی طرف سے۔ مختار ان دونوں سے ایک وقت میں مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا لہذا اس نے سوچا کہ ابن زبیر سے وقتی طور سے سازش کر لے تا کہ شام کی حکومت کا خاتمہ کر لے مختار نے سن رکھا تھا کہ عبدالملک بن مروان نے ایک فوج ابن زبیر کو سرکوب کرنے کے لیے روانہ کر دی ہے کہ جس نے وادی القریٰ میں اپنا پڑاؤ ڈالا ہوا ہے۔ مختار نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک خط ابن زبیر کو اس مضمون کا لکھا اما بعد! مجھے بتلایا گیا ہے کہ عبدالملک بن مروان نے ایک فوج تیرے ساتھ لڑنے کے لیے روانہ کر دی ہے اگر تم چاہو تو میں تیری مدد کے لیے فوج روانہ کر دوں۔ والسلام۔

ابن زبیر کا جواب:

ابن زبیر نے مختار کو یوں جواب دیا اگر تم میری اطاعت میں آ جاؤ تو پھر آپ کا فوج کو بھیج دینا میرے لیے اچھا ہے۔ جو لوگ تیری اطاعت میں ہیں ان سے میرے لیے بیعت لو اگر تم نے یہ کام کر لیا تو پھر تیری مدد اور صداقت اور دوستی کو قبول کر لونگا اور کبھی تم سے معترض نہ ہونگا۔ فوج کے روانہ کرنے میں جلدی نہ کرنا اور تم اپنی فوج کو شام کی فوج کے مقابلے کے لیے جو وادی القریٰ میں مستقر ہے اور ان کا ارادہ مکہ کی طرف پیشقدمی کرنا ہے روانہ کر دتا کہ ان سے جنگ کریں۔ والسلام۔ ابن زبیر کے اس طرح کے جواب دینے سے مختار کا منصوبہ مشکل میں پڑ گیا اور ابن زبیر مختار کے کامل تسلیم ہوئے بغیر کوفہ پر ابن زبیر کے تسلط کے بغیر مختار سے کسی اور چیز پر راضی نہیں ہو رہا تھا لہذا مجبوراً مختار نے ابن زبیر سے نزدیک ہونے کے ارادے کو ترک کر دیا اور حجاز پر زبردستی قبضہ کرنے پر عمل کرنا شروع کر دیا۔

Presented by Ziaraat.Com

حجاز پر قبضہ کا منصوبہ:

مختار نے اپنی آخری تجویز پر عمل کرنا شروع کر دیا اور وہ یوں کہ فوج کو بعنوان ابن زبیر کی مدد کے حجاز روانہ کرے اور جب یہ فوج حجاز پہنچے تو سب سے پہلے فوراً مدینہ پر قبضہ کر لے اور اس کے بعد مکہ روانہ ہو جائے اور ابن زبیر کا خاتمہ کر دے۔

مختار نے اپنے ایک سپہ سالار شرحبیل بن ورس کو جو ہمدان قبیلے سے تھا تین ہزار فوج کو کہ جن کے اکثر غلام اور موالی اور ایرانی تھے کہ جن میں سے صرف سات سو عرب تھے حجاز کی طرف روانہ کر دیا۔ مختار نے اس سپہ سالار کو یہ کہا کہ تم حجاز روانہ ہو جاؤ اور جب مدینہ پہنچو تو مجھے اطلاع دینا تاکہ میں آگے کا تجھے پروگرام دوں۔

اسماعیل بن نعیم نے کہا کہ مختار چاہتا تھا کہ جب اس کی فوج مدینہ میں داخل ہو جائے تو وہاں ایک گورنر معین کر دے اور پھر ابن ورس کو حکم دے کہ مکہ پر حملہ کرے اور ابن زبیر کا محاصرہ کر لے یا اس کے ساتھ جنگ کرے۔ ابن ورس اپنے لشکر کے ساتھ مدینہ روانہ ہو گیا لیکن ابن زبیر مختار کے لشکر کی اس نقل اور انتقال سے بہت وحشت زدہ ہو گیا اور احتمال دیتا تھا کہ مختار نے کوئی اور پلاننگ کی ہے لہذا اس نے عباس بن سعد کو دو ہزار جنگی آدمی دے کر مکہ سے مدینہ روانہ کر دیا اور اسے حکم دیا کہ مختار کے لشکر کو مدینہ میں داخل ہونے سے روکے اور اگر وہ اصرار کرے تو ان سے جنگ کرے۔ ابن زبیر نے ٹھیک سمجھا تھا لیکن پھر بھی اسے شک تھا لہذا عباس بن سعد کو سفارش کی کہ پہلے مختار کے لشکر کی آزمائش کرے اگر تجھے معلوم ہو کہ وہ واقعا میری اطاعت میں ہیں تو ان سے جنگ نہ کرنا ورنہ ان سے جنگ کرنا۔

دونوں لشکر کی ملاقات:

مختار کے لشکر کی کہ جن کی تعداد تین ہزار تھی ابن ورس کی کمان میں حجاز میں رقیم نامی

Presented by Ziaraat.Com

جگہ پر ابن زبیر کے لشکر کے ساتھ جو عباس بن سہل کی کمان میں تھا ملاقات ہو گی۔

ابن ورس نے اپنے لشکر کو پانی کے ایک کنارے پر اتار دیا اور پوری طرح فوجی تیاری میں تھے اس کے دائیں جانب سلیمان بن حمیر ہمدان قبیلے کے اور اس کے بائیں طرف کے سپہ سالار عباس بن جعدہ تھے اور خود ابن ورس پیادہ فوج کے آگے تھے۔

عباس بن سہل ابن زبیر کی فوج کے سپہ سالار ابن ورس کی ملاقات کے لیے ان کے پاس گئے جب کہ اس کی فوج جنگی آمادی اور کوئی فوجی تیاری اور ترتیب نہیں رکھتے تھے۔ عباس نے ابن ورس سے خواہش کی کہ تنہا ایک خیمے میں بیٹھ کر مذاکرہ کریں۔ ابن ورس نے اسے قبول کر لیا اور دونوں نے تنہا مذاکرات شروع کر دیئے۔ عباس نے ابن ورس سے کہا خدا تم پر رحمت نازل کرے کیا تم ابن زبیر کی اطاعت میں نہیں ہو؟ ابن ورس نے کہا کہ ہاں یوں ہی ہے۔ عباس نے کہا کہ ابن زبیر کا حکم یہ ہے کہ تم وادی القری جاؤ اور شام کی دشمن فوج سے جو وہاں موجود ہے مقابلہ کرو اور پھر تمہاری غرض بھی تو یہی ہے۔

ابن ورس نے کہا کہ مجھے آپ کی اطاعت کرنے کا حکم نہیں دیا گیا اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں مدینہ جاؤں اور وہاں جا کر ٹھہر جاؤں تا کہ مجھے مختار کا دوسرا حکم ملے۔ عباس نے کہا کہ اگر تم واقعاً ابن زبیر کی اطاعت میں ہو تو اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں وادی القری کی طرف لے جاؤں۔

ابن ورس نے کہا کہ مجھے اس طرح کا حکم نہیں دیا گیا ہے اور میں اس میں تیری اطاعت نہیں کرونگا میں مختار کے حکم کے تحت مدینہ کی طرف جاؤں گا وہاں پہنچ کر مختار کو لکھونگا پھر جو وہ حکم دے گا اس پر عمل کرونگا عباس بن سہل نے جب سمجھ لیا کہ ابن ورس کسی صورت میں بھی میری بات ماننے کو تیار نہیں اور مصر ہے کہ وہ مدینہ کی طرف جائے تو سمجھ گیا کہ اس میں کوئی مکر اور حیلہ ہے لیکن اس کے سامنے یوں ظاہر کیا کہ میں تمہیں مدینہ جانے سے نہیں روکتا ہوں ابن

Presented by Ziaraat.Com

ورس سے کہا کہ تیری سوچ درست ہے لیکن مجھے حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کرو لیکن میں تو وادی القری ہی جاؤں گا۔

عباس بن سہل کی پلاننگ:

عباس نے ایک پلان تیار کیا کہ ابن ورس کو فریب دے اور اس طرح ظاہر کرے کہ ان کے درمیان کوئی خاص نزاع نہیں ہے اس نے چاہا تھا کہ جب ابن ورس کا اعتماد اسے حاصل ہو جائے اسے ایک مناسب فرصت میں غافل گیر کر دے۔ عباس بن سہل اپنی فوج کی طرف واپس لوٹ آیا اور کچھ تعداد گوسفندوں کی بعنوان ہدیہ کے ابن ورس اور اس کی فوج کے لیے بھیج دیے۔ کہا جاتا ہے کہ ابن ورس کے ہر دس آدمیوں کے لیے ایک گوسفند بھیجا تھا۔

ابن ورس اور اس کی فوج بہت زیادہ بھوکی تھی انہوں نے ان گوسفندوں کو ذبح کیا اور کباب وغیرہ بنا کر کھانا شروع کر دیا یہ دونوں فوجیں پانی کے کنارے اتری ہوئی تھیں۔ ابن ورس کی فوج نے اپنے اسلحہ زمین پر رکھا ہوا تھا اور آرام کر رہے تھے۔

عباس کا غافل گیرانہ حملہ:

ابن ورس اور اس کی فوج بے فکر پانی کے کنارے آرام کر رہے تھے کہ اچانک ہزار جنگی آدمیوں نے عباس کے حکم سے ان کا محاصرہ کر لیا۔ ابن ورس عباس کے مکر وفریب کی طرف متوجہ ہوا لیکن بہت دیر ہو چکی تھی کیونکہ حملہ غافلگیرانہ واقع ہو چکا تھا۔ ابن ورس کی اکثر فوج دہشت زدہ ہو کر فرار کر کے چھپ گئی ابن ورس نے اپنی فوج کو آواز دی اے خدائی لشکر میری طرف آؤ شیطان کے ساتھیوں اور مجرموں سے جنگ کو۔ تم حق اور ہدایت پر ہو انہوں نے ہم سے خیانت اور مکر اور فریب کیا ہے۔ لیکن ابن ورس کے ڈرپوک اور پست انسانوں نے اس کی مدد نہ کی اور سارے بھاگ گئے سوائے ایک سو آدمی کے کہ جو ابن ورس کے ساتھ باقی رہ

Presented by Ziaraat.Com

گئے اور انہوں نے دفاع اور جنگ کرنا شروع کر دی لیکن حملہ آوروں کی تعداد زیادہ تھی کہ جس کی وجہ سے تھوڑی مدت میں ابن ورس کے ساتھی شہید ہو گئے اور ابن ورس خود بھی اس خائنانہ معرکہ میں ابن زبیر کے لشکر کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔

ابن یوسف جو عباس بن سہل کی فوج میں تھا وہ بیان کرتا ہے کہ ہم نے ابن ورس کے آدمیوں پر حملہ کر دیا اور مختصر جنگ کی اور ابن ورس کے ستر کے قریب یاروں اور اس کے محافظ قتل کر دیئے عباس بن سہل نے اپنا علم بلند کیا اور آواز دی کہ جو شخص اس پرچم کے نیچے آ جائے اور اپنا اسلحہ زمین پر رکھ دے وہ امان میں ہوگا۔ ابن ورس کے کچھ آدمی اس پرچم کے نیچے چلے گئے اور تقریباً تین سو کے قریب آدمی سلیمان بن حمیر ہمدانی اور عیاش بن جعدہ جدلی کے ساتھ عراق کی طرف بھاگ گئے ابن سہیل نے ان کا پیچھا کیا اور ان تک جا پہنچا اور ان میں سے سو آدمیوں کو قتل کر دیا اور دو سو آدمیوں کو چھوڑ دیا وہ تھکے ماندے بھوکے پیاسے عراق کی طرف پلٹ گئے لیکن ان میں سے بہت زیادہ بھوک اور پیاس سے راستے میں ہلاک ہو گئے۔

اس جنایت کی مختار کو اطلاع:

ابن زبیر کے سپہ سالار عباس بن سہل کا ابن ورس کی فوج کے قتل عام کی خبر مختار کے لیے سخت حیران کن اور غیر متوقع تھی۔ یہ خبر وہ افراد لے آئے جو اس معرکہ سے بھاگ کر صحیح سالم کوفہ پہنچ گئے تھے مختار نے لوگوں کو جمع کیا اور اس جنایت اور خیانت کی انہیں خبر دی اور کہا کہ جان لو کہ بدکردار لوگوں نے نیک اور صالح انسانوں کو شہید کر دیا ہے اور یہ مقدر اور خدا کی مرضی تھی۔

مختار کا محمد بن حنفیہ کو خط:

مختار نے اس واقعہ کے بعد ایک خط اس مضمون کا محمد بن حنفیہ کو مدینہ لکھا:

اما بعد! میں نے ایک فوج آپ کی مدد کے لیے بھیجی تھی تا کہ تمہارے دشمنوں کو نابود کرے اور حجاز کو آپ کے تصرف میں دے دے انہوں نے آپ کی طرف حرکت کی لیکن

Presented by Ziaraat.Com

پہلے کہ وہ مدینہ پہنچیں اس سے پہلے ابن زبیر کی فوج سے مدد بھی ہوئے انہوں نے خدا کے نام اور پیمان سے انہیں دھوکا دیا اور عہد و پیمان شکنی کی اور جب انہیں مطمئن کر دیا اچانک ان پر نامردانہ حملہ کر دیا اور انکا قتل عام کیا اگر آپ مصلحت دیکھیں تو میں ایک بہت بڑی فوج مدینہ روانہ کروں اور آپ اس فوج کی نمایندگی کرنے والے افراد معین کریں تاکہ مدینہ کے لوگ جان جائیں کہ میں آپ کی اطاعت میں ہوں اور یہ فوج آپ کے اختیار اور زیر فرمان ہے اور اگر آپ اس طرح کرلیں تو آپ دیکھیں گے کہ مدینہ کے اغلب لوگ آپ اہل بیت کا حق بہتر جان جائیں گے اور وہ محبت اور طاقت جو آپ کے خاندان سے رکھتے ہیں آپ کے ساتھ ملحق ہو جائیں گے اور یہ تو معلوم ہے کہ ابن زبیر کا خاندان معمولی سی حیثیت لوگوں میں نہیں رکھتا کیونکہ یہ خاندان ظالم اور بے دین ہے۔ والسلام۔

محمد بن حنفیہ کا جواب:

چونکہ محمد بن حنفیہ کو امام سجادؑ کی طرف سے صرف مختار کی اتنی تائید کرنی تھی کہ جس سے وہ شہداء کربلا کے خون کا انتقام لے سکے اس سے زیادہ محمد بن حنفیہ کسی قسم کی حکومت کی تشکیل کرنے اور عمومی انقلاب کرنے کی فکر میں نہ تھے اسی بنا پر محمد بن حنفیہ نے مختار کی اس پیشکش کو رد کر دیا اور اس کے خط کے جواب میں یوں لکھا: اما بعد! تیرا خط ملا ہے میں نے اس کا دقت سے مطالعہ کیا ہے اور سمجھ گیا کہ تو میرا حق بہت بڑا جانتا ہے اور ہماری خوشنودی کو چاہتا ہے لیکن میرے نزدیک سب سے محبوب کام یہ ہے اور اسی میں خدا کی اطاعت ہے کہ تم ہر شرط ہر وقت ظاہر و باطن میں اللہ کی اطاعت کرو اور یہ جان لو کہ اگر میں چاہتا ہوتا اور میرا ارادہ انقلاب لانے کا ہوتا تو لوگ میرے ارد گرد بہت جلدی اکٹھے ہو جاتے اور میرے ارد گرد بہت دوست جمع ہو جاتے لیکن میں نے اپنے آپ کو اس وادی سے علیحدہ کر لیا ہے اور صبر کو اپنا شعار منتخب کر لیا ہے تاکہ دیکھا جائے کہ خداوند عالم کیا چاہتا ہے اور وہی بہترین حکم کرنے والا ہے

Presented by Ziaraat.Com

محمد بن حنفیہ کے معتقدین میں سے ایک نام صالح بن مسعود محمد بن حنفیہ کی زیارت کے لیے ان کے پاس گیا محمد بن حنفیہ نے خط اسے دیا اور زبانی اس سے کہا کہ مختار کو میری طرف سے کہنا کہ خدا سے ڈرو اور خونریزی سے اجتناب کرو۔ صالح نے کہا ہے کہ میں نے محمد بن حنفیہ سے کہا کہ کیا آپ نے یہ مطلب خط میں نہیں لکھا ہے۔ محمد بن حنفیہ نے فرمایا کہ میں نے اس خط میں اسے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے کا حکم دیا اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ہر نیکی اور خوبی موجود ہے اور برائیوں سے دوری ہے۔ جب محمد بن حنفیہ کا خط مختار کو ملا۔ مختار نے یہ خط لوگوں کو نہیں سنایا اور اجمالی طور سے اپنے دوستوں سے کہا کہ محمد بن حنفیہ نے مجھے ایسا حکم دیا ہے کہ جس میں خیر اور برکت ہے اور کفر اور خیانت سے مانع ہے۔

مختار موجودہ حالات اور محمد بن حنفیہ کے خط کے بعد حجاز پر قبضہ کرنے سے وقتی طور سے منصرف ہو گیا اور مناسب حالات اور شرائط کا انتظار کرنے لگا لیکن اہل بیتؑ اور حجاز کے شیعوں کی مدد اور حمایت کرنے کے پروپیگنڈے کرنے پر زور دیتا رہا اور دفاعی جنگ کا وطیرہ اپنا لیا۔

دوسرا حصہ

محمد بن حنفیہ اور فتنہ ابن زبیر

بنو ہاشم عبداللہ بن زبیر کو خلیفہ اور حاکم کی حیثیت سے نہیں مانتے تھے اور اس کے خلیفہ ہونے کو صحیح تسلیم نہیں کرتے تھے۔ امام زین العابدینؑ اس کے قیام کو فتنہ سے تعبیر کیا

Presented by Ziaraat.Com

کرتے تھے اور خاص کر محمد بن حنفیہ نے جو حضرت علیؑ کے بڑے فرزند تھے آپ عبداللہ بن زبیر کی روحی حالت اور مقام طلبی اور حب ریاست کو خوب پہچانتے تھے کبھی بھی اسے خلیفہ اور مسلمانوں کا حاکم تسلیم نہیں کیا تھا ادھر سے عبداللہ بن زبیر خاندان پیغمبر علیہ السلام سے دشمنی اور عداوت رکھتا تھا اور ان کے مقابلے میں کھڑا ہوا تھا جناب محمد بن حنفیہ نے کبھی بھی عبداللہ بن زبیر سے روابط نہیں رکھے تھے اور اس کی بیعت نہیں کی تھی عبداللہ بن زبیر اہل بیت پیغمبرؐ علیہ السلام کے ساتھ بغض اور کینہ رکھتا تھا بنو ہاشم بہت زیادہ اس سے نفرت کرتے تھے باوجودیکہ وہ ان پر سختی کیا کرتا تھا اور تہدید کیا کرتا تھا بنو ہاشم حاضر نہیں ہوئے کہ وہ اس کی بیعت کریں۔

بلاذری نے کہا ہے کہ جب عبداللہ بن زبیر محمد بن حنفیہ اور بنو ہاشم کے بیعت کرنے سے مایوس ہو گیا اور ادھر کوفہ میں مختار کا انقلاب کامیاب ہو چکا تھا اور اس عقیدت اور محبت سے جو مختار کو خاندان پیغمبر سے بالعموم اور اس کی اطاعت اور پیروی محمد حنفیہ اور امام زین العابدینؑ سے بالخصوص تھی موجب ہوئی کہ ابن زبیر ان سے سخت دہشت زدہ ہو گیا تھا اور کوفہ شہر کا ابن زبیر کی حکومت سے آزاد کرا لینا اور اس کے گورنر اور اس کے گورنر کو وہاں سے نکال دینے اور مختار کے محمد بن حنفیہ سے زیادہ روابط یہ تمام کے تمام ابن زبیر پر گران اور خطرناک نظر آ رہے تھے لہذا ابن زبیر نے ارادہ کر لیا کہ جس طرح بھی ہو وہ محمد بن حنفیہ اور اس کے ہمنواؤں پر سختی کرے اور اگر پھر بھی وہ اس کی بیعت نہ کریں تو ان سب کو قتل کر دے ابن زبیر اچھی طرح جانتا تھا کہ اگر مختار زیادہ طاقت ور ہو گیا تو محمد بن حنفیہ کی حیثیت اور مقام مضبوط ہو جائے گا اور اس صورت میں مکہ شہر اس کے تسلط اور حکومت سے نکل جائے گا لہذا عبداللہ بن زبیر نے محمد بن حنفیہ اور بنو ہاشم اور ان کے شیعوں کو زمزم کی غار میں قید کر دیا اور بہت سختی سے ان سے پیش آنے لگا عبداللہ بن زبیر نے ان کے لیے ایک مدت معین کر دی اور انہیں پیغام دیا کہ اگر اس مدت میں انہوں نے اس کی بیعت نہ کی اور اس کی حکومت کو تسلیم نہ کیا تو وہ انہیں اسی غار میں

Presented by Ziaraat.Com

لکڑیاں ڈال کر تمام کو زندہ جلا دے گا۔ ابن زبیر کا پیغام اس کے بھتیجے عمرو بن عروہ بن زبیر کے ذریعے محمد حنفیہ تک پہنچایا گیا۔ محمد بن حنفیہ نے بہت سختی سے ابن زبیر کے ایلچی سے کہا کہ اپنے چچا کو میری طرف سے کہہ دو کہ تم بہت مغرور ہو گئے ہو اور اس طرح سے ہماری توہین اور قتل پر آمادہ ہو گئے ہو؟ اس نے محمد بن حنفیہ کا پیغام ابن زبیر کو پہنچا دیا۔

بنو ہاشم موت کے دہانے:

ابن ابی الحدید نے نہج البلاغہ کی شرح میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن زبیر نے محمد بن الحنفیہ اور عبداللہ بن عباس کو سترہ بنو ہاشم کہ جن میں حسن مثنیٰ امام حسن علیہ السلام کے پوتے تھے شعب عامر نامی غار میں قید کر دیا اور غار کے سامنے لکڑیوں کا ڈھیر لگا دیا اس کا ارادہ تھا کہ اگر یہ اس کی بیعت نہیں کریں گے تو ان تمام کو اسی غار میں زندہ جلا دے گا۔ محمد بن حنفیہؒ نے خفیہ طریقے سے مختار کو پیغام بھجوایا کہ ہمیں نجات دلواؤ۔ مختار نے اپنی فوج کا ایک گروہ روانہ کیا انہوں نے شب خون مار کر ان کو ہلاکت سے نجات دلوائی۔

مختار سے مدد کا طلب کرنا:

بنو ہاشم اور دوسرے چند لوگ جو محمد بن الحنفیہ کے ساتھ غار میں قید تھے انہوں نے محمد بن حنفیہ سے کہا کہ بہتر ہے کہ آپ ایک پیغام مختار کو بھیجیں تا کہ وہ ہماری نجات کے لیے کوئی اقدام کرے محمد بن حنفیہ نے ان کی اس پیشکش کو قبول کر لیا اور جب غار کے محافظ سو گئے تو مختار نے عراق کے شیعوں میں سے تین آدمیوں سے ارتباط پیدا کر لیا اور انہیں جلدی سے مختار کے پاس روانہ کر دیا اور خط میں اپنی حالت اور سرگزشت کا ذکر کیا اور اسے لکھا کہ اگر تم نے ہماری نجات کا کوئی راستہ نہ نکالا تو ہم سب کو ہلاک کر دیا جائے گا۔ جس طرح میرے بھائی امام حسینؑ کو کوفہ کے لوگوں نے تنہا چھوڑ دیا تھا اور اس کی مدد نہ کی تھی اسی طرح آپ میرے ساتھ نہ

Presented by Ziaraat.Com

کریں۔ ان آدمیوں نے محمد بن حنفیہ کا خط مختار کو پہنچایا۔ مختار اس حالت سے سخت مضطرب ہوا۔ لوگوں کو جمع کیا اور ان کے سامنے یہ خط پڑھا اور ظاہر کیا کہ یہ خط آپ کے مہدی کا خط ہے اور آپ اہل بیتؑ کی اہم شخصیت ہیں ابن زبیر نے انہیں بھیڑوں کی طرح قید کیا ہوا ہے اور ان کے قتل اور جلائے جانے کا خطرہ ہے اور ہر لمحہ ان کو موت تہدید کر رہی ہے۔ میرا نام مختار نہ ہوگا اگر میں ان کی مدد نہ کروں اور فوج در فوج ان کی مدد کے لیے روانہ نہ کروں اور کاھلیہ کے فرزند (ابن زبیر) کی زندگی کو سیاہ اور تباہ کر کے نہ رکھ دوں۔

مختار کا بنو ہاشم کی نجات کے لیے فوج کا روانہ کرنا:

ابن زبیر کا بنو ہاشم کو گرفتار کرنا اور ان کو موت کی تہدید کرنا عراق کے شیعوں کے لیے پریشانی کا باعث ہوا اور ان میں ایک خاص جوش و خروش پیدا کر دیا۔ مختار نے فوراً ایک کماندو کا دستہ تشکیل دیا کہ جن کی تعداد ساڑھے سات سو آدمی پر مشتمل تھی کہ جن کی ترتیب یوں بنائی۔

(۱) ستر آدمی ابو عبداللہ جدلی کی کمان میں۔
(۲) چار سو آدمی ظبیان بن عثمان تمیمی کی کمان میں۔
(۳) سو آدمی ابو المعتمر کی کمان میں۔
(۴) سو آدمی ہانی بن قیس کی کمان میں۔
(۵) چالیس آدمی یونس بن عمران کی کمان میں۔

ان کا مجموعہ سات سو پچاس جنگی افراد بنتا تھا۔ ان تمام کو مکہ پر حملے کرنے اور محمد بن حنفیہ اور بنو ہاشم کو آزاد کرانے کا حکم دیا۔ مختار نے ایک مختصر خط ان دو سپہ سالاروں طفیل بن عامر اور محمد بن قیس کے ذریعے جناب محمد بن حنفیہ کو لکھا اور ظاہر کیا کہ آپ کے آزاد کرانے کے لیے چند دستے روانہ کر دیے ہیں ان کی مدد کے لیے چند گروہ دوسرے بھی روانہ کروں گا جو ان سے ملحق ہو جائیں گے۔ پہلے گروہ ستر آدمیوں پر مشتمل ابو عبداللہ جدلی کی سرکردگی میں بہت تیزی

Presented by Ziaraat.Com

سے مکہ روانہ ہو گیا اور مکہ کے نزدیک ذات عرق پر جا اترا ہے۔ اس کے بعد چالیس آدمیوں کا عمیر اور چالیس آدمیوں کا یونس کی سرکردگی میں ان سے مل گیا ہے کل ڈیڑھ سو ہو گئے ہیں۔

خشبیہ کی وجہ تسمیہ:

مؤرخین نے مختار کے القابوں میں سے ایک لقب خشبیہ لکھا ہے۔ خشب کے معنی لکڑی کے ہیں اس لقب کی وجہ یہ تھی کہ مختار نے نہیں چاہا تھا کہ جو گروہ اس نے محمد بن حنفیہ کی مدد کے لیے روانہ کیے ہیں مسجد الحرام اور مکہ کے احترام کے لحاظ سے وہ تلواروں اور نیزوں کے ساتھ مکہ میں داخل ہوں اور انہیں حکم دیا تھا کہ وہ اسلحہ کو استعمال نہ کریں اور یہ تمام اس لحاظ سے تھا کہ مختار خانہ کعبہ کے احترام کا قائل تھا اور ادھر سے مختار یہ احتمال بھی دیتا تھا کہ شاید ان گروہوں کی ابن زبیر کی فوج سے مٹھ بھیڑ ہو جائے اور زندانیوں کو کہ جن کی آزادی کا انہیں حکم دیا گیا تھا کہ کام انجام نہ دیا جا سکے لہذا اس نے سوچا کہ ان کے پاس اپنے دفاع کے لیے کوئی وسیلہ ہونا چاہیے تا کہ وہ اپنا دفاع کر سکیں لہذا انہوں نے اپنے دفاع کے لیے ڈنڈے بنا لیے تھے اور وہ ان ڈنڈوں کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے اسی مناسبت سے مختار اور اس کے دوستوں کو خشبیہ یعنی ڈنڈے والے کا لقب دیا گیا اور خود مختار کے یہ فدا کاران ڈنڈوں کو کافرکوب یعنی کافروں کا سر توڑنے والا کہا کرتے تھے۔ اس کے بعد تمام ان لوگوں کو جو مختار کے پیروکار تھے خشبیہ کا لقب دے دیا گیا۔ تاریخ میں بعینہ یہی لفظ کافرکوب لکھا گیا ہے جو فارسی لفظ ہے کیونکہ مختار کے اکثر پیروکار اور فوج ان ایرانیوں پر مشتمل تھی جو عراق میں ساکن تھے اور وہی مختار کی فوج کا اکثریتی حصہ تھے۔

غار پر کمانڈو حملہ:

طبری نے لکھا ہے کہ مختار کا بھیجا ہوا گروہ وہ کافرکوب ابوعبداللہ کی کمان میں مسجد

Presented by Ziaraat.Com

الحرام میں داخل ہو گیا جب کہ وہ شارات الحسین کا نعرہ لگا رہے تھے اور سیدھے زمزم کی غار کی طرف گئے۔

عبداللہ بن زبیر نے غار کے سامنے لکڑیاں اکٹھی کر رکھی تھیں کہ اگر بنی ہاشم نے اس کی بیعت نہ کی تو غار میں قیدی بنی ہاشم کو زندہ جلا دے ابھی ابن زبیر کی معین شدہ مدت سے دو دن باقی تھے کہ مختار کے کمانڈوز وہاں پہنچ گئے اس گروہ نے پہلے غار کی حفاظت کرنے والوں کو دور ہٹایا اور ان لکڑیوں کو وہاں سے ہٹا کر دور پھینک دیا اور غار کے اندر داخل ہو گئے اور محمد بن حنفیہ اور بنی ہاشم اور دوسرے تمام زندانیوں کو ایک دفعہ غار سے باہر نکال لائے۔ اس گروہ نے پہلے طے شدہ منصوبہ کے مطابق اپنی کارکردگی کو مکمل کیا اور محمد بن حنفیہ کو احترام اور عزت کے ساتھ ایک امن کی جگہ پر منتقل کر دیا اور محمد بن حنفیہ سے اجازت چاہی کہ عبداللہ بن زبیر اور اس کے کارندوں کا حساب صاف کر دیں لیکن جناب محمد بن حنفیہ نے اسے پسند نہ کیا اور ان کے جواب میں کہا کہ تم ایسا نہ کرو میں حرم جو امن کی جگہ ہے خون بہانے کو حلال نہیں سمجھتا۔

شیعوں کی ابن زبیر سے ملاقات:

مکہ عبداللہ بن زبیر کا پایہ تخت تھا اور وہ اسے اپنی خلافت کا مرکز سمجھتا تھا۔ مختار کے بھیجے ہوئے آدمی گروہ در گروہ خاص ہیبت سے مسجد الحرام میں داخل ہوئے اور اپنے ہمراہوں کے ساتھ حج اور عمرہ بجالائے اور ان کا امیر حج ابو عبداللہ جدلی تھی۔ مختار کے اس گروہ کا زمزم غار پر اچانک حملہ اور زندانیوں کو آزاد کرا لینے نے عبداللہ بن زبیر کو سخت مضطرب اور پریشان کر دیا تھا۔ مختار کے بھیجے سپہ سالاروں اور ابو عبداللہ جدلی کے ساتھ عبداللہ بن زبیر سے ملاقات کو گئے۔ ابن زبیر اس غیر متوقع واقعہ سے ناراحت اور پریشان تھا ان سے خطاب کرتے ہوئے فریاد کی اور کہا کہ تم خیال کرتے ہو کہ میں محمد بن حنفیہ اور دوسرے بنی ہاشم کو آزاد کر دونگا بخدا جب تک وہ میری بیعت نہیں کریں گے میں ان سے دست بردار نہیں ہونگا۔ ابو عبداللہ نے حتمی

Presented by Ziaraat.Com

اور بالقدر مقدار اوے سے اس کا یوں جواب دیا گی ہاں! کعبہ اور رکن اور مقام کی قسم اور اس خدا کی قسم جو حلال اور حرام کرتا ہے اگر تم نے معمولی سی بھی اس بارے میں مزاحمت کی تو میں تمہیں اس طرح ٹھیک کر دونگا کہ جس کو تم کبھی فراموش نہیں کرو گے ابن زبیر اس حالت میں بہت ڈر چکا تھا لیکن اسے ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا بڑے آرام سے ابی عبداللہ کا جواب دیا کہ تم تو کوئی چیز نہیں صرف ایک آدمی کی مار ہو۔ بخدا اگر میں اپنے آدمیوں کو اجازت دے دوں تو ایک ساعت سے کمتر تمہاری تکا بوٹی کر دیں گے۔ اس وقت ایک اور سپہ سالار قیس بن مالک نے ابن زبیر کو دندان شکن جواب دیا اور کہا بخدا اگر تم اس طرح کا ارادہ کرو گے تو اس سے پہلے کہ تم ہمیں کوئی ضرر پہنچاؤ میں ایسی مصیبت اور بلا تیرے اوپر لاونگا کہ تم پریشان ہو جاؤ گے۔ محمد بن حنفیہ کے حامیوں کی کہ جنہیں آپ ساکت رہنے کا حکم دے چکے تھے ابن زبیر کے ساتھ بہت زیادہ جرح و بحث ہوئی لیکن محمد بن حنفیہ کے ساکت رہ جانے کے حکم دینے سے ختم ہوگئی۔ محمد بن حنفیہ نے اپنے حامیوں سے با اصرار تقاضا کیا کہ جنگ کرنے کا اقدام نہ کریں اور مسجد الحرام میں فتنہ برپا نہ کریں اور ابن زبیر سے متعرض نہ ہوں۔

مختار کے انقلاب کی کامیابی:

دوسرے گروہ کہ جنہیں مختار نے روانہ کیا تھا وہ بھی مکہ میں داخل ہوئے در مسجد الحرام اور یالثارات الحسین کا نعرہ لگا رہے تھے اور امام حسینؑ کے خون کا انتقام لیے جانے کی خانہ خدا کے زائروں اور ابن زبیر کو خبر دے رہے تھے۔ ابن زبیر اس گروہ کے ہجوم سے سخت خوف زدہ ہو گیا اور ان سے کوئی تعرض نہ کیا۔ محمد بن حنفیہ اور اس کے شیعہ مکہ سے باہر نکل کر شعب علی والی جگہ چلے گئے اور وہاں رہنے لگے اور یہ تقریبا چار ہزار آدمی تھے۔ مختار کے بھیجے ہوئے شیعہ ابن زبیر کے خلاف نعرہ لگا رہے تھے اور اصرار کے ساتھ محمد بن حنفیہ سے تقاضا کرتے تھے کہ وہ اجازت دیں تا کہ ابن زبیر کا حساب پاک کر دیں لیکن محمد بن حنفیہ انہیں اجازت نہیں دیتے

Presented by Ziaraat.Com

تھے۔ محمد بن حنفیہ نے اس مال اور درہم اور دینار کو جو بہت کافی مقدار میں مختار نے بھیجا تھا شعب علی والی میں رہنے والے بنی ہاشم اور شیعوں میں تقسیم کر دیا۔ مختار کی زندگی کا یہ روشن اور درخشان کارنامہ ہے جو مختار کے خلوص اور دلیری اور عدیم اور فداکار اور حامی اہل بیتؑ ہونے کو ظاہر کرتا ہے، ہمیشہ کے لیے شمار ہوتا رہے گا۔

Presented by Ziaraat.Com

چودھویں فصل

پایان کار

Presented by Ziaraat.Com

پہلا حصہ

مصعب ابن زبیر اور مختار کی جنگ

پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ کوفہ کے اشراف اور عراق کے سردار جن کا کربلا کے واقعہ میں دخل تھا یہ سب کوفہ سے بھاگ کر بصرہ میں مصعب بن زبیر جسے اسی سال اس کے بھائی عبداللہ بن زبیر کی طرف سے بصرہ کا گورنر بنایا گیا تھا پناہ لے چکے تھے ان فراریوں کو علم تھا کہ اگر کوفہ واپس گئے تو ان سے انتقام لیا جائے گا اور ان کی موت قطعی ہوگی یہ لوگ دن رات مصعب کو ابھارتے رہتے تھے کہ مختار سے جنگ کرے اور کوفہ کو اہلِ بیتؑ کے طرفداروں اور شیعوں سے آزاد کرائے۔ محمد بن اشعث ان لوگوں میں سے تھا جو مصعب کو مختار سے جنگ کرنے پر ابھارتا رہتا تھا محمد بن اشعث کوفہ میں منافقوں کا رئیس شمار ہوتا تھا اور اس کا کربلا کے واقعہ میں بہت بڑا کارنامہ تھا۔ مختار اس کی تلاش میں تھا اور اس کے محل کو جو کوفہ سے باہر اشعث نامی دیہات میں تھا خراب کر دیا تھا۔ اسی طرح کوفہ کے منافقین کا سرغنہ شبث بن ربعی تھا جو بنو امیہ کا بہت بڑا دست راست تھا اور کربلا کے واقعہ میں شام کی فوج کا سالار اور کربلا کے واقعہ میں جنایت کار تھا اور دوسرے مختار کے انقلاب کے مخالف اور غدار بھی مصعب بن زبیر کو مختار سے جنگ کرنے کی تحریک کیا کرتے تھے ان سب نے مصعب کو مختار کے ساتھ جنگ کرنے پر آمادہ کر لیا اور خود مصعب بھی بصرہ کے لوگوں کو مختار کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے تیار کرنے کا ذمہ دار بن گیا تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

دینوری نے لکھا ہے کہ کوفہ سے بھاگ کر بصرہ آنے والوں کی تعداد دس ہزار کے قریب تھی اور وہی تھے جو مصعب کو مختار کے ساتھ جنگ کرنے پر آمادہ کر رہے تھے۔

انقلاب کے خلاف تحریک:

حبیب بن بدیل نے کہا ہے کہ شبث بن ربعی انقلاب کے ساتھ جنگ میں فرار کر کے بصرہ آ گیا اور بصرہ میں داخل ہونے کی عجیب حالت بنائی ایک خچر کی دم اور کانوں کو کاٹ کر جب کہ اس سے خون بہہ رہا تھا اپنی قبا کو پھاڑ کر سوار ہو کر فریاد کرتا ہوا آیا مدد مدد۔ مصعب بن زبیر کو اطلاع دی گئی کہ ایک آدمی اس حالت میں بصرہ داخل ہوا ہے اور مدد مدد طلب کر رہا ہے اور اس کی قبا پھٹی ہوئی اور یہاں اس کی حالت ہے۔

مصعب نے اسے فورا پہچان لیا اور کہا کہ ہاں وہ سوائے شبث بن ربعی کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ یہ کام وہی انجام دے سکتا ہے اسے اندر لے آؤ شبث اسی کیفیت سے جو بتائی جا رہی تھی مصعب بن زبیر کے ہاں وارد ہوا اور کوفہ کے فراری اشراف کو جب اس کے مصعب بن زبیر کے ہاں آنے کی اطلاع ہوئی تو وہ بھی مصعب کے پاس آ گئے۔ اور تمام انقلاب کے مخالفین کا وہاں پر اکٹھ ہو گیا اور انہوں نے داد و فریاد کرنا شروع کی اور مصعب سے کہا کہ کوفہ کے لوگ مختار کے ظلم سے تنگ آ چکے ہیں اور تمام ناراض اور ناخوش ہیں۔ مختار نے غلاموں اور یہودیوں اور ایرانی غلاموں کو کوفہ کے اشراف کی گردنوں پر سوار کر رکھا ہے اور ان کے ذریعے کوفہ پر قبضہ کر لیا ہے کچھ کو قتل اور کچھ کو قید کر دیا ہے اور اصرار کرتے ہوئے مصعب سے تقاضا کیا کہ وہ ایک بہت بڑا حملہ مختار پر کرے اور انہوں نے وعدہ کیا کہ کوفہ کا پانچواں ستون (منافقین) بھی اس کا ساتھ دے گا مصعب کو مختار کے ساتھ جنگ کرنے کا دوسرا بڑا محرک محمد بن اشعث تھا اور وہ بھی وہاں موجود تھا محمد بن اشعث کربلا کے قاتلوں میں جنایت کاروں میں سے ایک تھا اور مصعب بن زبیر اس کے بڑے احترام کا قائل تھا اور جب سے بصرہ میں رہتا

Presented by Ziaraat.Com

تھا اسے اپنے پہلو میں بٹھاتا تھا اور اس کی بات پر ترتیب اثر دیتا تھا۔ محمد بن اشعث کا بہت زیادہ اصرار تھا کہ مصعب مختار کے ساتھ جنگ کرنے کا اعلان کرے۔ مصعب نے محمد بن اشعث سے کہا کہ ٹھیک ہے اور اس میں کوئی اشکال نہیں ہے لیکن جب تک مہلب بن ابی صفرہ میرے پاس نہ آ جائے میں مختار کے ساتھ جنگ شروع نہیں کروں گا مہلب بصرہ کا مشہور نامور بہادر تھا اور اس وقت مصعب کی طرف سے فارس کا گورنر معین کیا جا چکا تھا یہ شخص جنگی امور کا ماہر اور فعال اور بڑا سیاسی آدمی تھا۔ مصعب نے مہلب کو خط لکھا کہ جتنا جلدی ہو سکے وہ بصرہ واپس آ جائے اور خط میں اسے کوفہ پر قبضے کرنے کا اشارہ بھی دیا۔ مہلب مائل نہ تھا کہ وہ اس جنگ میں شریک ہو اس نے مصعب کو اس بہانے سے جواب دیا کہ میں فارس کے خراج کی جمع آوری میں مشغول ہوں اور ابھی بصرہ واپس نہیں آ سکتا ہوں۔

ابن اشعث کی ماموریت:

کوفہ کے فراری اشراف کا اصرار کہ مصعب مختار کے ساتھ جنگ کرنے کا اعلان کرے تو مصعب بھی ان کے اصرار پر اس کے لیے حاضر ہو گیا بالخصوص محمد بن اشعث جو جنگ کرنے کا بہت زیادہ اصرار کر رہا تھا اور زور دے رہا تھا وہ حاضر ہو گیا کہ یہ خود فارس جائے اور مہلب کو بصرہ لے آئے۔ (محمد بن اشعث اپنے آپ کو عراق کے بزرگوں میں شمار کرتا تھا اس کی یہ شان نہ تھی کہ مصعب کا ایلچی بن کر فارس جائے لیکن اس کا جنگ کرنے کا اصرار اور مصعب کی اس کے لیے یہ شرط کہ جب تک مہلب اس کے پاس نہیں آئے گا وہ جنگ نہیں کرے گا یہی سبب ہوا کہ محمد بن اشعث نے مہلب کو بصرہ لے آنے کا ذمہ لے لیا لہذا ابن اشعث مصعب کی طرف سے پیغام رسان کی حیثیت سے فارس مہلب کے پاس گیا اور مہلب سے کہا کہ میں مصعب کی طرف سے تیرے لیے ایک مہم پیغام لایا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جتنا جلدی ہو سکے تو اپنی فوج کے ساتھ واپس لوٹ جائے۔) مہلب نے مصعب کا خط پڑھا اور ایک

Presented by Ziaraat.Com

تعجب انگیز نگاہ محمد بن اشعث پر ڈالی اور کہا تجھ جیسی شخصیت سے ایک ایلچی کا کام لیا گیا ہے کیا مصعب کے پاس اور کوئی آدمی نہ تھا کہ اب سے اس کام کے لیے روانہ کرتا محمد بن اشعث نے کہا کہ بخدا میں نے آج تک کسی کے ایلچی ہونے کا کام انجام نہیں دیا ہے اور اب بھی میں اس عنوان سے نہیں آیا ہوں لیکن بدبختی کے حالات اور واقعات سبب ہوئے ہیں کہ میں تیرے پاس آؤں۔ ہمارے غلام اور بردے ہم پر مسلط ہو چکے ہیں اور بے سروپا آدمی ہماری عورتوں اور بچوں پر ظلم کر رہے ہیں اور ہمارے اموال کو غارت کر رہے ہیں اب نوبت آخری دم تک پہنچ چکی ہے۔ محمد بن اشعث کی چرب زبانی موجب ہوئی کہ مہلب بصرہ کی طرف واپس آنے کے لیے حاضر ہو گیا۔

مہلب کا بصرہ واپس آ جانا:

مہلب بن ابی صفر جو ابن زبیر کی طرف سے فارس پر گورنر تھا محمد بن اشعث کے اصرار پر بہت زیادہ مال اور اپنی فوج لے کر بصرہ واپس آ گیا اور بصرہ میں داخل ہوتے وقت اموال اور فوجیوں کا مظاہرہ اور نمایش کرتے ہوئے شہر میں داخل ہوا اس وقت تک بصرہ والوں نے کسی کو اس جیسا باعظمت اور شان وشوکت والا انسان نہیں دیکھا ہوا تھا۔ مہلب کچھ آرام کرنے کے بعد مصعب بن زبیر کی ملاقات کے لیے قصر کے دروازے پر آیا۔ مصعب نے اذن عام دے رکھا تھا کہ جو چاہے اس کے پاس آ جائے۔ قصر کا دربان مہلب کو نہیں پہچانتا تھا مہلب کے سامنے آیا اور کہا کہ اجازت لے کر اندر جاؤ۔ مہلب بہت زیادہ غصے میں آیا اور ایک مکا دربان کو مارا کہ جس سے اس کی ناک ٹوٹ گئی۔ دربان جب کہ اس کے ناک سے خون بہہ رہا تھا پریشانی کی حالت میں مصعب کے پاس آیا مصعب نے جب اس کی یہ حالت دیکھی تو ناراحت ہو کر آواز دی کیا ماجرا ہے ایسا کیوں ہوا ہے دربان نے کہا کہ ایک آدمی کہ جسے میں نہیں پہچانتا اس نے مجھے مکا مارا ہے۔ اسی دوران مہلب مصعب کے پاس آ گیا جب دربان کی نگاہ مہلب

Presented by Ziaraat.Com

پر چالیقہ مصعب سے کہا کہ اس نے مجھے قتل کرانا ہے چونکہ مصعب مہلب کا بہت زیادہ احترام کرتا تھا اس سے سب باتیں کی۔ مہلب نے کہا جلدی یہاں سے نکل جاؤ اور جا کر اپنا کام کرو۔

جنگ کا آغاز:

مصعب بن زبیر اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر کی طرف سے تازہ بصرہ اور جنوب عراق کا گورنر بنایا گیا تھا اس نے کوفہ پر قبضہ کرنے اور عراق کے شیعوں کو شکست دے کر نابود کرنے کے لیے بصرہ کے لشکروں کی لائن بندی کی اور اپنے لشکر کو جنگ کرنے کے لیے آمادہ کیا۔ کوفہ کے تمام فراری اور مختار کے انقلاب کے مخالف اشراف اور سردار مختار کے انتقام لیے جانے کے خوف سے بصرہ میں پناہ لے چکے تھے یہ تمام ابن زبیر کے ساتھ اپنے وسائل کے ساتھ مختار کے ساتھ جنگ کرنے میں شریک ہو گئے اور ان کی اکثریت کربلا کے واقعہ میں شریک تھی اس دفعہ مختار کی فوج سے شعبیہ کی جماعت میں نہیں بلکہ ابن زبیر کے ساتھ مل کر جنگ کرنے میں شریک ہو گئے ہیں مصعب بن زبیر نے جنگ کرنے کے مقدمات فراہم کر لیے اور مہلب اور اس کی فوج کے آ جانے سے حرکت کرنے کے لیے آمادہ ہو چکا۔ مصعب نے بصرہ سے باہر جرا کبر کے نزدیک ایک علاقہ کو اپنی فوج کی چھاؤنی بنائی اور مسلح دستوں کو وہاں جا کر رہنے کا حکم دیا۔

پانچویں رکن سے مدد لینا:

مصعب نے مختار کی حکومت کے مرکز کوفہ کے بڑے شہر میں انتشار پھیلانے اور ضد انقلاب اور مختار سے ناراض لوگوں کو جو مجبوراً وہاں رہ رہے تھے اپنے ساتھ ملانے کی غرض سے عبدالرحمن بن مخنف جو فراریوں کا سردار تھا اپنے پاس بلا کر حکم دیا کہ وہ مخفی طور سے کوفہ میں داخل ہو جائے اور ناراض لوگوں کو معلوم کر کے انہیں مصعب کے ساتھ مل جانے کی ترغیب دلائے اور اسے سفارش کی کہ جتنا تم سے ہو سکتا ہے ان لوگوں کو جو مختار سے ناخوش ہیں اپنی طرف مائل

Presented by Ziaraat.Com

کرے اور تاکید کی کہ ان سے تحمل طریقے سے اس کی بیعت لے۔ جی ہاں! ایک دفعہ پھر تاریخ تکرار کر رہی ہے اور اس دفعہ پھر کوفہ کے لوگوں نے بہت بڑی خیانت انجام دی ہے۔

کوفہ کے لوگوں کی خیانت:

طبری نے لکھا ہے کہ بہت سے مختار کے اطرافیوں نے مختار سے کنارہ کشی کر لی اور اپنے گھر میں بیٹھ گئے اور چھپ گئے۔ مختار کی ایک سال تک جنگ اور امام حسین علیہ السلام کے خون کے انتقام لینے جیسا بڑا کارنامہ بجالانے کے بعد پھر سے کوفہ والے اس سے منافقانہ طریقے سے روبرو ہو گئے لیکن غلام اور موالی اور ایرانی مستضعف جو بھی مختار کا سرمایہ تھے آخری وقت اور آخری آدمی تک مختار کے انقلاب کی حمایت کرتے رہے ادھر سے کوفہ کے اشراف اور بزرگ اور وہ لوگ جن کی توقعات مادی تھیں اور مختار سے نژادی اور قبائلی تعصب کی توقع رکھتے اور مختار ان کے معیار پر پورا نہ اترا اور ان کی خواہشات نفسانی کی امیدوں کو پورا نہ کیا تو انہوں نے مختار کی مدد سے ہاتھ اٹھا لیا اور منتظر رہے کہ ہوا کا رخ کدھر ہوتا ہے تاکہ اس طرف چلیں اور چڑھتے سورج کو سلام کریں اور چونکہ مختار نے بنو امیہ اور ابن زبیر کی قبائلی تعصب اور عربوں کو غیر عرب پر برتری کی سیاست کو غلط اور لغو قرار دیا تھا اور تمام مسلمانوں کو ایک نگاہ سے دیکھتے تھے اور ان میں عدل اور انصاف کا رویہ اختیار کر رکھا تھا دنیا پرست اور طماع کوفہ والے کہ جنہوں نے سالہا سال سے قبائلی تعصب اور بے عدالتی کے ذریعے اپنے لیے ایک مقام اور شرافت پیدا کر رکھی تھی مختار کی عادلانہ سیاست سے روگرداں ہو گئے اور کوفہ کے بہت زیادہ لوگ کہ جن کے رشتہ داروں سے مختار نے امام حسین علیہ السلام کا انتقام لیا تھا اور ان کے قبیلے کے افراد اور بزرگ مارے جا چکے تھے ان تمام افراد نے مختار کی مدد سے کنارہ کشی کر لی۔ مختار نے پھر سے انہیں غلاموں اور موالی اور ایرانیوں اور حضرت علی علیہ السلام کے مخلص شیعہ اور اہل بیت پیغمبر کے محب داروں کہ جنہوں نے اپنے تمام وجود سے دفاع کیا اور مختار کی فوج کی [illegible]

Presented by Ziaraat.Com

سے بھی امداد کی اور اپنی فوج ترتیب دی۔ مصعب نے تمام وسائل فراہم کر کے مختار سے جنگ کرنے کا ارادہ کر لیا تھا اور مصعب کوفہ کے انقلاب کے مخالف جو بصرہ میں تھے اور کوفہ کے داخلی منافقین کی مدد سے مختار سے جنگ کرنے کے لیے کوفہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

مصعب کی فوج:

مصعب نے اپنی فوج کو کوفہ کی طرف حرکت کرنے کے لیے آمادہ کیا پہلے ایک دستہ مقدمۃ الجیش کے طور پر عباد بن حصین کی کمان میں جو بنی تمیم کے قبیلے سے تھے روانہ کر دیا۔

مصعب نے اپنے لشکر کے میمنہ پر عمر بن عبید اللہ کو اور میسرہ پر مہلب بن ابی صفرہ کو معین کیا۔

اور مالک بن مسمع کو بکر بن وائل قبیلے پر سالار قرار دیا اور یہ بہت بڑا قبیلہ تھا اور بصرہ کے پانچوں طرف رہا کرتا تھا۔ اور مالک بن منذر کو عبد القیس قبیلے پر سالار بنا دیا اور احنف بن قیس کو تمیم قبیلے پر منصوب کیا اور زیادہ بن عمرو ازدی کو ازد قبیلے کی کمان دی اور قیس بن ہیثم کو بصرہ کے باہر قبائل کا سالار بنا دیا۔

مختار کا رد عمل اور تقریر:

مختار کو مصعب کے جنگ کرنے اور فوج کو کوفہ کی طرف روانہ کرنے اور مخالفین انقلاب کا ان سے مل جانے کی جب خبر ملی تو فرصت کے فوت ہونے سے پہلے مختار نے لوگوں کو مسجد میں جمع کیا اور انہیں دفاع کرنے کے لیے تیار کیا اور ان کے سامنے تقریر کی آپ نے حمد اور ثناء باری تعالیٰ کے بعد فرمایا اے کوفہ والو! اے حق کے پیروکارو! اے حق کے حامیو! اے غریبوں کے مددگارو! اے خاندان پیغمبر اور اہل بیتؑ کے شیعو! تمہارے فراریوں نے تم سے خیانت کی ہے اور اپنے ہم مذہب اور ہم فکر والے فاسق اور بے دین سے مل گئے ہیں اور ان کو گمراہ کیا ہے اور دھوکا دیا ہے تاکہ حق سے جنگ کریں اور حق کو نابود کر دیں اور باطل کو زندہ

Presented by Ziaraat.Com

کریں اور اللہ کے دوستوں کو قتل کریں بخدا اگر تم ختم ہو گئے تو دوبارہ کفر زندہ ہو جائے گا اور اللہ کی اس زمین پر افتراء اور جھوٹ کا بول بالا ہو جائے گا اور خاندان پیغمبر کو دوبارہ لعن اور سب کریں گے۔ تم احمر بن شمیط کے ساتھ روانہ ہو جاؤ اور دشمن کو روکو اگر تم اس سے جنگ کرو گے تو انشاء اللہ امید ہے کہ وہ عاد اور ارم کی قوم کی طرح نابود ہو جائیں گے۔

مختار کی فوج کا سالار:

مختار نے لوگوں کو جنگ کرنے کے لیے آمادہ کر لیا اور ساٹھ ہزار کا لشکر احمر بن شمیط کی فرماندہی میں جو مختار کا مورد اعتماد تھا اور شجاع اور مخلص اور اہل بیت عظام کا سخت حامی اور محبت کرنے والوں میں شمار ہوتا تھا اور لوگ بھی اس سے محبت کرتے تھے تشکیل دے دیا اور تمام وہ دستے جو پہلے سے ابراہیم اشتر کی کمان میں تھے اسی نظم اور ترتیب کے ساتھ ابن شمیط ابن شمیط کی کمان میں قرار دے دیئے۔ کچھ لوگ ابن شمیط کو جنگ کرنے میں ابراہیم سے بہتر قرار دیتے تھے کیونکہ ان کا عقیدہ تھا کہ ابراہیم اواخر میں جس طرح کا ہونا چاہیے تھا وہ مختار سے ویسا نہیں کیا کرتا تھا اور سستی کرتا تھا اگرچہ یہ مطلب بے اساس اور بے خود تھا کیونکہ ابراہیم نے اہم مواقع میں اپنا امتحان دے دیا تھا ابراہیم نے انقلاب کی ابتداء سے ابن زیاد کے ساتھ اہم جنگ تک انقلاب کے مقدس ہدف کی مدد کی تھی لیکن اس جنگ میں ابراہیم کیوں حاضر نہ تھا شاید یہ اس وجہ سے ہو کہ اس وقت ابراہیم کوفہ میں نہ تھا اور مختار نے اسے شام کی فوج کی سرکوبی کے لیے موصل میں معین کر رکھا تھا اور مختار نے اسے حکم دے رکھا تھا کہ شام کی فوج کو شکست دینے کے بعد اسی علاقے میں رہے اور وہیں حکومت کرتا رہے۔ اور وہ خط جو محمد بن حنفیہ نے ابتداء میں ابراہیم اشتر کو لکھا تھا اس میں آپ نے لکھا تھا کہ جو علاقہ بنی امیہ کی حکومت سے آزاد کرایا جائے اس پر ابراہیم اشتر کو حاکم بنایا جائے اسی وجہ سے اس اہم اور سرنوشت جنگ میں ابراہیم اشتر موجود نہ تھا۔ مختار کا یہ خیال تھا کہ اس نے اس جنگ میں [illegible] یہ مطلب [illegible] کے لیے

Presented by Ziaraat.com

ضروری تھا کہ وہ جلدی میں ابراہیم اشتر کو پیغام بھیجتے اور اسے خطرے سے آگاہ کر دیتے اور اسے مصعب بن زبیر کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیتے افسوس کہ مختار نے ایسا نہ کیا اور مختار نے اس بہادر اور قوی ابراہیم سے استفادہ نہیں کیا۔ بے شک احمر بن شمیط اپنی جگہ ایک اہم شخصیت ہیں اور وہ تجربہ کار فداکار معتقد سالار بھی تھے لیکن ان تمام خصوصیات کے باوجود ابراہیم اشتر سے اس کا قیاس نہیں کیا جا سکتا اور یہ بھی احتمال دیا جا سکتا ہے کہ مختار شام اور عراق کی سرحد کی حفاظت کرنے کو اہم سمجھتے ہوں اور عبدالملک کے دھوکے اور حملے سے مطمئن نہ ہوں اس لیے مختار نے ضروری سمجھا کہ ابراہیم اشتر موصل میں رہ کر شام کی فوج کو روکے رکھے کہ کہیں وہ دوبارہ عراق پر حملہ نہ کر دے اسی واسطے مختار اور اس کے یار اور اصحاب نے مصعب کیساتھ جنگ کرنے کو اپنے ذمہ لے لیا تھا اور ابراہیم اشتر کو طلب نہیں کیا گیا تھا۔

انقلابی فوج کی تنظیم:

ابن شمیط نے اپنی فوج کو کوفہ کے باہر حمام اعین کی جگہ پر اکٹھا کیا اور فوج کے مسلح دستے وہاں آنے شروع ہوئے۔ ابن شمیط نے اپنی فوج کو منظم کیا فوج کے مقدمہ الجیش پر عبداللہ بن کامل کو معین کیا اور پھر اسے فوج کے میمنہ پر معین کیا اور فوج کا میسرہ عبداللہ بن وھب جشمی کے سپرد کیا سوار فوج کی کمان رزین بن عبد سلول کے ذمہ لگائی اور پیادہ فوج کی کمان کثیر بن اسماعیل کندی کو دی موالی اور ایرانی دستوں کی کمان کیسان ابو عمرہ کو جو پولیس کا بڑا افسر تھا دے دی۔ تمام سالاروں اور افسروں نے اپنی فوج کو منظم اور مرتب کیا اور تمام فوج کامل طور سے مسلح ہو گئی۔

فوجوں کی ملاقات:

مختار کی فوج روانہ ہوئی اور جب حرار نامی جگہ پر پہنچی تو دشمن کی فوج نے مصعب بن زبیر کی کمان میں وہاں پڑاؤ ڈالا ہوا تھا۔ عبداللہ وھب جو فوج کے میمنہ کا سالار تھا ابن شمیط جو

Presented by Ziaraat.Com

کل فوج کا سالار تھا اور فوج کے درمیان چل رہا تھا اس کے پاس گیا اور اس کے سامنے یہ پیشکش کی موالیوں اور غلاموں ایرانیوں کی تعداد فوج میں بہت زیادہ ہے میں ان کی استقامت اور ڈٹے رہنے سے مطمئن نہیں ہوں مجھے ڈر ہے کہ جب جنگ شروع ہو اور ان پر نیزے اور تلواروں کے وار شروع ہوں تو وہ کہیں اپنے گھوڑوں کے ساتھ فرار نہ کر جائیں اور تجھے پیادہ فوج کے درمیان تنہا نہ چھوڑ دیں لہذا بہتر ہے کہ ان کو پیادہ فوج بنا دیں اور تھوڑے سے سوار رہیں اگر یہ پیادہ ہو کر لڑیں تو پھر یہ استقامت کریں گے اور ڈٹے رہیں گے۔ عبداللہ کی یہ پیشکش خلوص پر مبنی نہ تھی کیونکہ وہ خود عرب تھا اور ایرانیوں اور غلاموں سے خوش نہ تھا اور کوفہ میں بھی ان سے اچھا سلوک نہیں کیا کرتا تھا اس کا قصد یہ تھا کہ اکثر قتل کیے جانے والے ایرانی اور غلام ہوں اور انہیں مصیبت میں مبتلا کرے چونکہ ابن شمیط عبداللہ پر اعتماد کیا کرتا تھا اس نے ان کی اس پیشکش کو مخلصانہ سمجھا اور اس کی بات پر عمل کیا اور آواز دی اے آزاد شدگان تم پیادہ ہو جاؤ اور میرے ساتھ مل کر جنگ کرو انہوں نے بھی اپنے سالار کی اطاعت کی اور پیادہ ہو کر پیادہ فوج سے ملحق ہو گئے اور ابن شمیط کے پرچم کے نیچے آ گئے۔

جنگ کا آغاز:

انقلابی فوج ابن شمیط کی سالاری اور دشمن کی فوج مصعب بن زبیر کی سالاری میں سو فیصدی جنگ کرنے کے لیے مذار نامی جگہ میں ایک دوسرے کے آمنے سامنے پر ہوئیں حملہ کرنے کے اعلان سے پہلے مصعب بن زبیر نے اپنے ایک معاون کو جو عباد بن حصین تھا اور سوار فوج کا سالار تھا مختار کی فوج کی طرف بھیجا اور انہیں یہ پیغام دیا کہ ہم تمہیں کتاب اور سنت پیغمبر اور امیر المومنین عبداللہ بن زبیر کی بیعت کی دعوت دیتے ہیں اگر تم اسے قبول کر لو تو ہم تم سے جنگ نہیں کریں گے ابن شمیط نے اس کے جواب میں یہ کہا کہ ہم بھی تمہیں کتاب اور سنت پیغمبر اور رسول کی اطاعت اور امیر مختار کی بیعت کی دعوت دیتے ہیں اگر تم قبول کر لو تو ہم خلافت

Presented by Ziaraat.Com

کے مسئلہ کو خاندان پیغمبر کی شوریٰ پر چھوڑ دیتے ہیں اگر تم ہماری پیشکش کو قبول کر لو تو کتنا بہتر ہوگا اور ہم تم سے جنگ نہیں کریں گے اور اگر تم نے اسے قبول نہ کیا تو ہم تم سے بیزار اور تمہارے ساتھ جہاد کریں گے۔ عباد یہ پیغام پہنچا کر واپس مصعب بن زبیر کے پاس آیا اور ابن شمیط کا مصعب بن زبیر کو پیغام پہنچایا۔ جب مصعب نے مختار کے اصحاب کا ایسا پختہ عقیدہ دیکھا تو پھر تاخیر کرنے کو جائز نہ سمجھا اور حملہ کر دینے کا حکم دے دیا اور اپنے سالار عباد کو یہ حکم دیا کہ جلدی اپنی فوج کی طرف جاؤ اور حملہ کر دو۔ عباد نے حملہ کا آغاز کر دیا۔ ابن شمیط اور اس کی فوج نے اس کے حملے کو ناکام بنا دیا اور عباد سے کوئی پیشقدمی نہ ہو سکی اور اپنے مرکز کی طرف پلٹ آیا۔ اس وقت مصعب بن زبیر کے بہادر سالار مہلب ابن ابی صفرہ نے جو فوج کے میسرہ کا ذمہ دار تھا ابن شمیط کے میمنہ فوج پر جو عبداللہ بن کامل کی کمان میں تھا حملہ کر دیا ان میں بہت سخت جنگ ہوئی عبداللہ پیادہ ہو گیا اور بہت سختی سے دشمن کے حملے کو ناکام بنا دیا اور دونوں طرف کی کافی تلفیات ہوئیں مہلب بھی کوئی پیشقدمی نہ کر سکا اور اپنے مرکز پر واپس لوٹ آیا۔ اس کے بعد مہلب نے اپنی کمان میں فوج کو فریاد کی کہ مردانہ حملہ کرو اس قوم نے تمہاری جان لینے کی آرزو کر رکھی ہے پھر سے مہلب کی فوج پر ایک کاری ضرب لگی اور اس کے کافی لوگ فرار کر گئے لیکن عبداللہ مردانہ وار ڈٹا رہا اور ایک قدم بھی پیچھے نہ ہٹا اور ہمدان قبیلہ بھی اس کے ساتھ مردانہ وار ڈٹا رہا۔ عبداللہ کامل شاکری اس دلیر اور جوانمرد سالار نے شجاعت کے جوہر دکھلائے اور یہ رجز پڑھ رہا تھا۔

میں شاکری جوان ہوں اور میں شامی قبیلے سے ہوں میں انقلابی جوان ہوں۔

مصعب بن زبیر کا سالار عمر بن عبید اللہ تھوڑے زمانے تک عبداللہ بن انس شاکری سے لڑتا رہا اور بالآخر اپنے لشکر کے مرکز کی طرف پلٹ گیا۔

سالار کی شہادت:

مصعب بن زبیر کی فوج نے ابن شمیط کی فوج پر حملہ کر دیا۔ ابن شمیط اور اس کے اکثر

Presented by Ziaraat.Com

فوجی پیادہ تھے ان کا مقابلہ ابن زبیر کے سوار فوج سے ہو گیا ابن شمیط کے بہت سے پیادہ شہید ہو گئے اور ان کا مقابلہ نہ کر سکے اور فرار ہو گئے لیکن ابن شمیط آخری وقت تک ان کے مقابلے میں ڈٹے رہے یہاں تک کہ وہ بھی شہید ہو گئے۔

جی ہاں! احمر بن شمیط بہادر قوی اور سر سخت اہل بیتؑ کا دوست اور دفاع کرنے والا تھا اس کا سارا وجود خاندان رسالت کے عشق میں غرق تھا وہ اپنے امتحان میں کامیاب ہو گیا وہ مختار کے انقلاب کے آغاز سے مختار کا بہترین وفادار دوست تھا محمد بن حنفیہ اس کا خاص احترام کرتے تھے بلکہ بعض نے کہا کہ یہ ابن شمیط ہی تھا کہ جس نے مختار کو انقلاب میں وارد کیا اور دشمنان خدا سے جنگ کرنے کی ترغیب دلائی۔ ابن شمیط تھا کہ جس نے محمد بن حنفیہ سے امام حسینؑ کے قاتلوں سے جنگ کرنے کی اجازت لی تھی ابن شمیط تمام جنگوں اور لڑائیوں میں مختار کے ساتھ شریک رہا اور کربلا کے سانحہ میں قاتلوں اور شریک لوگوں کے نیست و نابود کرنے میں بہت زیادہ کردار ادا کیا اور آخر میں اپنے مقدس ہدف میں مردانہ وار جنگ کرتے ہوئے شہید ہو گیا۔ (اللہ تعالیٰ اس کی پاک روح پر اور اس کے ساتھی جنگجوؤں کے ارواح پر درود اور رحمت ہو)

مختار کے اس سالار کے قتل ہو جانے کے بعد مصعب کی فوج میں زیادہ جرات آ گئی اور وہ گروہ جو ابھی تک جنگ کر رہے تھے اور ڈٹے ہوئے تھے انہوں نے دیکھ لیا تھا کہ ان کے ساتھی فرار کر گئے ہیں تو انہوں نے آواز دی اے بجیلہ اور خثعم والو! مقابلہ کرو اور ڈٹے رہو۔ ادھر سے مہلب مصعب بن زبیر کا سالار کہہ رہا تھا کہ فرار کر جاؤ اسی میں تمہاری نجات ہے کیونکہ تم اپنے آپ کے ان دو غلاموں ابن شمیط اور ابن کامل کے لیے قتل ہوتے ہو۔ خدا تمہاری کوشش کو ناکام کرے مہلب اور اس کی فوج تھوڑی سی مقدار پیچھے ہٹ گئی اور میدان جنگ میں نگاہ کی اس نے اپنی فوج کو دیکھا اور کہا کہ آج ہم پر کافی نقصان وارد ہوا ہے۔ ان کے بعد

Presented by Ziaraat.Com

اپنے سواروں سے کہا کہ ابن شمیط کے باقی ماندہ پیادہ فوج پر حملہ کرو۔ ابن شمیط کی باقی ماندہ فوج متفرق ہو گئی اور ان میں سے بہت سے شہید ہو گئے اور جو کچھ باقی رہ گئے تھے بیابان اور صحرا میں فرار کر گئے۔ مصعب نے اپنے ایک سالار عباد بن حصین سے کہا کہ اپنے سواروں کے ساتھ پیادہ بھاگنے والوں کا پیچھا کرو اور حکم دیا کہ جسے پکڑو اس کی گردن اڑا دو (یہ بھی مصعب کی جنایات کی خصوصیات سے ہے۔)

محمد ابن اشعث کوفہ کے سرداروں میں سے ایک فراری تھا کہ جس نے مصعب کے ہاں جا کر پناہ لی تھی اور یہی کربلا میں یزید کے لشکر کا سالار تھا اور اہل بیت پیغمبرؐ اور شیعیان علیؑ کے سخت دشمنوں میں سے تھا۔ مصعب نے اس خبیث انسان کو فراری مخالف انقلاب کا جو بصرہ میں پناہ لے چکے تھے سالار بنا دیا تھا اور ابن اشعث سے کہا تھا کہ اب تم جانو اور کوفہ کے انقلاب کے مخالف تمہارے خونی رشتہ والے۔ اس جنگ میں انہوں نے بہت زیادہ قساوت قلبی کا بصرہ کے لوگوں کی نسبت مظاہرہ کیا۔ یہ مختار کی فوج کے جب رو برو ہوتے اور کسی کو قیدی بناتے تو فورا اسے قتل کر دیتے تھے یہاں تک کہ انہوں نے ایک قیدی کو بھی نہ بخشا۔ طبری نے لکھا ہے کہ مختار کی پیادہ فوج جو زیادہ تعداد میں تھی اغلب قتل ہو گئی اور جو قیدی بنائے گئے انہیں بھی قتل کر دیا گیا ان میں سے تھوڑے سے سوار بچ کر کوفہ مختار کے پاس جا پہنچے۔

دشمن کی قساوت:

مصعب کی فوج نے قساوت قلبی سے انتہائی حملہ کیا۔ اس دفعہ مختار کی فوج نے بہت زیادہ نقصان اٹھایا مصعب کی فوج کا ایک آدمی بنام معاویہ بن قرہ اپنے وحشیانہ حملہ جو اس نے شیعوں کے خلاف کیا تھا یوں بیان کرتا ہے کہ میں نے ایک شیعہ کی آنکھوں میں نیزہ مارتا اور اسے حرکت دیتا تھا یہاں تک کہ وہ مر گیا ایک شخص نے مجھے کہا ایسا کیوں کر رہے ہو تو میں نے کہا کہ ہمارے نزدیک ان کا خون بہانا کافروں اور ترک اور دیلم سے زیادہ حلال ہے۔ معاویہ بن

Presented by Ziaraat.Com

قرمیہ قیسی الملقب مرو بصرہ کے بڑے کوں میں سے تھا اور یہ مصعب بن زبیر کی طرف سے بصرہ میں قاضی تھا۔

اعشیٰ ہمدانی نے اس جنگ کے بارے چند اشعار کہے ہیں کہ جن سے ابن زبیر کے شیعوں کے خلاف جنایات اور ظلم ظاہر ہوتے ہیں:

(۱) کیا تم نے سنا ہے کہ بجیلہ کے قبیلے پر مذار کے مقام پر کیا واقعہ ہوا۔

(۲) ان پر تمام دن تیر سے اور تلوار کی بارش طرح پڑ رہی تھی جیسے بجلی ان پر گر رہی ہو۔

(۳) اگر تیرا گزر کوفہ سے ہو تو مختار سے کہہ دینا کہ تیرے یاروں پر کیا گزری۔

(۴) بیابان اور صحرا میں فرار کرنے والوں اور مارے جانے والوں سے میرا دل خنک ہوا۔

(۵) میری قوم کا ہلاک ہو جانا اگرچہ وہ خود آئے تھے میرے لیے خوشگوار نہ تھا لیکن وہ عار اور ننگ اور ذلت جو مختار پر وارد ہوئی ہے اس سے میں خوشحال ہوا ہوں۔

یہ اعشیٰ ہمدانی بنو امیہ کے زمانے کا مشہور شاعر تھا وہ اگرچہ اپنے آپ کو خاندان پیغمبر کا محب جانتا تھا لیکن مختار اور شیعوں کے کوفہ میں انقلاب کرنے سے ناراض تھا اور اسے پسند نہیں کرتا تھا۔ اس نے کچھ اشعار مختار کے خلاف بھی لکھے ہیں کہ جن کا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ یہ کوفہ کے سرداروں حجاج کے خلاف جنگ کرنے میں ان کے ہمراہ تھا اور کچھ اشعار عبدالرحمٰن اشعث بن قیس کی مدح میں لکھے ہیں کہ جس نے حجاج کے خلاف قیام کیا تھا ان اشعار میں مختار اور حجاج دونوں کو ثقیف قبیلے کے دو کذاب کہا ہے۔ یہ اعشیٰ خوارج کا حامی اور دوستدار تھا اور عبدالرحمٰن بن اشعث کیساتھ ہو گیا تھا۔

دشمن کی کوفہ کی طرف پیش قدمی:

مصعب نے اپنی فوج کو واسط کے نے زار سے عبور دیا تا کہ کوفہ کی طرف پیش قدمی کرے اس زمانے میں ابھی واسط شہر نہیں بنایا گیا تھا۔ مصعب کسکر سے گزرا اور خوشاد نہر جو

Presented by Ziaraat.Com

فرات سے نکلتی تھی وہاں پہنچا۔ مصعب نے حکم دیا کہ بوڑھے اور زخمی اور جن کا بھاری سامان اور کمزور انسان ہیں رہ جائیں۔ سوار ہ فوج کشتیوں پر سوار ہو کر نہر عبور کر کے دوسرے نہر تو سان تک جا پہنچی اور اس نہر کو عبور کر کے فرات نہر تک جا پہنچی۔ فضیل بن خدیج کہتے ہیں بصرہ کے یہ لوگ کشتی پر سوار ہو کر دوسری طرف جاتے تھے اور اپنی کشتیاں کو بہت زحمت سے کھینچ کر کنارے پر لگاتے تھے اور یہ شعر پڑھتے تھے: "مصعب نے ہمیں کھینچنے کی عادت بھی دے دی ہے" مصعب کی فوج نے پانی کے راستے عبور کر لیے اور فرات کے غربی کنارے جا پہنچے وہاں سے تمام فوج کو یکجا کر کے کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے بہت سے لوگوں کی کشتیاں گارے میں پھنس گئیں تھیں۔ فرات کا پانی مختلف چھوٹی نہروں میں تقسیم ہو گیا ہوا تھا اور پانی اچھی طرح کم ہو چکا تھا وہ کشتیاں چھوڑ کر پیادہ وہاں سے گزرتے ہوئے خشکی تک پہنچتے تھے۔ مصعب کی سوار فوج بھی نہر کے کنارے سے گزرتی ہوئی وہاں پہنچی جہاں فوج نے اپنا مرکز قرار دیا ہوا تھا مصعب نے اپنی فوج کو یہاں پر دوبارہ منظم کیا تا کہ کوفہ کی طرف مختار سے جنگ کرنے اور کوفہ پر قبضہ کرنے کے لیے روانہ ہو جائیں۔

ناگوار خبر:

ابن شمیط کی فوج کے شکست کھا جانے کے بعد جو لوگ بچ گئے تھے وہ جلدی میں کوفہ پہنچے اور اپنی فوج کی شکست کی ناگوار خبر مختار کو دی اور بتلایا کہ فوج کا سالار احمد بن شمیط اور عبداللہ کامل شہید ہو گئے ہیں۔ ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ مختار کے زیادہ فوجی ایرانی تھے جو فارسی میں بات کرتے تھے۔

طبری نے لکھا ہے کہ جو لوگ واپس آئے تھے راستے میں فارسی بولتے تھے اور انہوں نے کہا کہ اس دفعہ اس نے جھوٹ بولا ہے (این دفعہ دروغ گفت) یہی بعینہ جملہ طبری نے نقل کیا ہے کہ جیسے اس نے اپنی محدث سے نقل کیا ہے پھر اس فارسی جملے کا عربی میں ترجمہ کر کے لکھا

Presented by Ziaraat.Com

ہے۔ یہ واضح ہو کہ جب مختار نے اپنی فوج کو ابن شمید کی سالاری میں مصعب کی فوج سے لڑنے کے لیے روانہ کی تھی تو مختار نے کہا تھا کہ جاؤ کہ انشاء اللہ فتح یاب ہو گے اور وہ قوم عاد و ارم کی طرح نابود ہو جائیں گے اس جملے کی بنا پر دلائل میں وہ کہہ رہے تھے کہ مختار نے اس وقت جھوٹ بولا ہے۔ لیکن جھوٹ کی مختار کی طرف نسبت مختار کے مقام اور منزلت کے لحاظ سے دینا قطعاً درست نہ تھا۔ ان کی اس طرح کا کہنا بھی اس پروپیگنڈا کا نتیجہ اور اثر تھا جو دشمن اکثر اور مرتب مختار کو کذاب کہا کرتے تھے جس نے دوستوں میں بھی اثر دکھلا دیا ہے۔ مختار نے فوج کے جذبے کو ابھارنے اور بلند کرنے کی غرض سے یوں انشاء اللہ کے جملے سے کہا تھا اب جبکہ وہ کامیاب نہیں ہو سکے تو کسی طرح نہیں کہا جا سکتا ہے کہ مختار نے جھوٹ بولا تھا۔

مختار کی مدد فوج جو ایرانیوں پر مشتمل تھی اس کا قتل ہو جانا اور فوج کے سالار کا شہید ہو جانا اس خبر نے مختار اور اس کے اصحاب کو بہت سخت ناگوار اور مصیبت زدہ کر دیا مختار نے ارادہ کر لیا کہ وہ خود جنگ میں وارد ہو جائے۔

دوبارہ فوج روانہ کرنا:

عبدالرحمٰن ثقفی نے کہا ہے کہ میں مختار کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ابن شمید کی شکست کی خبر مختار کو ملی مختار سخت ناراحت ہوا اور میری طرف توجہ کی اور یوں کہا کہ بخدا ان غلاموں اور موالیوں کا بہت زیادہ قتل عام ہوا ہے کہ جس کی میں نے ایسی کوئی مثال نہیں دیکھی۔ پھر کہا کہ ابن شمید اور ابن کامل بھی قتل ہو گئے ہیں اور پھر سالاروں اور جو تعداد وہاں قتل ہوئی تھی اس کا نام لیا پھر جبکہ بہت زیادہ متاثر تھا یوں کہا کہ جو لوگ اس جنگ میں قتل ہوئے ہیں ان کی ایک قبیلے سے ارزش زیادہ تھی۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ ہاں درست ہے اور یہ بہت سخت جان کن مصیبت ہے لیکن مختار نے بہت آرام سے یہ جملہ کہا کہ موت سے چارہ نہیں ہے موت میرے نزدیک ابن شمید کی موت سے محبوب تر نہیں ہے اس کی کتنی شرافت مندانہ موت

Presented by Ziaraat.Com

عبدالرحمٰن نے کہا کہ میں نے مختار کے اس خطبہ سے سمجھا کہ اس نے ارادہ کر لیا کہ اگر وہ جنگ میں مصعب پر فتحمند نہ ہوا تو موت کو انتخاب کر لیا اور جنگ کرنے کا یہاں تک کہ قتل ہو جائے۔ مختار کو اطلاع دی گئی کہ مصعب کی فوج پانی اور خشکی کے راستے کوفہ کی طرف روانگی کا ارادہ رکھتی ہے مختار نے اپنی فوج کو آمادہ کیا اور مصعب کے مقابلے کے لیے کوفہ سے باہر نکلا مختار نے احتیاط کے طور پر حکم دیا کہ دارالامارہ اور مسجد اور محل میں مورچہ بندی کی جائے اور عبداللہ بن شداد کو کوفہ پر معین کر دیا اور خود اپنی فوج کے ساتھ کوفہ سے روانہ ہو گیا اور اپنی فوج کو ترتیب دینے کے لیے سلحین نامی جگہ کو مرکز قرار دیا۔ مختار فرات سے نکلنے والی نہروں کو دیکھ رہا تھا کہ جس کے نام یوں تھے نہر سلحین، نہر قادسیہ، نہر یوسف یہ تمام نہریں پانی سے پر تھیں لیکن فرات کا پانی کم ہو چکا تھا مصعب کی فوج کشتیوں کے ذریعے نہر عبور کرکے فرات کے غربی کنارے پہنچ چکی تھیں اور کوفہ جانے کا ارادہ رکھتی تھی۔

مختار نے اپنی فوج کو حرورا نامی جگہ پر مستقر کیا تا کہ مصعب کی فوج اور کوفہ کے درمیان رکاوٹ اور مانع ہو۔

دونوں فوجوں کی تنظیم:

مختار نے اپنی فوج کو منظم کیا۔ میمنہ پر سلیم بن یزید کندی کو اور میسرہ پر سعید بن منقذ ہمدانی کو معین کیا اور دفاعی فوج پر عبداللہ بن قراد خثعمی کو معین کیا اور سوار فوج پر عمر بن عبداللہ نہدی کو قرار دیا اور پیادہ فوج کو مالک بن عمر نہدی کی کمان میں دیا اور مختار نے خود تمام فوج کی کمان سنبھال لی۔

مصعب بن زبیر نے بھی اپنی فوج کو منظم کیا اس نے اپنی فوج کے میمنہ پر مہلب بن ابی صفرہ کو اور میسرہ پر عمر بن عبیداللہ تمیمی کو معین کیا سوار فوج پر عباد بن حصین کو سالار بنایا اور پیادہ فوج پر مقاتل بن مسمع بکری کو قرار دیا اور مصعب نے خود تمام فوج کی کمان سنبھال لی اپنے

Presented by Ziaraat.Com

کوفہ سے چل کر ان کا مال لے کر یہ مختار کے ساتھ قتال پر آمادہ ہوا۔

مصعب نے اس فوج پر جو کوفہ سے فرار کر کے آئے تھے صف آرائی کی اور ان کے قائد تھے محمد بن اشعث کو سالار بنا دیا۔ محمد بن اشعث وہاں کی طرح قبیلہ مختار کی فوج کے سامنے صف بندی کی اور کوفہ اور بصرہ کے لشکر کے درمیان ان دونوں گروہوں کو مختار نے جب بصرہ کی فوج کی ترتیب دیکھی تو ان کے ہر قبیلے کے سامنے اپنے اس قبیلے کا فرد کو ان کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لیے متعین کر دیا۔ بصرہ کے پانچ قبیلے تھے۔ سعید بن منقذ کو سبع افراد کے ساتھ بکر بن وائل کے قبیلے کے سامنے کھڑا کیا کہ جن کا سالار مالک بن مسمع بکری تھا عبدالرحمن بن شریح کو […] عبدالقیس قبیلے کے سامنے بھیجا کہ جن کا سالار مالک بن منذر […] کو اہل […] کے مقابلے کھڑا کیا کہ جن کا سالار […] سعید بن […] ازد قبیلے کے مقابل بھیجا کہ جن کا سالار زیاد بن عمرو عتکی تھا۔ سلیم بن یزید کندی کو […] تمیم کے مقابلے کے لیے معین کیا کہ جن کا سالار احنف بن قیس تھا۔ سائب بن مالک اشعری کو […] کی فوج کے مقابلے کے لیے معین کیا کہ جن کا سالار محمد بن اشعث تھا۔ اسی ترتیب سے ہر قبیلے کے سامنے کوفہ کے اسی قبیلے کا مقابلہ کرایا۔

حملہ کا حکم:

دونوں فوجیں پوری تیاری سے ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوگئیں اور حملہ کا حکم دیا گیا۔ مختار کے دو سالار سعید بن منقذ اور عبدالرحمن ابن شریح نے بکر بن وائل کے قبیلے پر کہ جن کی […] عبداللہ […] حملہ کر دیا۔ ربیعہ کے قبیلے نے سخت جنگ کی اور بے حد زیادہ استقامت سے […] اس جانب سخت جنگ کی اور اپنے […] کیا […] ایک دوسرے […] بصرہ کی فوج کو […] مصعب […]

Presented by Ziaraat.Com

مختار کی فوج کی استقامت اور پائیداری کو دیکھا تو اپنی فوج کے بہادر سالار مہلب کو پیغام دیا کہ تم حملہ کیوں نہیں کرتے ہو؟ مہلب نے کہا کہ تم ٹھہرو جب تک مناسب موقع اور فرصت میرے سامنے نہ ہوگا میں حملہ نہیں کروں گا میں بغیر کسی کامیابی کی امید کے ازد اور تمیم قبیلہ کو قتل نہیں کراؤں گا مہلب جنگی امور میں بہت زیادہ تجربہ کار اور معتبر انسان تھا مختار نے اپنے ایک دستہ کو جو عبداللہ بن جعدہ کی کمان میں تھا حکم دیا کہ بصرہ کے قبائل پر حملہ کرے اس نے ان پر حملہ کر دیا اور انہیں پیچھے دھکیلنے پر کامیاب ہو گیا اور یہاں پر کافی سخت حملے کیے اور وہ پیچھے مصعب کے خیمے تک پہنچ گئے اس وقت تک جنگ مختار کی فوج کے نفع میں تمام ہو رہی تھی اور وہ کامیاب ہو رہے تھے اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ مصعب خود مختار کی فوج کے سامنے آیا اور زانو زمین پر ٹکا کر تیر اندازی شروع کر دی اور مصعب فرار ہونے والوں میں شمار نہیں ہوتا تھا۔

مصعب خطرے کو محسوس کر رہا تھا اور مضطرب تھا وہ بار بار اپنے میمنہ کے سالار مہلب کو پیغام دیا کہ ابھی تک پورا حملہ کیوں نہیں کرتے ہو؟ کس چیز کا انتظار کر رہے ہو مہلب نے کہا کہ ابھی حملہ کرنے کا وقت نہیں آیا اور مصعب کے حکم کی پرواہ نہ کی اور خود اسی طرح اپنی فوج کو لیے دونوں طرف جنگ کو دیکھتا رہا لیکن حملہ کرنے کے لیے پوری طرح آمادہ تھا اچانک مہلب نے جب دونوں طرف کی فوجیں آپس میں لڑ رہی تھیں اپنی فوج کو حملہ کر دینے کا حکم دے دیا۔

جنگ اپنے آخری نقطہ تک:

مہلب نے اپنی فوج کو آواز دی کہ تم جب سے جنگ شروع ہوئی ہے آرام سے کھڑے ہو اور حملہ نہیں کیا تمہارے بھائی بہت اچھی جنگ لڑ رہے ہیں اب تمہاری باری ہے حملہ کرو اور خدا سے مدد طلب کرو اور قدم جماؤ۔ مہلب کی فوج تازہ دم سیلاب کی طرح مختار کی فوج پر ٹوٹ پڑی جنگ کے شعلے بلند ہوئے اور جنگ اپنے اوج تک پہنچی۔ مختار کی فوج نے اس کے مقابلے میں بھی مردانہ وار جنگ کی لیکن مختار کی فوج تھک چکی تھی اور دشمن کی فوج بہت زیادہ

Presented by Ziaraat.Com

تھی دشمن کی فوج نے مختار کی فوج کو درہم برہم کر دیا بہت مقاومت کے باوجود دشمن کی تازہ دم فوج کے مقابلے میں نہ ٹھہر سکے مجبوراً بہت نقصان اٹھانے کے ساتھ پیچھے ہٹ گئے اور جنگ کا پلڑا بصرہ کی فوج کے حق میں بھاری ہو گیا۔

عبداللہ بن عمر نہدی مختار کے بہادر سالاروں میں سے تھا صفین کی جنگ میں امیر المومنین کا ساتھ دے کر معاویہ کی فوج سے لڑ چکا تھا وہ اس جنگ میں یوں کہہ رہا تھا اے میرے خدا میں جمعرات کی صفین کی جنگ میں جس عقیدے پر تھا اب بھی اسی عقیدے پر ہوں۔ خدایا میں ان سے بیزار ہوں کہ جو پشت کر کے فرار کر گئے ہیں اور مصعب کی فوج سے بھی بیزار ہوں۔

سالار کی شہادت:

عبداللہ بن عمر نہدی بہادر اور شجاع سالار نے اپنی تلوار نیام سے نکالی اور دشمن کے لشکر کے قلب پر حملہ کر دیا اور اتنی جنگ کی کہ وہ شہید ہو گیا۔ مختار کا بہترین یار اور فوج کا سالار ابن زبیر کی فوج سے شہادت پا گیا۔ مختار کی فوج کوشش کر رہی تھی کہ فرار کرنے والوں کو روکیں اور خوب لڑ رہے تھے لیکن مختار کی فوج کے بہت زیادہ تعداد کے فرار کر جانے سے مختار کی فوج کا بہت زیادہ جانی نقصان ہو گیا اور جو جوانمردی سے لڑ رہے تھے وہ سب شہید ہو گئے۔

مختار کی فوج کے ایک اور سالار مالک بن عمر نہدی جو پیادہ فوج کی کمان کر رہے تھے جب اس نے دیکھا کہ مختار کی فوج فرار کر رہی ہے تو وہ بہت زیادہ ناراحت ہوا اور مردانہ وار جنگ کرنی شروع کر دی۔ اس کے بعض دوستوں نے دیکھا کہ اس کی جان خطرہ میں ہے تو اس کے سامنے گھوڑا لے آیا اور کہا کہ آپ بھی فرار کر جائیں۔ اس بہادر اور شجاع انسان نے اسے قبول نہ کیا اور ان سے یوں کہا کہ مجھے سوار ہونے سے کیا فائدہ ہو گا بہتر اگر میں جنگ کروں اور قتل ہو جاؤں میرے لیے اس سے بہتر ہے کہ مجھے گھر میں قتل کر دیا جائے۔ دردناک حسرت بھری آواز دی ہائے ہائے صبح مندا کہاں ہو استقامت کرنے والوں کو کیا ہوا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

محمد بن اشعث کی ہلاکت

مالک بن عمرو دلیر اور شجاع انسان تھا جو اپنے پچاس ساتھیوں کے ساتھ کوفہ کے ان فراریوں پر کہ جن کی محمد بن اشعث کمان کر رہا تھا حملہ کرتا ہے کوفہ کے ان فراریوں کو جو ابن اشعث امام حسینؑ کے قاتل زیر فرمان تھے قتل کیا اور بہت زیادہ قتل کیے لیکن اس کی سب سے زیادہ غرض خود محمد بن اشعث تھا کیونکہ یہ کوفہ کے بڑے سرداروں میں سے تھا اور اہل بیتؑ عظام کا سب سے زیادہ دشمن تھا اور کربلا کے واقعہ میں بہت زیادہ جنایات کا ارتکاب کر چکا تھا اور مختار سے مصعب بن زبیر کے جنگ کرنے کی بہت زیادہ تحریک بھی کرتا رہا تھا۔ اور اس جنگ میں بھی کوفہ کے شیعوں کے خون میں اس کا ہاتھ رنگین تھا۔

مالک بن عمرو کہ جسے بہادری اور دلیری کی وجہ سے ابو نمران کا لقب دیا جاتا تھا اس نے محمد بن اشعث کا پیچھا کیا اور توفیق ادا کر خدا کے اس دشمن کو ہلاک کر دے۔ اس کا ہلاک ہو جانا کوفہ کے شیعوں کے لیے بہت زیادہ خوشی کی خبر تھی لیکن مصعب اور بصرہ کی فوج کے لیے بری خبر ایک اندوہناک خبر تھی۔ بعض نے کہا ہے کہ ابو نمران نے خود محمد بن اشعث کو قتل کیا ہے لیکن ابن اشعث کا قتل ایک مستقل تھا کہ ابن اشعث کا قاتل عبد الملک اشاہ کندی تھا۔ محمد بن اشعث کے قتل ہو جانے سے مختار کے اصحاب میں ایک تازہ جوش پیدا ہوا اور مختار نے آواز دی اے میرے مددگار اور نوجوان جلدی کرو پر حملہ کرو۔ انہوں نے ان کرایوں پر جو انقلاب کے مخالف ہیں اور مختار کے مقابلے میں آ رہے تھے سخت حملہ کیا۔ ابو نمران نے مردانہ وار جنگ کی اور شہید ہو گیا۔ اس بہادر سالار نے اسلام کا قرض ادا کر دیا اور اپنی زندگی کے آخری لمحات تک پیغمبر علیہ السلام کے خاندان سے دفاع کرتا رہا اور اسی راستے میں اپنی آرزو یعنی شہادت کو حاصل کر لیا۔ محمد بن اشعث کے قتل پر شعراء نے بہت زیادہ اشعار کہے ہیں۔ اعشیٰ ہمدانی نے ایک مفصل قصیدہ جو تیس بیت پر مشتمل ہے کہا ہے۔ جسے طبری نے تاریخ کی کتاب میں نقل کیا ہے وہاں مراجعہ کیا جا سکتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

خطرناک رات:

عربوں میں رواج تھا کہ صبح کے وقت جنگ شروع کرتے تھے اور رات ہوتے ہی جنگ بند کر دیتے تھے اور آرام کرتے تھے اور اپنے زخمیوں کو اٹھاتے تھے اور ان کا علاج کیا کرتے تھے اس عادت کے برخلاف مختار کے ساتھ اس جنگ میں صبح سے لے کر رات بھر جنگ ہوتی رہی اور ایک لمحہ کے لیے بھی اسلحہ زمین پر نہ رکھا گیا۔

جب مصعب کی فوج نے مختار کی فوج کو فرار کرتے ہوئے دیکھا تو جنگ کو باقی رکھنے کے لیے مختار اپنے چند ایک گروہ کے ساتھ جو مختار کے ارد گرد پروانہ وار قربان ہو رہے تھے جنگ کرتا رہا۔

سعید بن منقذ جو مختار کی طرف سے سالار تھا اپنے ستر ساتھیوں کے ساتھ جوانمردی سے جنگ لڑتا رہا اور خود اور اس کے سب ساتھی شہید ہو گئے۔

سلیم بن یزید کندی جو مختار کی طرف سے سالار تھا اس کے اکثر ساتھی یا مارے گئے تھے یا فرار کر گئے تھے اپنے قبیلے کے نوے آدمیوں کے ساتھ جنگ کرتا رہا اور سب شہید ہو گئے۔

مختار محسوس کر چکا تھا کہ اس کی فوج مقابلے کی طاقت نہیں رکھتی اور رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے فرار کر چکے ہیں لیکن خود وہ شہید ہو جانے کے قصد سے اپنے تھوڑے سے آدمیوں کے ساتھ میدان میں ڈٹا رہا۔ اور اپنے تھوڑے سے آدمیوں کے ساتھ آخر رات تک جنگ کرتا رہا۔ آخر شب جب مختار کے بعض دوستوں نے حالت بہت زیادہ خطرناک دیکھی اور سالاروں کے قتل ہو جانے اور مختار کے خاص دوستوں کے مارے جانے سے جیسے عاصم بن عبداللہ ازدی اور عیاش ابن خازم ہمدانی احمد بن شمیط وغیرہ سے اپنی کمزوری کے احساس سے پیچھے ہٹ جانے کا قصد کر لیا تھا لیکن ہمدانی قبیلے کا ایک گروہ بہت سخت مقابلہ کر رہا تھا اور آواز بلند کر رہا تھا کہ ان کو تلواروں سے قتل کر دو اور مردانہ وار جنگ کرو لیکن ان کی تھوڑی

Presented by Ziaraat.Com

تعداد سے کوئی اہم کام انجام نہیں پا رہا تھا اور جتنی رات ڈھلتی جارہی تھی مختار کے طرفدار کم سے کمتر ہوتے جارہے تھے کیونکہ بعض فرار کر چکے تھے اور جو مقاومت کر رہے تھے وہ شہید ہو گئے مختار کے بعض دوست اس کے پاس آئے اور شکست کی خبر سنائی اور امیر و مرداری فوج پراگندہ ہو چکی ہے اور بہت زیادہ لوگ فرار کر گئے ہیں بہتر ہے کہ آپ بھی کوفہ پلٹ جائیں اور دارالامارہ میں جا رہیں تاکہ شہر میں دشمن سے جنگ کریں۔

مختار کا کوفہ لوٹ جانے کا ہرگز ارادہ نہ تھا اپنے اطراف میں نگاہ کی اور حالات کا جائزہ لیا اس وقت ان پیش نہاد کرنے والوں کو یوں جواب دیا جب میں یہاں آیا تھا تو میرا واپس جانے کا ارادہ نہ تھا اب جبکہ ہمارے آدمی چلے گئے ہیں اللہ کا نام لے کر سوار ہو جاؤ اور کوفہ کی طرف روانہ ہو جاؤ۔

شہر کی طرف واپس لوٹ آنا:

مختار اپنے معمولی سے ساتھیوں کے ساتھ اس امید پر کہ کوفہ کی مرکزی حکومت کو محفوظ کر سکے کوفہ کی طرف واپس لوٹ آیا تاکہ دوبارہ شکست خوردہ لشکر کو منظم اور مرتب کر کے کوفہ کا دفاع کر سکے مختار اور مصعب کی یہ جنگ فرات کے غربی کنارے مذار نامی علاقہ میں واقع ہوئی۔ مورخین نے اس جنگ کو یوم المذار کے نام سے یاد کیا ہے۔

دشمن کی فوج کی حالت:

مصعب ابن زبیر اور اس کے معاون مہلب بن ابی صفرہ اور محمد بن اشعث اور بصرہ کی فوج کی غرض مختار کو قتل کرنا تھا انہوں نے اس جنگ میں مختار کا بہت زیادہ جانی نقصان کیا اور اس کے عمدہ سالاروں کو قتل کر دیا گرچہ ان کے بھی بہت سے آدمی مارے گئے اور سالار محمد بن [illegible] جیسے قتل ہو گئے لیکن اس کے مقابلے میں مختار کا جانی نقصان زیادہ ہوا اور مختار کی فوج کی

Presented by

شکست کی صورت میں مختار کی فوج کا فرار کر جانا اور کوفہ پلٹ جانا تھا۔ مصعب نے اپنی فتح مند فوج کو کوفہ کو فتح کرنے کی غرض سے کوفہ کی طرف روانگی کا حکم دیا۔ مصعب کی بصرہ کی فوج نے مغرورانہ انداز سے اپنے وسائل کے ساتھ کوفہ کی طرف حرکت شروع کی۔ راستے میں مہلب نے مصعب کی طرف متوجہ ہو کر مغرورانہ انداز میں کہا اے امیر! یہ کتنی عمدہ فتح اور کتنی بہترین کامیابی اگر محمد بن اشعث قتل نہ ہوتا۔ مصعب نے کہا یہ درست ہے خدا محمد پر رحمت نازل کرے۔ تھوڑا سا آگے بڑھے تو پھر مصعب نے مہلب سے کہا تمہیں معلوم ہے کہ عبید اللہ بن علی ابن ابی طالب بھی قتل ہو گیا ہے مہلب نے کہا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون مصعب نے کہا کہ اس کا دل بہت چاہتا تھا کہ ہماری فتح کو دیکھے۔ اس کا ہماری گردن پر بہت زیادہ حق ہے۔ جانتے ہو کہ اس کا قاتل کون ہے؟

مہلب نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں۔ مصعب نے کہا کہ اس کے قتل کرنے والا وہ تھا کہ جو خیال کرتا ہے وہ اس کا شیعہ ہے اس کے باوجود کہ اسے پہچانتا تھا اسے قتل کر دیا۔

یہ وضاحت کر دینی ضروری ہے کہ عبید اللہ حضرت علیؑ کی اولاد میں سے اس کے فرزند تھے۔ وہ مختار کے کامیاب ہو جانے کے بعد کوفہ آ گیا تھا اور مختار سے بہت زیادہ توقع رکھتا تھا لیکن مختار نے اسے زیادہ اہمیت نہ دی تھی۔ وہ دوسرے کوفہ کے لوگوں کی طرح کوفہ سے بصرہ چلا آیا اور مصعب بن زبیر کے ہاں پناہ لے لی مصعب بظاہر اس کا بہت زیادہ احترام کیا کرتا تھا لیکن دل میں اس سے خطرہ محسوس کرتا تھا۔ مصعب اسے مختار کے ساتھ جنگ میں اپنے ساتھ لے آیا تھا اور اس کی زیادہ مشہوری کیا کرتا تھا کہ مختار اور کوفہ کے شیعہ جو اہل بیتؑ کی حمایت کا دم بھرتے ہیں۔ وہ جھوٹ بولتے ہیں کیونکہ علیؑ کا فرزند ہمارے ساتھ ہے مصعب اسے جنگ میں کھینچ لایا اور بطور مشکوک وہ رات میں قتل ہو گیا چونکہ یہ واقعہ مورخین کے درمیان اشتباہ کا موجب ہوا ہے لہذا ہم اس کے بارے میں زیادہ تحقیق اور تفتیش کرتے ہیں تا کہ اصل ماجرا

Presented by Ziaraat.Com

واضح ہو جائے اور جو کچھ تاریخوں سے ملتا ہے اسے ہم بیان کریں گے تاکہ حقیقت روشن اور واضح ہو جائے۔

دوسرا حصہ

﴿مشکوک قتل﴾

تاریخ میں صراحت سے بیان کیا گیا ہے کہ عبیداللہ فرزند علی ابن ابی طالبؑ مختار کے ساتھ مقابلہ کرتا رہا اور مصعب کے ساتھ مل کر مختار کے ساتھ جنگ میں شریک رہا۔ رات کے حملے میں مختار کے لشکر کے ہاتھوں قتل ہو گیا۔ مختار کے دشمنوں نے علیؑ کے فرزند عبیداللہ کے قاتل ہو جانے سے مختار کے خلاف خوب پروپیگنڈا کیا۔ مورخین اور محدثین نے اس واقعہ میں جو کہا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:

(۱) بعض نے لکھا ہے کہ عبیداللہ بن علی ابن ابی طالبؑ مصعب کے لشکر میں تھا اور مختار کے لشکر کے ہاتھوں قتل ہو گیا۔

ابوالفرج اصفہانی نے لکھا ہے کہ عبیداللہ کی ماں لیلیٰ بنت مسعود تھی۔ مختار کے اصحاب نے اسے مذار کی جنگ میں قتل کر دیا وہ پہلے مختار کے ساتھ تھا اس نے مختار سے حکومت طلب کی تھی اور کہا تھا کہ لوگوں کو اس کی بیعت کی دعوت دے۔ مختار نے اس کی اس بات کو نہ مانا تو وہ مختار سے جدا ہو گیا اور مصعب بن زبیر کے ساتھ مل گیا۔ مصعب کی مختار کی جنگ میں دونوں لشکر کے حملے میں قتل ہو گیا جب کہ اسے انہی حالات میں [illegible]

Presented by Ziaraat.Com

ابن سعد نے طبقات میں لکھا ہے کہ عبید اللہ حجاز سے عراق آیا اور کوفہ میں مختار کے پاس وارد ہوا اور اس سے کئی ایک مطالبے کیے کہ جنہیں مختار نے قبول نہ کیا مختار نے اس سے سوال کیا کہ کیا تم مہدی محمد بن حنفیہ سے کوئی خط لے آئے ہو عبید اللہ نے جواب دیا کہ نہیں مختار نے کئی ایک دن اسے قید کر دیا اور اس کے بعد اسے چھوڑ دیا اور اس سے کہا کہ یہاں سے چلے جاؤ وہ مختار سے جدا ہو کر بصرہ چلا گیا اور مصعب بن زبیر سے مل گیا۔

انساب الاشراف میں بلاذری نے صراحت سے لکھا ہے کہ عبید اللہ بن علی علیہ السلام کو مختار نے یوں المذار کی جنگ میں قتل کر دیا۔ کامل ابن اثیر نے بھی طبری کی طرح اس کے واقعہ کو یوں ہی نقل کیا ہے۔

کیا واقعی اسے مختار نے قتل کیا:

علامہ محمد باقر محمودی نے اس جملے کے ذیل میں لکھا ہے جو انساب الاشراف سے نقل کیا ہے کہ کیا واقعہ یوں ہے جو انساب الاشراف میں لکھا گیا۔ علامہ نے اصل واقعہ کی حقیقت کو واضح اور روشن کیا ہے کہ جسے ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔ آپ نے لکھا ہے کہ انساب الاشراف کی عبارت میں غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے صحیح یہ ہے کہ عبید اللہ بن علی علیہ السلام مصعب کی فوج میں تھا اور یوم المذار کی جنگ میں قتل ہو گیا کیا وہ مختار کے ہاتھوں قتل ہوا تھا یہ کسی طرح سے ثابت نہیں ہوا بلکہ قرائن سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس کو حضرت علی علیہ السلام اور اس کی اولاد کے سخت دشمنوں نے جو خارجی اور ناصبی تھے اور مختار سے بھاگ کر بصرہ میں پناہ لے چکے تھے اور وہ سب مصعب کی فوج میں تھے جیسے محمد بن اشعث اور شبث بن ربعی کہ جو خاندان پیغمبر کے سخت دشمن تھے اور امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں میں شمار ہوتے تھے انہوں نے عبید اللہ کو قتل کیا ہے۔ اس مطلب کی دلیل حضرت علی علیہ السلام کا وہ فرمان ہے جو اثبات الوصیہ میں نقل ہوا ہے۔ اس کتاب میں یوں لکھا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت علیؑ اپنے اولاد کو وصیت کر رہے تھے اور آپ نے انہیں فرمایا کہ میں تمہیں حضرت حسن اور حسینؑ کے بارے میں وصیت کرتا ہوں تم ان کی باتوں کو ماننا اور ان کے حکم کی اطاعت کرنا۔ جب حضرت علیؑ کی بات یہاں تک پہنچی تو عبید اللہ باپ کے سامنے کھڑے ہوئے اور کہا اے امیر المومنینؑ آپ نے محمد بن حنفیہ کے بارے میں کچھ نہیں فرمایا؟ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ تو نے میری زندگی میں میرے سامنے اس طرح کی جرات کی ہے؟ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تیرا جسم سر سے جدا تیرے خیمہ پر پڑا ہوا ہے۔

محدث راوندی نے بھی خرائج میں معتبر بھی روایت نقل کی ہے اور اس جملے کا بھی اضافہ کیا ہے کہ گویا کہ میں تیرے سر کو کٹا ہوا دیکھ رہا ہوں اور معلوم نہ ہوگا کہ تیرا قاتل کون ہے؟

یوں کہا جا سکتا ہے کہ خود مصعب بن زبیر کا عبید اللہ کے مشکوک قتل میں ہاتھ ہو کیونکہ طبقات ابن سعد میں عبید اللہ کے حالات میں ایک مطلب نقل کیا کہ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ عبید اللہ کوفہ آیا اور مختار کے پاس وارد ہوا مختار سے وہ کئی ایک توقعات رکھتا تھا کہ جسے مختار نے پورا نہیں کیا اور مختار اسے راضی نہ کر سکا۔ (گویا مختار سے زیادہ دولت چاہتا تھا) عبید اللہ نے مختار سے روگردانی کر لی اور مصعب بن زبیر کی ملاقات کے لیے بصرہ روانہ ہو گیا۔ عبید اللہ بصرہ میں اپنے ماموں نعیم بن مسعود تمیمی کے ہاں گیا۔ جب مصعب کو عبید اللہ کی بصرہ میں آنے کی اطلاع ہوئی تو مصعب نے اسے اپنے ساتھ ملانے کے لیے ایک لاکھ درہم بھیج دیئے۔ اسی زمانے میں مصعب مختار کے ساتھ جنگ کرنے کی تیاری کر رہا تھا۔

مصعب جب مختار کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے کوفہ روانہ ہوا تو عبید اللہ مصعب کے ساتھ نہیں گیا تھا حالانکہ اس کا ماموں نعیم بن مسعود مصعب کی فوج میں ساتھ جا رہا تھا۔ عبید اللہ بصرہ میں رہ گیا۔ اس کے ماموں کے بعض رشتہ دار جو سعد بن زید کا قبیلہ تھا وہ عبید اللہ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ آپ ہمارے پاس آئیں ہم آپ کو دوست رکھتے ہیں۔ آپ

Presented by Ziaraat.Com

ہمیں سرفراز اور مشرف فرمائیں۔

عبیداللہ نے اپنے اہل رشتہ داروں کی دعوت کو قبول کرلیا، اور ان کے ساتھ ان کے قبیلے میں چلا گیا۔ سعد کے قبیلے نے ان کا بہت زیادہ احترام کیا، اور اس کی بعنوان امیر اور رئیس بیعت کرلی۔ عبیداللہ اس پر راضی نہ تھا۔ لیکن نہ چاہتے ہوئے بھی اسے قبول کرلیا۔ مصعب کے جاسوس نے اس واقعہ کی اسے اس وقت جبکہ وہ اپنی فوج کے ساتھ باہر تھا خبر دی۔ مصعب نے ایک سخت خط اپنے بصرہ کے جانشین کو لکھا اور اسے عبیداللہ کے واقعہ سے بے توجہی پر ڈانٹا۔ اس کے بعد مصعب نے عبیداللہ کے ماموں نعیم بن مسعود کو جو فوج میں موجود تھا بلایا، اور اسے سختی سے کہا کہ تم اپنے بھانجے کے بارے میں کیا ارادہ رکھتے ہو؟ نعیم نے قسم اٹھائی کہ مجھے اس کے بارے میں کوئی خبر نہیں ہے۔ مصعب نے تھوڑا آرام کیا اور نعیم کے جواب کو قبول کرلیا۔ اس کے بعد نعیم نے کہا اے امیر آپ کوئی فکر نہ کریں اور کوئی اقدام نہ کریں۔ میں خود اپنے طریقے سے اسے لے آکر تیرے سپرد کروں گا۔ نعیم اسی غرض سے بصرہ واپس آگیا۔ اور اپنے قبیلے کے کئی ایک لوگوں بنی حنظلہ اور بنی تمیم سے کہ جو عبیداللہ کے اقدام سے وحشت زدہ ہو چکے تھے اپنے ساتھ لیا اور یہ سب سعد بن زید کے قبیلے کے پاس گئے کہ جنھوں نے عبیداللہ کی بیعت کرلی تھی نعیم ان سے سخت ناراض ہوا اور کہا کہ تم نے کیا کیا ہے۔ بخدا تم اس طرح کرنے سے پورے قبیلے بنی تمیم کو نابود کردو گے۔ فوراً میرے بھانجے کو مجھے دو۔ وہ پہلے تو اس کی بات ماننے پر تیار نہ تھے لیکن جب انھوں نے دیکھا کہ نعیم بن مسعود جو قبیلہ کا سردار ہے اور بہت زیادہ اصرار کررہا ہے، اور اس کے ساتھ ایک گروہ بھی ہے تو مصلحت اسی میں دیکھی کہ عبیداللہ کو اس کے ساتھ بھیج دیں اور اس کی تحویل میں دے دیں۔ نعیم عبیداللہ کو لے کر مصعب بن زبیر کی فوج میں لے آیا۔ جب مصعب کی نگاہ عبیداللہ پر پڑی تو نرمی کی حالت میں غصہ سے کہا کہ بھائی آپ کی اس اقدام سے کیا غرض تھی اور ایسا کیوں کیا؟ عبیداللہ نے قسم اٹھائی کہ میں اس

Presented by Ziaraat.Com

قبیلے میں اس غرض سے نہیں گیا تھا یہ ان کا اپنا نقشہ تھا اور زبردستی سے مجھے اس کام پر مجبور کیا۔ مصعب آرام میں آ گیا اور بظاہر اس کا یہ عذر قبول کر لیا۔ اس کے بعد مصعب نے اپنی فوج کو روانہ ہو جانے کا حکم دے دیا تاکہ مختار کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے کوفہ روانہ ہو جائے۔ ابن زبیر کی فوج روانہ ہوئی تو عبیداللہ بن علیؑ بھی ان کے ساتھ روانہ ہو گئے، یہاں تک کہ فوج مذار کی جگہ پہنچ گئی۔ مختار کی فوج نے بھی مصعب کی فوج سے لڑائی کے لیے وہیں پر پڑاؤ ڈالا ہوا تھا۔ مصعب کی فوج نے مختار کی فوج پر اسی رات شبخون مارا اور مختار کی فوج کو کافی نقصان پہنچایا۔ عبیداللہ بن علی بن ابی طالب اسی رات قتل ہو گیا۔ جیسے کہ آپ ملاحظہ کر رہے ہیں عبیداللہ کا قتل ہونا کامل طور پر مشکوک ہے۔ اس سابقہ واقعہ سے اور بالخصوص مصعب بن زبیر اور اس کے بھائی عبیداللہ بن زبیر کی اور اولاد علیؑ سے دشمنی تھی، قوی احتمال دیا جا سکتا ہے کہ عبیداللہ بن علیؑ مصعب کے اشارے سے قتل کیا گیا ہو۔ اگرچہ ضعیف احتمال اس کا بھی موجود ہے کہ رات کی جنگ میں بہت سے افراد کہ جن کی شناخت نہیں ہو سکتی تھی عبیداللہ بھی مختار کی فوج سے جب کہ اسے نہ پہچانتے ہوں قتل ہوا ہو۔ ان مقدمات کی بنا پر جو ذکر ہوئے ہیں اور امیرالمومنینؑ کی پیش گوئی جو آپ نے عبیداللہ کو دی تھی کہ تو خیمہ میں ذبح ہو جائے گا اور تیرا قاتل معلوم نہ ہو گا۔ یہ قتل ایک سازش کے ماتحت ہوا ہے، نہ کہ وہ جنگ میں مارا گیا تھا۔

پھر عبیداللہ مختار کے ساتھ کوئی خاص دشمنی بھی نہیں رکھتا تھا، بلکہ ہو سکتا ہے کہ عبیداللہ اس لحاظ سے کہ مختار نے اس کے بھائی امام حسینؑ کے قاتلوں سے انتقام لیا تھا۔ اس سے ممنون بھی ہو، عبیداللہ مختار سے صرف مادی امور کی وجہ سے دور ہو گیا تھا۔ وہ مختار سے جنگ کرنے پر مائل نہ تھا۔ اسی واسطے بصرہ سے مصعب کے ساتھ نہیں آیا تھا، اور اسے مصعب کے پاس مجبور کر کے لایا گیا تھا۔ پس ان مدارک اور اسناد اور استدلال کی بنا پر مختار کو یہ تہمت دینا کہ وہ امیرالمومنینؑ کے فرزند کا قاتل تھا، بے اساس اور غلط ہے۔ البتہ بنوامیہ کے طرفداروں

Presented by Ziaraat.Com

اور ابن زبیر کے دوستوں نے اپنے منافع اور اغراض کی تکمیل اور اپنے موقف کو حق ثابت کرنے کے لیے مختار کو بدنام کرنے میں خوب تبلیغ کی اور اسے اچھی طرح اچھالا۔ یہ بھی ایک مختار کے خلاف عمدہ گُر تھا کہ جسے دشمنوں نے استعمال کیا۔ مسعودی نے لکھا ہے کہ عبیداللہ بن علیؑ مختار کے ساتھ قتل ہو گئے۔ حالانکہ واقعہ اس کے برخلاف ہے۔ اور سب سے زیادہ اہم مطلب یہ ہے کہ معتبر روایات میں امیر المومنینؑ کی اولاد کے بیان میں آیا ہے کہ عبیداللہ بن علیؑ کربلا کے واقعہ میں اپنے بھائی امام حسینؑ کے ساتھ شہید ہو گیا تھا۔ شیخ مفید نے ارشاد میں اور دوسرے شیعہ مورخین نے اسی قول کو نقل کیا ہے اور اسے ہی معتبر قرار دیا ہے۔ اگر یہ صحیح ہو تو پھر عبیداللہ کا واقعہ مختار اور مصعب کے زمانے میں ایک افسانہ ہوگا، جسے گھڑا گیا ہے۔ اس کی کوئی واقعیت اور حقیقت نہ ہوگی۔ اگرچہ مامقانی نے اپنی علم رجال کی کتاب میں امیر المومنین کے دو فرزند بنام عبیداللہ تحریر کیے ہیں۔ ان میں سے ایک کربلا میں شہید ہوئے اور ایک مصعب کی جنگ میں مارے گئے۔ آپ کی عبارت یوں ہے: عبیداللہ اس کا باپ امیر المومنینؑ اور اس کی ماں لیلیٰ بنت مسعود بن تمیم کے قبیلے سے تھی۔ یہ امام حسینؑ کے ہمراہ کربلا میں شہید ہو گئے کہ جسے تمام سیرت اور مقاتل کے کتابوں میں نقل کیا گیا ہے۔ اس کے شرف اور جلالت قدر کے لیے یہی کافی ہے جبکہ اس کے علاوہ نسبی شرافت بھی اسے حاصل تھی اور امام علیہ السلام نے زیارت رجبیہ میں اسے سلام دینے سے بھی مشرف کیا ہے۔ اس کے بعد انھوں نے لکھا ہے کہ ابن ادریس نے کتاب السرائر کے زیارت کے باب میں ایک عجیب اشتباہ کیا ہے کیونکہ انھوں نے شیخ مفید کی ارشاد کی بنا پر عبیداللہ فرزند لیلیٰ نہشلیہ کو کربلا میں شہید ہو گئے ہیں لکھا ہے حالانکہ یہ درست نہیں ہے کیونکہ جس عبیداللہ کی ماں نہشل قبیلے سے تھی وہ مصعب بن زبیر کی فوج میں تھا۔ وہ مختار کے اصحاب کے ذریعے مذار کی جنگ میں قتل ہو گیا تھا، اور اس کی قبر اب بھی اسی علاقے میں موجود ہے اور زیارت گاہ ہے۔ یہ خبر متواتر ہے۔ ہماری نظر میں جو عبیداللہ کربلا

Presented by Ziaraat.Com

میں شہید ہوا ہے ان کی ماں لیلیٰ بنت مسعود تھی جو بنی تمیم کے قبیلے سے تھی۔ یہ وہ عبیداللہ نہیں ہے کہ جس کی ماں نہشل قبیلے سے تھی۔ یہ کسی اور کی لڑکی تھی۔ علامہ حقانی کی اس تحقیق اور دوسری معتبر تاریخوں اور بعض روایات کی بنا پر یہ احتمال بہت زیادہ قوی ہے کہ جو کربلا میں شہید ہوا ہے عبداللہ یا عبیداللہ فرزند لیلیٰ بنت مسعود تھا۔ جس کی ماں بنی تمیم قبیلے سے تھی اور وہ جو مصعب اور مختار کی جنگ میں قتل ہوا ہے اس کی ماں نہشل قبیلے سے تھی۔ اگرچہ نہشل قبیلہ بھی بنی تمیم قبیلے کی ایک شاخ ہے۔ ہماری نگاہ میں بھی یہی تحقیق درست ہے اور عبیداللہ فرزند امیر المومنینؑ مصعب کی سازش سے مذار میں حیلے گری سے قتل ہوا تھا۔

طبری نے کہا کہ واقدی جو ایک بہت بڑے مورخ ہیں انھوں نے مصعب اور مختار کی جنگ کو یوں لکھا ہے کہ جب مصعب کوفہ پر حملے کرنے کے لیے گیا تو مختار نے احمر بن شمیط کو اس کے مقابلے کے لیے روانہ کیا اور اسے کہا کہ مصعب کی فوج سے مذار نامی علاقہ میں جنگ کرنا کہ مذار میں فتح ہوگی۔ مختار نے یہ بات اس لیے کہی کہ اس نے سنا ہوا تھا کہ روایت میں آیا ہے کہ ایک آدمی مذار میں بہت بڑی فتح حاصل کرے گا اور اس نے خیال کیا ہوا تھا کہ وہ مرد وہ خود ہوگا۔ لیکن اس نے اشتباہ کیا تھا کیونکہ وہ ثقفی حجاج بن یوسف تھا کہ جس نے عبدالرحمن اشعث کے ساتھ جنگ میں بڑی فتح حاصل کی تھی۔ اس نے لکھا ہے کہ مصعب نے لشکر کے مقدمہ کے سالار عباد حبطی کو حکم دیا کہ وہ مختار کے لشکر کے لیے جائے اور عبیداللہ بن علیؑ کو اپنے ہمراہ لے جائے اور خود مصعب بصریان نہر کے کنارے فرات کے ساحل پر ٹھہرا رہا۔ اس نہر کو فرات سے نکالا گیا تھا کہ جسے بصریاں نہر نام دیا گیا تھا۔ واقدی نے کہا ہے کہ مختار بیس ہزار جنگی فوج کو منظم کر کے جنگ کے لیے کامل طور سے آمادہ ہو گیا، اور کہا کہ حملہ کرنے کی رمز یا محمد ہوگا۔ جب تم اس لفظ کو سنو تو دشمن پر حملہ کر دینا اور تاکید کی کہ تمام فوج اپنی جگہ کھڑی رہے اور کوئی ادھر ادھر نہ جائے یہاں تک کہ یہ کلمہ یا محمد سنے اور جب یہ سنو تو حملہ کر دینا۔

Presented by Ziaraat.Com

مختار کے افراد میں سے ایک نے کہا کہ بخدا مختار خدا پر جھوٹ باندھتا ہے۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مصعب سے جاملا ہے۔ مختار نے صبر کیا۔ یہاں تک کہ چاند نکل آیا۔ اپنے سالاروں میں سے ایک کو کہا کہ رحم کا اعلان کردیا جائے۔ محمد کی آواز بلند ہوئی۔ مختار کے لشکر نے مصعب کی فوج پر حملہ کردیا۔ دشمن اس ابتدائی حملے میں متفرق ہوگیا، اور مصعب کی فوج پیچھے ہٹ گئی۔ اور بہت زیادہ نقصان اٹھایا۔ مختار نے اسے اپنے لشکر کے مرکز تک پیچھے دھکیل دیا۔ مختار ساری رات صبح تک جنگ کرتا رہا۔ مختار نے صبح اپنے لشکر کی کارکردگی دیکھی تو دیکھا کہ سارا لشکر جنگ کررہا ہے اور کچھ لوگ قتل ہوچکے ہیں اور کچھ چھپ گئے ہیں۔ مختار کوفہ کے قصر سے واپس لوٹ گیا۔ جب مختار کے یاروں نے دیکھا کہ مختار نہیں ہے تو انھوں نے کہا کہ یقیناً مختار قتل ہوگیا ہے۔ باقی ماندہ لشکر کہ جن کی تعداد تھوڑی تھی فرار کرگئی اور کوفہ لوٹ آئی اور اپنے گھروں میں چھپ گئے اور تقریباً آٹھ ہزار آدمی قصر کی طرف گئے کہ جن کا کوئی سالار نہ تھا۔ وہاں جاکر دیکھا کہ مختار قصر میں موجود ہے۔ واقدی نے کہا کہ اس رات مختار کے لشکر سے مصعب کی فوج کے بہت زیادہ آدمی قتل کیے گئے تھے اور بصریوں کو بہت زیادہ جانی نقصان پہنچایا تھا، اور ان میں سے قتل کیے جانے والوں میں سے (کوفہ کے منافقین کا رئیس) محمد اشعث تھا۔ اس کے بعد انھوں نے کہا ہے کہ مصعب کی فوج نے مختار کی فوج کا پیچھا کرتے ہوئے کوفہ میں داخل ہوگئی اور دارالامارہ کا کامل طور سے محاصرہ کرلیا۔ یہ محاصرہ چار مہینے تک رہا۔ مختار ہر روز اپنے بعض دوستوں کے ساتھ قصر سے باہر نکلتا اور دشمن پر حملہ کردیتا اور اکثر کوفہ کے بازار میں ان کی جنگ ہوتی اور چونکہ مختار کے آدمیوں کی تعداد کم ہوا کرتی تھی دوبارہ قصر میں لوٹ آتے۔ یہ کام جاری رہا، یہاں تک کہ محاصرہ کا حلقہ تنگ ہوگیا۔

کوفہ شہر کا محاصرہ:

مختار اپنی باقی ماندہ فوج کے ساتھ راتوں رات کوفہ لوٹ آیا اور دارالامارہ میں چلا

[illegible]

وہ اپنے مرکز صائدین محلے میں واپس لوٹ جاتے تھے۔ اس طرح کی زد و خورد کئی دفعہ انجام پائی گئی۔ کئی دفعہ ایسا ہوتا تھا کہ کوفہ کے سقا اور خوراک مہیا کرنے والے لوگ مختار کے لیے پانی اور خوراک لے جاتے ہوتے تو ابن حر کے مسلح افراد انھیں گرفتار کرلیتے تھے اور انھیں مارتے تھے اور جو کچھ ساتھ لے جارہے ہوتے تھے وہ بھی ان سے چھین لیتے تھے۔

گیا۔ مصعب اپنی فوج کے ساتھ کوفہ کی طرف روانہ ہوگیا اور [illegible] نامی جگہ جو کوفہ شہر سے باہر تھی
اپنی فوج کی چھاؤنی [illegible] اور اپنی فوج کو کئی ایک گروہ میں تقسیم کر دیا اور ہر ایک گروہ کو کوفہ کے
ایک محلے کی طرف روانہ کر دیا تاکہ دارالامارہ کو پوری طرح محاصرے میں لے لے۔ [illegible] اس
کل اصحاب جو سات ہزار آدمی پہنچے تھے انھوں نے دارالامارہ
[illegible] کی فوج کے ساتھ جنگ کرنے

محاصرے کا حلقہ تنگ ہوگیا:

ابن زبیر کے لشکر نے کوفہ کا کامل طور سے محاصرہ کیا ہوا تھا اور روز بروز حالت بدتر ہورہی تھی۔ چھ ہزار کے قریب آدمی جس جگہ تھے اس کی طرف تمام راستے بند کیے جا چکے تھے اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ بعض ماشکی جو پانی دارالامارہ تک پہنچا دیتے تھے ہر ایک مشک کے لیے دو دینار لیا کرتے تھے اور اگر دباؤ زیادہ ہو جاتا تھا تو مختار اور اس کے اصحاب دارالامارہ سے باہر نکلتے اور دشمن سے لڑنے لگتے۔ لیکن ان پر ہر طرف سے حملہ ہوا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ چھتوں سے ان پر پتھر اور گندا پانی اور کثافت ڈالی جاتی تھی۔ لوگوں نے بہت زیادہ جرات پیدا کرلی ہوئی تھی۔ محاصرے میں موجود لوگوں کو خوراک اور پانی عورتوں کے ذریعے پہنچتا تھا۔ عورت گھر سے باہر نکلتی اور چادر کے نیچے خوراک اور دوسری چیزیں اپنے شوہر یا رشتہ داروں کے لیے لے آتی اور باہر نکلتے وقت یہ ظاہر کرتی کہ وہ جامع مسجد نماز پڑھنے کے لیے جارہی ہے یا کسی دوسرے محلے جانا چاہتی ہے اور جب دارالامارہ کے دروازہ پر آتی تو دروازے کا کچھ حصہ کھل جاتا تھا اور جو چیزیں وہ ساتھ لائی ہوئی ہوتی اندر ڈال دیتی۔ یہ واقعہ مصعب بن زبیر کو بتلایا گیا تو مہلب نے ابن زبیر کو مشورہ دیا کہ محافظین کے گروہ زیادہ کیے جائیں اور تمام راستوں پر محافظ معین کر دیے جائیں اور اجازت نہ دیں کہ عورتیں دارالامارہ کے نزدیک جاسکیں اور مصعب سے کہا کہ اگر تم ایسا کرلو تو محاصرے میں موجود لوگ بھوک سے مرجائیں گے۔

حالت روز بروز بدتر ہوتی جارہی تھی۔ محاصرے میں موجود لوگ مدد کیے جانے سے مایوس ہوگئے تھے۔ انھوں نے دارالامارہ کے وسط ایک کنواں کھودا اور اس کے پانی سے ایک مدت تک زندہ رہے۔ مختار نے حکم دیا کہ اس شہد سے کہ جو وہاں ذخیرہ کی گئی تھی پانی سے ملا کر پئیں تاکہ کچھ نہ کچھ غذا ہو جائے۔ مصعب نے حکم دیا کہ دارالامارہ کو انگشتر کی نگین کی طرح محاصرہ میں لے لیں اور چھتوں پر محافظ معین کر دیے تھے۔ مسجد اور دارالامارہ کے دروازے کے سامنے کو

Presented by Ziaraat.Com

مختار کے افراد میں سے ایک نے کہا کہ بخدا مختار خدا پر جھوٹ باندھتا ہے۔ لہٰذا اپنے ساتھیوں کے ساتھ مصعب سے جاملا ہے۔ مختار نے صبر کیا۔ یہاں تک کہ چاند نکل آیا۔ اپنے سالاروں میں سے ایک کو کہا کہ رمز کا اعلان کر دیا جائے۔ محمد کی آواز بلند ہوئی۔ مختار کے لشکر نے مصعب کی فوج پر حملہ کر دیا۔ دشمن اس ابتدائی حملے میں متفرق ہو گیا، اور مصعب کی فوج پیچھے ہٹ گئی۔ اور بہت زیادہ نقصان اٹھایا۔ مختار نے اسے اپنے لشکر کے مرکز تک پیچھے دھکیل دیا۔ مختار ساری رات صبح تک جنگ کرتا رہا۔ مختار نے صبح اپنے لشکر کی کارکردگی دیکھی تو دیکھا کہ سارا لشکر جنگ کر رہا ہے اور کچھ لوگ قتل ہو چکے ہیں اور کچھ چھپ گئے ہیں۔ مختار کوفہ کے قصد سے واپس لوٹ گیا۔ جب مختار کے یاروں نے دیکھا کہ مختار نہیں ہے تو انھوں نے کہا کہ یقیناً مختار قتل ہو گیا ہے۔ باقی ماندہ لشکر کہ جن کی تعداد تھوڑی تھی فرار کر گئی اور کوفہ لوٹ آئی اور اپنے گھروں میں چھپ گئے اور تقریباً آٹھ ہزار آدمی قصر کی طرف گئے کہ جن کا کوئی سالار نہ تھا۔ وہاں جا کر دیکھا کہ مختار قصر میں موجود ہے۔ واقدی نے کہا کہ اس رات مختار کے لشکر سے مصعب کی فوج کے بہت زیادہ آدمی قتل کیے گئے تھے اور بصریوں کو بہت زیادہ جانی نقصان پہنچایا تھا، اور ان میں سے قتل کیے جانے والوں میں سے (کوفہ کے منافقین کا رئیس) محمد اشعث تھا۔ اس کے بعد انھوں نے کہا ہے کہ مصعب کی فوج نے مختار کی فوج کا پیچھا کرتے ہوئے کوفہ میں داخل ہو گئی اور دارالامارہ کا کامل طور سے محاصرہ کر لیا۔ یہ محاصرہ چار مہینے تک رہا۔ مختار ہر روز اپنے بعض دوستوں کے ساتھ قصر سے باہر نکلتا اور دشمن پر حملہ کر دیتا اور اکثر کوفہ کے بازار میں ان کی جنگ ہوتی اور چونکہ مختار کے آدمیوں کی تعداد کم ہوا کرتی تھی دوبارہ قصر میں لوٹ آتے۔ یہ کام جاری رہا، یہاں تک کہ محاصرہ کا حلقہ تنگ ہو گیا۔

کوفہ شہر کا محاصرہ:

مختار اپنی باقی ماندہ فوج کے ساتھ راتوں رات کوفہ لوٹ آیا اور دارالامارہ میں چلا

Presented by Ziaraat.Com

کیا۔ مصعب اپنی فوج کے ساتھ کوفہ کی طرف روانہ ہو گیا اور سبخہ نامی جگہ جو کوفہ شہر کے باہر تھی اپنی فوج کی چھاؤنی بنا لی اور اپنی فوج کو کئی ایک گروہ میں تقسیم کر دیا اور ہر ایک گروہ کو کوفہ کے ایک محلے کی طرف روانہ کر دیا تاکہ دارالامارہ کو پوری طرح محاصرے میں لے لے۔ مختار اور اس کے کل اصحاب جو سات ہزار آدمی بنتے تھے انہوں نے دارالامارہ اور مسجد کے ارد گرد مورچہ بندی کر لی تھی اور مصعب کی فوج کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے پوری طرح آمادہ تھے۔ مصعب نے عبدالرحمن بن محمد اشعث کو ایک گروہ کے ساتھ کناسہ محلے روانہ کیا اور عباد بن حصین کو کندہ محلے کی طرف بھیجا اور زحر بن قیس کو محلہ مراد اور عبیداللہ بن حر کو صائدین محلہ اور عبدالرحمن بن اخنف کو محلہ سبیع کی طرف روانہ کیا اور عبدالرحمن کو حکم دیا کہ کوفہ کے جو مختار کے مخالف ہیں انہیں معلوم کرے اور انہیں مصعب کی فوج کے ساتھ مل جانے کا کہے اور اسے اس کام کے انجام دینے کے متعلق وکالت دے رکھی تھی۔ اس سے پہلے اسے مخفی طور سے اس کام کے لیے کوفہ بھیجا جا چکا تھا۔ مصعب نے عبدالرحمن سے پوچھا تھا کہ تم نے کیا کام انجام دیا ہے اور کوفہ شہر کی حالت کیسی ہے اور کوفہ کے لوگ کس کے ساتھ ہیں۔ عبدالرحمن نے جواب دیا کہ کوفہ کے لوگ دو گروہ ہیں۔ ایک گروہ تمہارے ساتھ ہے اور دوسرا گروہ مختار کے ساتھ ہے۔ لیکن جو گروہ تمہارے ساتھ تھا وہ سب کوفہ سے باہر چلا گیا تھا جو اب سب تیرے لشکر میں موجود ہیں۔ لیکن جو گروہ مختار کے ساتھ ہے وہ اسی کے پاس موجود ہے اور وہ اسے کبھی نہیں چھوڑے گا اور کوئی بھی انہیں مختار سے جدا کرنے پر قادر نہیں ہے۔ میں نے یہ سارے معلومات کوفہ کے لوگوں سے حاصل کیے ہیں اور میں نے اس کے لیے کوئی وقت ضائع نہیں کیا۔ یہاں تک کہ میں گھر بھی واپس نہیں گیا، اور سیدھا تیرے پاس آیا ہوں تاکہ تجھے اصل واقعہ سے آگاہ کروں۔ مصعب نے اپنا سر ہلایا اور کہا بہت اچھا تو نے صحیح تشخیص کی ہے۔ جن لوگوں نے کوفہ کا محاصرہ کیا ہوا تھا اصلاً کوفہ کے رہنے والے تھے اور کربلا کے واقعہ میں شریک تھے اور مختار کے ہاتھ سے فرار

Presented by Ziaraat.Com

کر کے مصعب کے پاس چلے گئے تھے اور ان کے رشتہ دار اور اشراف کوفہ قتل ہو گئے تھے جب قوم کے بعض لوگ قتل ہو گئے تھے۔ لہٰذا یہ سب لوگ مختار کے ساتھ ایک خاص دشمنی اور عداوت رکھتے تھے اور چونکہ یہ سب کوفہ کے رہنے والے تھے وہ کوفہ کے تمام اور گلی کوچوں کو اچھی طرح جانتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ کون سے لوگ مختار کے طرفدار ہیں۔ مصعب نے ان لوگوں سے اور دوسرے انقلاب کے مخالفین سے جو کوئی تھا اچھی طرح فائدہ اٹھایا۔ کوفہ پوری طرح مصعب کی فوج کے محاصرے میں تھا اور تمام گلی اور راستے جو دارالامارہ تک پہنچتے تھے ان دشمنوں کے قبضے میں تھے۔ مختار اور اس کے اصحاب پوری طرح محاصرے میں تھے اور ان پر دشمن نے خوراک اور پانی وغیرہ بند کر دیا تھا۔

جنگ اور شہر میں بھاگ جانا:

مختار اور اس کے تھوڑے سے اصحاب نے شہر کے مرکز میں مورچہ بندی کی ہوئی تھی۔ اپنے چند سواروں کے ساتھ کبھی نہ کبھی مصعب کے لشکر پر حملہ کرتے تھے اور محاصرے کے بعض نقاط کو توڑ دیتے تھے اور کچھ خوراک اور پانی مہیا کر لیتے تھے اور پھر اپنے مرکز دارالامارہ میں واپس لوٹ آتے تھے لیکن ایسی جنگ اور ملیں آتا مختار کے لیے کچھ فائدے کا موجب نہ ہوتی تھی۔ فضیل بن خدیج نے کہا ہے کہ میں نے دیکھا کہ سواروں کا ایک گروہ جو عبید اللہ بن حر کی سالاری میں تھا مختار کے اس طرح گروہ پر حملہ کرتا تھا اور مختار کا گروہ انھیں پیچھے دھکیل دیتا تھا اور وہ اپنے مرکز سائدین گلے میں واپس لوٹ جاتے تھے۔ اس طرح کی زد و خورد کئی دفعہ انجام پا گئی۔ کئی دفعہ ایسا ہوتا تھا کہ کوفہ کے سقا اور خوراک مہیا کرنے والے لوگ مختار کے لیے پانی اور خوراک لے جاتے ہوتے تو ابن حر کے مسلح افراد انھیں گرفتار کر لیتے تھے اور انھیں مارتے تھے اور جو کچھ ساتھ لے جا رہے ہوتے تھے وہ بھی ان سے چھین لیتے تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

محاصرہ کا حلقہ تنگ ہو گیا:

ابن زبیر کے لشکر نے کوفہ کا کامل طور سے محاصرہ کیا ہوا تھا اور روز بروز حالت بدتر ہو رہی تھی۔ چھ ہزار کے قریب آدمی جس جگہ تھے اس کی طرف تمام راستے بند کیے جا چکے تھے اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ بعض ماشکی جو پانی دارالامارہ تک پہنچا دیتے تھے ہر ایک مشک کے لیے دو دینار لیا کرتے تھے اور اگر دباؤ زیادہ ہو جاتا تھا تو مختار اور اس کے اصحاب دارالامارہ سے باہر نکلتے اور دشمن سے لڑنے لگتے۔ لیکن ان پر ہر طرف سے حملہ ہوا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ مکانوں سے ان پر پتھر اور گندا پانی اور کثافت ڈالی جاتی تھی۔ لوگوں نے بہت زیادہ جرأت پیدا کر لی ہوئی تھی۔ محاصرے میں موجود لوگوں کو خوراک اور پانی عورتوں کے ذریعے پہنچتا تھا۔ عورت گھر سے باہر نکلتی اور چادر کے نیچے خوراک اور دوسری چیزیں اپنے شوہر یا رشتہ داروں کے لیے لے آتی اور باہر نکلتے وقت یہ ظاہر کرتی کہ وہ جامع مسجد نماز پڑھنے کے لیے جا رہی ہے یا کسی دوسرے محلے جانا چاہتی ہے اور جب دارالامارہ کے دروازہ پر آتی تو دروازے کا کچھ حصہ کھل جاتا تھا اور جو چیزیں وہ ساتھ لائی ہوئی ہوتی اندر ڈال دیتی۔ یہ واقعہ مصعب بن زبیر کو بتلایا گیا تو مہلب نے ابن زبیر کو مشورہ دیا کہ محافظین کے گروہ زیادہ کیے جائیں اور تمام راستوں پر محافظ معین کر دیے جائیں اور اجازت نہ دیں کہ عورتیں دارالامارہ کے نزدیک جا سکیں اور مصعب سے کہا کہ اگر تم ایسا کر لو تو محاصرے میں موجود لوگ بھوک سے مر جائیں گے۔ حالت روز بروز بدتر ہوتی جا رہی تھی۔ محاصرے میں موجود لوگ مدد کیے جانے سے مایوس ہو گئے تھے۔ انھوں نے دارالامارہ کے وسط ایک کنواں کھودا اور اس کے پانی سے ایک مدت تک زندہ رہے۔ مختار نے حکم دیا کہ اس شہد سے کہ جو وہاں ذخیرہ کی گئی تھی پانی سے ملا کر پئیں تا کہ کچھ نہ کچھ غذا ہو جائے۔ مصعب نے حکم دیا کہ دارالامارہ کو انگشتر کی نگین کی طرح محاصرہ میں لے لیں اور چھتوں پر محافظ معین کر دیے تھے۔ مسجد اور دارالامارہ کے دروازے کے سامنے کو

Presented by Ziaraat.Com

عباد بن حصین کی سپرد کر دیا۔ وہ عمیرہ قبیلے کے ساتھ مسجد کے سامنے مستقر ہو گیا۔ اور کبھی بنی مخزوم کی مسجد تک مراقبت اور حفاظت کرتا تھا۔ اور جن لوگوں کو چھتوں پر معین کیا ہوا تھا وہ جب دارالامارہ سے کوئی اس کی چھت پر جاتا تو اس پر تیر اندازی کیا کرتے تھے اور جو عورت بھی گلی سے دارالامارہ کی طرف سے گزرنا چاہتی تھی اس کی تلاشی لیتے تھے اور اس سے سوال جواب کیا کرتے تھے تاکہ مطمئن ہوں کہ محاصرین کے لیے کوئی چیز اپنے ہمراہ نہیں لے جا رہی۔ فضیل بن خدیج نے کہا ہے کہ مصعب کے سپاہیوں نے ایک دن شبام اور شاکر کی تین عورتوں کو پکڑا جو اپنے شوہروں اور رشتہ داروں کے لیے خوراک لے جا رہی تھیں۔ مصعب نے حکم دیا کہ عورتوں کو آزاد کر دیا جائے لیکن اس کے بعد حکم دیا کہ بہت زیادہ حفاظتی امور بجالائے جائیں۔

مصعب نے حر بن قیس کو ایک گروہ کے ساتھ لوہاروں کے محلے میں بھیجا اور عبیداللہ بن حر کو بلال کے گھر کے سامنے معین کیا۔ اور محمد بن عبدالرحمٰن اشعث کو اس کے چچا محمد اشعث کے گھر کے سامنے بھیجا اور حوشب بن یزید کو بصیرین کے کوچے پر جو بنی حذیفہ کے کوچے کی ابتداء میں تھا معین کیا۔ مہلب اپنی فوج کے ساتھ خنیس نامی بازار میں مستقر ہوا۔ اور عبدالرحمٰن بن مخنف نے ایک گروہ کے ساتھ دارالسقایہ کی طرف حرکت کی اور دارالامارہ کے سامنے مستقر ہو گئے۔ فضیل نے کہا ہے کہ کوفہ اور بصرہ کے جوان بچے قصر کے سامنے نعرے لگاتے تھے اور کہتے تھے اے دومہ کے فرزند اے دومہ کے فرزند۔ دومہ مختار کی والدہ کا نام تھا۔ مختار نے ان کی آواز سنی اور دارالامارہ کے اوپر آیا اور دارالامارہ کے اطراف میں نگاہ کی اور کہا کہ اگر مکہ اور طائف کے بزرگ ہوتے تو میرا میری ماں دومہ کی طرف نسبت کو عیب شمار نہ کرتے کیونکہ دومہ ایک بہت بڑی باعظمت عورت تھی۔

مختار کا حملہ:

مختار نے دارالامارہ کے اوپر سے دشمن کی فوج کو دیکھا اور اندازہ لگایا کہ جس طرف

Presented by Ziaraat.Com

بیشک مختار تھکے ہوئے ہیں۔ اگر ان پر حملہ کیا جائے تو کامیابی ہو سکتی ہے۔ مختار نے اپنے دو سو جان نثاروں کو اکٹھا کیا جو کہ ہر حالت میں ساتھ تھے۔ مختار نے ان کے ساتھ دارالامارہ کا دروازہ کھولا اور مصعب کے گروہ پر حملہ کر دیا اور تقریباً ستر آدمیوں کو قتل کیا اور کئی ایک کو زخمی کر دیا۔ دشمن پیچھے ہٹ گیا اور فرات سے حیان گلی کے گھر تک پیچھے ہٹ گئے۔ اس معرکے میں بصرہ کا ایک آدمی بنی جبیر کے قبیلے سے تھا۔ اس کا نام یحییٰ بن ضمضم تھا جو بہت وحشت ناک تھا اور جس کے پاؤں اتنے بڑے تھے کہ جب سوار ہوتا تھا تو اس کے پاؤں زمین پر لگتے تھے۔ اس سے لوگ وحشت کرتے تھے۔ بہت زیادہ بہادر تھا۔ اس نے مختار کے گروہ پر حملہ کیا۔ جو بھی اس کے سامنے آتا تو اس سے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتا تھا۔ مختار نے اس کا پیچھا کیا اور ایک مناسب فرصت میں اس کے سر پر تلوار کا ایک وار کیا کہ جس سے اس کے سر کا پیشانی کا اوپر والا حصہ جدا ہو گیا اور فوراً گھوڑے سے گر پڑا اور مر گیا۔

مصعب کی فوج نے جب مختار اور اس کے جان نثاروں کی اس طرح کی بہادری دیکھی تو ان کا ہر طرف سے محاصرہ کر لیا۔ وہ ان کے ساتھ مردانہ وار جنگ کرتے گئے اور جب انھوں نے احساس کر لیا کہ دشمن کے آدمی بہت زیادہ ہیں تو وہ واپس دارالامارہ کی طرف لوٹ آئے اور اندر چلے گئے۔

بخدا تسلیم نہیں ہوں گا:

محاصرہ بہت تنگ ہو گیا اور مختار کے آدمی بغیر خوراک کے بہت زیادہ ضعیف ہو رہے تھے۔ مختار نے جب اپنے آدمیوں کی یہ حالت دیکھی تو انھیں آواز دی وائے ہو تم پر۔ جتنا یہاں رہو گے اتنا موت کے قریب ہوتے جاؤ گے۔ آؤ ہم سب مل کر دشمن پر حملہ کریں۔ اگر مارے گئے تو ایک شرافت مندانہ مرنا ہو گا اور اگر کامیاب ہو گئے تو کیا بہتر۔ پھر کہا کہ میں خدا سے نا امید نہیں ہوں۔ اگر دل سے جنگ کرو گے تو خداوند عالم تمھیں فتح عطا کرے گا۔ مختار کی یہ

Presented by Ziaraat.Com

پیش کش بہت عاقلانہ اور شرافت مندانہ تھی۔ لیکن افسوس کہ محاصرین نے جو چھ ہزار کے قریب تھے مختار کی اس پیش کش کو اہمیت نہ دی اور زندہ رہنے کی امید میں اس کی ہمراہی چھوڑ دی۔ اس واقعہ بھی کوفیوں کی بے وفائی ظاہر ہوگئی۔ مختار نے جب محاصرین کی روحانی حالت کو بے حال اور ضعیف دیکھا تو پھر یوں کہا تھا کہ میں تسلیم ہو جانے والا آدمی نہیں ہوں اور اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں نہیں دوں گا۔ عبداللہ بن جعدہ نے جو مختار کا یار تھا، جب اس نے دیکھا کہ مختار تسلیم ہو جانے کا ارادہ نہیں رکھتا تو وہ ایک رسی کے ذریعے دار الامارہ سے نیچے آیا اور اپنے قبیلے سے جا ملا۔ ابوطفیل عامر بن واثلہ جو پیغمبرؐ کا ایک صحابی اور بزرگ محترم آدمی تھا، وہ بھی محاصرین میں سے ایک تھا۔ وہ بھی محاصرہ کی تنگی کو برداشت نہ کر سکا۔ اس نے اپنے آپ کو دار الامارہ سے گرا لیا اور زندہ بچ گیا اور فرار کر گیا۔ اور اپنی نجات کے بارے میں شعر بھی کہا۔

قیام کی تحریک:

مختار نے بہت زیادہ کوشش کی کہ محاصرہ والوں کو دشمن سے جنگ کرنے پر آمادہ کریں اور انہیں مختلف طریقوں سے سمجھایا کہ اگر اسی حالت میں رہو گے تو ذلت کی موت مرو گے اور قتل کر دیے جاؤ گے اور اگر خروج کرو گے تو نجات پا جانے کا احتمال دیا جا سکتا ہے اور یا شرافت مندانہ موت کا انتخاب کرو گے۔ مختار نے آخری بار ان سے خطاب کیا اور کہا کہ میں نے اپنی فکر کر لی ہے اور یہ کہ میں کبھی اپنے آپ کو ان کے سپرد نہیں کروں گا۔ میں قصر سے باہر نکلوں گا اور ان سے جنگ کروں گا، یہاں تک کہ قتل ہو جاؤں۔ جب میں مارا جاؤں گا تمہاری ذلت اور خواری زیادہ ہوگی۔ اگر تم ان کے حکم کو تسلیم کرو گے وہ تمہارے دشمن ہیں کیوں کہ تم نے ان کا خون بہایا ہوا ہے وہ تم سے انتقام لیں گے اور وہ تمہارے ہر ایک کے بارے چیزیں اور الزام عائد کریں گے۔ ان کا ایک کہے گا کہ فلاں نے میرا فلاں قتل کیا ہے۔ لہذا اس طرح تمہارا ہر ایک دوسرے کے بعد دوسرا بالترتیب قتل کیا جائے گا اور تمہارا ہر ایک اپنے دوستوں کے

Presented by Ziaraat.Com

خلاف قتل کیے جانے کی گواہی دے گا۔ تمہیں اس وقت میری بات یاد آئے گی اور پشیمان ہو گے اور اپنے آپ سے کہو گے اے کاش کہ ہم نے مختار کی بات مان لی ہوتی اور اس کے کہنے پر عمل کیا ہوتا۔ اگر تم اب بھی میرے ساتھ آؤ تو دو حال سے خالی نہ ہوگا۔ یا ہم کامیاب ہو جائیں گے اور ان کے محاصرے کو توڑ ڈالیں گے اور محترمانہ نجات پا کر ہر ایک اپنے قبیلے کے پاس چلا جائے گا یا شہید ہو جائیں گے۔ اور یہ موت شرافت مندانہ ہوگی اور میں تاکید کرتا ہوں کہ اگر تم میرے ساتھ نہ آئے تو کل تم اسی وقت سب لوگوں سے اس روئے زمین پر ذلیل اور خوار ہو گے۔ (راوی نے کہا کہ واقعا ایسا ہی ہوا، جیسے مختار نے ان سے کہا تھا)۔

مختار کی آخری جنگ:

مختار اپنے لوگوں سے جو محاصرے میں تھے مایوس ہو چکے تھے اور ان کی بے وفائی دوبارہ ظاہر ہو گئی تھی۔ مختار نے جان لیا کہ یہ جنگ کرنے والے انسان نہیں ہیں اور ذلت اور خواری کو قبول کریں گے۔ مختار نے کسی کو اپنی بیوی ام ثابت دختر سمرہ بن جندب کے پاس جو دارالامارہ میں تھی بھیجا اور اس سے عطر طلب کیا۔ مختار کے پاس عطر لے آئے۔ مختار نے غسل کیا اور حنوط ملا اور اپنے آپ کو معطر کیا۔ اپنے سر اور داڑھی کو خوشبو لگائی۔ اپنے اصحاب سے پھر کہا کہ دشمن پر حملہ کرو اور محاصرہ کو توڑو۔ لیکن مختار کے کہنے پر صرف انیس آدمیوں کے علاوہ اور کوئی اس کے ساتھ نہ نکلا کہ جن میں سائب بن مالک مختار کا معاون تھا۔ مختار جب کوفہ سے باہر جایا کرتا تھا اسی سائب کو اپنا کوفہ میں نائب بنایا کرتا تھا۔ ان انیس آدمیوں نے شہادت طلبی کے عنوان سے موت کا انتخاب کیا، اور شرافت مندانہ موت کے ارادے سے قصر سے باہر نکلے۔

مختار نے سائب کی طرف توجہ کی اور کہا کہ تیرا کیا نظریہ ہے؟

سائب نے کہا کہ میرا نظریہ وہی ہے جو تیرا نظریہ ہے۔

مختار نے کہا کہ میرا نظریہ خدا کی رضا۔

Presented by Ziaraat.Com

سالیب نے کہا کہ خدا کی رضا۔

مختار نے کہا اے احمق۔ ہائے افسوس ہے تم پر۔ میں ایک عرب ہوں۔ میں نے دیکھا کہ ابن زبیر نے حجاز پر قبضہ کرلیا ہے اور نجد اور یمن کو بھی اپنے تسلط میں لے لیا ہے، مروان نے شام پر قبضہ کرلیا۔ میں ان سے کمتر نہ تھا۔ میں نے کوفہ پر قبضہ کرلیا۔ میں بھی ان کی طرح ہوگیا۔ صرف میں نے اپنی غرض شہداء کربلا اور اہل بیتؑ عظام کے خون کے انتقام کو قرار دیا۔ جب کہ یہ دوسرے عرب اس سے غافل تھے۔ جن لوگوں کے ہاتھ آل محمد کے خون میں رنگین تھے۔ میں نے ان کو قتل کیا اور اس وقت اسی غرض اور ہدف پر ہوں۔ اب اگر تو اس طرح کی ہمت نہیں رکھتا تو کم از کم اپنے وقار اور عزت کے لیے جنگ کر اور ذلت اور خواری کے زیر بار نہ جا۔ سالیب مختار کی اس گفتگو سے تعجب کر رہا تھا۔ اور کہا کہ انا للہ و انا الیہ راجعون

میں کیا ہوں کہ اپنے وقار کے لیے جنگ کروں۔ (یعنی میں تو سوائے خدا کے اور کسی غرض کے لیے جنگ نہیں کروں گا)۔

یہاں اس چیز کا تذکرہ کرنا ضروری ہے کہ بعض مؤرخین نے مختار کے ان کلمات اور سالیب کے ساتھ مختار کے مذاکرہ کو اس طرح بگاڑ کر نقل کیا ہے کہ گویا مختار کا مطلب یہ کہنا تھا کہ میں نے تو امام حسینؑ کے خون کے انتقام کو بہانہ بنایا تھا، ورنہ میری غرض تو صرف اقتدار کی جنگ تھی۔

مختار کی ذات اور اس کا وہ عمل جو خدا کو پسندیدہ تھا گواہ ہیں کہ مختار کی غرض اور ہدف سوائے شہدائے کربلا کے خون کے انتقام لینے اور رضائے الٰہی کے اور کچھ نہ تھا۔

مختار کے خاندان کی شہادت:

مختار کے قصر کے محاصرے کے زمانے میں چھوٹی موٹی جھڑپیں جاری تھیں۔ مختار کا خاندان بھی ان محاصرہ شدہ لوگوں سے تھا اور انھوں نے آخری زندگی تک اس جنگ میں شرکت کی۔ تاریخ میں آیا ہے کہ مختار کے رشتہ داروں میں سے پچاس آدمی اس جنگ میں مارے گئے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

تیسرا حصہ

﴿مختار کی شہادت﴾

کسی انسان کے لیے اس سے بڑا کوئی افتخار نہیں ہے کہ وہ ستمگاروں کے مقابلے میں اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہو جائے بلند پایہ اور بزرگوار انسان یہ پسند نہیں کرتے کہ وہ بستر پر ذلت کی موت مریں بلکہ وہ اپنے لیے بہترین موت کو اختیار کرتے ہیں (یعنی سرخ موت) مختار جو دلیر اور فداکار تھا اور اس نے ایک سال کی مکمل مدت میں شہداء کربلا کے خون کا انتقام لیا اور اپنی مختصر حکومت میں جنگ کرنے میں مشغول رہا کبھی امام حسینؑ کے قاتلوں سے جنگ اور کبھی شام کی فوج سے اور کبھی انقلاب کے مخالفین کے ساتھ اور آخرکار مصعب بن زبیر کے ساتھ جنگ کی۔ عام طور سے ان لوگوں کے جو عوامی انقلاب یا الٰہی انقلاب برپا کرتے ہیں بہت زیادہ دشمن ہوا کرتے ہیں۔ جن لوگوں کے مفاد خطرے میں پڑتے ہیں وہ اپنی پوری کوشش انقلاب کو ختم کرنے میں صرف کرتے ہیں تاریخ گواہ ہے کہ اسلامی انقلاب اور وہ انقلاب کہ جن میں الٰہی رنگ ہوتا ہے اور جو مظلوموں کے حقوق کے دفاع کے لیے برپا کیا جاتا ہے اسے لوگ ابتداء میں ہی نابود کر دیتے ہیں یا ان سے اتنی جنگ اور مزاحمت کرتے ہیں کہ وہ خود ہی ناکام ہو جاتا ہے۔

مختار کسی ایک فرد اور گروہ سے نہیں لڑ رہا تھا وہ ایک تاریخی انحراف سے جنگ کر رہا تھا اور یہ انحراف اور کجروی اہل بیت عظام کے مخالفین کا نقطہ نظر تھا۔ یہ انحراف اہلبیت کے مسلک کو چھوڑ دینا گویا تمام [illegible] کے دلوں میں ظاہر ہوا تھا اور یہی [illegible] زمانے کے [illegible]

Presented by Ziaraat.Com

مسلمانوں سے بھا تھا اور کبھی کوفہ کے ساکنین میں نظر آ رہا تھا

مختار نے جب دیکھ لیا کہ اس کے یار و مددگار شرافت مندانہ اور پر افتخار مرنے کے لیے حاضر نہیں ہیں اور وہ خدا کے راستے میں شہید ہونے پر ذلت اور خواری اور تسلیم ہو جانے کو ترجیح دے رہے ہیں تو اس نے حتمی ارادہ کر لیا اور اپنے یاروں پر حجت تمام کر دینے کے بعد صرف انیس مخلص اور سچے افراد نے کہ جن میں اس کا معاون صائب بن مالک تھا دار الامارہ کا دروازہ کھول دیا اور دشمن سے جنگ کرنے لگا۔ مختار بہت بڑا انقلاب لانے والا کہ جس کا مقصد اہل بیت علیہم السلام کا دفاع اور شہداء کربلا کے خون کا انتقام لینا تھا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا ہے اور اپنی آرزو اور امید کو پہنچ گیا ہے اس کے علاوہ اس کی کوئی اور امید اور تمنا نہ تھی۔ مختار کامل طور پر محاصرہ میں ہے اور اس کے مددگار اسے چھوڑ چکے ہیں اس نے باعزت اور پر افتخار موت کا انتخاب کیا۔ اس کے انیس ساتھی مردانہ وار جنگ کرتے رہے اور آخری آدمی تک اور آخری سانس تک خوب لڑے۔ کبھی دشمن کو پیچھے دھکیلتے اور کبھی خود پیچھے ہٹ جاتے کچھ وقت تک جنگ کرتے رہے۔ دشمن کو احساس ہو گیا کہ وہ شہادت طلبی کے ساتھ ایمان پر جنگ کر رہے ہیں۔ اپنے دستوں کو جمع کیا اور ان کی اصلی غرض مختار کی ذات تھی۔ دشمن نے مختلف اطراف سے اپنے دستوں کو جمع کیا اور ان کی اصلی غرض مختار کی ذات تھی۔ دشمن کے لیے یہ مناسب موقع ہاتھ آیا۔ مختار کے مختصر گروہ نے ابن زبیر کے دستوں سے روغن فروشوں کے محلے تک جنگ کی۔ مختار شیر اور طوفان کی طرح اپنے اطراف میں دشمن پر حملہ کر رہا تھا۔ اس کے اکثر ساتھی شہید ہو چکے تھے مختار نے شہید ہو جانے پر اپنا دل جما لیا تھا۔ مختار پوری طرح سے محاصرہ میں آ چکا تھا اس پر ہر ایک طرف سے یہاں تک چھتوں سے حملہ ہو رہا تھا اسی اثناء میں بنی حنیفہ قبیلے کے دو آدمی بنام طرفہ اور طریف فرزندان عبداللہ بن دجاجہ نے قطعی طور پر مختار پر تلواروں سے حملہ کر دیا اور اس پر کافی کاری ضرب لگائی اس وقت انقلاب کا بانی اور کربلا کے واقعہ کے بڑا

Presented by Ziaraat.Com

انعام لینے والا ہیر و گھوڑے سے زمین پر گر گیا ان دونوں بھائیوں نے مختار کا سر جدا کر کے انعام لینے کی غرض سے مصعب بن زبیر کے پاس لے گئے۔ مصعب نے تیس ہزار درہم ان دو خبیث قاتلوں کو بطور انعام دیئے۔ مصعب نے مختار کا کٹا ہوا سر اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر کو مکہ روانہ کر دیا جب وہ مختار کے سر کو عبداللہ بن زبیر کے پاس لے گئے اور اس سے انعام کا مطالبہ کیا تو عبداللہ بن زبیر نے کہا یہ سر لے جاؤ یہی تیرا انعام ہے۔

مختار شہید ہو کر مقام شہادت پر پہنچا وہ کوفہ جو اس دلیر اور اہل بیتؑ کے مددگار اور حمایت کرنے والے کا گواہ تھا اب اس کا سرخ خون کوفہ کی سرزمین پر ایک نقش اور تاریخ چھوڑ گیا ہے۔ مختار کی عمر سٹاسٹھ سال اکثر جہاد اور مبارزہ اور افتخار میں بسر ہوئی۔ اس کی حکومت ایک سال ساڑھے سات مہینے اپنے مقدس ہدف میں صرف ہوئی مختار اپنی جان خالق جہان کے سپرد کر گیا اور شہداء کے گروہ میں اس کا شمار ہو گیا (خدا اور پیغمبر اور اولیاء پاک کی رحمت اس نہادر مجاہد اور شہید راہ اہل بیتؑ پر نازل ہو)

مختار کی شہادت کی تاریخ:

طبری نے لکھا ہے مختار کی شہادت سولہ ماہ رمضان سنہ ۶۷ھ میں ہوئی۔ مختار کی شہادت کے وقت اس کی عمر تریسٹھ سال تھی۔ باقی معتبر تاریخوں میں مختار کی عمر شہادت کے وقت سڑسٹھ سال بتائی گئی ہے کیونکہ مختار اول سال ہجری میں پیدا ہوا تھا۔ بعض تاریخوں میں مختار کی شہادت چودہ رمضان سنہ ۶۷ھ ذکر ہوئی ہے۔

حجر بن عدی کے فرزندوں کی شہادت:

ان انیس افراد میں سے جو مختار کے ساتھ شہید ہوئے تھے حجر بن عدی کے دو فرزند بھی تھے۔ حجر بن عدی یہ بلند مرتبہ شہید امیر المومنین علیہ السلام کے وفادار اصحاب میں سے تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

تاریخ میں لکھا ہے کہ حجر بن عدی کے دو فرزند بنام عبداللہ اور عبدالرحمٰن مختار کے ساتھ مصعب بن زبیر کے غلبہ کے بعد شہید ہو گئے تھے۔

شہادت کے بعد:

وہ کوفی جو مختار کے انقلاب کے مخالف تھے انہوں نے اپنے انتقام مختار سے لے لیا تھا مصعب ابن زبیر کے آدمی نے مختار کا سر جدا کر کے مصعب کے سامنے لے آئے۔ مصعب نے حکم دیا کہ مختار کے دونوں ہاتھوں کو بھی جدا کر دیا جائے اور انہیں مسجد اعظم کوفہ کی دیوار پر میخ گاڑ کر کے لٹکایا جائے۔ مختار کے دونوں ہاتھ اسی حالت میں رہے یہاں تک کہ حجاج بن یوسف کوفہ پر عبدالملک بن مروان کی طرف سے مسلط ہوا۔ حجاج نے جب ان دونوں ہاتھوں کو دیکھا تو پوچھا کہ یہ دیوار کے ساتھ کیا لگا ہوا ہے اسے بتلایا گیا کہ یہ مختار کے دو ہاتھ ہیں۔

اس نے حکم دیا کہ انہیں وہاں سے اتارا جائے اور دفن کر دیا جائے مختار کے شہید ہو جانے کے بعد قصر میں موجود محاصرے والے لوگوں پر بہت زیادہ سخت وقت آن پڑا تھا۔ اور خود ان میں بھی اختلاف پیدا ہو گیا تھا اب ان کو مختار کی یاد آئی اور کہتے تھے کہ کاش ہم مختار کے ساتھ جاتے لیکن اب ہمارا امیر قتل ہو چکا ہے اب وہ اپنے انجام کی فکر میں ہوئے کہ ابن زبیر ان کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے۔ تقریباً سات ہزار آدمی محاصرہ میں تھے کہ ان میں سے سات سو عرب اور باقی سب غلام اور موالی اور ایرانی تھے محاصرے میں موجود لوگوں میں مختار کی شہادت موجب تاسف اور بہت زیادہ غم انگیز ہوئی۔ مختار کے یاروں میں سے ایک بحیر بن عبداللہ نے محاصرے میں موجود لوگوں سے کہا۔ اے قوم! کل تمہارے امیر نے تمہیں درست رائے دی تھی اور تمہیں کہا تھا کہ آؤ دشمن سے جنگ کرو اور اپنا سے دفاع کرو لیکن تم نے ایسا نہ کیا اور اب پشیمان ہوا ے کاش امیر کی ہم اطاعت کرتے اب اگر تم تسلیم ہو جاؤ تو دشمن تمہارے سر گوسفندوں کی طرح کاٹیں گے اب بھی حاضر ہو جاؤ اور ہمت کرو ابھی بھی دیر نہیں ہوئی ہے اپنی تلواروں کے ساتھ قصر

Presented by Ziaraat.Com

سے باہر نکلو اور دشمن پر حملہ کردو اور جنگ کرو تا کہ شرافتمندانہ مرو لیکن انہوں نے بحیرہ کی بات کو بھی اہمیت نہ دی اور ذلت کے ساتھ زندہ رہنے کی امید میں بحیرہ کا ساتھ نہ دیا اور بحیرہ سے کہا کہ ہم نے اس کی کہ جس کی ہم تم سے زیادہ اطاعت کرتے تھے تمہیں قبول نہ کی کہ جس نے بھی کہا تھا جو تم کہہ رہے ہو تو کیا تم خیال کرتے ہو کہ تیری بات مان کر تیری اطاعت کریں گے؟

خواری اور ذلت کی تسلیم:

محاصرے میں موجود لوگوں کو بھوک اور پیاس اور سخت مصائب نے شکست خوردہ کر رکھا تھا مختار کی شہادت کے بعد انہوں نے اپنے آپ کو تسلیم کر دینے کا ارادہ کر لیا۔ انہوں نے مصعب کو پیغام دیا کہ ہم تسلیم ہو جانے پر آمادہ ہیں۔ مصعب نے اپنا ایک خاص آدمی بنام عباد بن حصین ان کے پاس بھیجا اس نے ان سب کو ایک ایک کر کے ان کا اسلحہ لے لیا اور گوسفندوں کی طرح ان کے ہاتھ باندھ کر ان کو قصر سے باہر نکالا۔ عبداللہ بن شداد جو مختار کا قریبی یار تھا اور توابین کے قیام میں بھی سلیمان بن صرد کے ساتھ مل کر جنگ کی تھی محاصرہ شدہ لوگوں میں سے ایک تھا اس نے عباد بن حصین سے وصیت کی۔ مختار کا ایک اور یار عبداللہ بن فراذ کہ اس پیش آمد سے پشیمان ہو چکا تھا کسی لوہے اور لکڑی کی چیز کو تلاش کر رہا تھا تا کہ اس سے جنگ کرے اور ذلت آمیز تسلیم نہ ہو لیکن اسے کوئی چیز نہ ملی کیونکہ اس سے اسلحہ لے لیا گیا تھا اور اس کے ہاتھ کو باندھا ہوا تھا۔ جب عبدالرحمن بن محمد اشعث کی اس پر نگاہ پڑی تو اس نے کہا کہ عبداللہ بن فراد کو مجھے دے دو تا کہ میں اسکی گردن اڑا دوں کیونکہ اس کا عقیدہ تھا کہ اس کے باپ محمد اشعث کو اس نے قتل کیا ہے۔ عبداللہؒ نے باوجودیکہ اس کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے پوری دلیری سے عبدالرحمن اشعث سے کہا کہ کیا میں تیرے دادے کے دین پر جاؤں کہ جو ایمان لایا اور بعد میں کافر ہو گیا جھوٹا ہوگا کہ میں نے تیرے باپ کو تلوار ماری اور وہ مر گیا۔ عبدالرحمن گھوڑے سے اترا اور کہا کہ عبداللہ کو میرے حوالے کرو اور جب وہ اسے دیا گیا تو اس نے اسے مہلت نہ دی

Presented by Ziaraat.Com

اور تلوار اس کی گردن پر ماری اور قتل کر دیا۔ عباد مصعب کا نمائندہ اس کے اس کام سے ناراحت ہوا اور عبدالرحمٰن سے کہا کہ تو نے اسے قتل کیا ہے؟ حالانکہ تجھے اس کے قتل کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔ پھر اس بد فطرت عبدالرحمٰن کی نگاہ عبداللہ بن شداد پر جو بلند قامت اور عراق کے بزرگ شیعوں میں سے تھا پڑی تو عباد سے کہا کہ اسے یہاں ٹھہرے رہنے دو تا کہ میں اس کے بارے میں مصعب سے گفتگو کروں۔ اس کے بعد وہ مصعب کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ میں خواہش کرتا ہوں کہ عبداللہ بن شداد مجھے دے دو تا کہ میں اسے قتل کر دوں مصعب نے اس کی موافقت کی اور عبداللہ کو عبدالرحمٰن کے حوالے کر دیا گیا اور اس نے فوراً اس کی گردن اڑا دی عباد نے عبدالرحمٰن سے کہا بخدا اگر مجھے علم ہوتا کہ تو اسے قتل کرنا چاہتا ہے تو میں اسے کسی دوسرے کے حوالے کر دیتا میں نے خیال کیا کہ تو امیر سے اس کی آزادی کے لیے بات کرنے جا رہا ہے۔ عبداللہ بن شداد کا نوجوان بیٹا تھا اسے بھی قتل کرنا چاہتے تھے جب کہ وہ بالغ تھا لیکن موئے ظہار اس کے نہیں نکلے تھے بعض نے کہا کہ یہ بچہ ہے اور نابالغ ہے اسے قتل نہ کرو۔ تلاشی اور تفتیش کے بعد معلوم ہوا کہ وہ نابالغ ہے تو اسے آزاد کر دیا گیا۔ محاصرے میں موجود لوگوں میں سے ایک قیس بن سعید تھے اس کا بھائی مصعب کے پاس گیا اور اس کے لیے امان حاصل کی اس کے بھائی کا نام اسود تھا۔ اسود قیس کے پاس آیا کہ تسلیم ہو جاؤ میں نے تمہارے لیے امان لے لی ہے اس نے مردانہ قوت سے جواب دیا۔ میں ان کے حکم پر تسلیم نہیں ہونگا۔ میں اپنے دوستوں کے ساتھ مر جاؤں بہتر ہے کہ تمہارے ساتھ زندگی کروں اسے سامنے لے آئے اور اس کی گردن اڑا دی گئی۔

قتل عام کا حکم:

بحیر بن عبداللہ جو بزرگوں میں سے تھے اسے بھی گرفتار کر لیا گیا تھا۔ اس کے ہاتھ باندھ کر مصعب کے سامنے پیش کیا گیا اس نے مصعب سے خطاب کیا اور کہا کہ خدا کا شکر اور حمد

Presented by Ziaraat.Com

ہے کہ جس نے ہمیں تمہارا قیدی بنایا ہے اور تجھے عفو اور درگزر کے مقام پر قرار دیا ہے دو مقام ہیں کہ ایک میں اللہ کی رضا ہے اور دوسرے میں اللہ کا غضب ہے۔ جو کسی کو بخش دے اللہ اسے بھی بخش دیتا ہے اور اس کی عزت زیادہ کرتا ہے اور جو سزا دے تو وہ قصاص سے امان میں نہ ہوگا۔ اے زبیر کے فرزند ہم مسلمان ہیں اور اہل قبلہ ہیں اور تمہاری ملت سے ہیں نہ ترکی ہیں اور نہ دیلمی۔ اگر ہمارے شہر والے بھائیوں نے ہماری مخالفت کی ہے تو یا تم حق پر تھے یا وہ حق پر تھے۔ جیسے شام کے لوگوں نے آپس میں جنگ کی اور اس میں اختلاف رکھتے تھے لیکن بعد میں سب بھائی بھائی ہو گئے اور جیسے بصرہ کے لوگوں نے آپس میں جنگ کی اور بعد میں صلح کر لی اور دوست ہو گئے۔ آپ اس وقت ایک فتح مند حاکم ہو اور ہم پر مسلط ہو ہم پر احسان کرو اور چشم پوشی سے کام لو۔ اس نے اس طرح کی گفتگو کی کہ جس سے مصعب اور اس کے اطرافی کافی متاثر ہوئے اور مصعب نے چاہا تھا کہ ان قیدیوں کو آزاد کر دے کہ اچانک بدفطرت اور خبیث انسان عبدالرحمٰن اشعث سامنے آ کھڑا ہوا اور اعتراض کیا اور مصعب سے کہا کہ اے امیر اگر تم ان کو آزاد کرنا چاہتے ہو تو یا ان کو اپنے پاس رکھو یا ہمیں؟ اس کے بعد محمد بن عبدالرحمٰن ہمدانی اٹھا اور کہا کہ میرا باپ پانچ سو آدمیوں کے ساتھ جو ہمدان قبیلے کا سردار اور بزرگ تھا ان کے ہاتھوں قتل ہو گیا ہے تم ان کو کہ جن کی گردن پر ہمارے خون ہیں اور ہمارا خون ان کے شکم میں موج زن ہے چھوڑ دینا چاہتے ہو یا ہمیں اپنے پاس رکھو یا ان کو اسی طرح کی کوفہ کے اشراف اور سرداروں نے جو انقلاب کے مخالف تھے اور اس کے اصحاب سے بغض اور دشمنی رکھتے گفتگو کی جب مصعب نے ان کا بہت زیادہ اصرار دیکھا تو حکم دیا کہ محاصرے میں موجود تمام لوگوں کو قتل کر دیا جائے قیدیوں کی فریاد اور آواز بلند ہوئی اور وہ فریاد کرتے تھے کہ اے ابن زبیر ہمیں قتل نہ کرو کل کو ہم تیری فوج کے مقدمۃ الجیش ہوں گے اور ہماری تمہیں ضرورت پڑے گی اگر ہم تیرے دشمنوں سے جنگ کرتے ہوئے مارے گئے تو تیرے دشمنوں کو کمزور کر کے جائیں گے

Presented by Ziaraat.Com

اور اگر ہم کامیاب ہوئے تو فتح تیری اور تیرے دوستوں کی ہوگی لیکن مصعب نے قساوت قلبی کی وجہ سے ان کی اس پیشکش کو قبول نہ کیا اور کوفہ کے سرداروں کی بات کو مان لیا۔

بجیر کی خواہش:

جب محاصرے میں موجود لوگوں کو یقین ہوگیا کہ سب قتل کر دیئے جائیں گے تو بجیر مسلی نے مصعب سے کہا میری تم سے خواہش ہے کہ مجھے ان لوگوں کے ساتھ قتل نہ کرنا کیونکہ میں نے ان سے پہلے کہا تھا کہ تسلیم نہ ہونا اور تلواروں کے ساتھ قصر سے باہر نکلو اور اپنا دفاع کرو انہوں نے اپنی ذلت اور خواری کو قبول کیا اور میری اطاعت نہیں کی میرا دل نہیں چاہتا کہ میرا خون ان کے خون سے مخلوط ہو۔ مصعب نے حکم دیا کہ بجیر کو دور ایک گوشہ میں لے جا کر قتل کر دو۔ ابوزورق نے کہا ہے کہ مسافر بن سعید مختار کے دوستوں سے تھا اور قیدیوں میں سے تھا اس نے مصعب سے کہا اے ابن زبیر تو جب خدا کے سامنے جائے گا تو خدا کو کیا جواب دے گا کہ تو نے ایک جماعت کو جو تیرے حکم پر تسلیم ہو گئے تھے اور تیرے حکم کو قبول کر لیا تھا ان کی گردن اڑا رہے ہو جب کہ خدا کا ان کے بارے میں یہ حکم تھا کہ انہیں سوائے قصاص کے قتل نہیں کیا جا سکتا اگر ہم نے تیرے کسی آدمی کو قتل کیا ہے اس کا حساب کر لے اور انہیں قتل کر دے اور باقیوں کو آزاد کر دے۔ ہمارے درمیان ایسے آدمی بہت زیادہ ہیں کہ جنہوں نے ایک دن بھی تمہارے ساتھ جنگ نہیں کی وہ پہاڑوں اور میدانوں میں تھے اور یہاں آ کر گرفتار ہو گئے ہیں وہ اس سے پہلے خراج وغیرہ جمع کیا کرتے تھے یا سرحدوں کی حفاظت کرتے تھے کم از کم انہیں تو چھوڑ دے لیکن مصعب بن زبیر نے اس بات کی کوئی پرواہ نہ کی اور سب کو قتل کر دیا۔ مسافر نے اس کے بعد کہا خدا اس گروہ پر لعنت کرے کہ میں نے ان سے کہا تھا کہ رات کے وقت نکلو اور گلی کوچوں سے محافظین کو ہٹاتے ہوئے فرار کر جاؤ اور اپنے قبیلے کے ساتھ مل جاؤ لیکن انہوں نے میری اطاعت نہ کی اور مجھے مجبور کیا کہ میں اس ذلت اور خواری اور پستی سے غلاموں کی طرح قتل کر دیا جاؤں۔

Presented by Ziaraat.Com

میں تم سے خواہش کرتا ہوں کہ میرا خون ان کے خون سے آلودہ کرے اور مجھے علیحدہ قتل کر دیا جائے۔ مصعب نے اس کا یہ تقاضا قبول کر لیا اور اسے ایک دوسرے گوشہ میں قتل کر دیا گیا۔

کوفہ میں خون کی ندی:

مصعب نے چاہا تھا کہ صرف غلاموں اور ایرانیوں کو قتل کرے اور عربوں کو جو تھوڑے سے تھے چھوڑ دے لیکن اس کے مشیروں نے اس سے کہا کہ یہ کونسا ایمان ہے کہ تم عجموں کو قتل کر دینا چاہتے ہو اور عربوں کو چھوڑنا چاہتے ہو جب کہ ان سب کا ایک عقیدہ ہے (اور یہ سب علی علیہ السلام کے شیعہ ہیں) تم کس طرح کامیابی کی امید رکھتے ہو بالآخر مصعب نے حکم دیا کہ ان تمام کو جو سات ہزار آدمی تھے قتل کر دیں۔ دارالامارہ کے اطراف میں خون کی ندی کوفہ شہر میں جاری ہو گئی۔ اس دفعہ پھر کوفہ کی تاریخ نے اس ہولناک واقعہ کا جو ظالموں اور جنایتکاروں نے مظلوموں اور کمزور انسانوں کا خون بہایا ہے مشاہدہ کیا ہے۔ طبری نے لکھا ہے کہ علی بن محمد کی روایت کے مطابق جب مختار قتل ہو گیا تو محاصرے میں موجود سب لوگ تسلیم ہو گئے مصعب نے اپنے مشیروں اور دوستوں سے ان کے بارے میں مشورہ کیا عبدالرحمٰن بن محمد اشعث اور محمد بن عبدالرحمٰن اور ان لوگوں نے کہ جن کے رشتہ دار مختار کے ہاتھوں قتل ہو چکے تھے ان سب نے کہا کہ ان سب کو قتل کر دو۔

ابن حر کی پیشکش:

عبیداللہ بن حر جو مصعب کے بزرگ افراد سے شمار ہوتا تھا اس نے مصعب سے کہا کہ اے امیر! ان قیدیوں میں سے ہر ایک کو ان کے قبیلے کے سپرد کر دے تا کہ تو اس طرح ان پر احسان کرے گا اگر انہوں نے ہمارے آدمی قتل کیے ہیں تو ہم نے بھی تو ان کے آدمی قتل کیے ہیں۔ ہمیں سرحدوں کی حفاظت کے لیے ان کی ضرورت ہے۔ غلاموں اور موالی کو ان کے

Presented by Ziaraat.Com

مالکوں کے سپرد کر دے تا کہ وہ ان سے کام لیں کیونکہ یہ غلام اکثر عورتوں اور یتیموں اور کمزوروں کے غلام ہیں ہاں ان ایرانیوں میں سے جو آزاد کیے جا چکے ہیں انہیں قتل کر دے کیونکہ ان کا کفر ظاہر ہو چکا ہے اور ان کا تکبر بہت ہو چکا تھا اور یہ ناشکرے ہو گئے تھے مصعب ابن حجر کی اس گفتگو کو سن کر ہنس پڑا اور احنف بن قیس کو جو قبیلہ کا سردار اور بزرگ اور قابل احترام تھا اس سے مصعب نے کہا کہ تیری کیا رائے ہے؟ اس نے جواب دیا کہ زیاد نے مجھے بلایا تو میں اس کے حکم کا تابع نہ تھا احنف کا یوں کہنا مصعب کے لیے کنایہ اور اشارہ تھا۔ اس کے علاوہ احنف نے اور کوئی بات نہ کی۔ اس کے بعد مصعب نے حکم دیا کہ تمام قیدیوں کو جو چھ یا سات ہزار تھے قتل کر دیا جائے۔ اس زمانے کے مشہور شاعر اسدی نے اس وحشیانہ قتل عام کے بارے میں اشعار لکھے ہیں کہ جن کا ذکر کر دینا مناسب ہے۔ اور اسے ایک تاریخی حیثیت حاصل ہے۔

ترجمہ یوں ہے:

(۱) امان اور پیمان اور عہد کے باوجود چھ ہزار آدمی قتل کر دیئے گئے۔

(۲) عباد جبلی کے تعہد کو پل بنایا کہ جس نے گزرنے والوں کے لیے بنایا تھا۔ صبح کے وقت انہیں بلایا اور انہیں دھوکا دیا وہ پہلے خائن نہ تھے کہ جن کو میں نے کہا تھا کہ وہ گلی کوچوں میں جنگ کریں لیکن انہوں نے میری اطاعت نہ کی تھی۔

محمد بن یوسف نے کہا ہے کہ ایک دن مصعب نے عبداللہ بن عمر کے ساتھ ملاقات کی اور اس پر سلام کیا اور عبداللہ سے کہا کہ چچا میں تیرا بھتیجا مصعب ہوں۔ عبداللہ بن عمر نے کہا کہ ہاں تو اہل قبلہ کے سات ہزار آدمیوں کا ایک دن میں قاتل ہے۔ مصعب نے کہا کہ وہ سارے کافر اور جادوگر تھے عبداللہ بن عمر نے جواب دیا بخدا اگر اتنی تعداد گوسفندوں کو جو تو اپنے باپ سے ارث میں لیتا قتل کر دیتا تو پھر بھی یہ کام اسراف اور حرام ہوتا چہ جائیکہ تو نے مسلمانوں کو قتل کیا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

سعد بن عبدالرحمٰن نے بھی اس ظالمانہ قتل عام کے بارے میں اشعار لکھے ہیں کہ جنہیں طبری نے نقل کیا ہے چونکہ وہ اشعار زیادہ طولانی تھے انہیں ہم نے یہاں نقل نہیں کیا ہے۔

دینوری نے کہا ہے کہ ان لوگوں کی تعداد کہ جن کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے اور جنہیں ابن زبیر کے حکم سے قتل کر دیا گیا تھا چھ ہزار تھی ان میں عرب صرف دو ہزار تھے اور باقی چار ہزار ایرانی تھے۔ عراق اس زمانے میں ایران کی حکومت کا ایک حصہ تھا کہ جہاں آہستہ آہستہ اسلام کے غالب آنے کے بعد وہاں عرب آباد ہو گئے تھے اور اس کی زبان عربی ہو گئی اور ایران سے علیحدہ شمار ہونے لگا۔ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسری صدی کے اوائل تک کوفہ کے لوگ جو عراق کا مرکز تھا فارس زبان میں کلام کیا کرتے تھے۔

مختار کی زوجہ کی شہادت:

ابوعلقمہ نامی ایک مؤرخ نے کہا ہے کہ مصعب نے کوفہ پر مسلط ہو جانے کے بعد اور مختار اور اس کے اصحاب کو قتل کر دینے کے بعد مختار کی دو بیویوں کو کہ ایک ام ثابت تھی جو سمرہ بن جندب کی بیٹی تھی اور دوسری عمرہ جو نعمان بن بشیر انصاری کی دختر تھی ان دونوں کو قید کر لیا اور ان کا فیصلہ خود اس نے کیا۔ مصعب نے ان سے پوچھا کہ تم مختار کے بارے میں کیا کہتی ہو تو ام ثابت نے جواب دیا کہ جو تم اس کے بارے میں کہتے ہو میں بھی وہی کہتی ہو اور میں کیا کہہ سکتی ہوں؟ مصعب نے اس سے کہا کہ جاؤ تم آزاد ہو اس کے بعد مصعب نے عمرہ سے کہا کہ تم مختار کے بارے میں کیا کہتی ہو تو اس نے جواب دیا خدا مختار پر رحمت نازل کرے وہ اللہ کے صالح اور نیک بندوں میں سے ایک بندہ تھا۔ مصعب نے جب اس کا صریح اور صاف ستھرا جواب سنا تو غصہ میں آ گیا اور کہا کہ اسے قید کر دو۔ مصعب نے اس کے بارے میں اپنے بھائی خلیفہ عبداللہ بن زبیر کو لکھا اور جھوٹ لکھا کہ مختار کی بیوی کا عقیدہ ہے کہ مختار پیغمبر تھا میں اس کے بارے میں کیا کروں؟ عبداللہ بن زبیر نے جواب میں لکھا کہ اسے پھانسی پر چڑھا دو اور قتل کر

Presented by Ziaraat.Com

دو۔اس کے بعد مصعب نے حکم دیا کہ اسے قید خانے سے باہر لایا جائے اور کوفہ سے باہر حیرہ مقام پر مطر نامی آدمی سے قتل کرا دیا۔ یہ مطر تیم اللہ کے خاندان سے تھا۔اس نے مختار کی اس زوجہ کو تین ضربتوں سے شہید کیا اس عورت نے قتل ہونے سے پہلے داد اور فریاد کی اور کہا اے بابا۔اے بابا۔اے میرے رشتہ دارو! اے میرے قبیلے کے لوگو! لیکن کسی نے اس کی دادرسی نہ کی۔اس عورت کا بھائی ابان بن لقمان اس کے گرفتار کرے میں دخیل تھا۔ یہ مطر کے پاس پہنچا ایک زبردست تھپڑ اسے مارا اور اسے کہا کہ اے حرامزادے۔تو نے اسے قتل کر دیا ہے؟ خدا تیرے ہاتھ کو شل کرے بالآخر یہ محترمہ دلیر خاتون مطر کے ہاتھوں شہید ہوگئی۔مطر نے اس کے بھائی ابان کو پکڑا اور رہا نہ کیا اور مصعب کے پاس لے آیا اور کہا کہ اس نے میری ماں کو گالی دی ہے۔مصعب نے کہا کہ اسے چھوڑ دو اس کے سامنے بہن کا وحشت ناک قتل ہوا ہے۔مختار کی اس بیوی کے قتل نے کوفہ میں بہت برا اثر چھوڑا اور بہت سے شعراء نے اسے اشعار میں بیان کیا۔

ابن ربیعہ کے اشعار:

(۱) ایک بہترین عورت کا قتل کتنا تعجب خیز ہے کہ جو شہید کر دی گئی کہ جس کا کوئی گناہ نہ تھا خدا جانتا ہے کہ نیک کو قتل کیا گیا ہے۔

(۲) قتل ہونا اور قتل کرنا مردوں کا کام ہے اور عورتوں کا کام پردے اور چادر میں رہنا ہے۔

مختار کی ماں کی گفتگو:

مختار کی ماں بھی محاصرہ میں موجود تھی جس کا نام دومہ الحسناء تھا آپ اس وقت بہت بوڑھی تھیں۔ابو محجن نے کہا کہ جب مختار کے قریبی رشتہ دار اور اصحاب جو قصر میں موجود تھے قتل ہو گئے اور ان لوگوں نے شکست کھائی تھی میں نے مختار کی والدہ سے کہا کہ آپ آئیں میں آپ کو اپنے کندھے پر اٹھا کر یہاں سے باہر لے جاؤں اور نجات دلاؤں اس نے پوری دلیری سے کہا نہیں اگر گرفتار ہو جاؤں اور قیدی بنائی جاؤں میرے لیے یہ بہتر ہے کہ تم مجھے اپنے

Presented by Ziaraat.Com

کندھے پر اٹھاؤ اور نجات دلواؤ۔

ابن زبیر کا کوفہ پر تسلط:

مختار اور اس کے اصحاب کے قتل ہو جانے کے بعد کوفہ پر ایک رعب اور وحشت طاری ہو چکی تھی وہ لوگ جو کربلا کے واقعہ میں شریک تھے اور امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں میں شمار ہوتے تھے اور انقلاب کے مخالف تھے مصعب ابن زبیر کی حمایت سے دوبارہ کوفہ پر مسلط ہو چکے تھے اور یہ لوگ اچھے اچھے عہدوں پر فائز ہو گئے تھے مختار کے دوست بالخصوص غلام اور مستضعف اور ایرانی نیست و نابود ہو چکے تھے۔ مصعب وہیں کوفہ میں رہ گیا اور عراق کے علاقہ پر گورنر اور حاکم معین کر دیئے۔ مصعب اپنے آپ کو بلا شراکت حاکم جانتا تھا کیونکہ عراق کے دو مہم مرکز کوفہ اور بصرہ اس کے قبضے میں تھے۔

مصعب کا ابراہیم اشتر کو خط:

ابراہیم اپنی بڑی کامیابی جو اسے شام اور عراق میں حاصل ہوئی تھی اور ابن زیاد اور شام کے لشکر کو ختم کرنے کے بعد مختار کے حکم سے عراق کے شمال غربی علاقہ پر گورنر معین کیا گیا تھا اور اس نے اس علاقے میں اپنے گورنر اور حاکم معین کر لیے تھے مختار کی مصعب سے جنگ میں وہ اسی علاقہ میں رہا اور اس جنگ میں موجود نہ تھا۔ مصعب کو معلوم تھا کہ ابراہیم پر قدرت اور صاحب نفوذ اور مدبر انسان ہے مصعب نے اس کو اپنے ساتھ ملانے اور لالچ کیا اور اس سے وعدہ کیا کہ اگر وہ ابن زبیر کی حکومت کو قبول کرلے تو شمال پر وہی اس کی طرف سے گورنر باقی رہے گا اسی غرض کے تحت مصعب نے ابراہیم کو ایک خط لکھا۔

اصل خط:

اما بعد! مختار جو دروغ گو اور اس کے پیروکار کہ جن کا دین کفر تھا اور وہ اس کے جادو میں گرویدہ ہو چکے تھے ختم ہو چکا ہے میں تمہیں کتاب اور سنت پیغمبر علیہ السلام اور عبداللہ بن

Presented by Ziaraat.Com

زبیر امیر المومنین کی بیعت کی دعوت دیتا ہوں اگر تم اسے قبول کرلو تو میرے پاس آجاؤ اور جب تک میں زندہ اور خاندان ابن زبیر کی حکومت ہے میں تم سے حتمی عہد اور پیان کرتا ہوں اور تاکیدی قسم اٹھاتا ہوں اور ایسا محکم تر عہد اور پیان کہ جو خدا نے اپنے پیغمبروں سے لیا ہے کہ جزیرہ مابین النہرین اور شمال عراق اور عراق کے مغرب کی تمام سرزمین پر تم گورنر رہو گے اور وہ تیرے اختیار میں ہوگا۔ والسلام۔

مصعب کا خط ابراہیم کو ملا اور اسی زمانے میں اسی طرح کا ایک اور خط عبدالملک بن مروان خلیفہ کا جو اس نے شام سے لکھا تھا ابراہیم کو ملا کہ جس کی عبارت یوں تھی:

اما بعد! ابن زبیر کے خاندان نے ہدایت کے رہبروں کے خلاف بغاوت کی ہے اور اہل خلاف سے نزاع کی ہے اور حرم خدا جو امن کی جگہ ہے اس میں الحاد اور کفر انجام دیا ہے۔ خدا نے انہیں مہلت دے رکھی ہے لیکن اس کا انجام برا ہوگا۔ میں تمہیں خدا اور پیغمبر علیہ السلام کی سنت کی پیروی کی دعوت دیتا ہوں اگر تو نے اسے قبول کرلیا اور مان گئے جب تک تم ہو اور میں زندہ ہوں عراق کی حکومت تیری ہوگی میں آپ سے یہ تاکید پیان اور عہد اور خدا کی قسم کے ساتھ جو میری گردن پر ہے وعدہ کرتا ہوں کہ میں اس پیان اور معاہدہ پر عمل کرونگا۔

ابراہیم پریشان ہوگیا کہ ان دونوں سے تو وہ جنگ نہیں کرسکتا اور لامحالہ ان میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا ہوگا تاکہ دوسرے سے جنگ کرسکے۔ ابراہیم نے اپنے دوستوں اور مشیروں کو بلایا اور ان کے سامنے یہ دونوں خطار کھے اور واقعہ سے انہیں آگاہ کیا اور ان سے اس کا حل طلب کیا۔

ان میں سے بعض نے کہا کہ عبدالملک بن مروان کی اطاعت کرے اور بعض نے کہا کہ ابن زبیر کا مطیع ہو جا۔ ابراہیم اشتر نے کہا کہ اگر میں نے شام کے لوگوں اور عبیداللہ بن زیاد کو قتل نہ کیا ہوتا تو اس وقت میں عبدالملک بن مروان کے ہاں جاتا اور اس کی اطاعت کرلیتا اور

Presented by Ziaraat.Com

پھر مجھے یہ پسند نہیں کہ دوسرے علاقے کے لوگوں کو اپنے علاقے پر اور دوسرے قبیلے کو اپنے قبیلے پر مسلط کروں۔ ان کے سوال اور جواب کو سوچنے کے بعد ابراہیم نے ارادہ کرلیا کہ مصعب بن زبیر سے مل جائے اور اسے خط لکھا۔ مصعب نے ابراہیم کو جواب میں لکھا کہ جتنا جلدی ہوسکتا ہے تو میرے پاس آ جا۔ ابراہیم نے موصل یا نصیبین کے ایک گروہ کے ساتھ کوفہ کی طرف حرکت کی اور کوفہ آ کر مصعب بن زبیر سے ملاقات کی۔ جب ابراہیم اشتر مصعب کے ساتھ مل گیا تو مصعب کو اپنے طاقتور ہو جانے کا احساس ہو گیا اور اپنے آپ کو مہلب سے بے نیاز سمجھنے لگا لہٰذا مہلب کو جزیرہ اور موصل اور آذر بائیجان ارمینہ کا حاکم بنا کر روانہ کر دیا اور عراق کے شمال کی حکومت بھی اسے دے دی۔

لیکن معلوم ہونا چاہیے کہ تقریباً پانچ سال کے بعد عبدالملک بن مروان نے ایک بہت بڑا لشکر عراق کو فتح کرنے کے لیے مصعب سے جنگ کرنے کے لیے روانہ کیا۔ عراق کی فوج کو اس سے شکست ہوئی اور ابراہیم اشتر چالیس سال کی عمر میں اس جنگ میں مارا گیا اور اس کی شہادت تیرہ جمادی الاول ۷۲ھ میں واقع ہوئی اور مصعب بن زبیر بھی چھتیس سال کی عمر میں اسی جنگ میں قتل ہو گیا۔ مصعب کے قتل ہونے کے دن جمعرات پندرہ جمادی الاول ۷۲ھ تھا۔ مصعب بن زبیر مختار کے بچے زائدہ بن قدامہ کے ہاتھوں قتل ہوا اور عبدالملک بن مروان کوفہ میں داخل ہو گیا۔

چار کٹے ہوئے سر:

۷۲ھ میں عبدالملک بن مروان ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ عراق پر قبضہ کرنے کی غرض سے مصعب بن زبیر کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے کوفہ کی طرف آیا اور دجلہ کے نزدیک کوفہ اور شام کی فوجوں میں بہت سخت لڑائی ہوئی۔ اس جنگ میں مصعب اور ابراہیم اشتر دونوں قتل ہو گئے۔ عبدالملک بن مروان عراق پر قابض ہو گیا اور کوفہ میں داخل ہو گیا

Presented by Ziaraat.Com

اور دارالامارہ قصر میں جا بیٹھا اور مصعب بن زبیر کا کٹا ہوا سر اس کے سامنے رکھا گیا۔

انسان کے لیے تاریخ ایک عبرت اور نصیحت ہوا کرتی ہے۔ جب لوگوں نے اس حالت کو دیکھا تو ان کے ذہنوں میں اسی جگہ دوسرے گزرے ہوئے واقعات یاد آئے ایک عرب ابی مسلم نخعی کھڑا ہو گیا اور عبدالملک بن مروان سے جو فتح کے غرور میں غرق تھا خطاب کیا اور یوں کہا اے امیر! میں اسی جگہ کوفہ میں تھا اور دیکھا کہ امام حسین علیہ السلام کا کٹا ہوا سر ابن زیاد کے سامنے پڑا ہوا تھا اور کئی دن کے بعد ابن زیاد کا کٹا ہوا سر اسی جگہ مختار کے سامنے پڑا ہوا تھا اور اب مصعب کا کٹا ہوا سر تیرے سامنے پڑا ہوا ہے اس کے بعد اس مرد نے کہا اے امیر! خدا عبدالملک کو اس تکرار سے محفوظ رکھے عبدالملک اس کی کلام سے بہت خوفناک اور وحشت زدہ ہو گیا اور اس جگہ کہ جہاں اس قصر کا مخصوص ہال تھا اٹھ کھڑا ہوا اور حکم دیا کہ اس ہال اور قبہ کو خراب کر دیا جائے۔

مختار کا مقبرہ:

بہت قدیم زمانے سے مختار کی قبر شیعوں کے نزدیک ایک متبرک قبر شمار ہوتی رہی ہے اس کی قبر پر ایک قبہ اور گنبد تھی جیسے کہ ابن بطوطہ سیاح نے اپنے سفرنامہ میں ساتویں صدی میں لکھا ہے اور کہا ہے کہ کوفہ میں جبانہ کے مشرقی طرف میں مختار کا ایک گنبد اور بارگاہ ہے اس بزرگوار کا مرقد مطہر بہت دیر سے ایک خرابہ اور متروکہ ماحول میں رہا ہے۔ اس کی سابقہ عمارت پرانی ہو کر مٹ گئی تھی اور شاید بے توجہی اس پر غلط اتہامات اور جھوٹی روایات کی بنا تھی جو اس انقلابی قہرمان کے بارے میں طویل تاریخ میں لگائے جاتے رہے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود خداوند عالم نے بعض اولیاء کے دل میں اس کی مزار شریف کی طرف توجہ مبذول کرا دی اور اسے بزرگوں کے لیے مورد عنایت قرار دے دیا یہی توجہ اور عنایت سبب بنی کہ مختار کے بارے میں تحقیق کی جائے اور ان امور کی صحت اور نسبتوں کی صحت اور سقم بارے اقدام کیا جائے۔

Presented by Ziaraat.Com

اس کی مقدس قبر کی تحقیق اور جستجو میں خداوند عالم نے اپنے الطاف کے لطف سے اس کے جسد مبارک اور قبر مبارک کو معین اور مشخص کر دیا۔ کئی سالوں سے یہ خبر مشہور اور متواتر تھی کہ اہل علم میں سے ایک بزرگ عالم نے مختار کی قبر کے بارے میں خاص توجہ عنایت فرمائی ہے۔ شیخ عبدالحسین طہرانی بزرگ علامہ اس زمانے میں عتبات عالیہ کی زیارت کے لیے عراق گئے اور مختار کی قبر کی تلاش اور اسے تعمیر کرنے میں کمر ہمت باندھی۔ مختار کی قبر کی نشانی حضرت مسلم بن عقیل کے صحن مبارک جامع مسجد کوفہ سے متصل ہانی بن عروہ کی قبر مبارک کے سامنے ایک بلند ٹکڑے پر واقع ہے۔ اس عالم بزرگوار کے حکم سے اس جگہ کو کھودا گیا ایک ویران عمارت کے آثار پیدا ہوئے کہ جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ پہلے یہاں ایک حمام تھا۔ اسی علامت کی بنا پر کھودائی اور مزید تحقیق کی گئی کھودائی کے وقت مرحوم علامہ سید رضا بحر العلوم نے اشارہ کیا کہ میرے والد علامہ سید مہدی بحر العلوم فرمایا کرتے تھے کہ مختار کی قبر مبارک مسجد کوفہ کی قدیمی دیوار کے کونے میں واقع ہے (جو آج بھی اسی جگہ اس کی قبر ہے)۔ بحر العلوم کھودائی کے وقت موجود رہے۔ موجود لوگوں اور کھودنے والوں کو تاکید کرتے تھے کہ مختار کے لیے فاتحہ پڑھیں۔ بحر العلوم اور شیخ عبدالحسین طہرانی کی نگرانی میں کھودائی کی گئی تو ایک تختی نکلی کہ جس پر یہ نقش تھا۔ (هذا قبر المختار بن عبیدة الثقفی) اس طرح سے مختار کی قبر مبارک پیدا ہوگئی اور اس پر ایک عمدہ عمارت بنائی گئی اور اس کے اندر جانے کے دروازے پر یہ لکھا گیا:

قد امر السید مهدی بحر العلوم و الشیخ جعفر کاشف الغطاء بان یشیدا ضریحا للمختار و عینا هذا الموضع قبر له

یعنی علامہ بحر العلوم اور شیخ جعفر کاشف الغطاء کے حکم سے یہ عمارت بنائی گئی ہے اور یہاں مختار کی قبر کو معین کیا گیا ہے۔

علامہ جعفر بن نما نے ذوب النضار کتاب میں مختار کے حالات میں لکھا ہے کہ انسان

Presented by Ziaraat.Com

اس مطلب سے بہت زیادہ اظہار تأسف کرتا ہے کہ کیوں علماء اور بزرگان مختار کی قبر مبارک کی زیارت کو نہیں جاتے اور اس کی زیارت کو بہت زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔

پھر آپ لکھتے ہیں کہ کافی عرصہ سے بزرگان اور علماء شیعہ مختار کی زیارت سے کنارہ کشی کیے ہوئے ہیں اور اس کے فضائل اور مناقب کے بیان کرنے میں زبانیں بند کی ہوئی ہیں اور اس سے دوری کی ہوئی ہیں اور اس کے فضائل بیان کرنے سے ایسے بھاگتے ہیں جیسے سوسمار پانی سے فرار کرتا ہے اور مختار کو متہم کرتے ہیں کہ وہ محمد بن حنفیہ کی امامت کا عقیدہ رکھتا تھا اور اس کی قبر سے بے توجہی کرتے ہیں اور اس کی قبر سے دوری کو اللہ کا تقرب جانتے ہیں حالانکہ مختار کی قبر نزدیک اور اس کی زیارت کرنی بہت آسان ہے اور اس کا مقبرہ اور بارگاہ حضرت مسلم بن عقیل کے قبہ اور بارگاہ کے پہلو میں ستارے کی طرح چمک رہا ہے اور افسوس ہے کہ اس دوری اور بے توجہی میں علم اور تحقیق پر عمل نہیں کرتے گزرے ہوئے لوگوں کی تقلید کرتے ہیں اور گویا کہ انہوں نے یہ فراموش کر دیا ہے کہ مختار نے اہل بیتؑ اور امام حسین علیہ السلام کے دشمنوں سے کیا کیا انتقام لیا ہے اور انہیں یاد نہیں رہا کہ مختار نے اللہ کی راہ میں جہاد کا حق ادا کر دیا ہے اور امام زین العابدین کی رضایت کے لیے معنوی درجات کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہوا ہے وہ تمام مناقب اور فضائل جو اس کے باقی رہ چکے ہیں اور اس کی سعادت کے چشمے جو ظاہر ہوئے ہیں ان سب کو فراموش کر دیا ہے۔

مختار کا زیارت نامہ:

علامہ امینی نے مختار کے زیارت نامہ کے بارے میں لکھا ہے کہ مختار عظمت اور بزرگی کے ایسے مرتبے تک پہنچ چکا ہے کہ جس کے لیے شیعوں کے عالی قدر عالم شہید اول نے اپنی کتاب مزار میں اس کے لیے ایک خاص زیارت نقل کی ہے اور شیعہ اسی زیارت کو پڑھتے ہیں۔ اس زیارت میں مختار کی نجات اور پاکدامنی اور اہل بیتؑ عظام کی ولایت کے اعتقاد اور

Presented by Ziaraat.Com

اس کی اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور امام زین العابدین (ع) کی محبت کی گواہی دی گئی ہے اور اس میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنین علیہ السلام کے خوشنود ہونے کی صراحت بھی موجود ہے اور یہ جملے بھی ہیں "انه بذل فی رضا الائمه و نصرة و العترة الطاهرة و الاخذ بثارهم" یعنی مختار نے اپنی جان آئمہ علیہم السلام کی رضا اور خوشنودی اور پاک عترت کی مدد اور ان کے خون کے انتقام لینے کے لیے قربان کردی۔

زیارت نامہ کے نقل کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم ایام سے مختار کی قبر مبارک شیعوں کی زیارت گاہ تھی اور شیعوں کے نزدیک قبر مشاہدہ متبرکہ میں شمار ہوتی تھی اور اس کی قبر پر گنبد اور روضہ تھا جیسے کہ ابن بطوطہ نے اپنے سفر نامہ میں اشارہ کیا ہے۔

پڑھنے والوں سے تقاضا:

یہ انصاف نہیں کہ مختار جیسے بزرگوار انسان کی قبر سے بے توجہی اور بے اعتنائی کی جائے بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مختار جیسے بزرگ شیعہ کی زندگی کے حالات کی تحقیق کیے بغیر دشمنان اہل بیتؑ کے زہریلے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر مختار کی قبر کی زیارت سے روگردانی کی جائے کیا حق ناشناسی اور حق کشی اس سے زیادہ کیا ہو سکتی ہے کہ جس انسان نے پورے خلوص سے اہل بیتؑ عظام کے مقدس نظریے کا جان ہتھیلی پر رکھ کر دفاع کیا ہو اور شہداء کربلا کے مظلوموں کے خون کے انتقام اور ظلم کو ختم کرنے کے لیے انقلاب برپا کیا ہو اس کے بارے میں اس طرح کا فیصلہ کیا جائے۔

اس کتاب کے مؤلف نے بہت زیادہ مدت مختار کی شخصیت کے بارے میں تحقیق کرنے میں صرف کی ہے اور کوشش کی ہے کہ اس کے نورانی چہرے سے بے علمی اور تعصب کے غبار کو کہ جس نے دشمنوں سے جہاد کر کے عادلانہ انتقام لیا ہے دور کر دے۔ روایات اور اقوال علماء اور واضح دلیلوں سے مختار کے پاکیزہ عقیدہ اور صحیح کام اور اس کے بلند مقام کو ثابت کیا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

لہذا سب سے پہلے تو علماء اور بزرگوار اور محققین اور لکھنے والوں اور اس کے بعد عموم غیور مسلمانوں سے بالخصوص امام حسین علیہ السلام کے سرخ انقلاب کے پیروں کاروں اور شہداء کربلا کے نقش قدم پر چلنے والوں اوران سب سے جوحق کے برپا کرنے اور شہیدوں کے خون کے انتقام کے طلبگار اور مطالبہ کرتے رہتے ہیں۔ان تمام سے خواہش ہے اور مطالبہ کرتے ہیں اور امید ہے کہ وہ اس مطالبہ کی طرف متوجہ ہونگے اور شاید ان غلط فیصلوں کو جومختار کے حق میں کیے گئے ہیں جبران اور تلافی بھی ہو جائے اور اس بزرگ انسان اور اس کے یار باوفا کی قربانیوں کا شکریہ قرار پائے خواہش ہے کہ جیسے مختار نے اپنے کام سے اہل بیتؑ پیغمبر کے دلوں کوخوشنود اور خوشحال کیا ہے ہم بھی ان تذکرات پر جوہم درج ذیل کر رہے ہیں اسلام کے اس بزرگ انسان کے بلند اور بالا مقام کی حق شناسی کے لیے عمل کرنے کا اعلان کریں مختار اور اس کے باوفا یاروں نے جو بے بہا خدمات اہل بیتؑ عظام کی ذات اور کلمہ حق کی بلندی اور سرفرازی کے لیے انجام دیئے ہیں ان کا شکریہ ادا کریں۔ ہمارا تقاضا اور خواہش یہ ہے کہ:

(۱) بغیر تحقیق کیے مختار کی شخصیت کے بارے میں کوئی فیصلہ نہ کریں۔

(۲) کوشش کی جائے کہ مختار کا نام زندہ رہے اور اپنی اولاد اور مکانات اور بازاروں روڈوں ہسپتالوں اور دوسرے عمومی مراکز کے نام اس پر افتخار شخص مختار ابن ابی عبیدہ ثقفی کے نام پر رکھے جائیں۔اور اس میں کیا اشکال ہے کہ فوج کے کسی دستے اور رجمنٹ کا نام بھی اسی کے نام پر رکھا جائے بلکہ بہت ہی مناسب ہوگا کہ اسی نام سے انہیں موسوم کیا جائے جیسے کہ دوسرے پر افتخار ناموں سے جیسے مالک اشتر اور میثم اور سلمان اور ابوذر اور مقداد اور دوسرے بزرگوں کے نام ان چیزوں کے لیے رکھے جاچکے ہیں۔

(۳) زیارات عتبات مقدسہ کربلا ونجف جانے والوں کواس شہید انتقام لینے والے اسلام کے بزرگ سردار مختار کی زیارت بھی کرنی چاہیے۔

اہل منبر اور لکھنے والوں اور خطیبوں سے تقاضا کیا جاتا ہے کہ وہ صحیح دلیلوں اور مدارک اور

Presented by Ziaraat.Com

بزرگان دین جیسے علامہ امینی اور دوسرے بزرگوں کے اقوال کے ذریعے ان اتہامات اور شبہات کو جو مختار کے بارے میں ایجاد کیے گئے دور کریں مختار کی مقدس ذات کا دفاع کریں۔ آخر میں امید کرتا ہوں کہ ان تذکرات کو جو میں نے ذکر کیے ہیں حضرت زید بن علی ابن الحسین علیہما السلام کے بارے میں بھی رعایت کی جائے اور ان کی ذات کے بارے میں جو شبہات اور اعتراض کیے جاتے ہیں انہیں بھی صحیح مدارک سے جواب دیا جائے خداوند عالم کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس ذات نے اس بندہ ناچیز کو توفیق دی ہے کہ مختار کے حالات اور اس کے انقلاب اور انتقام کے بارے میں مفصل کتاب لکھوں میری یہ کتاب دو سال کی تحقیق اور تتبع کے بعد جمادی الاولی سنہ ۱۴۰۸ھ میں اتمام کو پہنچی ہے۔

وما توفیقی الا باللہ و السلام علی المختار و علی الشهداء و علیکم و علی اخواننا المسلمین و رحمه الله و برکاته الحمد لله رب العالمین

مولف سید ابو فاضل رضوی اردکانی

بندہ نے اللہ تعالی کی توفیق سے اس کا ترجمہ رعایت لفظی کا خیال کرتے ہوئے نقل بالمعنی اور مرادی کیا ہے اور کوشش کی کہ ترجمہ سلیس اور عام فہم ہو میری یہ کوشش کہاں تک کامیاب ہوئی ہے یہ تو پڑھنے والے ہی بتلا سکتے ہیں۔

الحمد لله رب العالمین۔

الاحقر اختر عباس نجفی کورائی بلوچ

ترجمہ 30-12-1996 کو ختم ہوا

لاہور

Presented by Ziaraat